شاعرانہ و عاشقانہ اول

مضامین شرر

شرر

مضامینِ شاعرانہ و عاشقانہ

211

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

13128

دلگداز

یہ پہلا مضمون ہے جو دلگداز میں نکلا۔ اور اس کی اشاعت کی تمہید و تقریب کے لیے لکھا گیا تھا۔

وہ وقت بھی کس قیامت کا وقت ہوتا ہے جب بیتاب دل پر کچھ اثر پڑ جاتا ہے ...تا ہے کہ اسکے لیے ذرا دل بھی نرم چاہیے۔ مگر ہم تو جانتے ہین کہ چاہے کیسا ہی سخت ...ت دل ہو اثر کرنے والے جلے بیتاب ہی کر دیتے ہین۔ ناز و انداز نے تغافل شعاری ...ے بڑے سامان کیے لیکن ہجران نصیب کی آہ و زاری کی جگر خراش صدائین سُن کر ...ن سے ضبط نہ ہو سکا۔ کشش محبت بیرخی کرنے والون کو اپنی طرف متوجہ کر ہی لیتی ہے۔ ...جوان بیوہ کی حسرت مند آواز اُس وقت سُنیے جب وہ آدھی رات کو اعزا و اقربا ...سے چھپا کر دبی زبان سے نالہ و فریاد کر رہی ہو تو معلوم ہو کہ دل کیسی اثر قبول کرنے والی چیز ہے۔ یہ بھی نہیں اُس یتیم بچے کا بلک بلک کر رونا دیکھیے جو کسی ایسی بیوہ کی گود میں ...تا ہو جس سے ننھے معصوم کی مایوسانہ صورت تو نہ دیکھی جاتی ہو مگر منہ پھیر پھیر کر اُسکے ...کی آواز سُن رہی ہو۔ اس موقع پر بھی ضبط دل کا بخوبی امتحان ہو جائیگا۔ کبھی ...بھر کے لیے اُس اندوہناک مقام پر کھڑے ہو جائیے جہان کسی جوانمرگ کی سراپا یاس ...کے گرد حلقۂ ماتم بندھا ہو اور زمین سے سیکڑون دل ہلا دینے والی آوازین ایک عجیب ...موثر اختلاف کے ساتھ ملی ہوئی نکلتی ہون اور ایک مایوسی کا سمان پیدا کر دیتی ہون۔ ...کی تاثیر کا تجربہ کسے نہیں ہوا۔ کس نے بیتاب ہو ہو کر بستر غم پر کروٹیں بدلی تھیں کہ ...بے چین نہیں ہو گئے۔ کون تڑپ تڑپ کر رہ گیا تھا کہ شاعروں نے کلیجے نہیں تھام لیے۔ ...قطعۂ جوش آہ کا اثر اور حسرت بھری آواز کی تاثیر تھی غور سے دیکھیے تو یاس نصیب

سے پڑی ہیں اُن حسرتوں کی مجسم صورتیں معلوم ہونگی جنکے پیچھے انسان اپنی جان دیتا ہے
اُس لال لال خون نے جس میں وہ لتھڑی پڑی ہونگی خدا جانے کتنے نازک اور گورے گورے
خوبصورت ہاتھوں کی مہندیاں دھو ڈالی ہونگی اور وہ ظالم موت جسنے انکی جانیں چھینی
ہونگی نہ معلوم کتنے نوجوان مہوشوں کے زیور چھین لیے ہونگے۔

اسی ذیل میں ذرا اُس مفلوک الحال قوم کو بھی ایک نظر دیکھ لیجیے جو کسی زمانے
میں بڑی ترقی یافتہ سمجھی جاتی تھی اور جو "اہلِ اسلام" کے نام سے مشہور رہے پہلے
اس قوم کے گذشتہ حالات کو یاد کیجیے کہ تمام دنیا زیر حکومت تھی۔ علم و دولت اسی کے
حصے میں تھے۔ تمام قوموں کو اُسکی شاگردی پر فخر اور ناز تھا۔ عام ترقی کی کُنجیاں اسی
کے ہاتھ میں تھیں۔ ہر امر میں یہ ساری دنیا کی مرجع تھی۔ اسلام کا جوہر اُس تاج میں
لگا ہوا تھا جو تمام دنیا کا سرتاج تھا۔ فنون و دستکاری اور تجارت میں جدھر دیکھیے
اسی قوم کا نام سُنا جاتا تھا۔ اسکے بعد اب اس قوم کی موجودہ حالت کو دیکھیے کہ کس
ذلت کے نشیب میں پڑی ہوئی ہے۔ جہالت ہر ہر فرد بشر کے سر پر سوار ہے۔ تھوڑا بہت
علم ہے بھی تو آپس میں لڑنے کے لیے۔ ادبار کی بھیانک صورتیں ہر طرف سے نظر آرہی
ہیں۔ نشۂ غفلت ہے کہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ ابھی تک یا تو یونہی ڈگمگا رہے تھے
اب گرا چاہتے ہیں۔ افلاس کا یہ عالم ہے کہ پیٹ بھر کھانا نہیں نصیب ہوتا۔ قسمت ایسی
بُری کہ ہموطن بھی ملے تو نامہربان جن کی سرد مہریاں اور خاک میں ملائے دیتی ہیں بےحمیتی
ایسی حد سے بڑھی ہوئی کہ اپنی آبرو کا ذرا پاس و لحاظ نہیں۔ ہائے قیامت تو یہ ہے
کہ دل بھی ایسا پتھر کلیجہ کہ چاہے ساری قوم ڈوب جائے مگر اسکے ساتھ ہمدردی نہ کیجیے۔
اسلام کی اصلی غرض توحید جسکی وجہ سے اس قوم کی نگاہ میں سوا خدا کے کسی کی بھی عزت
نہ تھی وہ بھی مفقود ہوگئی۔ مساجد کا یہ عالم ہے کہ کسی سوگوار کی صورت بنائے چشم مشتاق
کی طرح ہر لحظہ نمازیوں کا انتظار کرتی ہیں اور مایوس ہو ہو کر اسلام کے موجودہ حال زار پر
پھوٹ پھوٹ کر روتی ہیں۔ اس قوم کی حالت بھی عجب قیامت خیز سامان پیش نظر کر دیتی
ہے۔ اور وہ بڑے ضبط کے لوگ ہیں جو اسلام کی عبرتناک حالت دیکھتے ہیں اور ہاتھ
سے نکلے جاتے ہوئے دل کو سنبھال لیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ دنیا میں دلگدازی کے بڑے بڑے سامان موجود ہیں مگر افسوس ہم

اُنپر نظر نہین ڈالتے۔ دامن خیال کو پھیلائیے تو دنیا حسرتناک موقعوں ہی سے آباد نظر آئیگی۔ جوش سرور کے ذریعے اور بیفکریوں کی محفلیں دل پر وہ اثر ہرگز نہیں کرسکتی ہیں جو اثر غم خیز حالتون سے ہوجایا کرتا ہے۔ اصل تو یون ہے کہ دلون کو بیقراری میں کچھ مزہ ہی اور ملتا ہے۔ دل کے ساتھ بیتابی جو کر گذرتی ہے وہ مسرت سے ہرگز نصیب نہیں ہوسکتا۔ جوش عشق کے لطف سے منتظرانِ یار جس قدر واقف ہین اُس قدر واقفیت ہم پہلوانِ یار کو خواب مین بھی نہیں میسر آسکتی۔

یہ بھی جانے دیجیے۔ اگر آپ دنیا کی عام ترقیون کے اصول کو تلاش کیجیے گا تو یہی دلگدازی ہر نیکنامی کا مبدأ ثابت ہوگی۔ بہادرون کے جوش۔ طلبا کے شوق زہاد کے ذوق فقط دلگدازی کی وجہ سے ہیجان مین آلیکے۔ وہ کیا پُرجوش موقع تھا جب عرب کے سچے ہادی نے کُل اہل مکہ سے بھری ہوئی محفل مین تبلیغ رسالت کے وقت اپنے دلگداز جملون سے لوگون کے دل ہلا دیے تھے۔ معمولاً وہ کس ولولے کا وقت ہوتا ہے جب کرنیل صفِ جنگ کے آگے کھڑا ہوکر بہادرون کے دلون کو بیتاب کر دیتا ہے وہ کیسی اچھی گھڑی ہوتی ہے جب کوئی سحر بیان اسپیکر قومی جلسون مین کھڑا ہوکر اپنے دلگداز الفاظ سے لوگون کے دل پانی کر دیتا ہے۔ اور سیکڑون آنکھون سے آنسوؤن کے چشمے بہا دیتا ہے۔ ان سب موثر باتون کو سُن کر کسی غمکدۂ ہجران مین جاکر دیکھیے کہ وہ کس حسرت کا وقت ہوتا ہے جب کوئی مبتلاے حرمان تن تنہا بیٹھا ہوا اپنی بیتابیون کا قصہ نہایت ہی درد بھرے اور حد سے زیادہ دلگداز فقرون مین خود اپنے ہی دل سے بیان کرتا ہوتا ہے۔ کیا ایسی باتین آپ سے سُنی جائینگی؟ اور اگر آپ سُن لینگے تو کیا آپ سے ضبط ہوسکیگا؟ ہائے توبہ!

واقعی دلگدازی بڑے کام کی چیز ہے۔ اسی کی مدد سے دل پسیجتے ہین اور کچھ کام نکلتا ہے۔ دبے ہوے جوش اور گھٹے ہوے حوصلے اور بجھے ہوے دل تھوڑا بہت اُبھرتے ہین تو اسی دلگدازی کی بدولت۔ ٹوٹی ہوئی آس دلگدازی کے سہارے سے پھر بندھ جاتی ہے۔ اور مُردہ امیدین از سر نو جی اُٹھتی ہین۔ کچھ اور نہین ہوتا تو بیان کر دینے سے دل کی بھڑاس ہی نکل جاتی ہے۔ کوئی نہین سنتا نہ سُنے ہم تو اپنے جی بھر کے رو لیتے ہین۔

قومی اغراض قوم سے بیان کرنے کے لیے اس وقت صدہا اخبار جاری ہین۔ بلکہ بعض اخبارات بڑی کوشش و جانکاہی سے اپنا فرض ادا کر رہے ہین۔ ایسے وقت مین

ہین تو ہی اُنھین بھگا بھگا دیتی ہے اور مٹا مٹا دیتی ہے ۔ شب غم کی ہولناک اور لمبی لمبی راتون مین تو ہی ہمین تسلی دے دے کر بہلاتی ہے ۔ اُس بیوہ کے دل مین ننھے بچے کی محبت تجھی نے پیدا کی جو اس بیکسی کی حالت مین بڑی نازبردارون سے پال رہی ہے ۔ اُس نابالغ یتیم کو تو ہی ایک ایسی مربی مل گئی ہے کہ اپنے آنسوؤن کو روکے ہوے بڑی بیفکری کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے ۔ وہ لاوارث بوڑھا تیری ہی تسلیون کا عصا ہاتھ مین لیکر اپنے کام کلج کے لیے بے سکت پاؤن سے ادھر اُدھر دوڑا دوڑا پھرتا ہے ۔

اے ہمارے سب مقصدون کی سرتاج امید تو ہماری آنکھون کی ٹھنڈک ۔ ہمارے دلون کی خوشی ۔ ہماری آرزوؤن کی جان اور ہمارے حوصلون کی رہبر ہے ۔ کونسا کام تھا جس مین تو نے ہماری مدد نہین کی ۔ ہم کدھر چلے تھے کہ تو ہمارے آگے نہین ہوتی ۔ کس طرف ہمنے رُخ کیا تھا کہ تو سامنے نہین نظر آئی ۔ کس مشکل مین ہم پھنسے تھے کہ تو ہماری چارہ سازی کے لیے نہین آپہونچی ۔ کون بلا ہمارے سر پر آئی تھی کہ تو نے اُسکو رد نہین کر دیا ۔ کس مصیبت سے ہم دوچار ہوے تھے کہ تو نے ہمارا پیچھا نہین چھڑایا ۔

عقل کی عینک لگاکے دیکھیے تو ترقی کی عالیشان عمارت ساری دنیا سے اونچی نظر آئیگی مگر اُسکے چارون طرف امید کے زینے لگے ہوے معلوم ہونگے ۔ کامیابی کا جگمگاتا ہوا تارہ بہت دُور پر دکھائی دیگا مگر جب آپ کی پُرشوق آنکھ سے امید کی شعاعین اُدھر کو جانے لگین تو دیکھیے گا کہ اُس تارے کی کرنین استقبال کے لیے خود بڑھی چلی آتی ہین ۔ مقصدوری کے دارالسلام مین آپ جانا چاہین گے تو اولوالعزمی آپ کا دل بڑھائیگی اور اُمید کی سڑک آپ کو دلبستگیون کے بڑے بڑے سامان دکھاتی ہوئی وہان تک پہونچا دیگی ۔ ہماری خضر طریق امید ایسی نہین ہے کہ آرزومندی کے چشمۂ حیوان سے سکندر کی طرح ہمین ناکام واپس لائے ۔ ہماری عیسیٰ نفس امید ایسی نہین ہے کہ ہمارا دُکھ کھونے کیلیے دنیا کے بیوفا لبِ شیرین والون کی طرح اُسے زبان ہلاتے عار معلوم ہو ۔

اے ہماری تنہائی کی مونس اور ہماری اندوہناکی کی رفیق امید تجھے ہمنے عجب بیکسی اور بے بسی کے مقامون مین دیکھا ہے ۔ تو انسان کا وہان پر ساتھ دیتی ہے جہان اُسکا کوئی شریک نہین ہوتا ۔ مبتلایانِ غم کو تو اُن موقعون پر تسکین دیتی ہے جہان چارون طرف حسرت ہی حسرت نظر آتی ہے ۔ آفت زدون کی تو اُن قیامت خیز حالتون مین تسلی کرتی ہے جبکہ

Marfat.com

ہر جانب مایوسی ہی مایوسی برستی ہے۔

اُس جاں بلب بوڑھے کی پتھرائی ہوئی آنکھوں اور اُکھڑی ہوئی سانس نے سب کو مایوس کر دیا ہے۔ مگر اے امید تو نے اُسے زندگی سے مایوس نہیں ہونے دیا ہے۔ وہ بے آنکھوں کی ضعیفہ بڑھیا جو بے نور آنکھوں کو اپنے مردہ بیٹے کے مُردنی چھائے ہوے چہرے کی طرف کیے بیٹھی ہے اگرچہ معتبر ذریعوں سے اُسے بیٹے کی موت کی خبر معلوم ہو چکی مگر اُسکے سفید سفید دیدے تیری صورت دیکھ رہے ہیں کہ تو کیا کہتی ہے۔ وہ نوجوان بیوہ جو ناکام شوہر کی لاش کے برابر حسرت نصیب صورت بنائے بیٹھی ہے اگرچہ اپنی چوڑیوں کو توڑ چکی مگر ابھی اُسکی آس نہیں ٹوٹی۔ امید لگی ہوئی ہے کہ شاید خدا پھر جلا دے۔ وہ زخم کاری کا صدمہ اُٹھانے والا سپاہی جو میدانِ جنگ میں پڑا دم توڑ رہا ہے اُسکے دل میں بھی ابھی امید ہے کہ شاید کوئی سپاہی اُسے کیمپ میں اُٹھا لیجائے اور فوجی ڈاکٹر کے علاج سے صحت حاصل ہو۔ وہ تھوڑے سرمائے والا غریب جسکا سب مال و اسباب چوروں کے ہاتھوں لُٹ چکا ہو اس امید پر ضبط کیے بیٹھا ہے کہ شاید کہیں پتہ لگ جاوے۔ وہ اپنے ملک کا جان نثار بہادر بادشاہ جسکی ساری فوج اور سب ہمراہی قتل ہو چکے مگر تنِ تنہا اس امید پر غنیم سے لڑے جاتا ہے کہ شاید فتح نصیب ہو جاے۔

امید کا لہلہاتا ہوا باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے۔ یوں تو کون ہے کہ جسنے باغِ امید کی سیر نہ کی ہوگی مگر اُسکی طرف توجہ کرنے والے اور اُسکی دلچسپیوں سے لطف اُٹھانے والے بہت کم نکلیں گے۔ کون ہے جسپر امید کا احسان نہ ہو۔ مگر اُسکا احسان ماننے والے کم ہیں۔ آؤ ہم تمھیں باغ اُمید کی سیر کرا لائیں۔

صاحبو! ذرا دنیا کی اخلاقی حالت پر نظر ڈالو۔ دیکھو۔ مائیں بچوں کی پرورش کر رہی ہیں۔ لڑکے اسکولوں اور مکتبوں میں پڑھ رہے ہیں۔ کچہری والے اپنے کاروبار میں مشغول ہیں۔ مقدمے والے اپنی آرزوؤں کو گود میں لیے ہوے ادھر اودھر ٹہل رہے ہیں۔ تمام اہل حرفہ اپنے اپنے کاموں میں معروف ہیں۔ معمار بڑی بڑی عمارتوں کی بنیاد ڈال رہے ہیں۔ بڑھئی برق ریزی کے ساتھ لکڑیوں کی کاٹ چھانٹ کر رہے ہیں۔ مسئار پری رخوں کے لیے نازک نازک اور خوبصورت خوبصورت زیور بنا رہے ہیں۔ باغبان درختوں کی آبیاری میں مشغول ہیں۔ لوہار کسی جوشیلے جنوں والے کے لیے

Marfat.com

دلِ بیتاب کو بہلانے لگتا ہے - خیالِ یار کا دربار ایسا عام ہے کہ ہر ایک کو اپنے اپنے حوصلے کے موافق وہان سے کچھ نہ کچھ دلچسپیون کا سامان مل ہی جاتا ہے - دریا پر چاہے کتنے پہرے بیٹھے ہون مگر خیالِ یار کا وسیع دروازہ ہر وقت کھلا ہی رہتا ہے - وہ کون سی مصیبت ہی جسے ہم باغِ خیال کی سیر کرکے دفع نہین کر لیتے ہین - یار اگر بیوفا ہے تو خیالِ یار بیوفا نہین - قسمت اگر برسرِ خلاف ہے تو خیال کی وفاداریان ہمین اُس سے بھی دو گھڑی کے لیے بےفکر کر ہی دیتی ہین - ؎

کس قدر با وفا ہے اُسکا خیال   بیکسی مین بھی آئے جاتا ہے

خیال ایک ایسی دُوربین ہے کہ اسکے ذریعے سے ہم کہان کہان کی سیر نہین کر آتے - وہ سخت سے سخت مقام جہان فرشتون کے بھی پر جلتے ہین ہمارا ہرن خیال وہان بھی ہمین اُڑا لیے پھرتا ہے - کبھی گھڑی بھر کے لیے باغِ خیال کی نیرنگیون کی سیر کیجیے تو معلوم ہو کہ عالمِ خیال مین آزادی پسند طبیعت کے کیا کیا حوصلے پورے ہوتے ہین اور کیسی کیسی آرزوئین بر آتی ہین - ساقیِ دریادل کے پیاسے ہاتھون کو چند آرزومند نگاہین عجب شوق و ذوق سے دیکھ رہی ہین - صراحی کے اُنڈیلنے کی آواز سُن سُن کر کانون کو کسی سانولی صورت کی سُریلی آواز سے کم مزہ نہین ملتا - بادۂ گلگون کا لال لال رنگ کسی کے گلاب ایسے رخسارون اور نشیلی آنکھون کے سرخ سرخ ڈورون سے زیادہ نظر فریبیان کر رہا ہے - جن ہاتھون کو پیاسے گلون مین پڑے رہنے کا شوق ہے جامِ صہبا لینے کے لیے کس خوشی سے آگے بڑھتے ہین - نگاہین ساقی مہوش کی گوری گوری صورت کو کس آرزو اور امید کے ساتھ دیکھ رہی ہین - آپ کو معلوم ہے یہ لبنگیان کیون حد سے گذر جاتی ہین؟ بادے گلگون مین ہی ایک عجیب دلربا خاصیت ہی کہ ادھر حلق سے اُتری اور اُدھر نظرِ مشتاق میدانِ خیال مین گشت لگانے لگی - ادھر ذرا سرور آیا اُدھر کرشمہ گاہِ خیال کی دلفریبیان آنکھون کے سامنے ہوگئین -

درِ جانان تک پہونچے نہین مگر یار بیوفا سے شکایت کر رہے ہین - ہمکناری کیسی نگاہ بھر کے دیکھ لینے پر بھی کوئی بگڑ جاتا ہے مگر ہم بڑے لطف کے ساتھ گلے سے لپٹے ہوئے ہین - وصل کیا سوالِ بوسہ پر بھی وہان تیوریان چڑھ جاتی ہین مگر یہان خوب جی کھول کھول کے آرزوئین پوری کر رہے ہین - نامرادی سی نامرادی ہو مگر خیال مقصدوری کی صورت ضرور دکھا دیتا ہے - مایوسی سی مایوسی ہو مگر جب دامنِ خیال پکڑ لیجیے تھوڑی بہت تسکین

Marfat.com

ہو ہی جاتی ہے۔ خیال یاس حسرتون کی پُر خوف گھاٹیون سے ہمین کس پھرتی سے نکال لیجاتا ہے۔ خیال کی مدد سے غم و اندوہ کی کٹھن سی کٹھن منزلین ہم کس خوشی سے طے کرجاتے ہین۔

زاہد شب زندہ دار راتون کو اُٹھ اُٹھ کے اپنی دعامین خدا سے بھی اُنھین باتون کا خواستگار ہوتا ہے جو خیال نے بتائی ہین۔ شاہی دربار کا ایک معزز وزیر جسے بادشاہ کے مراحم خسروانہ نے انتہا سے زیادہ منہ لگا رکھا ہے جب ہاتھ جوڑ کر خواستگار ہوتا ہے تو اُسی چیز کا جو خیال نے سکھادی ہے۔ ایک صاحبِ فراش بیمار جب حکیم صاحب کی نظر لطف دیکھتا ہے تو اُسی بات کا آرزومند ہوتا ہے جو پیارے خیال کی یاد دلائی ہوئی ہے۔

ایک جگہ ہو تو دیکھین۔ ہم تو دنیا بھر مین جس طرف نظر اُٹھا کے دیکھتے ہیں کرشمۂ خیال ہی نظر آتی ہے۔ حوصلہ مند مسافرون کے خیال ریل سے پہلے ہی اُن مقامون پر پہونچ جاتے ہین جہان کا شوق خود اُنھین بھی اُس طرف کو کھینچے لیے جاتا ہے۔ ہم جدھر کو چلتے ہونگے پیارا خیال ہم سے آگے ہوا ہوگا۔ عشرت کدۂ جانان کا ارادہ کیا تو ہم ابھی راستے ہی مین تھے اور ہمارا خیال بزم یار مین پہونچ گیا۔ رقیبون کو دربار سے نکالنے چلے تو ہم ابھی ارادہ ہی کر رہے تھے اور ہمارا خیال پہونچکر رقیبون سے دست و گریبان ہوگیا۔ ہماری فوجین لڑنے کو چلین تو اُنکے خیال پہلے پہونچکر دشمنون کے سامنے صف باندھ کے کھڑے ہو گئے۔ ہمارے مذہبی مسافر جب حج کو چلے تو ہنوز وہ سمندر کی موجون کے تھپیڑے ہی کھا رہے تھے لیکن اُنکے خیالات طواف کعبہ اور زیارتِ مسجدِ نبوی مین مشغول ہوگئے۔ ہمارا جو ارادہ ہوتا ہے اور ہم جس سفر کے لیے کمر باندھتے ہین ہمارا خیال ہمین پہلے اُسکی ایک اجمالی سیر کرا لاتا ہے۔ پہاڑون کی پیچ در پیچ گھاٹیون مین جانے کا جب ارادہ ہوتا ہے تو خیال اُدھر قدم رکھنے سے پہلے ہی وہان کی مصیبتون کی صورت آنکھون سے دکھا لاتا ہے۔ دریا کے سفر کے لیے جس وقت ہمارے جہاز کا لنگر اُٹھایا جاتا ہے اُسی وقت ہم سمندر کی متلاطم موجون اور پرندون اور طیور سے خالی آسمان کی نیلی پر اوندھائی ہوئی صورت کو خیال کی کشتی پر سوار ہو کر دیکھ آتے ہین۔ وہ ہجران نصیب جنکی روتے روتے ابھی پچھلے کو آنکھ لگ گئی ہے اگرچہ اُنکی مایوس صورت دیکھکر بے اختیار دل بھر آتا ہے مگر کسی کو کیا معلوم کہ اس وقت وہ کس مزے مین ہین۔ اُنکا خیال اُنھین بزم جانان کی سیر کرا رہا ہوگا اُنکی آنکھ مین کسی کی بھولی بھولی صورت دیکھ دیکھ کر وہ محو ہو رہی ہونگی۔ اُنکے ہاتھ کسی کے گلے تک

سینے پر ہونگے اور باہین کسی کی گوری گردن مین پڑی ہونگی - آرزوؤن کا ہجوم سامنے کھڑا ہوگا اور ہر آرزو بر آنے کے لیے سبقت کر رہی ہوگی - اُس مفلس کو دیکھیے جو سوتے مین بظاہر گھبرائی ہوئی سانسین لے رہا ہے مگر آپ نہین جانتے کہ یہ گھبراہٹ کس بات پر ہے - وہ اپنے حوصلے سے زیادہ مال و دولت کو دیکھکر گھبرا گیا ہے - روپیون کے انبار اور اشرفیون کے ڈھیر اُسکی نظر کے سامنے ہین - اور اسکے ساتھ ہی اُسے یہ بھی یقین دلا دیا گیا ہے کہ یہ سب مال تیرا ہی ہے - اُس بدنصیب لاوارث دُکھیا جوان بیوہ کو دیکھیے جسکے بے آس چہرے پر خواب مین کچھ رونق سی آگئی ہے - خواب مین اُسکا خیال ایک نورانی صورت والے پیرمرد کی وضع مین آیا ہے اور اُسے تشفی دے رہا ہے کہ "گھبراؤ نہین - تمھاری مصیبت جلدی دفع ہو جائیگی - یا تو تمھارا شوہر زندہ ہو گا یا ہندوستان سے بیوون پر ظلم ہونے کی ظالم رسم ہی اُٹھ جائیگی"۔

سچ پوچھیے تو عالم خواب عجب دلبستگیون کا عالم ہے - اس عالم مین کیسی کیسی دلفریبیان ہوتی ہین اور کیا کیا کرشمے ظاہر ہوتے ہین - اگر پریشان نہ ہو تو خواب اِس بیداری سے لاکھ درجے اچھا ہے جو ایک سوہانِ روح کے ساتھ گذرتی ہے - اپنی زندگی کی سخت سے سخت مصیبتون پر نظر ڈالیے اور اُنکے ساتھ اُن خواہشون کو بھی یاد کیجیے جو ایسے موقعون پر آپ کا دل بہلاتی رہتی ہین تو عالم خواب کی دلچسپیان آپ کی نظر کے سامنے ہو جائینگی - خواب مین اس قدر لطف کیون ہے ؟ اسلیے کہ وہ خیال ہی کی نیرنگیون کا ایک دلفریب نمونہ ہے - خیال کا ہرا بھرا باغ جس مین رنگ رنگ کے مختلف پھول لگے ہوے ہین ہماری نظر کے ساتھ وہی کرتا ہے جو کسی حور وش کی ملائک فریب صورت ہمارے دل کے ساتھ کرتی ہے -

وہ کیا اچھی گھڑی ہوتی ہے جب غمکدۂ ہجران مین کوئی دروازے کی طرف نظرِ شوق لگائے تنہا بیٹھا ہوتا ہے اگر اُس شخص کے مقام پر جاکے آپ دم بھر بیٹھ جائین تو معلوم ہو کہ خیال کس کس انداز سے دلفریبی کرتا ہے - اور عاشقون کے مذاق کے موافق اُسنے کیسی کیسی دلبستگیون کے سامان جمع کر رکھے ہین - مگر ہاے آپ جاکے بیٹھ بھی گئے تو وہ محبت بھرا دل کہان سے لائینگے - اگر آپ نگاہ اُٹھا اُٹھاکے اُس غمکدے کی بھیانک اور پُرخوف صورت بھی دیکھنے لگے تو آپ کو وہ مشتاق نظر کہان سے ملیگی جو بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اودھر اُدھر کسی کو ڈھونڈھتی پھرتی تھی - آپ کیا جانین کہ اُس خستہ جگر عاشق کو خیال

کیسی کیسی سیرین دکھا رہا تھا۔ متجس آنکھون کے سامنے یک بیک کسی ہوشربا کی بانکی صورت کا آنا اور فوراً پھرتی سے غائب ہو جانا۔ کسی تغافل کیش کا دیکھتے ہی دیکھتے ایک ادائے معشوقانہ دکھا کر رفوچکر ہو جانا یہ تھوڑے مزے کی باتین ہین؟ کسی طرف سے کھٹکے کی آواز آتے ہی نظر شوق کا بے اختیار اُدھر کو اُٹھ جانا۔ دروازے کے ہلنے کی موہوم آہٹ پاتے ہی ایک بیتابی کے ساتھ سر اُٹھا کر دیکھنے لگنا۔ کسی کے پیرون کی چاپ پاتے ہی خیالات کا یکایک سمٹ کر اُدھر کو متوجہ ہو جانا۔ اور پھر آپ ہی آپ خیالِ جانان سے باتین کرنے لگنا۔ دیدارِ جانان کی آرزوون کو کس طرح جھنکا جھنکا کر خوش کرتا ہے؟ یہ تو یہ خیالِ یار کے ساتھ دل بہلاتے ہی بہلاتے یکایک ہجوم یاس سے گھبرا کر کہہ اُٹھنا ؎

سنبھلنے دے ذرا اے ناامیدی کیا قیامت ہے
کہ دامانِ نگاہِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

کچھ اس سے بھی زیادہ مزے دے جاتا ہے۔

سیر پسند طبیعتون کے دل ٹٹولیے تو معلوم ہو کہ وہ خیال کے جام جہان نما کے دریعے سے کہان کہان کی سیر کرتے پھرتے ہین۔ آپ اُنھین جب دیکھین گے لندن اور پیرس کی آبادی اور پری رخون سے بھری ہوئی سڑکین ہونگی اور جس طرح کوئی بوڑھا اُنگلی ہاتھ مین دیکر کسی بچے کو سیر کراتا پھرتا ہو اُسی طرح اُنکا خیال اُنھین لیے لیے پھرتا ہوگا۔ کوہِ قاف کا وہ حسن خیز دامن جہان کی حُسن فروشی عاشق مزاجون کو کچھ ایسی کشش سے اپنی طرف جذب کرتی ہے کہ نقد جان ہاتھ مین لیکر حاضر ہوتے ہین۔ وہان بھی انکا بلند پرواز خیال اُنھین پریون کی پیاری پیاری صورتین دکھاتا پھرتا ہوگا۔ بنارس کی سُہانی صبح جو کافرکیشون کی دلربا جماعتون کو لبِ گنگا پر لیجا کے کھڑا کر دیتی ہے حُسن کی اُس نمایشگاہ مین بھی وہ اپنے خیال کی صبا رفتار کشتی پر سوار بے تکلفی کے ساتھ حسینون کا انتخاب کرتے پھرتے ہونگے۔

جن لوگون نے مختلف علوم خصوصاً حکمت و فلسفہ پر نظر ڈالی ہے وہ جانتے ہونگے کہ جب تک کسی علم کی غایت نہ معلوم ہو جائے اُسوقت تک وہ علم ہرگز نہین حاصل ہو سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ لالچ نہ دلایا گیا ہوتا کہ جنت مین یہ یہ لطف ہونگے اور ایسی ایسی دلچسپیان ہونگی تو زاہد شب زندہ دار کیا سمجھ کے عبادت کرتا؟ دُنیا کا کوئی کام ہو جب تک مقصود نہ معلوم ہولے اُسکی طرف طبیعت کا متوجہ ہو جانا محال ہے۔ اسی غرض

Marfat.com

سے تمام علمون کی کتابون مین سب کے پہلے ایک مقدمہ رکھا جاتا ہے جس مین اُس فن کی غرض اور اُسکے نتائج اور اُس فن کی جامع ومانع تعریف بیان کی جاتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ان دو تین باتون سے انسان کو اُس علم مین کیا بصیرت حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر بات کیا ہے کہ ہماری ذہانت وذکاوت کا سرچشمہ خیال اُنھین دو تین باتون کے سہارے سے اُس علم کے ہر ہر مسئلے پر ایک اجمالی نظر ڈال آتا ہے۔

ہر ترقی کی ابتدا اُسکا خیال ہوا کرتا ہے۔ جس بات کو ہم اپنے خیال مین جما لین پھر بھلا ممکن ہے کہ اُس مین کامیابی نہ ہو جائے۔ اسی خیال کی بدولت کسی زمانے مین ہمارا اعتقاد تھا کہ انسان جس چیز کو چاہے حاصل کر سکتا ہے۔ یہ کتنا بڑا دعویٰ تھا کہ مَن طَلَبَ وَجَدَ۔ اور کیونکر یہ دعویٰ نہ ہوتا۔ ہماری قوم کے عالی حوصلہ نوجوان روز بروز اسکا ثبوت دیتے جاتے تھے۔ لیکن موجودہ غفلت شعاریون نے اس لائق ہی نہ رکھا۔ ہمارا منہ ہی اس قابل نہین رہا کہ اس قسم کی کوئی بات کہین۔ ہان اب ت کچھ امید پڑتی ہے کہ قوم کو ایک خیال پیدا ہو گیا۔ اب اسکے سوا ہم کیا کہہ سکتے ہین خدا ہمارے اس قول کو سچا کرے کہ "ہر ترقی کی ابتدا اُسکے خیال سے پڑتی ہے" آمین

یک سر و ہزار سودا

واقعی یہ دنیا جہان آرزوؤن کی کشمکش مین رہنے کا اتفاق ہوتا ہے عجب حیرت کا مقام ہے۔ اُس وقت کا تردد تو جنھون کو یاد ہوگا جب مقصود ری ک مبارک گھڑی مین کچھ کرتے دھرتے نہ بنتی ہو کہ کس آرزو کو لین اور کسے چھوڑین ک پیارے چہرے سے نظر ہٹائین اور کس کی چکیلی صورت دیکھنے لگین۔ مگر اصل یہ ہے ک حیرت قیامت کی ہوتی ہے جب دل بیتاب مین لاکھون تمناؤن کا ہجوم ہوتا ہے کسی طرح یہ فیصلہ نہین ہو چکتا کہ کس کی آرزو کرین اور کسے ڈھونڈنے نکلین۔ کس مشتاق بنین اور کس کی دل رُبا صورت ایک سرسری نظر سے دیکھ کر بھلا دین۔ و گو مگو کا معاملہ ہوتا ہے جب آرزوؤن اور تمناؤن کا انتخاب ہمارے سر پڑ جاتا ہے وہ سادی اور ناتجربہ کار نگاہ جو کنج عدم کی تنہائی مین نہ کسی کا شوق رکھتی تھی گرویدہ تھی۔ نہ نظر بازی کا لپکا تھا۔ نہ کسی اچھی صورت کے دیکھنے کی چاٹ پڑی

Marfat.com

وہی دنیا کی ہزارہا دلچسپیون اور لاکھون دلبستگیون سے دوچار ہو کر ہر چیز کی کچھ ایسی فریفتہ ہو گئی کہ امیدون سے دامن چھڑانا مشکل ہو گیا ہے۔ ایک سوہان روح ہے کہ زندگی تلخ ہوتی جاتی ہے۔ بالفرض اس ترچھی نظر پر دل قربان کر دیا مگر اس بانکی صورت سے کیونکر دست بردار ہو جائین۔ مانا کہ یہ مستانہ چال نظر مین کھپی جاتی ہے مگر وہ قیامت خرامی بھی تو ستم ڈھائے دیتی ہے۔ اچھا اس گورے گورے چہرے سے دلبستگی ہو گئی مگر ہائے وہ بانکی صورت ہاتھ سے جاتی ہے۔ یہ تو ایک ہی نوعیت کی آرزوئین تھین اس ہجوم آرزو کو دیکھئے تو اور بھی الجھن ہو جن مین سے ہر ایک نئی قسم کی امید دلا کر اپنی طرف جذب کر رہی ہے۔ ایک دل کہتا ہے کوئے جانان ہی مین ادھر ادھر پھرتے رہین۔ دوسری طرف خیال آتا ہے یار کی دیوار کے نیچے پڑے رہین۔ کبھی دل کہتا ہے غمکدۂ ہجران مین خیال یار سے باتین کرنے کا لطف اور کہان نصیب؟ پھر آپ ہی آپ یہ بھی خیال آجاتا ہے کہ بادیہ پیمائی اور صحرانوردی مین جو آزادی ہے وہ کہین نہین۔

دیکھو اس ناشاد بیوہ کا بچہ جسنے اس دامن شفقت مین پرورش پائی ہے جو تار تار کی طرح سیکڑون جگہ سے چاک ہے اب ذرا ڈگمگا کر چلنے لگا۔ اسکی زبان کچھ کھلی ہے اور اپنی بھولی باتون سے حسرت نصیب ماں کا دل بہلانے کے قابل ہو چلا ہے۔ اس ناامیدی کے عالم مین بھی کتنی تمنائین اسکی بیکس ماں کو پریشان کیے دیتی ہین کبھی آمادہ کرتی ہے کہ "آؤ اس بچے کے ساتھ اپنی ساری آرزوئین کسی دینی ملا کے سپرد کر دینا اس طرح امید ہے کہ لڑکا عالم و فاضل اور دیندارون کا پیشوا اور مقتدا ہوگا۔ مرنے کے بعد میرے کام آئیگا۔ مجھے فاتحہ درود سے یاد کریگا۔ اسکی شفاعت سے میری مغفرت ہوگی" یکبیک اسکا خیال پلٹ جاتا ہے اور کہنے لگتی ہے "ابھی مجھے دنیا مین بہت کچھ کرنا ہے۔ یہ زندگی کی دشوار گزار منزلین خدا جانے کس کس مصیبت سے دوچار کرین۔ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ یہ بچہ کچھ دنیا مین بھی میرے کام آئے۔ مین اسے اسکول بھیجدونگی" اس خیال پر بھی وہ مستقل نہین رہ سکتی۔ نامرادیان دھمکاتی ہین کہ ہزار پڑھ لکھ جائے مگر بے سعی سفارش کے نوکری ملنا دشوار ہے"۔ یکایک اس خیال کو چھوڑ دیتی ہے۔ اور کہنے لگتی ہے "نہین یہ بھی نہین۔ مین اپنے بچے کو کسی کارخانے مین بٹھا دونگی۔ وہان کوئی پیشہ سیکھ لیگا۔ مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہین اپنے دو پیسے پیدا کر لیگا"۔ یکایک منہ تانی

Marfat.com

پست ہمتی کا اثر نازبرداری اور ماتا کے پردے مین ظاہر ہوتا ہے۔ اور بیتاب ہو کر کہنے لگتی ہے "ہے ہے میرے بچے کو محنت کرنا پڑیگی۔ ذرا ذرا سی بات پر مار کھائیگا۔ مجھے یہ نہ دیکھا جائیگا۔ مین ایسی تعلیم سے باز آئی۔ اپنے یون ہی اچھا ہے۔ جو قسمت مین ہوگا وہ ل ہی رہیگا۔" ما جوا! غور کرنے کی بات ہے کہ اس بیکسی مین بھی کتنی مختلف آرزوئین اس غریب عورت کے دل مین آتی اور جاتی ہین؟

جب ہم کسی حورو ش کے مہمان ہوتے ہین کتنی آرزوئین اور امیدین دل بیقرار مین جوش اٹھاتی ہین؟ اور نظر شوق حسن کی پیاری جلوہ گاہون پر کس بے استقلالی کے ساتھ بھٹکتی پھرتی ہے؟ ہائے وہ کس بیقراری کا وقت ہوتا ہے جب ترسی ہوئی نگاہ سے ایک حال پر ٹھہرا ہی نہین جاتا۔ کسی شرمائی ہوئی نظر سے دوچار ہوتا تھا کہ جھک پڑی۔ شوق نے پھر ابھارا تو لب جان بخش پر پہونچی۔ ابھی جی بھر کے دیکھنے کی بھی نوبت نہین آئی تھی کہ دُرِ دندان کی آب نے اپنی طرف جذب کر لیا۔ خندۂ زیرلب کی آرزو ہنوز پوری نہین ہوئی تھی کہ اُٹھتے جوبنون کی کشش نے ایسی لغزش دلائی کہ گورے رخسارون پر سے پھسلتی ہوئی سینۂ مصفا پر گری۔ یہ بے استقلالی غور سے دیکھو تو بعض وقت عجب مزہ دیجاتی ہے۔ گنگا کنارے جا کے کھڑے ہو تو گھبرائی ہوئی نظر کا کسی مقام پر ایک لحظہ بھر کے لیے بھی دم نہ لینا اور پیاری صورتون پر ادھر اُدھر بھٹکتا پھرنا بڑی دلچسپی کا سمان دکھاویگا۔

صبح کا وہ دلفریب سمان جبکہ گلزار عالم کی دلفریبیان یک بیک اُبھر پڑتی ہین سچ پوچھیے تو اُن آنکھون کو جو باغ دنیا کی گلچین ہین حیران کر دیتا ہے۔ پھولون کی مختلف نظر مین کھپے جاتے ہوے رنگ۔ طیورکی جدا جدا دلفریب نغمہ سنجیان۔ مہمانان شب کے بگڑے بناؤ۔ باسی پھولون کی مرجھائی پنکھڑیان۔ صبح خیز نوجوانون کی شگفتہ صورتین۔ نسیم کی آہستہ روی سے نونہالان چمن کی نازک ٹہنیون کا ہلنا۔ آفتاب کی ہلکی ہلکی جگمگاتی کرنون سے پھولون کی رنگینی اور ہری ہری کونپلون کی سبزی کا چمکنا۔ یہ ایسی کیفیتین ہین کہ عیش و عشرت کے زمانے اور اطمینان کی گھڑی مین بھی انسان کو بیقرار کر دیتی ہین۔

زندگی کا عشرت نصیب حصہ اطمینان کے ساتھ گذر جایا کرتا ہے۔ غالباً ان باتون سے سابقہ تو سب ہی کو پڑا ہوگا۔ مگر ایسے لوگ کم ملین گے جنھین وقور مسرت کا اضطراب یاد بھی ہو۔ یاد تو کچھ وہی باتین خوب رہتی ہین جنکی بدولت دل بیقرار کو کسی طرح

Marfat.com

ہجوم اندوہ سے نجات ہی نہیں ملتی۔ زندگی کا پورا دور اپنی یادداشت کے لحاظ سے دیکھیے تو حسرت و اندوہ ہی میں گذرا۔ آپ ہی اپنے دل میں سوچیے کہ ایک ایک گھڑی کس قیامت کی تھی۔ ایک مصیبت ہو تو کہی جائے۔ یہاں تو مصیبتوں کے ہاتھوں زندگی تلخ ہو گئی۔ روز روز کی بیماری، عزیز آشناؤں کی تیمارداری۔ فکر معاش۔ خوف معاد۔ سوسائٹی کا اخلاقی برتاؤ۔ بزرگوں کا پاس ادب۔ علم کا شوق۔ ترقی کی ہوس۔ وصل کی آرزو۔ فراق کا صدمہ۔ سفر کی آفتیں۔ وطن کی یاد۔ اور پھر ان سب کے ساتھ موت کا ہر دم کھٹکا۔ یہ تھوڑی باتیں ہیں جن کے ساتھ ہمیں اپنی حسرت بھری زندگی گذارنا پڑتی ہے۔ ؟ واقعی وہ یکسوئی کا زمانہ کچھ عجب لطف کے ساتھ گذرا جب آغوش مادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ ہوش سنبھالنا تھا کہ بےفکری کی گود میں پلا ہوا دل ہمارے حواس کی طرح منتشر ہو گیا۔ ترقی کا پہلا سبق لیتے ہی علوم و فنون کی ہزارہا پیچیدہ راہیں نظر کے سامنے ہو گئیں۔ جن میں بڑی بڑی عمر والوں اور بڑے بڑے طبیعت داروں نے صدہا سال خاک چھانی۔ مگر یہ راستے نہ طے کر سکے۔ ہمت کے گھوڑے پر سوار ہو کر چند قدم چلے تھے کہ کسی صورت نے اپنی طرف متوجہ کر لیا جو آرزوؤں کی جان اور شوق کا مقصود تھی۔ آگے بڑھ کر کچھ اور بھولی بھولی صورتیں نظر آئیں۔ جو امیدوں کی انتہا اور تمناؤں کی مجسم تصویریں تھیں۔ پیاری شکلیں دیکھ کر بے اختیار دل میں آتا تھا کہ اٹھا کر کلیجے میں رکھ لیں۔ غرض جو جو قدم بڑھاتے گئے دنیاوی تعلقات کچھ ایسی دلچسپیوں کی صورت میں نظر آتے گئے کہ دامن خیال فکروں کے کانٹوں میں الجھتا ہی گیا۔ سچ پوچھیے تو دنیا میں جس قدر زیادہ رہے اسی قدر زندگی زیادہ اجیرن ہوتی گئی۔

اے نیلگوں آسمان پر بکھرے ہوئے تارو! تم ان نگاہوں کو گھبرا دیتے ہو جو شب ہجران کی الجھن میں تمہیں گننے لگتی ہیں۔ اے بیکسی میں کام آنیوالی امید۔ تو کبھی فرقت والوں کو پریشان کر دیتی ہے جب وہ ہزاروں پہلوؤں سے تیری کرشمہ سازیاں دیکھنے لگتے ہیں اے ہمارے لطف اٹھانے کے سرچشمے حواس۔ تمہارے ہاتھوں ہم کیسے حیران ہوتے ہیں جب شب وصلت میں کسی کی پیاری صورت دکھاتے ہی تم منتشر ہو جاتے ہو۔ سچ تو یوں ہے کہ تمنا رہ گئی کہ کبھی کسی حور وش کا سامنا ہوتا اور حواس ٹھکانے ہوتے۔ جی کھول کے نازکشی کرتے اور کسی نازک دل کے بیتاب ہو جانے کا خیال نہ آجاتا۔ یاد جانان سے دل

Marfat.com

دل جلاتے اور دھیان نہ بٹ جاتا۔

اے مسافران عدم تم ہی اچھے کہ جس حال میں ہو اُسی میں ہو۔ جدھر خیال ہے بس اُسی طرف ہے۔ ہمکو تو اس تردد اور تذبذب کی حالت نے کہیں کا نہ رکھا۔

چاندنی رات

بیداری شب ہجران کا خمار اس غضب کا تھا کہ سرشام ہی سے وصلت نصیبوں کی آنکھ لگ گئی۔ پہلے یار عجب خود رفتگی کا مقام تھا کہ پیا آرزو ہاتھ کھوئے مضامین پڑے تو پھر دین و دنیا کی مطلق خبر نہ رہی۔ رات کا گذرنا کچھ اُن ہی لوگون کو خوب معلوم ہوتا ہے جو بیقراری مین کروٹین بدلا کرتے ہین۔ جنکو گھڑیان گنتے گذرتی ہے۔ جس طرح اُنکے ہم پہلو کم کے آنے تھے اُسی طرح آج چاندنی پر بھی غضب کا نکھار تھا۔ مگر محو روے جانان خود رفتگی کے ہاتھون ایسے بکے ہوے تھے کہ اس روشن رات کا کچھ بھی لطف نہ اُٹھا سکے۔ عیش و عشرت کی زندگی کسی کو یاد نہ رہی۔ یون ہی باتین کرتے گذر جایا کی۔ اسی طرح وہ لوگ جن کی تمناؤن نے کسی جو روش مہان کو اُنکے سامنے لاکر بٹھا دیا تھا جوش سرور مین ایسے محو عشرت ہوے کہ یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ مہمان شب کی کیسی خاطر کی گئی۔ وہ کیا جانین کہ رات کیسی تھی۔ اور چاندنی کس بلا کی تھی۔ اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کس طرح چھینٹے دے دے کر اُنھین ہوشیار کر رہے تھے۔ یہ چاندنی رات معلوم ہوئی تو اُنھین لوگون کو جنکی حسرتین رات کے بڑھنے اور گھڑیون کے گذرنے کے ساتھ بڑھتی جاتی تھین۔ مگر نہ اُنھون نے دیکھا بھی تو کیا خاک لطف اُٹھایا؟ یہی ہوا کہ درد جگر بڑھتا گیا۔ دل کی اُلجھن ترقی کرتی گئی۔

اے بدمستان بادۂ وصل۔ تمھارے پہلو مین جو پری رُخ اپنے گورے چہرے سے دولائی ہٹا کے شب ماہ کا سمان دیکھ رہے ہین اُنکے پیارے چہرے پر ماہ تابان کا اُجلا اور صاف عکس کس غضب کی بھولے پن سے ملی ہوئی نورانیت پیدا کر رہا ہے؟ یہ کیفیت ہے کہ چاند جسکی روشنی یہ لطف دکھا رہی ہے خود ایک شرم آلود حیرت کے ساتھ گھور رہا ہے۔ تم اِس لطف سے محروم رہے جاتے ہو۔ تمھاری خود رفتگی خود تمھارے ساتھ دشمنی کر رہی ہے۔ اس کیفیت کا مزہ کچھ وہی خوب اُٹھا رہے ہین جو ایک گوشۂ حرمان مین پڑے پڑے

Marfat.com

عالم خیال میں ایسی صورت پر پُر آرزو نگاہ ڈال رہے ہیں۔ شب وصلت والون نے کیا خاک لطف اُٹھایا؟ یار انکے پہلو میں تھا اور یہ محو حیرت تھے۔ مدتوں کے بعد انکی تقدیر جاگی تھی مگر یہ سو رہے تھے۔ آنکھ کب کھلی جب حرمان نصیبی کی گھڑی انکے سر پر سوار تھی۔ انکی آرزوئیں دستِ شوق کی طرح دامنِ یار سے لپٹی جاتی تھیں۔ مگر کج ادائی جانان عجب بیرخیوں سے جھٹک کر علٰحدہ کر دیتی تھی۔

عشرت نصیب کب کے سوگئے۔ مُریدان پیر مغان درمیخانہ کے آگے بیہوش پڑے ہیں اُنھین بھی مطلق خبر نہیں۔ دن بھر کے تھکے ماندے اہلِ حرفہ اپنی تھکن مٹانے کے لیے سرِ شام سے سو رہے۔ بادیہ پیمایان غربت بھی کسی پہاڑ کے دامن میں پتھر کی ایک لمبی چٹان پر غافل پڑے ہیں۔ شام غریبان والے کسی درخت کے نیچے تلووں سے کانٹے نکالنے کے لیے ٹھہر گئے تھے انکی وہین آنکھ لگ گئی۔ وہ نوروش جن کی جوانی پر زمانہ آسرا لگائے بیٹھا ہے مغلانی کی دلچسپ کہانی نے اُنھین بھی سُلا دیا۔ جنکے پیرون کی چاپ پر قیامت اُٹھ لگائے ہے۔ خوابیدہ فتنوں کی طرح وہ بھی فرش گل پر سوگئے۔ طیور جن کی چہکار سر شام کو دوبالا ہو گئی تھی وہ بھی آشیانون میں ہیں۔ زاہد بھی سویرے سے لیٹ رہا کہ پچھلے کو تہجد کے لیے جاگنا ہے۔ رات کے چلنے والے قافلے منزل کو چلے ہیں مگر کیفیت یہ کہ لوگ سوگئے ہیں اور ساربان اونگھ اونگھ کر گر پڑتا ہے۔ تنہائی کا عالم ہے۔ غضب سناٹا ہے۔ ٹھنڈی ہوا بھی چلتی ہے تو اس آہستگی سے کہ کسی کو کانون کان خبر نہ ہو۔ ایسے میں چاندنی کا سمان ہزار دلفریب ہو مگر دیکھنے والا کون ہے؟ چند حرمان نصیب جاگ رہے ہیں جنھین اپنی تنہائی کے آگے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ ایسے لوگ شب ماہ کی کیا قدر کر سکتے ہیں؟ اے باغ فطرت کے خوشنما پھول "ماہتاب" کی بیک تو نے ایسے مفت میں منہ دکھلایا ہے جبکہ کوئی تجھ سے لطف اُٹھانیوالا اپنے آپے میں نہیں۔ اگرچہ ہمین بھی اتنی فرصت کہان مگر آج ہوتت بمک جاگے ہیں تو آؤ اسکی جانب توجہ کرین۔ یہ لطف پھر مشکلون سے نصیب ہوگا۔ راتین تو ایسی بہت سی آئین اور آئینگی مگر ہجوم افکار سے نجات ملنا مشکل ہے کہ چاندنی رات کے قدرتی سمان سے باطمینان مجھکر سرور حاصل کرین۔

پیاری چاندنی رات۔ تیرا دلربا سمان ہمارے بیان سے باہر ہے۔ وہ گورا گورا شفاف چہرہ جسکی نورروشنی ہے آسمان باغ فطرت کی تیز روشنی والے لیمپ "آفتاب" کا ایک عکس

Marfat.com

پڑتا ہے کہ ہماری تاریک راتیں روشن ہو جاتی ہیں۔ تیری نکھری ہوئی روشنی اور تیری خوشنما نورانیت سے ہماری خوشی کی راتوں کا لطف بدرجہا بڑھ جاتا ہے۔ آسمان کے جھلملاتے تارے تیری آنکھوں میں کھبی جاتی ہوئی روشنی کے آگے ماند پڑ جاتے ہیں۔ غم کی ہوشربا راتوں میں ہم تیری خوبصورتی سے اپنا دل بہلا لیتے ہیں۔ پیارے خوبصورت چاند جس کے حسن سے یہ دلگرفتگی حاصل ہوتی ہے تیرے گورے پن میں کچھ دھبے ہیں تو وہ بھی رخسار جانان کے خط و خال سے کم لطف نہیں دیتے۔ وہ پریشان حال آوارہ بخت جنکی زندگی صحرا نوردی میں گذر گئی وہ بھی تنہائی کی اندوہناک راتوں میں تیرے پیارے چمکتے ہوے چہرے کو دیکھ دیکھ کر اپنی آرزوؤں کو امید دلاتے ہیں۔ وہ بادیہ گرد جنکا بچھونا زمین ہے اور جن کی چھت آسمان ہے اُنکے لیے تو ہی رات کو ایک صاف اور ستھرا فرش بچھا دیا کرتی ہے۔ جسپر وہ بڑے آرام سے پاؤں پھیلا پھیلا کر سوتے ہیں۔ جو دروازے کسی سانحۂ جانگزا سے بند ہو گئے ہیں اُنکی درازوں سے تیری ہی روشنی اندر جا جا کر بیتاب اور مضطرب دلوں کو تسلی دیا کرتی ہے۔ جن پیارے چہروں کا حسن مشہور ہے اُنکی صورتوں پر بھی تیری چمکیلی روشنی کی وجہ سے ایک عجب عالم نظر پڑتا ہے۔ وہ اُبھرتے ہوے جوبن جو حسن پرستوں کی نگاہ میں تیرے مشابہ خیال کیے گئے ہیں اُنکا حسن کچھ اُسی وقت خوب کھلا معلوم ہوتا ہے جب مسکی ہوئی چولیوں کی درزوں میں سے ہو کر تیرا نورانی پرتو اُنکے گورے پن میں ملجاتا ہے۔ وہ عشرت کدے جہاں بیباک مجنونوں کی دست درازیاں چھپانے کے لیے چلمنیں ڈالدی گئی ہیں وہاں جب چلمنوں کی شگافوں سے چھن چھن کر تیری آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہوئی شفاف روشنی فرش گل پر پھیلنے لگتی ہے اُسوقت کا سمان دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ وہ پیارے چاند سے چہرے جب چاندنی رات کا لطف اُٹھانے کے لیے مہتابیوں پر پلنگڑیاں ڈال ڈال کر محو تماشاے قدرت ہوتے ہیں اُسوقت اُنکا گورا اگر سرخی مائل چہرا جسپر تیرے عکس نے سنہرا پانی پھیر دیا ہے عجب نازفروشی کے ساتھ چمکنے لگتا ہے۔ وہ جبین ناز جسکی افشان تیری چمکیلی ضو کے باعث جگمگا رہی ہے اُسکے جبین آشنا ہوتے وقت افشان کے جھلکتے ہوے ذروں کا ایک دلربا چمک کے ساتھ لہرانا خدا جانے کیا کر گذرتا ہے۔ 131281

تیری سفید اُجلی چادر اگرچہ سیم تنوں ہی پر خوب پھبتی ہے مگر جب اُسے کوئی حور لقا

Marfat.com

دشت وحشت مین اوڑھ کر لیٹ جاتا ہے اُس وقت اُسپر کچھ اور ہی عالم ہوتا ہے۔ سبزہ زارون مین گھانس کی ننھی ننھی پتیان اگرچہ دن بھر آفتاب کی شعاعون مین چمکا کین۔ مگر شدتِ حرارت سے مرجھا گئی تھین۔ اُنکو اب تیری ٹھنڈی روشنی نے از سر نو تر و تازہ کرکے ایک عجیب خوشنما جھلک کے ساتھ آشکارا کیا ہے۔ نونہالانِ چمن جو آفتاب کی کرنوں سے بیدردی کے ساتھ دست درازیان کرنے مین دن کے چار ہی پہر مین سُست پڑ گئے تھے اِس وقت تیری روشنی کو ایک تہذیب کے ساتھ دستِ شوق دراز کرتے دیکھکر اپنی اُٹھتی جوانی پر ناز کرنے لگے ہین۔ کلیان جنھین پہر دن آفتاب نے تیز نگاہ سے گھورا تھا اور اُنھون نے اب تک نہین ہلایا تھا اسوقت تیری خوشگوار روشنی کی شعاعون نے اس لطف کے ساتھ انکے پہلو مین گدگدایا ہے کہ بے اختیار ہنس پڑی ہین۔ جنگلون کے پُرانے درخت جن کے گھنے ہمکناران شبِ وصل کی طرح ایسے باہم لپٹے ہوے ہین کہ جدا ہونے کی قسم کھائی ہے روشن نورانی مین سے چھن چھن کر روے زمین پر کچھ عجب ہلکی روشنی پھیلا دیتا ہے۔ لق و دق جہان ریت کے ٹیلون کی آڑ سے نکل نکل کر ادنٹون کی قطارین منزلین طے کر رہی ہین وہان کی سفید زمین پر تیری اُجلی چاندنی کا فرش جو ٹیلون کی چوٹیون تک بچھا ہوا ہے نیچرل سبھا کی دلچسپیون کا نہایت ہوشربا نمونہ ہے۔ وہ پہاڑون کی کالی کالی چوٹیان جن کی تیرگی کسی حور وش کے نقشِ محبت کی طرح کبھی مٹنے کا نام نہ لیگی تیری خوشنما نکھری ہوئی روشنی کو اپنے سیاہ تاب چہرے پر لینے کے لیے کس شوق سے سر اُٹھائے نظرِ شوق ڈال رہی ہین۔ وہ بلند پہاڑون کے مشہور سلسلے جنپر کارخانۂ قدرت برف کی دبیز سلون سے ہمیشہ ایک سنگ مرمر کا خوبصورت فرش بچھائے رکھتا ہے۔ تیری دل لبھا لینے والی روشنیون کے ایسے شایق ہو رہے ہین کہ منتظرین یار کی طرح ہمیشہ آغوشِ شوق پھیلائے ہی رہتے ہین۔

موسمِ باران کی تیرہ و تار راتین شبِ ماہ کا سمان اکثر آنکھون سے چھپائے رکھتی ہین مگر ان دنون بھی جب کبھی آسمان کھل جاتا ہے ماہتاب کا چہرۂ غضب کے عالم افروز ساتھ نظر پڑتا ہے۔ گو چاندنی ہمیشہ ہی عجب عالم فریبی کے ساتھ نمایان ہوتی ہے مگر اُس موسم مین بلا کا نکھار ہوتا ہے۔ برسات کی چاندنی جو کسی سراپا ناز کی طرح چھپ چھپ کر اور ترسا ترسا کر جلوہ دکھاتی ہے جس وقت کسی اچانک آجانیوالے

Marfat.com

سیمعن کی طرح کلبۂ احزان کو روشن کر دیتی ہے وہ لطف کچھ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے اسی موسم مین ابر کے وہ سفید سفید اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو تبا یا کرتے ہین کہ انکی آڑ مین ماہتاب کا گول اور گورا چہرہ کسی شرم آلود صورت کی طرح چھپ رہا ہے اُسپر بھی بلا کا جوبن ہوتا ہے۔ نگاہ شوق اُنکو اُس خوشنما آنچل کے خیال سے دیکھتی ہے جو رخ دلبر پر پڑا ہو۔ اے آسمان کی آنکھ کے روشن تمرے ماہتاب! ہم جانتے ہین کہ تیری روشنی اُس قدرت کی جگمگاتی ہوئی لالٹین "آفتاب" کے عکس سے پیدا ہوئی جسپر مادر روزگار کی ساری کمائی صدقے ہوا کرتی ہے مگر پھر بھی جو مزہ تیری خوشگوار ٹھنڈی روشنی مین حاصل ہوتا ہے وہ خود اُس دنیا کے مرکزی شعاعون مین نہین۔ بزم عشرت کی زینت وہی تیری ہی قسمت مین لکھ دیگئی ہے۔ تیری روشنی اُسوقت مین کام آتی ہے جب اندھیری رات عالم پر اپنی کالی چادر ڈال دیتی ہے۔ تیری روشنی اُس سناٹے اور تنہائی کے وقت کی مونس ہے جب آرزوؤن کو بھی دل سے باہر نکلتے ہوے ڈر لگتا ہے۔ چڑیان گھونسلون مین ہوتی ہین مگر تیری نورانیت کا سمان اُنھین ایسا خود رفتہ کر دیتا ہے کہ بے اختیار رہ رہ کر چہک اُٹھتی ہین۔

پیارے ماہتاب۔ تیرا روشن عکس تمام عالم کی نگاہون کو ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے عروج و زوال سے انکی آنکھون کے نیچے اندھیرا پھر جاتا ہے۔ تیری اس ترقی و تنزل سے دنیا پر ایسا اثر ڈالا کہ حسن مہوشان کی بڑی بے اعتباری ہوگئی۔ ہاے گھٹتے گھٹتے چند روز کے لیے تیرا چھپ جانا پھر خدا جانے کس مصیبت کی راتین لے آتا ہے تو نے دیکھا ہوگا کہ تیرے منہ دکھلانے کے معمولی وقت پر شوق نگاہین کس امید کے ساتھ تیری اُس وقت کی موہوم جھلک کی تلاش مین ادھر اُدھر آسمان کے کنارون پر بھٹکتی پھرتی ہین۔ غرض تیرے پیارے چہرے نے ایک عالم کو تیرا شید ابنا رکھا ہے۔

کل

کوئی آئیگا۔ بس یہ ایک مختصر مشغلہ خدا جانے آرزومندون کو کیا کچھ تسکین دلادیا کرتا ہے۔ بظاہر دیکھیے تو بہت تھوڑی مدت ہے مگر حسینون کی بیوفائیون نے ایسا بدنام کر دیا کہ آج تک کبھی پوری نہ ہوئی۔ دنیا سے نامراد سدھار جانے والون ۱

Marfat.com

کی جماعت مین بہت کم ایسے نکلین گے جو کل کے سوا پرسون کی بھی امید دل مین لیکے ہون - ہاے یہ کتنی بڑے ستم کی بات ہے کہ کل کی پیش پا افتادہ وسعت بھی کبھی پوری ہونے کو نہ آئی -

امتداد عمر کی اُمیدین پر حوصلہ نظر کو بہت آگے بڑھا لیجایا کرتی ہین جب کبھی اس امر کو سوچنے بیٹھیے کہ زندگی کی مہلت مین ہمین کیا کیا کرنا ہے تو خیال کا منشی عجب دلچسپ پروگرام پیش نظر کر دیتا ہے - دیکھو اس آرزومند کا دل کس دلدہی کے ساتھ اُس سے کہہ رہا ہے "کل وہ آئین گے! اور پرسون خود ہمین اُنکے وہان جانا ہے دو روز مین راہ و رسم بڑھ جائیگی تو ترسون کچھ تھوڑا بہت قصۂ ہجران اور اپنی بیتابیون کا حال بیان کرین گے - اترسون موقع ملا تو دبی زبان سے سوال بوسہ بھی ہو جائیگا" غرض اسی طرح ایک طولانی سلسلہ ہوتا ہے کہ حوصلون کو بہلا بہلا کر میدان سے بھی آگے نکال لیجاتا ہے - یہ سب کچھ ہے مگر جس امید کا بر آنا کل پر منحصر ہوتا ہے اُسکی طرف خاص توجہ ہوتی ہے - نامرادیان جب صورت دکھاتی ہین تو کل ہی کی آرزوؤن سے مایوس کرتی ہوئی آتی ہین - صدمہ اُسی بات کا ہوتا ہے جو کل ہونے والی تھی اور ہاے نہ ہوئی - حسرت اُسی چیز کی دل مین رہ جاتی ہے جو گویا ہاتھ آکے جاتی رہی ہو - پچھتانا اُسی شکستہ پائی پر پڑتا ہے جو منزل مقصود کے قریب پہونچکے بٹھا دے -

قسمت تو دیکھیے کہ کہاں ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

ہیہات صدمۂ ہجران کا لطف جاننے والے ہی کچھ خوب جانتے ہین کہ وعدۂ فردا کے ذریعے سے ستم شعار زمانہ رنج و الم مین ایک نئی لذت پیدا کرتا رہتا ہے - ممکن تھا کہ تغافل شعار سرے ہی سے "نہین" کہکے ہمیشہ کے لیے مایوس کر دیتے مگر روز روز کا وعدۂ فردا کرنے سے جہان اُنکی تغافل شعاری کی ادا مین جدت پیدا ہوتی رہتی ہے وہان ستم کشون کو بھی زیادہ مزا ملتا رہتا ہے - اور حقیقت مین اگر یہ تجدید ستم نہ ہوتی تو بہت کم ایسے ہوتے جو زندگی کی دشواریون کو پورا کر لیجاتے - زندگی کی مصیبتین سچ پوچھیے تو اسی خیال سے کٹ جایا کرتی ہین کہ "آج نہین تو کل سہی" غور سے دیکھیے تو مطلق مین پوری ہونیوالی امیدون نے کل کا عجب نظر فریب جامہ پہن لیا ہے کہ تمنا و آرزومند قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتی ہے مگر ہمت نہین ہارتی - کل کی معتقد دی

جن نیرنگیوں کا سمان دکھاتی ہوئی ظاہر ہوتی ہے وہ ایسی نہین ہوتی ہین کہ انسان کو کامیابی کا یقین نہ آجائے۔

سوفہ آزما چلے مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ جب صبح کو پیارے ہمکنارانِ شب لگاوٹ بازی کے ساتھ کہنے لگتے ہین کہ "کل پھر آئینگے" تو یقین آہی جاتا ہے۔

نقش امید نہین معلوم کے مرتبہ بن بن کے بگڑ چکا ہے، مگر جب مدتون کی ترسی ہوئی آنکھون کو وصال کا کوئی نیا پہلو نظر آجاتا ہے تو بے اختیار آرزومند بجاتی ہین۔ زہادِ گوشہ نشین برسون سے انتظار کر رہے ہین مگر قیامت کی نسبت اب بھی پوچھیے تو یہی کہین گے کہ "کل آئیگی"۔ اُمیدوارانِ وصال کب سے مایوس ہوتے چلے آتے ہین۔ لیکن اسوقت بھی جا کے سوال کیجیے تو یہی کہین گے کہ "کل دیدار نصیب ہوگا"۔

کل کی امیدون پر آسرا لگانیوالون کا مجمع عجب اطمینان سے بیٹھا ہوا ہے۔ ناکامی ہی ناکامی ہوچکی مگر کل کی آرزو اُسی طرح قائم ہے۔ بادیہ پیمائی کی وہ دشوار گذار منزلین جہان طائر دان وحشت رات بسر کیا کرتے ہین اُنھین لوگون سے آباد نظر آئینگی جو کل کے سفر کی تیاریان کر رہے ہین۔ اونچے اونچے پہاڑون کے دامن مین بے ترتیبی سے پڑی ہوئی چٹانون پر شام کو وہی لوگ نظر آئین گے جو کل پھر کوے جاناں کے تجسس مین نکلین گے۔ غیر آباد اُجڑے گانوٗن کی اُجڑی ہوئی سراؤن مین وہی دورافتادگانِ وطن خواب پریشان دیکھتے نظر آئینگے جو کل وطن سے ایک منزل اور نزدیک ہوجانے کی کوشش کرینگے۔

کلبۂ احزان والے کل ہی کی فکر مین ہین۔ خلدۂ ہجران مین کل ہی کے لیے آرزوئیں ہو رہی ہے۔ فاقہ سے پڑ رہنے والے کل ہی کے لیے روٹی کی فکر کر رہے ہین۔ مبتلایانِ غم کل ہی کی خوشی کے انتظار مین ہین۔ اُمید کل ہی بر آئیگی آرزوئین کل ہی پوری ہونگی حسرتین کل ہی دل سے نکلین گی۔ ارمانون سے کل ہی پیچھا چھوٹے گا۔ کوئی جوروش کل ہی آئیگا۔ کوئی پیاری صورت کل ہی پہلو مین ہوگی۔ زخم جگر مین کل ہی انگور بندھے گا۔ دلِ بیتاب کل ہی ٹھیریگا۔ سوال بوسہ کل ہی پورا ہوگا۔ وصال کی کل ہی ٹھیرگی۔ غرض جو کچھ ہونا ہے کل ہی ہوگا۔

یہ تو یہ اس مایوسانہ زندگی کا خاتمہ بھی کل ہی پر منحصر ہے۔ اسکا کون نہین قائل کہ موت بھی کل ہی آئیگی؟ خیال کو اس سے بھی بڑھنے دیجیے تو معلوم ہوگا کہ ان مایوسیون

Marfat.com

اہلِ ستم کشیون کی داد بھی کل ہی ملجائیگی - اس بات سے کسے انکار ہے کہ قیامت بھی کل ہی ہوگی؟ انصاف سے پوچھیے تو ہماری ساری آرزوئین کل ہی پر منحصر ہین - اگر کل ہمارے پاس آجائے تو ہم کسی بات مین ناکامیاب نہ رہین - مگر قیامت تو یہ ہے کہ یہ کل ہی کسی طرح پوری ہونے کو نہین آتی - زمانے نے ہمین دھوکا دینے کے لیے یہ کتنا بڑا جال پھیلا رکھا ہے کہ آج سے کل تک فقط چار پہر کا فاصلہ ہے - اگر یہ چار پہر ہی کاٹنا ہوتے تو ہم کسی نہ کسی طرح مر کھپ کے کاٹ لیتے - کون بڑی بات تھی - شبِ ہجران کی اندھیری اور لمبی راتین تو کاٹ ہی لیتے ہین - مگر نہین - خدا جانے کیا طلسمی کارخانہ ہے کہ کل ہی کے انتظار مین صدہا سال گذر گئے - کروڑون آدمیون نے پیاری جانون کی قربانیان اسی انتظار پر چڑھادین - مگر اب بھی منتظرون مین اور کل مین وہی چار پہر کا فاصلہ ہے جو آج سے دو ہزار برس پہلے تھا - قدرت کا یہ گورکھ دھندا اسوقت تک کسی کی سمجھ مین نہ آیا اور ہزارون نذرِ زمانہ ہوگئے - زمانے کی اسی فریب دہی سے تو بعض اہلِ دہر قیامت سے انکار کر بیٹھے - جب قیامت کا آنا کل ہی پر منحصر ہے تو نہ کبھی کل فردا ہاتھ آئیگا اور نہ قیامت سے سابقہ پڑیگا - لیکن اگر یہ خیال مسلّم مان لیا جائے تو کرشمہ گاہِ عالم کی گرم بازاریان سب سرد ہو جائین -

کسی کو دم بھر کے لیے باغِ فردا کی سیر نصیب ہوجاتی تو دیکھتا کہ کس طرح تمنائین خود بخود پوری ہونے لگتی ہین - تم ذرا خیال ہی کر کے دیکھو کہ امیدون کی عینک کل تمھین کیا کیا دکھاتی ہے - بےفکری کی محفل ہے اور دنیا کے محبوب بیوفا پہلو مین بیٹھے ہین اور آگے بڑھو تو معلوم ہوگا کہ خود الگ ہوتے ہین اور حورین گلے سے لپٹی جاتی ہین - سب تو سب قومی حالت جسکے سنبھلنے سے مایوسی ہوتی جاتی ہے وہ بھی کچھ ایسے اوج و عروج پر نظر آئیگی کہ گویا خادمانِ قوم کی جانفشانیون کا صلہ ملا جاتا ہے -

کل اگرچہ بعینہ نسیمِ سحر کا وہ جھونکا ہے جسکے پکڑنے کے لیے ہم ہزار ہاتھ بڑھائین مگر کبھی ہماری مٹھی مین نہ آئیگا - لیکن اسکی امیدون کو ٹھہرا ٹھہرا کے بڑھانے کی رفتار پوچھیے تو بڑے کام آتی ہے - انسانی فطری حالت کے سمجھنے والے خوب اندازہ کر سکتے ہین کہ ہر کام مین جب تک کامیابی نظر کے سامنے نہین رہتی کوشش نہین ہوسکتی - لذتِ وصل پیشِ نظر نہ ہو تو فراق کا صدمہ کس سے اٹھایا جائے؟ لیاقت کا دربار

Marfat.com

ذرا اندازِ نگاہ کو اپنی دلبستگیوں میں نہ لگائے رہے تو پڑھنے لکھنے کی محنت کون کر سکے؟ کل کا روز کس قدر ہمارے کام آتا ہے کہ جس کام کے لیے ہم جانفشانی اور مشقت کرتے ہیں اُسکے دلفریب نتائج ہر وقت نگاہ کے سامنے رکھتا ہے - اسے یہی سبب ہے کہ ہمروان قوم کو اگرچہ کوئی فائدے کی صورت نہیں نظر آتی مگر دامنِ فردا پر کامیابی کا دلربا نقش دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور جان توڑ توڑ کر محنت کرتے ہیں -

دل بیار و دست بکار

تصورِ جانان میں کتنے ہی محو ہوں جہاں کسی اور بات کا خیال آگیا دھیان بٹ ہی جاتا ہے - اُن مے پرستوں کے دل سے پوچھیے جنھیں محفلِ وعظ میں صحبتِ رندان یاد آجاتی ہے - اور ہر بار اُکتا اُکتا کے اُٹھ آنے کا قصد کرتے ہیں - یا اسکی دشواریاں کچھ اُنھیں خوب معلوم ہیں جنکے دل میں یار کی پیاری صورت دیکھتے ہی دیکھتے مرگِ ناگہان کی طرح رقیب کا کھٹکا پیدا ہوجاتا ہے - یکسوئی کی قدر اُن ہجران نصیبوں کو بھی معلوم ہوگی جو کسی دلربا کی خیالی بھولی صورت پر اُمیدیں لگاتے لگاتے یک بیک مایوسی کی مہیب صورت دیکھتے ہی سہم کے رہ جاتے ہیں - انھیں لوگوں کی کیا منحصر یکسوئی کا عالم انصاف کیجیے تو عجب اطمینان کا عالم ہوتا ہے - کسی پریشان خیال کا خیالی کشمکشوں سے گھبرا کر یہ کہہ اُٹھنا -

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن   بیٹھے رہیں تصورِ جانان کیے ہوئے

بیجا نہیں - ایک ہی طرف لو لگائے پڑے رہنے کی حالت جس حیثیت سے دیکھیے اچھی ہوتی ہے - دیکھو گورِ غریبان والے وعدۂ فردا کی امید پر کس اطمینان سے لیٹے ہوئے ہیں؟ نہ کوئی فکر ہے نہ کوئی غم ہے - آرزوؤں کا سلسلہ عرصۂ حشر تک بس ایک ہی حال سے چلا گیا ہے - خاطر جمعی ہے کہ جب وہ وقت آئیگا اُٹھ کھڑے ہونگے - خیال ہے تو اُسی وقت کا اور انتظار ہے تو اسی دن کا

تصوف والے اسی یکدلی کے ایسے شیدا ہیں کہ تمام مذہب اور فلسفہ والوں سے بھی دو چار قدم آگے نکل گئے - اُنکے نزدیک کفر اُسی حالت کا نام ہے جب خیال ادھر اُدھر بہکنے لگے - اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ جنت و دوزخ کی یاد بھی بھلا دی

Marfat.com

ملکے خلاف بتا دی گئی۔ وحدت وجود کا اصلی منشا غور کیجیے تو یہی ہے کہ سوا ایک ذات کے جو کچھ ہے سب فنا سمجھ لیا جائے۔ اس مسئلے سے چاہے جسقدر مخالفت کیجائے مگر ہم اتنا ضرور کہین گے کہ بات مزے کی ہے۔

تصوف پر کیا منحصر ہے۔ دنیا کے جس مذہب کو دیکھیے اُسکے اصول مین یہ مسئلہ ضرور داخل ہے۔ ان دنون کسی اخبار مین ایک خبر دیکھنے مین آئی جسکے دیکھتے ہی اسلامی اصول کی مضبوطی کا خیال کرکے بے اختیار دل بھر آیا۔ موجودہ مسلمانون کے ہاتھون اگرچہ اسلام بدنام ہو رہا ہے مگر وہ قدسی صفات دُھن کے پکے بزرگان دین عجب نورانی دل و دماغ کے لوگ تھے جنکے ہاتھون کسی زمانے مین اسے رونق تھی۔ اس مسلم اصول کی مخالفت بھی کی ہے تو کس خوبصورتی سے۔ واقعی "دل بیار و دست بکار" کا سچا نمونہ دکھا دیا۔

ایک اخبار مین لکھا تھا "ترکی فوج مین نماز بھی داخل قواعد ہے۔ اُنکی فوج قواعد مین جہان اصول جنگ کی اور باتین دکھاتی ہے۔ وہان یہ بھی دکھاتی ہے کہ لڑائی کے وقت نماز کیونکر ادا کیجائے۔" غور کیجیے تو یکدلی اور یکجہتی کا اصول اس مسئلے سے بالکل ٹوٹ گیا۔ کہان خدا کی یاد؟ اور کہان دشمنان خدا کا سامنا؟ کہان دیدار جانان؟ اور کہان رقیب روسیہ کی بھونڈی صورت؟ اس مسئلے کا لطف ہمین اُسوقت ذرا بھی حاصل نہ ہوا جب ہمنے اسے شرح وقایہ اور ہدایہ مین دیکھا تھا۔ مزہ تو جب آگیا جب معلوم ہوا کہ اس مسئلے سے دنیا بھر کا مسلم الثبوت اصول اور اشراقی و مشائی دونون حکمتون کا دستور العمل ٹوٹ گیا اور کس خوبصورتی سے!

آثار سلف

یہ معمولی قاعدہ ہے کہ زمانہ ہمیشہ آثار سلف کو مٹاتا رہتا ہے۔ بڑے بڑے بہادرون کی بہادریان۔ کیسے کیسے حوصلہ مندون کی فیاضیان۔ اعلیٰ اعلیٰ زبانون کی جادو بھری تاثیرین۔ کتنے کتنے بڑے بادشاہون کی سلطنتین۔ کہان کہان کے مسافرون کے سفرنامے۔ کن کن مستقل مزاجون کی مصیبتین۔ کس کس شان کی اونچی اونچی عمارتین۔ کس کس وضع کے قدیم کتابے۔ سب پر قدامت کے پردے پڑ گئے۔

Marfat.com

وہ حسن و عشق کے اگلے دلخراش تذکرے - وہ اگلی جو انمردیون کے پُرجوش واقعے - وہ اگلی ثابت قدمیان - وہ اگلی اولوالعزمیان بہت تو مٹ چکین اور جو باقی ہین مٹتی جاتی ہین -

کسی وسیع اور کھلے ہوے میدان مین کھڑے ہو کر چارون طرف نگاہ دوڑاؤ - نگاہ جس قدر آگے بڑھتی جائیگی اُسی قدر کم چیزین نظر آئینگی - کوئی ایسا ہی اونچا ٹیلہ یا کوئی ایسی ہی نشیب کی گھاٹی ہوگی جو نظر آجائیگی - کیونکہ قدرت آنکھون کو دُور کی چیزون کی اجمالی ہی سیر کراتی ہے - گذرا ہوا زمانہ اور گذشتہ واقعات بھی اسی قسم کی چیزین ہین جنکو ہم دور سے دیکھتے ہین - خیال کرنے کی جگہ ہے کہ آبادیِ دنیا کے سلسلے بنے کیسے کیسے دلچسپ نمونے دکھائے ہونگے اور ہمارے سکھانے کے لیے کیا کچھ تجربے نہ اُٹھائے ہونگے مگر افسوس اُن مین سے بہت تھوڑی باتین ہین جو آج ہمین یاد کرنے سے یاد آسکتی ہون -

اگلی دنیا کی حسرت نصیب یادگارون مین وہ پُرانے قبرستان ہین جہان بڑے بڑے اولوالعزم خواب نوشین کا مزا اُٹھا رہے ہین - زمانہ آثار سلف کو جس صورت سے مٹاتا ہے اُسکو یہ قبرستان ہمیشہ آنکھون سے دکھایا کرتے ہین - جبکبھی گورغریبان کی طرف ہمارا گذر ہو گیا ہوگا اور منتظران حشر کے سرہانے کھڑے ہو کر ہمنے عبرت کی نظر دوڑائی ہوگی بے اختیار دل مین یہ خیال آیا ہوگا کہ کتنی قبرین ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے مٹ گئین جنکا کہین نام و نشان بھی نہین باقی ہے - ایک ہی صدی کا حساب لگائیے تو معلوم ہوجائیگا کہ زمانے نے ایک ہی قبرستان مین کتنی قبرون کے ساتھ کتنون کے نام بھلا دیے - لیکن اسپر بھی بہت سی پختہ اور مضبوط قبرین ایسی بھی ملینگی جنکا مٹانا زمانے نے دوسری صدی پر اُٹھا رکھا ہے - لاکھون قبرین برابر ہو گئین مگر دو ایک ایسی بھی ہین کہ ہزار ہزار برس کی کاریگریان دکھا رہی ہین -

حقیقت مین وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہین جو اورلق ہستی سے اپنا نام مٹنے نہین دیتے - اس سے زیادہ ناموری اور بہادری کیا ہوگی کہ زمانہ بھی اُنپر قابو نہ پا سکا - چاہتا تھا کہ سب کے ساتھ اُنھین بھی مٹا دے مگر زور نہین چلتا - ہمین تو اہل حدیث کا یہ اصول نہایت پسند آیا کہ جب جانتے ہین کہ زمانہ ہماری یادگارون کو دنیا پر نہ باقی رہنے دیگا تو

خود ہی کیون نہ مٹا دین؟ جب قبر کو ہم قائم ہی نہ رکھین گے تو مٹانے کون آئیگا؟ جب یادگار ہی نہ ہوگی تو مٹیگی کیا چیز؟ خیر یہ تو ایک خاص امر تھا - مگر اُن لوگون کو بڑی عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے جنکا نام کبھی بھولے سے بھی نہین بھول سکتا - اور جو جس طرح اب تک ایک حالت سے رہے غالباً آیندہ بھی یاد رہین گے -

اس ناموری مین کچھ اُنھین لوگون کا حصہ نہین ہے جو حسن و خوبی میں اول درجے کے شمار کیے جاتے ہین - اُن بزرگون کی وضعداریان بھی ایک قسم کی دلچسپی ہی سے یاد رکھی جاتی ہین جنکے پاس وضع نے اُنھین بدکاری و شقاوت سے ہرگز باز آنے دیا - تقویمات پارینہ کے بوسیدہ ورق اُلٹ شروع کرو تو جہان وفاداروں کا تذکرہ ہوگا - وہان دو چار اعلیٰ درجے کے بیوفاؤن کا نام بھی لکھا ہوگا - جہان موسیٰ وہارون کا ذکر ہوگا وہان فرعون کے ایسے قسی القلبون کی بھی کیفیت ہوگی - خلاصہ یہ کہ اس بازار میں اچھے بُرے دونون قسم کے لوگون کو حیثیت کے مناسب اپنی یادگار قائم رکھنے کی صلاحیت حاصل ہوگی - ان لوگون کا نام باقی رکھنے کے لیے قدرت نے کوئی زبردست قانون مقرر کیا ہے کہ زمانہ جب مٹانا چاہتا ہے وہ فوراً ہاتھ پکڑ لیتا ہے یہی یون ہے کہ اُنکے آثار کبھی مٹنے کا نام ہی نہ لین گے - یہ لاکھون مُجلد اور قلمی کتابین اگلون نے فطرت کی لائبریری مین جمع کیا ہے زمانے کی دسترس سے باہر ہین - کتابون جانے دیجیے کوئی چیز ہو مگر اُس سے اگلے یاد آجاتے ہون زمانہ اُنکے مزار مٹانے کی کوشش کرے مگر ہماری طبیعتین اُس سے کوئی عبرتناک یا فائدہ مند نتیجہ نکال ہی لیتی ہین - اگلون کی کہانیون مین بھی کچھ ایسا مزہ ہے کہ غفلت شعار بھی سنتے ہین تو کچھ عجب اطمینان کے وقت سنتے ہین -

دنیا کے ہی معمولی واقعات جو کسی نظر فریب کی خیالی صورت کی طرح روز ہماری نظر سے گذرا کرتے ہین جب اگلون کے نام کے ساتھ انکا تذکرہ آجاتا ہے تو لطف سے خالی نہین ہوتے - اس مہذب زمانے مین عرصہ کارزار بڑی مشکلون سے گرم ہوتا ہے پھر بھی بہت ایسے معرکے ہین جنکی خبرین موجودہ نسل کے کانون مین بھری ہوئی ہین - فرانس وجرمن کا ہنگامہ ابھی پُرانا نہین ہوا - روم و روس کی قیامت خیز لڑائی ابھی کل ہی کی بات ہے - یہ بھی جانے دیجیے - غدر کا نقشہ بہتون کی آنکھون کے سامنے پھر رہا ہو

یہ سب واقعات ہین۔ لیکن وہ پرانے قصے جنھین قدامت نے اپنے رنگ مین رنگ دیا ہے اور جو زمانے کی دستبرد سے بچکر اسوقت تک آثار سلف کے موثر نمونون کا کام دے رہے ہین اُنھین سو دفعہ سن چکے لیکن جب کوئی دوہراتا ہے تو نئی لذت ملتی ہے۔

ہندوستان اگلے مقدس آرین کے تذکرون مین راجہ رامچندر جی کی اولوالعزی اور جنوبی سرزمین ہند مین اُنکی حد سے گذری ہوئی جانفشانی اور جرأت اہل زمانہ کو کبھی نہ بھولیگی۔ جانبازونکی وہ جماعت جو آرین نشان کے نیچے جانین ہتیلیون پر لیے کھڑی تھی اُسکے حالات دو رکنار زمانہ ہر سال اُن بہادرون کا نقشہ ایک نئی دلچسپی کے ساتھ آنکھون کو دکھادیا کرتا ہے۔

وہ نیکنام اور دُھن کی پکّی ذمین جو مصروشام اور روم وعجم کے میدانون مین عربی عبائین پہنے پھیلی ہوئی تھین اُنکا صبرو استقلال اور اُنکی اعلیٰ دینداری صفحۂ دنیا سے ہرگز نہ مٹیگی۔ موجودہ نسل اُنکی کامیابیون کو کس وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے؟

سچ پوچھیے تو آثار سلف جس قدر زیادہ تباہی وبربادی کی حالت مین نظر آئین اُسی قدر زیادہ عبرتناک اور موثر ہوتے ہین۔ دہلی کی قدیم عمارتین جنکی نظر سے گذری ہونگی جنکا ہر تیر تازہ فراقِ جانان کا صدمہ اُٹھانیوالون کی طرح بڑی حسرت کے ساتھ اپنے مقام سے ہٹتا ہے اور جن کی در و دیوار کی ہر درز پر ہزارون تیشہ ہاے دل کو ٹھیس لگجاتی ہے بڑے بڑے نامور مسافرون کے سفرنامے دیکھیے۔ اپنے سفر مین اُنھین کیا کچھ نہین نظر آیا تھا مگر جو چیزین اُنھین اکثر یاد رہین وہ یہی آثار سلف ہین۔

واقعی آثار سلف سے ہم اپنی ترقی کے متعلق بہت کچھ سیکھ سکتے ہین۔ ہمارے حوصلے اُنھین چیزون سے بڑھتے ہین جن سے اگلون کی عالی ہمتیان یاد آجاتی ہون۔ موجودہ زمانے کے وہی اسپیکرون پر خوب فتح پاسکتے ہین جو اپنے موثر الفاظ مین اگلون کے حالات خوش اسلوبی سے بیان کرتے رہتے ہین۔ قومی امیدون کے تازہ ہوجانے سے کچھ امید ہے تو اسی طرح کہ موجودہ زمانے والے اگلون سے نیکنامی کا سبق لین۔

جلوہ دکھیا تری رعنائی کا
کیا کلیجا ہے تماشائی کا

یہ تحریر اُس زمانے کی ہے جبکہ مولانا کا عالم شباب تھا اور عشق مین جانے کی

دُمن تھی - جواہر نام ایک ایکٹرس کے حُسن کی کشش نے یہ مضمون لکھوایا۔

قدرت کا تاشہ اپنے دلفریب پردون کی آڑ سے جب کبھی کوئی نئی چُلبلی صورت دکھا دیتا ہے تو دلون پر عجب محویت طاری ہو جاتی ہے - پھر اُس بیخودی کے عالم مین دل بیتاب کا اُس طرف متوجہ ہونا اور بھی ستم ڈھا دیتا ہے - حُسنِ عالم فریب کے جلوے نظر شوق کو کچھ عجب وابستگی کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کر لیا کرتے ہین - یہی سبب ہے کہ دنیا کی ساری داستانین کسی نہ کسی موقع پہ پھیکی پڑ جاتی ہین مگر حُسن و عشق کے قصے مین وہ لطف ہے کہ جب متوجہ ہو جیسے نیا ہی مزہ آتا ہے۔ اگلی دنیا کی کہانی مین ہر قسم کی لیاقتون کے ہیرو موجود ہین جن کے حالات رفتار زمانہ کے ساتھ پچھلی نسلون کو ترقی مین بھی آگے بڑھاتے جاتے ہین لیکن حسینان جہان کی دلفریب ادائین ہماری خلاقی حالت پر ہزار برا اثر ڈالین مگر بیقرار دلون کو فدا جانے کس قیامت کا لگاؤ ہے کہ بیکری ہو خیال گذرتے ہی طبیعت قابو سے نکل جاتی ہے -

صفحات تاریخ پر اگلی کرشمہ سنجیون نے جن جن مہ لقاؤن کے نام لکھوا دیے تھے اُنکے ذکرے جنون آور نگان ہجران کے دلون کو کس جوش کے ساتھ بڑھا دیا کرتے ہین؟ شیرین کی جن شیرین اداؤن پر فرہاد نے اپنی بیش قیمت جان کی قربانی چڑھا دی ان مین اگرچہ اب خواب دوشین سے زیادہ مزہ نہین۔ ہاں سچ پوچھیے تو مہوشان زمانہ کی نازآفرینون مین یہ کی تاثیر پیدا کرتی رہتی ہین - یہ اگلا قصہ اگر فرہاد ہی کی جان پر ختم ہو جاتا تو خیریت تھی مگر ستم تو یہ ہے کہ وہی ادائین موجودہ حسینون کی حرکات و سکنات سے ظاہر ہو کر ہمارے دلون کے ساتھ آج بھی وہی کر رہی ہین جو تیرہ سو برس پیشتر شیرین نے فرہاد کے ساتھ کیا تھا۔

درفش کاویانی جو اگلے اولوالعزم شہنشاہان ایران کے سرون پر لہرایا گیا تھا اور آتش پرستون کی وہ مقدس آگ جسکے آگے بڑے بڑے تاجدارون نے تاج اُتار اُتار کر رکھ دیے تھے دونون کو وہ سیلاب عظیم جو سرزمین عرب سے اُٹھا تھا خدا جانے کہان بہا کے پھینک آیا مگر یہی شیرین کے آتشین رخسار لوگون کو اُس مقدس آگ سے بھی زیادہ یاد ہین جو نوشیروان کے مبارک ہاتھون سے روشن کی گئی تھی -

شیرین کے آتش حسن کی گرمیان آج تک اُن گورے رخسارون سے ظاہر ہوتی رہتی ہین جو پارسی تھیٹریکل کمپنیون کے نظر فریب پردون سے نکل کر تماشائیون سے اُنکے بیتاب دل چھین لیا کرتے ہین۔ کسی بیتاب نے ایسے ہی موقع پر کیا خوب شعر پڑھا تھا ؎

کسی نے دل جو لیے تو لیجا کے لیے مگر حضور نے خنجر لگا لگا کے لیے

واقعی ایسی محفلون مین نظر شوق کا بڑھانا بھی اور زیادہ بے لطفی پیدا کر دیتا ہے۔ کچھ دلدادگان یار ہی نے اس بات کا خوب اندازہ کیا ہوگا کہ للچائی ہوئی نگاہین کس شوق سے جاتی ہین اور اپنی بیتابانہ حرکتین دکھا کر کس حسرت سے واپس آتی ہین۔ خصوصاً خوب رسوائی سے ڈرنیوالے سادہ دل عشاق کسی کی نظر غلط انداز پر فریفتہ ہو کر جیب اُدھر اُدھر دیکھکر نگاہ شوق بڑھاتے ہین تو بے اختیار یہ شعر یاد آجاتا ہے۔

ہجوم عام مین رخسار یار کے ہے مری نظر نے نگاہین بچا بچا کے لیے

انصاف تو یہ ہے کہ پیاری صورتون کے دیکھنے سے ہزار بیتابی ہو مگر بے دیکھے بھی نہین رہا جاتا۔ کسی نازآفرین کی اداؤن کا جلوہ دیکھنا بڑا کام ہے لیکن بہار حسن کو ڈھونڈنے والی نگاہین روکے نہین رُکتین۔ اصل مین حسرت نصیب وہی ہین جو کسی جمال جہان آ[را] کے دیکھنے کو ترس گئی ہون۔

بزم عشاق کی سرگرمیان اور بیتاب دلون کے ولولے یون تو ہر وقت عجب جوش و خروش سے ظاہر ہوتے رہتے ہین مگر وہ وقت کسی نئی بیتابی کی خبر دیتا ہے جب اُن پیاری صورتون کا نقشہ بھی نگاہ کے سامنے پھر جائے جنکے ہجر مین پُر آرزو نگاہ ہو[کر] کے ساتھ ہزارون امیدین اور سیکڑون ارمان جھلکتے جھلکتے قدرت کے پردے چاک کر[کے] ہین اور ناموری کے اُس اسٹیج پر پہونچ جاتے ہین جہان بی شیرین اپنی شیرین ادا[ئین] دکھا رہی ہین اور بی لیلیٰ کا حسن نمکین ہمدردان قیس کے زخمون پر نمک چھڑک رہا [ہے] حضرت یوسف کی بے توجہی سے بی زلیخا کا افسردہ چہرہ عاشق مزاج معشوقون [کو] بے دھڑکی کیے دیتا ہے۔

ہماری نظر اُن زاہد فریب نازنینون تک ہرگز نہ پہونچتی جو قضا کا برقع اوڑھ[کر] کنج عدم مین بیٹھ رہے ہین مگر موجودہ مہوشون کی پریخیان جہان دلدادگان یار[ان] غربت مین آوارہ و سرگردان رکھتی ہیں وہان ہماری نگاہ پریشان کو فقط ایک صور[ت]

کی امید پر خدا جانے کن کن گذرے ہوے معشوقون کی سیر کرا لاتی ہین - از خود رفتگان عشق بالکل مرغ قبلہ نما کے مشابہ ہین کہ کسی کی بے التفاتی مرغ بسمل کی طرح تڑپا دیتی ہے مگر رخ اسی طرف رہتا ہے - پری رخون کی نگاہ غلط انداز تھوڑا ستم نہین کرتی ہے مگر آرزومندون کو اس ستم مین بھی کچھ ایسا مزا ملتا ہے کہ جب دیکھیے نگاہ ناز والون ہی کی آنکھین جھک جاتی ہین-

ہاے افسوس! جسے دیکھیے پری رخون سے وفاداری ہی کا خواستگار ہے - یہی چاہتا ہے کہ جس طرح اُسکی ارمان بھری باہین گلوے معشوقان پڑنے کے لیے بڑھتی ہین اسی طرح کسی کے گورے ہاتھ بھی اُسکی ہمکناری کے لیے بے جھجک پھیل جایا کرین - اور آرزو ہوتی ہے کہ ہم دامن پکڑ لین تو وہ پہلو مین بیٹھ جائے - ہم سوال بوسہ کرین تو بھرے نہین نہ ہو - مگر یہ سب آرزوئین خواب نوشین سے زیادہ مزا نہین رکھتین- ہم تو اس آرزومندی مین کہ ایک کے تجسس مین نکلے تو سیکڑون حوروشون کا دیدار نصیب ہوگیا - ایک کا ارمان کیا تو ہزارون ایسے نظر آگئے کہ اُنکا ارمان لیے بیٹھے ہین تھا - ایک کے دیکھنے کو نگاہ بڑھائی تو ادھر بھی دو چار ایسے نظر آگئے کہ پرستان نظر آیا نگاہ سے بے ٹھوکرین کھائے چلا ہی نہین جاتا -

گوشۂ حرمان مین بیٹھکر یار کی خیالی پیکر تصویر پر نظر جمانیوالے خوب جانتے ہین ٹکٹکی باندھتے جب کسی کی بھولی صورت سامنے سے غائب ہو جاتی ہے اُس وقت ایک صورت کی تلاش مین نظر شوق کہان کہان ہو آتی ہے اور باغ حسن کے کس کس شگفتہ پھول کی سیر کر آتی ہے - انصاف یہ ہے کہ دل کے ساتھ خود ہمارا ایسا ایک ہی کی زلف گرہگیر مین اسیر ہو جانا امیدون کی رفتار کو بالکل محدود کر دیتا ہے - خاص ایک کا ہو رہنا اُسی وقت تک اچھا ہے جبتک نیچرل اگزبیشن (قدرت کی تماشا گاہ) کی خوشنمائی نظر سے گذرتی رہے - حسن کی قدردانی جب ہی ہوتی ہے جب سو مین چھانٹکر ایک معشوق اختیار کیا جائے - باغ حسن مین ایک ہی پھول کھلتا ہے - اور دلبستگیون کی اسٹیج پر سیکڑون ہی حوروش آ آکر اپنا جلوہ دکھا جاتے ہین - ارمان بھری نگاہین بھی ہر ایک کی پذیرائی کو ایک ہی جوش اور ایک ہی شوق سے بڑھتی ہین - یہان تک تو ایک ہی حالت ہے مگر جب اُن مین سے کسی کا خدنگ نگاہ چلبلے دلون کو بیتاب کر جاتا ہے اُس وقت کچھ اور ہی کیفیت ہو جاتی ہے-

حسن کے خزانے میں لاکھوں آبدار اور نظر فریب موتی بھرے پڑے ہیں مگر اُن میں سے ایک ہی آدھ جواہر ایسا نکلے گا جو آنکھوں کے سامنے آتے ہی اپنا کام کر جائے۔ پاسیوں کی کرشمہ سازیاں تغیر کے پردوں کی آڑ سے ظاہر ہو ہو کر بتوں کو اپنا والہ و شیدا کر لیا کرتی ہیں۔ مگر وہ صورت کچھ اور ہی کر گذرتی ہے جسکی قیامت خرامیاں اور آتشین رخساروں کی گرمیاں دیکھ کر دو چار چوٹ کھائے ہوے کہہ اُٹھتے ہیں۔

"قبلۂ آتش پرستان میرود"

جس طرح وہ دل پُر آرزو جو کسی کی اچھی صورت دیکھتے ہی بیقرار ہو جائے جلتے کسی بے تکلف دوست کا کام دیتا ہے اُسی طرح وہ آنکھیں بھی بعض موقعوں پر عجیب لطف دکھا جاتی ہیں جو کسی کی چلبلی ادائیں دیکھتے ہی اور طرف متوجہ ہونے کی قسم کھا لیں حسن جانان کے جلوے میں قیامت کی دلستگیاں ہیں جسکے دل میں دیدار جانان ارمان پیدا ہو گیا پھر کسی طرح نہیں نکلتا۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی نہیں کہ یہ کوئی آسان بات ہو۔ مہوشوں کی تو بہت سی صورتیں دیکھی ہونگی مگر ذرا اپنی خیال کی آنکھیں کھول کے اُن لوگوں کو تو دیکھو جو جلوہ گاہ حسن کے اسٹیج کے سامنے بیٹھے ہیں۔ ہاتھ کلیجوں پر اور دل دلبروں کی زلف گرہگیر میں۔ کان پیاری سہانی آواز کی طرف مصروف ہیں آنکھیں اُن دلربائی کی اداؤں کو ایک بیتابی کے ساتھ دیکھ رہی ہیں جنھوں نے ان پر ایک مدہوشی کا عالم طاری کر دیا ہے۔ خرام ناز کے وقت کسی کے ساتھ ہی ساتھ نظر کا بھی ادھر اُدھر پھرنا لغزش مستانہ سے کم مزا نہیں دیتا۔ وہ عجیب محشر آباد آن ہے جس وقت کسی نالک فریب کی چلبلی ادائیں بیتاب دلوں کے دلوں کے حق تازیانے کا کام دینے لگتی ہیں۔ اور شرمگین مگر شوخ آنکھوں سے دلوں پر تیر نظر شروع ہو جاتے ہیں۔ اُسوقت عشق کا خوب سماں ہوتا ہے جب حسرت آلودہ آنکھ مایوسیوں کے ہاتھ سے دامن چھڑا چھڑا کر کسی کی نازآفرینیوں کا جلوہ دیکھتی ہیں۔ تو یہ ہے کہ یہ تمام آزمائش کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کلیجا تھام تھام کر جلوہ حسن کے دیکھنے والے بلا کے ہوتے ہیں۔ سچ کہا ہے۔

جلوہ دیکھا تری رعنائی کا
کیا کلیجا ہے تماشائی کا

Marfat.com

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا۔ جو سُنا فسانہ تھا

واقعی اگلی دلچسپیاں عجب مزے کی چیزیں تھیں۔ نہ بھولی ہیں اور نہ بھولیں گی۔ اے نیلگوں آسمان پر چلنے والے تارو تمھاری صورت کہے دیتی ہے کہ ان آنکھوں سے تم نے جو کچھ دیکھ ڈالا ہے وہ آج تک نہیں یاد ہے یہ رات رات بھر پلک جھپکنا بے سبب نہیں۔ خصوصاً وہ وقت کچھ اور بھی حسرتناک ہوتا ہے جب موجودہ آبادی میں پہلے آثار ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے صبح ہو جاتی ہے اور تمھاری ڈبڈبائی ہوئی خمار آلود آنکھیں ایک مایوسی کے ساتھ جھپکنے لگتی ہیں۔ اے سوتے ہوؤں کو جگانے والے اور جاگتے ہوؤں کو سلا دینے والے نسیم سحر کے خوشگوار جھونکو! وہ کس قیامت کی گھڑی ہوتی ہے جب تم کسی افسردہ دل بیمار محبت کی طرح اُن گذشتہ سرسبز باغوں اور رنگ برنگ کے تماشا فریب پھولوں کی تلاش میں ادھر اُدھر ٹکراتے پھرتے ہو جنکے دم سے کسی زمانے میں تمھاری بھی رونق تھی۔ اے دائمی زندگی کی شہ نشین پر بیٹھنے والے مورخین وہ عجب دلربا سماں تھا جسکو تمھارے جادو نگار قلم دکھا گئے ہیں۔ ہائے اُس دلفریب داستان میں قیامت کا اثر بھرا ہے جو ہمنے تمھاری زبانی سُنی ہے۔ جس وقت تمھارے لکھے ہوئے دفاتر پارینہ ہماری نظر سے گذر جاتے ہیں اُس وقت کیا بتائیں کہ کیا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ میدان آرزو میں کھیلتے ہوئے جو میلے اپنا کام چھوڑ کے کچھ اس دلبستگی کے ساتھ گذشتہ زمانے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ اسپہ دن کی دلچسپیاں بھی بھول جاتی ہیں۔ وہ علما کی رحمت کے شامیانوں کے نیچے والی محفلیں۔ وہ ملکی ملکی کے تخت پر جلوس کرنے والے بادشاہوں کے دربار۔ وہ ناموری اور نیکنامی کے پہاڑ کی چوٹیوں پر گڑے ہوئے جھنڈے۔ وہ ترقی کی سیڑھیاں لگا کر کامیابی کے آسمان پر چڑھنے والے طلبا۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ جب تک دنیا ہے اور ڈسپرہم یا ہماری نسل کا کوئی آدمی ہے کبھی نہ بھولیں گی۔ اے آب حیات کے ساقیو! (مورخین) تمھاری پرجوش تحریریں اور تمھارے جادو نگار قلم کی معجز نمائیاں گذشتہ حالات کا عجب سماں آنکھوں سے دکھا دیتی ہیں۔

جو داستان تمھاری زبانی سُنی گئی اس مزے کی ہے کہ جن لوگوں نے کبھی سُن پائی

Marfat.com

انھون نے اور باتون سے کان بہرے کر لیے تو پھر سنین گے تو وہی داستان سنین گے اور جنھون نے اُن گذشتہ حالات کا کوئی کرشمہ دیکھ لیا اُنکا یہ عالم ہے کہ جگرخراش آہین کھینچ کھینچ کر کہتے رہے ہین "ایکبار دیکھا ہے دوبارہ دیکھنے کی ہوس ہے"۔ اگلے واقعات کے دیکھنے والون مین سے تو زمانے نے دو ہی چار بوڑھے ایسے لگا رکھے ہین جنھون نے قومی عروج کی وہ درہم برہم محفلین آنکھون سے دیکھی ہین جب شراب دولت کے نشہ کا اُتار تھا۔ ہمت کے بازو شل ہو جانے سے بلند حوصلہ نظرین اُسوقت کے خمار مین جھکی پڑی تھین۔ شب اقبال کی صبح ہو چلی تھی۔ پچھلا دور تھا۔ اور سات بھر کے جاگے ہوئے اُکتا چلے تھے۔ بدمستون کے دامن دامان صبح کی طرح چاک ہو رہے تھے۔ تہذیب کی شمعین جھلملانے لگی تھین۔ اور غفلت نصیبون کی آنکھون پر صبح کے تارون کی طرح نیند سوار تھی۔ نسیم سحر بھی چلتی تھی مگر اُن شمعون کے گُل کرنے کے لیے۔ کوئی آفتاب بھی طلوع ہو رہا تھا مگر اسلیے کہ تارے نظرون سے غائب ہو جائین۔ اقبال کی جو کلیان کھلنے کو باقی رہ گئی تھین وہ شگفتہ ہو رہی تھین مگر بہت ہی جلد مرجھا جانے کو۔ رونے کو تو شمع رات بھر روتی رہی مگر اسوقت ہچکیان بھی لینے لگی تھی۔ ہمارے اقبال کی رات شب وصل کی طرح مختصر تھی لیکن اسکو زمانہ گذر گیا جب سے عروج و ترقی کے چمن مین باد مخالف کے جھونکے چلنے لگے تھے۔ ہان فرق اتنا تھا کہ سلطنت نے ذرا بات رکھ لی تھی اور گھڑی ادائین بھی ایک دلربائی کا نمونہ نظر پڑتی تھین۔ جس صبح ادبار کا سمان ہمنے دکھایا یہ اُسوقت کی کیفیت ہے جب سلطنت ہمارے ہاتھ سے نکل رہی تھی۔ اُس گھڑی کے دیکھنے والے ابھی موجود ہین جب بقول کولڈ اسمتھ کے مغلیہ خاندان کا ہمیل پرانہ دولت کا غرور) شہنشاہی دربار دہلی سے عجب عجب گھڑی ادائین ظاہر کر رہا تھا۔ لیاقتون کے باقیات الصالحات بوڑھے اور قدردانی کے چھوٹے چھوٹے چشمے دونون خشک ہو رہے تھے۔ تہذیب کی شمعین جو جو باقی رہ گئی تھین وہ بھی گل ہو رہی تھین۔ بلبلِ صبح کے مقام پر اُن حسرت نصیبون کے نالہائے جگرخراش تھے جو اپنی بے نصیبی پر کلیجا ہاتھون سے تھام تھام کر رو رہے تھے۔ دامنِ صبح کے مقام پر وہ گریبان تھے جو قومی تہذیب کی سوگواری مین چاک کیے گئے تھے۔ اُس زمانے سے ذرا ہی پہلے کا ذکر ہے کہ دو ایک چھوٹے چھوٹے دربار قائم تھے۔ گو شب عشرت کی بیداریون کا خمار تھا لیکن آنکھون پر چھینٹے دے دے کر ہوشیار ہوتے تھے کمالون کی

Marfat.com

قدردانی کرتے تھے اور لیاقتوں کے صلہ میں خزانوں کے دروازے کھول دیتے تھے۔

اسلام کی یادگاروں میں جو چند اونچے اونچے مقبرے بنا باقی رہ گئے تھے زمانہ اُنکی تکمیل کر رہا تھا۔ عیش و عشرت کا نشہ حد سے گذر چلا تھا۔ لہو و لعب اُس انتہا درجے کو پہونچ چکا تھا جو ادبار سے ملا ہوا ہے مگر پھر بھی ایک بیفکری کا سرور تھا جسکا مزا دیکھنے والوں کو ابتک یاد ہے۔ گذشتہ صدی کے ابتدائی زمانے کے لوگ جنکی زبانی یہ داستان ہم اکثر سُنا کرتے ہیں آج اُنکی نظر میں یہ واقعات اُس خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے ہیں جسکا لطف کسی طرح نہیں بھولتا اور جنھوں نے ایکبار دیکھ لیا ہے گھڑی گھڑی آنکھیں بند کرکے لیٹ جاتے ہیں کہ وہ سمان پھر نظر آ جائے۔ اے ہمارے اگلے عروج کو یاد کرکر کے رونے والو! یہ محفل ایسی نہ تھی کہ کبھی ختم ہو جاتی۔ واقعی وہ بزم ایسی نہیں ہے کہ اُسکا خیال بھی کبھی ذہن سے اُتر جائے۔

آنکھوں سے دیکھ کر بیان کرنیوالوں کی داستانیں تو ناظرین کے دل میں ایک حسرت پیدا کرکے تمام ہوگئیں مگر ابھی وہ افسانہ باقی ہے جسے مورخین یاد دلا گئے ہیں وہ بڑا افسانہ ہے۔ زمانے کی مجلد کتاب جسے قدرت نے ازل و ابد کی دو دفتیوں میں بند کر دیا ہے اُسکے ہزارہا جزو اسی افسانے کی نذر ہوگئے اور کسے معلوم ہے کہ ابھی افسانہ کتنے جزوں کو سیاہ کریگا۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ یہ داستان قیامت تک پوری ہونے کو نہ آئیگی مگر یہ اسباب ظاہر دلچسپیوں کا جسقدر ریاٹ تھا وہ تمام ہوگیا۔ اے ہماری انجمن اقبال کے ممبرو تم نے اپنے زمانے میں چاہے جو کچھ کر دکھایا ہو لیکن آج ہماری نظر میں تم اُن حسرتوں کا مجموعہ ہو جو کسی حوردش کے ارمان کی طرح ہمیشہ ہمارے دل میں رہیں اور کبھی نہ نکلیں گی۔ اگرچہ تمھارے زمانے میں تمھارے اقبال کی قسم کھائی جاتی تھی مگر سچ کہیں اگر تم نے ترقی نہ کی ہوتی تو آج ہم افسانہ روتے جیسا یوں روتے ہیں۔ وہ انجمن جسکی رونق تمھاری ذات سے تھی ہمیں کسی طرح بھول ہی نہیں سکتی۔ ہمارے قومی باغ کی آبیاری جن دنوں تمھارے سپرد تھی اُن دنوں اُسکی بہار دیکھنے کے قابل تھی۔ مبارک تھیں وہ شایستہ محفلیں۔ وہ نکھری ہوئی صحبتیں۔ وہ کامیابی کی تعریفیں۔ وہ نیکنامی کے دربار۔ وہ خداپرستی کی مسجدیں۔ وہ علم الٰہی کی خانقاہیں۔ وہ مجالس وعظ۔ وہ مدارس علم۔ وہ ترقی کی منزلیں۔ وہ عالی ہمتی کے سفر۔ وہ اولالعزمی

کے سمندر۔ وہ اپیکری کے موقعے۔ وہ جادو بیانی کے مقام۔ وہ معرکہ آرائی کی صفین۔ وہ رزمگاہ کے کانپتے ہوے میدان جن کو تمنے رونق دی تھی۔ اور آخر ایک حسرت کے ساتھ دل ہاتھوں سے تھام کر ہم یہ بھی کہے دیتے ہین کہ مبارک ہین وہ گرے پڑے اور ٹوٹے پھوٹے گنبد جن کے نیچے تم آرام کر رہے ہو۔

مورخون کے قلم جس بزم کا سمان دکھا گئے ہین وہ ایسی نہ تھی کہ اُسکا خمار قیامت تک نہ باقی رہتا۔ وہ محفل عشرت جسکا سرور انتہا درجے پر پہونچ گیا تھا جب تک دُنیا ہے لوگون کو یاد رہیگی۔ دیکھو خیال نے تمھارے سامنے ایک طلسمی پردہ ڈال دیا ہے جسپر اگلی ترقیون کے جتنے نمونے تھے سب کے نقشے کھنچے ہوے ہین۔ زمانہ تمھین سارا گذشتہ حال دکھا رہا ہے اگر تم غور کر کے دیکھو تو معلوم ہو۔ حافظے کی آنکھین کھولو خیال کی عینک لگاؤ۔ اور اُس طلسمی منقش پردے کی طرف متوجہ ہو۔ یہ جتنے لوگ مقبرون مین پڑے سو رہے ہین دیکھو سامنے بیٹھے نظر آ رہے ہین۔ بہت سے وہ لوگ بھی ہین جو اپنے مذہبی آئین سے جلا کر خاک کر دیے گئے تھے۔ آرین لوگون کے تارکان وطن ہندستانی راج سبھاؤن مین کس قدامت کے داب سے دھوتیان باندھے کھڑے ہین۔ مبارک زبان سنسکرت کے رعب دار الفاظ کس بے تکلفی سے بولے جاتے ہین۔ وید اور شاستر کس عظمت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جا رہے ہین۔ اور پورانون کی تصنیف کا سلسلہ کس شایستگی سے قائم ہے۔ کتنی بڑی سخت قیدون سے انسانی مدارج کا تفاوت دکھایا گیا ہے۔ اور ہر قوم اور ہر پیشے والا کس اطمینان کے ساتھ اپنے مقام پر کھڑا ہے۔ دیسی راجاؤن کے دربارون مین اُس زمانے کے قدیم ٹھاٹ کس اعلیٰ غرور کے ساتھ نظر پڑتے ہین۔ ہندوستان کے زمانہ تاریخ سے پہلی بدنصیب نسل کس سرگرمی سے آرین بہادرون کی غلامی کر رہی ہے۔ بہادر راجہ کیسی کیسی اولوالعزمیان دکھا رہے ہین۔ ہستنا پور کے میدان کا ہنگامہ زورون پر ہے۔ تلوار چل رہی ہے اور سر کٹ کٹ کر زمین پر گر رہے ہین۔ راجہ رامچندر جی کی فوج کے عالی ہمت بلند حوصلون ا اُبھرے ہوے جوش کے ساتھ جنوب کی طرف بڑھے چلے جاتے ہین۔

اُدھر دیکھو مصر کا بازار لگا ہوا ہے۔ مصری دار العلوم مین یونانی طلبا تعلیم پا رہے ہین۔ اُن پتھرون پر نقش و نگار بنائے جا رہے ہین جنکو زمانہ آجتک نہ مٹا سکا

اسلام کی نیو پڑ رہی ہے۔ حکماء فلسفی جامے پہنے فراعنہ کے دربار مین جمع ہین۔ تہذیب
کی پُرخوف انتہا ہے کہ بادشاہون کی طرف سے خدائی کے دعوے ہونے لگے۔ دیکھو وہ
یونانیون کا ستارہ چمک رہا ہے۔ ایتھنز کی سرزمین سچے جان نثارانِ وطن سے آباد ہے۔
سکندر یونانی عالمگیری کے ولولے مین فوجین آراستہ کر رہا ہے۔ اُس طرف دیکھو درفش
کاویانی ایرانی فوجون کے سرون پر لہرا رہا ہے۔ جاہ و جلال ایران کی عظمت۔ اُنکا غرور
اُنکی بلند حوصلگیان۔ اُنکے ولولے۔ اُنکے جوش کس رعب و داب کے ساتھ نظر آ رہے ہین
اور زیادہ نظر بڑھا کے دیکھو رومیون کی تصویرین بھی موجود ہین۔ اُنکی ترقیان۔ اُنکی
شائستگی۔ اُنکا دبدبہ۔ اُنکا اقبال اُنکی صورتون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ رومیون کے برابر
ہی دیکھو گالیا والون کا جھنڈا بھی ہوا مین اُڑ رہا ہے۔

ان سب کے بعد اُس قوم کو دیکھو جو سب کا غرور توڑنے اور سب کا سرمایۂ علمی
ایک جگہ جمع کر دینے کے لیے پیدا ہوئی تھی۔ وہ ہلالی جھنڈا چمک رہا ہے۔ اہل عرب
اطراف عالم مین پھیلے ہوے ہین۔ اسپین مین بیت حمرا کی بنیاد پڑ رہی ہے۔ جوانب
ملک مین رصدگاہین بن رہی ہین۔ ہندوستان مین بڑے بڑے قلعون اور عالیشان
مسجدون کی نیو دیجا رہی ہے۔ بغداد کا کتب خانہ سج رہا ہے۔ شام و روم مین دار العلوم
اور یونیورسٹیان کھل رہی ہین۔ عربی زبان جزیرہ نماے عرب سے ترقی کے ساتھ باہر
نکلی ہے۔ قبطی، لاطینی، یونانی، ژند اور سنسکرت زبانین اُسکے لیے جگہ خالی کرتی جاتی
ہین۔ سمندرون مین عربی جہاز پھیلے ہوے ہین۔ میڈیٹرینین سی کی تجارت مسلمانون
کے ہاتھ مین ہے۔ نئے شہر آباد ہو رہے ہین نئے نئے علم ایجاد ہو رہے ہین۔ جغرافیہ
کی تحقیق ہو رہی ہے۔ کرۂ زمین کا دور ناپا جا رہا ہے۔ تختِ کسریٰ پر سعد بن ابی وقاص
کھڑے خطبہ پڑھ رہے ہین۔ دریاے نیل کے لہراتے ہوے پانی مین شمشیر عرب کے عکس
نظر آ رہے ہین۔ اسلامی فتحیابی کا جھنڈا ہمالیہ کی چوٹیون پر گڑا ہوا ہے تو نیزے اسپین
مین بج رہے ہین۔ اُنکی تلوارین قسطنطنیہ کو گھیرے ہوے ہین تو کشتیان جزائر چین
کے گرد چکر لگا رہی ہین۔ سنسکرت کے علوم کی کتابون کے ترجمے ہو رہے ہین تو لاطینی
اور مصری دفاتر دھوے جا رہے ہین۔ اسلامی دربار مختلف وضعون مین نظر آ رہے ہین
کہین تخت کے پاس لوگ لمبی لمبی عبائین پہنے کھڑے ہین۔ کہین قباے عجمی دلفریبیان

Marfat.com

کر رہی ہیں۔ کسی جگہ شرعی پائجامہ اور کرتہ شاہی وضع ہے تو کسی مقام پر بڑے بڑے گھیردار جاموں اور پیچھے دار پگڑیوں سے تخت کو رونق دیجاتی ہے۔

کہاں تک بیان کیا جائے؟ بھلا یہ داستان کہیں پوری ہو سکتی ہے؟ مگر چونکہ حسرت کے ساتھ یاد آتی ہے اسلیے اتنا ضرور کہیں گے کہ ہائے یہ مذکورہ دَور ہرگز اس قابل نہ تھے کہ کبھی ختم ہو جاتے۔ اے متلون مزاج زمانے یہ مٹانے کی چیزیں تھیں؟ یہ وہ سامان تھے جن کو ہمیشہ موجود رہنا چاہیے تھا۔

غور کرکے دیکھیے تو سرد مہر زمانہ کتنوں کو مٹا کے بیٹھا ہے اور خدا جانے کتنوں کو مٹائیگا۔ ہزارہا بارونق محفلیں اسنے درہم برہم کر دیں اور لاکھوں انجمنیں ابھی بگاڑیگا۔ جس طرح اگلوں کے حالات آج ہمیں ایک فسانہ معلوم ہوتے ہیں اُسی طرح آیندہ نسل ہمارے حالات کو ایک جھوٹی کہانی پر ترجیح نہ دیگی۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ جو داستان ہمنے سنائی یہ کبھی نہ بھولیگی اور ہمیشہ دلچسپی کی نگاہ سے دیکھی جائیگی مگر ہماری کہانی میں کوئی ایسی دلچسپی نہیں کہ بعد والے اسے یاد رکھیں۔ زیادہ حسرت نصیبی کی بات ہے تو بس یہی۔ اے قوم کے نوجوانو تمھارا کام بس اسی قدر ہے کہ گذشتہ لوگوں کی طرح اپنی داستان کو بھی دلچسپ بناؤ۔ خدا تمھیں توفیق دے۔

زمانے کا تھیٹر

عالم خیال کی سیر اور دماغی دلچسپیاں غریبوں ہی کی قسمت میں لکھی گئی ہیں یہ مسلم ہے کہ امرا کے حوصلے بڑھے رہتے ہیں مگر کنج تنہائی میں بیٹھکر باغ خیال کی نیرنگیاں انھیں دلوں کے حصے میں ہیں جو دنیاوی منتشر خیالات سے خالی ہیں۔ نشیب و فراز عالم میں غربا ہی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور تجربہ کاری کی منزلیں طے کرنا انھیں تہیدستوں کی قسمت میں ہے۔ یہ ہماری تھوڑی دیر کی سیر ہے جو بیکری اور امارت کی ہزار سیروں سے زیادہ نتیجہ خیز اور عبرت انگیز ہے۔ اس اسٹیج پر ہمنے جو خیالی صورتیں دیکھی ہیں وہ اُن پیاری اور بھولی صورتوں سے بدرجہا زیادہ دلفریب ہیں جو ہمارے ہم مشرب تھیٹروں میں دیکھا کرتے ہیں۔ اس ڈراما سے لطف اُٹھا کر جو جواہر ہمنے اپنے ذہن کے خزانے میں جمع کر لیے ہیں وہ اُن پری رُوں کے دلربا چہروں سے کہیں بڑھے چڑھے ہیں

Marfat.com

جو ہمارے عشرت پسند دوستون کے دلون مین بسے ہوے ہین۔

باغ خیال کی گلچینی مین مشغول تھے۔ دوشیزگان خیال کے جلوے نگاہ کے سامنے تھے اور آرزوئین دست شوق کی طرح بڑھ رہی تھین۔ یکایک ایک تھیٹر کا عالم نظر پڑا۔ ایک قدرتی سامان نے متحیر کر دیا اور عقل اُن سادی بے تکلف چیزون کے دیکھتے ہی چکر مین آ گئی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ زمانہ اسٹیج مینیجر ہے۔ اور گذشتہ سچے سچے واقعات دکھائے جاتے ہین۔ اپنی بیکسی پر رونے والا دل بڑے جوش کے ساتھ اُدھر متوجہ ہوا۔ اور وہ حسرت آلود آنکھین جنکے سامنے اگلے جاہ و جلال کے نمونے پھرا کرتے تھے عجب شوق سے متوجہ ہوئین۔ گھنٹی بجی اور پردہ اُٹھا۔ لق و دق بیابان اور خود رو جنگل نظر کے سامنے ہوگئے۔ آبادی کا کہین نام نہ تھا۔ ہان چند برہنہ قوی ہیکل انسان دکھائی دیے جو بےفکری اور بےشغلی کے عالم مین غرق تھے۔ بھوک لگتی تو جنگلی پھل توڑ کے کھا لیتے اور پیاس ہوتی تو اُن نہرون کا پانی پیتے جو جنگلون مین جاری تھین۔ خدا جانے خود بخود اُنکے دلون مین کیا غیرت پیدا ہوئی کہ درختون کے بڑے بڑے پتے توڑ کر ستر چھپا لیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ لوگ اپنی بنیادی ضرورتون کو سمجھے۔ نیچر کا علم ان لوگون کے ساتھ تھا اور بتاتا جاتا تھا کہ تم اپنی غرضین کیونکر پوری کر سکتے ہو۔ زمین پر ادھر اُدھر لوہا پڑا ملا۔ پیٹ پاٹ کے درست کیا اور قدرت کی کمائی پر دست ستم دراز کرنے لگے۔ ادھر ان لوگون کی بےفکریون مین فرق آ گیا اُدھر زمین کی فطرتی حالت مین انسانی کاریگریون کی کاٹ چھانٹ ہونے لگی۔ گنتی کے چند آدمی تھے۔ ہر ایک کسی نہ کسی کام مین لگ گیا۔ کسی نے بڑھئی کے کام کو ایجاد کیا۔ کسی نے لوہاری کا سلسلہ قائم کیا۔ کسی نے زیادہ جدت کی لی کہ جانورون کے بال کاٹ کاٹ کر اپنے لیے اُونی بھدے کپڑے بنانے لگا دو چار چھوٹے چھوٹے جھونپڑے بھی بن گئے۔ اور بن جُتی زمین پر آبادی اور زراعت کی داغ بیل پڑنا شروع ہو گئی۔

پھر پردہ اُٹھا۔ ایک مقام نظر آیا جہان چند اُجڑے جھونپڑون کے بیچ مین ایک راستہ سا بن گیا تھا۔ ایک کپڑے والا کچھ موٹے موٹے کپڑے لیے جاتا تھا کہ دوسری طرف سے ایک لوہار آ گیا۔ لوہار کے ہاتھ مین کُدال تھی۔ کپڑے والے نے بڑھ کر

Marfat.com

پوچھا اگر تمہیں کپڑے کی ضرورت ہو تو مجھ سے لو اور کدال مجھے دو۔ لوہار کسی قدر معترض بھی تھا تبادلے پر راضی تو ہو گیا مگر کہنے لگا "کدال کپڑے کی نسبت زیادہ محنت سے تیار ہوتی ہے میں مبادلہ نہیں کر سکتا" یہ بڑی دقت پیدا ہوئی۔ کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ اس امر کا تصفیہ ہو سکے۔ اس قسم کی بعض تکراروں پر جھگڑا فساد بھی ہو گیا اور نسل انسان کی کھیتی ناجائز خونریزیوں سے پامال ہونی شروع ہوئی۔ اس پردے میں انسان زیادہ نظر آتے تھے۔ خاندانی مورث اعلیٰ حکمرانی کے مجاز ہو گئے تھے۔ حاکم محکمی نے ایک سرسری طریقہ انتقام کا بھی جاری کر دیا تھا۔ کسی عقلمند نے سکّے کی ترکیب نکالی اور اشیا کی قیمتیں مشخص ہو گئیں۔

پردہ کھینچ گیا۔ اور انسانوں کے سیکڑوں مختلف گروہ نظر پڑے۔ باہمی تکراریں زیادہ جوش دکھائی دیا اور بات بات پر تلوار کھینچتی ہوئی معلوم ہوئی۔ قتل و خون کا بازار بہت گرم تھا۔ آخر ان فسادوں نے دو دربار قائم کر دیے۔ ایک طرف ہندوستانی راج سبھا اپنا جلوہ دکھانے لگی۔ دوسری طرف ایرانی تخت بچھایا گیا۔ اور تخت نشین کے سر پر تاموری کا تاج دیدیا گیا۔ ایرانی تلوار بہادری کے آسمان پر تاروں کی طرح چمکی اور اُسکی شعاعیں مغربی دنیا کے کناروں تک پہونچیں۔ ہندوستانیوں کی پیشانی پر اوہام کا ٹیکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح جلکا یا اور کرنیں ساری مشرقی دنیا کی نورانیت کا سرچشمہ بنگئیں۔ شمشیر فارس میں اذیت کے جوہر نظر آئے تو ہندوستانی دربار سے ابتدائی تہذیب اور تعلیم کی نہریں جاری کیں۔ وہاں کے بہادروں نے درفش کاویانی کو اپنی جرأت کی یادگار بناکے جانشینوں کی حفاظت میں دیا تو یہاں کے برہمنوں نے وید اور شاستر کو ترتیب دیا اور زمانے کے نہ تھکنے والے ہاتھ کے حوالے کیا۔ وہاں آتشکدے روشن ہوے تو یہاں تھے نسنکھ بجے گئے۔ ان دو درباروں کا شہرہ دور دور پہونچا اور ہر سرزمین پر مختلف دربار قائم ہونے لگے۔ ایک دربار بابل و نینوا میں قائم ہوا۔ دوسرا تخت مصر میں فراعنہ کے لیے بچھایا گیا۔ تیسری حکومت یونانی جان نثاران وطن کی قائم ہوئی۔ زمانے کے چلبلے ایکٹر نے قدرت کا کھیل یہیں تک دکھایا تھا کہ ڈراپ سین ہوا اور لوگ گذشتہ حالات پر آپس میں گفتگو کرنے لگے۔

پھر گھنٹی ہوئی اور پردہ اٹھا۔ وزارت مصر کی کرسی پر ایک کنعانی نوجوان نظر

ایک عالمگیر قحط نے قومی ہمدردی کا مسئلہ یاد دلایا اور اُس نوجوان کا خاندان ارض کنعان چھوڑ کر مصر مین آباد ہوا۔ قدرت نے اس نسل کے باغ کی بہت اچھی باغبانی کی اور تھوڑے ہی زمانے مین بنی اسرائیل کی اس قدر کثرت ہوئی کہ مصر مین سما نہ سکے۔ اس سین کا پچھلا حصہ نہایت ہی دردانگیز تھا۔ فراعنہ کی حکومت بنی اسرائیل پر دست ستم دراز کر رہی تھی۔ قبطیون کا ظلم آنکھون کے سامنے پھر رہا تھا۔ بنی اسرائیل کے بچون کا ماؤن کی گود سے چھین چھین کر قتل ہونا۔ اُس کنعانی مبارک نسل کا غلامی کی حالت مین بسر کرنا۔ ایک ادنی شبہے پر بیقصور نوجوانان بنی اسرائیل کا زندگی سے دست بردار ہونا۔ وہ قبطیون کا غرور۔ وہ بنی اسرائیل کی بیعزتی۔ وہ اُنکے مردون کا بیگناہ تہ تیغ ہونا۔ وہ اُنکی عورتون کا لونڈی بنایا جانا۔ یہ سب واقعات نہایت خوبصورتی سے دکھائے گئے تھے۔ باوجود اس ظلم و ستم کے فراعنہ کے جاہ و جلال اور دولت و حشم کے نمونے بھی اس سین مین نظر پڑتے تھے۔ اُنکے ملک کی رونق۔ اُنکے علم و فضل کی ترقی اُنکی صنعتین۔ اُنکی کاریگریان اس پردے کے نقش و نگار سے ظاہر ہوتی تھین۔ بہت سے کتابے نظر آتے تھے جنپر گذشتہ واقعات لکھے تھے اور اُنکی تصویرین بنی تھین۔

یہ دہ کھنچا اور ملک شام کے میدان نظر آئے۔ بنی اسرائیل کا انبوہ کثیر نظر پڑا جو ادھر اُدھر ٹکراتا پھرتا تھا۔ عورتین ساتھ تھین اور کوہ و بیابان مین مارے مارے پھرتے تھے۔ یہ لوگ فراعنہ مصر کا جاہ و جلال توڑ کر بادیہ گرد ہوے تھے۔ اور آخر مین تمام ملک شام کے حکمران ہوگئے۔ افضال الٰہی کا تاج اُنکے سرون پر تھا اور تابوت سکینا اقبال کی طرح آگے چلتا تھا۔ انبیا پیدا ہوتے تھے اور پیوند زمین ہوجاتے تھے۔ عروج و اقبال نے یہان تک ترقی کی کہ ہوا پر تصرف حاصل ہوگیا۔ اور دیو و پری تابع فرمان ہوے۔ کتب آسمانی او صحائفِ ربانی کا نزول ہوا۔ مذہبی تہذیب مین دنیا کے سرتاج قرار پائے۔ بیت المقدس کی بنیاد پڑی۔ اور شام کے شہرون میں تروتازگی کی جان پڑ گئی شروع ہوگئی۔ آخران لوگون کی رفتار مین فرق آگیا۔ فسق و فجور کا بازار گرم ہونا شروع ہوا۔ انبیا اپنی قوم کے ہاتھون سے قتل ہونے لگے۔ اور بنی اسرائیل کے خداترس زہاد نے قوم کا ساتھ دینے پر گوشہ نشینی کو ترجیح دی۔ یکایک عراق کے کونون سے ایک لشکر عظیم آیا اور بنی اسرائیل کے باغ اقبال کو پامال کرنا شروع کیا۔ سرگروہ

Marfat.com

بنی اسرائیل اسرے گئے۔ بیت المقدس مسمار کر دیا گیا۔ اور شام کے شہر تباہ و برباد ہوے
انبیاے سلف کی یادگاریان اور بنی اسرائیل کی گذشتہ ناموریان سب کو بخت نصر تاجدار
نینوا کی تلوار نے خاک مین ملا دیا۔ اور بنی اسرائیل کی آبرو ریزی اس دفعہ کچھ اُس سے
بھی زیادہ ہوئی جیسی کہ پہلے فراعنہ کے دور مین ہوا کرتی تھی۔ انبیازادے پابزنجیر
بُت پرستون کے دربار مین حاضر کیے گئے اور خاندان انبیاے رسالت کی عصمت مآب لڑکیان
نا خداترس وحشیون کی لونڈیان بنین۔ آسمانی کتابین دنیا سے مفقود ہو گئین۔ یک
و یک ایک ایسی ہوا چلی کہ تخت نینوا کے ساتھ بابل و نینوا بھی روے زمین سے مفقود
ہو گئے اور بنی اسرائیل کو پھر آزادی نصیب ہوئی۔ اُنکا لُٹا ہوا قافلہ شام کو روانہ
ہوا تھا کہ دوسرا سین شروع ہوا۔

بحیرۂ روم کے شمالی کنارے پر کچھ روشنی نظر آئی۔ خیال کی آنکھین شوق اور دلچسپی
کے ساتھ اُدھر متوجہ ہوئین۔ کیونکہ اُن مصر والون سے ملتا تھا گو وہ سرزمین نہ تھی۔ مند
اور بتوالے جابجا بنے ہوے تھے۔ اور بڑے بڑے عقلمند اور سوادِ وطن پر جان قربان
کر دینے والے دیویون اور پجاریون کے آگے سر جھکائے نظر پڑے۔ آپس مین تلوار چل
رہی تھی۔ اور خانہ جنگیون کے بازار مین بیش قیمت جانین بہت سستی لگا دیگئی تھین
باہمی فساد نے محدود وسعت کے اندر دو جھنڈے بلند کرا دیے۔ ایک پر لکھا تھا "ایتھنز"
اور دوسرے پر "اسپارٹا" اتنے مین مشرق کی طرف سے بیشمار فوجین بڑی شان و شوکت
سے آتی نظر پڑین۔ یہ لوگ گھبرائے مگر سب جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ ایرانیون
نے اگرچہ یونان کے سب شہر مسمار کر دیے مگر فتح کا ستارہ بہادران یونان ہی کی پیشانی
سے چمکا۔ چند منٹ کے بعد ایک الہیات کا عالم سقراط نامی خداترسی کے جرم مین ماخوذ
اور یونانی کونسل کے حکم سے قتل کیا گیا۔ جسکے قتل ہوتے ہی شمال کی طرف سے ملک
نام کا ایک نوجوان آندھی کی طرح اُٹھا۔ ایتھنز اور اسپارٹا کے جھنڈے سرنگون کر
اولوالعزمی اور بہادری کے کھیل کھیلتا ہوا ایران پر پہونچا۔ وہان کے تخت و تاج تاراج
کرتا ہوا آگے بڑھا اور سواد ہند کی ہوا کھانے لگا۔ عالی حوصلگی کا جھنڈا سرزمین ہند
گاڑ کر پلٹا اور اطراف بابل مین پہونچکر خاک مین مل گیا۔ اسکندر اگرچہ خاص یونان
رہنے والا نہ تھا مگر اُسکی بہادری یونانی تلوار ہی کا جوہر سمجھی گئی۔ سکندر کے اوج

Marfat.com

یونان کو یک بیک اتنی بلندی پر پہونچا دیا کہ اُسکا تحمل نہ ہو سکا - اور تھوڑے ہی زمانے مین رومی نشان لمند ہوا اور یونان کی دولت و تہذیب بیکسی کے ساتھ رومی تلوارون کے آگے کھو گئی

تیسرے سین کا پردہ گرا - اور اٹلی کا مہذب دیارہ دکھائی دیا - جنگی قانون ایجاد ہونا شروع ہوے - اور حکومت کی رونق روزافزون ترقی کرنے لگی - رومی طرز حکومت نے بالکل نئے اصول جاری کیے - جنکو زمانے نے بقاے دوام کے ستون پر لکھکے لگا دیا - مغربی دنیا نے اُنکے آگے سر اطاعت جھکا یا - اور قیاصرہ کا شہرہ ناموری کے جھنڈے پہ لکھکر ساری دنیا مین پھرایا گیا - قیاصرہ کے اقبال نے دولت و تہذیب کا بہت کچھ سرمایہ جمع کیا - گالیا والے اگرچہ انکی روک تھام مین بہت ثابت قدم رہے مگر بقاے دوام کا تاج رومیون ہی کے سر پر تھا - اسقدر تماشے کے بعد ڈراپ سین ہوا -

پھر پردہ اُٹھا تو عرب کے صحرا اور ریگستان نظر آئے - سیکڑون کوس تک ریگ کے تودے اور کوہستان چلے گئے تھے - اونٹون کے قافلے ادھر اُدھر دروں سے نکل آتے تھے اور پہاڑون کی آڑ مین آجاتے تھے - جہان کہین کوئی پانی کا چشمہ تھا وہان آس پاس بھیڑیان چر رہی تھین اور آسمان پر تیور منڈلاتے نظر آتے تھے - یہان صحرائی قوم مین ایک مذہبی مقنن اور الٰہیات کا سچا ہادی پیدا ہوا - اُسکے مُوثر جملے بہت دلون پر اثر کر گئے - اور اُسکی زبان کا جوش صحرا نشینان عرب کی سوکھی رگون مین خون کی طرح دوڑنے لگا - تھوڑی ہی دیر مین یہ صحرا نشین اعلی تعلیم تنگی کی عبا مین چھن چھن کر جمع ہوے - اور سچی خدا ترسی کی شراب پی پی کر بڑھنا کیسی جس طرح سے ارغوانی کا رنگ گورے رخسارون سے پھوٹ نکلتا ہے سرزمین عرب سے چارون طرف اُبل پڑے ہاتھ تلوارون کے قبضوں پر تھے اور دل خدا کے ہاتھ مین - ایران کی ڈنک بجھاتے اور مصر سے قبطیون کا نام مٹاتے آگے بڑھے - اور تھوڑے عرصے مین رومی جھنڈا سرنگون کر کے دنیا کی تمام گذشتہ تہذیبون پر حاکم ہو گئے - صحاراے افریقہ طے کرتے ہوے جبرالٹر پر جھنڈا گاڑ دیا - اگلی دنیا کے سارے غرور توڑ دیے اور کُل تاجون کو خاک مین ملا کر عربی عمامے کو ادولوالعزمی کے پہاڑ کی چوٹی پر رکھ دیا - صحرا نوردون کی تلاق شہنشاہی زبان ہو گئی - قدیم عبرانی زبان جو عربی کی ماں تھی اُسنے بھی جگہ خالی کر دی اور مذہبی ترقی کی گود مین عربی کو بٹھا دیا - اودھر رومی اور قبطی زبان نے صرف

سے تخت کے ساتھ دنیا بھی چھوڑ دی۔ اور حکومت کی کرسی پر بھی عربی زبان رونق افروز
ہوئی۔ عرب کا اقبال گذشتہ کل قومون سے زیادہ چمکا۔ سمندر کی موجون کے ساتھ
لہراتا ہوا اسپین پہونچا۔ افریقہ کے ریگستان لپٹتا ہوا یوروپ مین داخل ہوا۔ آتش زری
بجھاتا ہوا ترکستان پہونچا۔ اور وہان سے پہاڑون کے دامن ناپتا ہوا ہندوستان
مین آیا۔ یہ سین اگلے سب سینون سے زیادہ نظر فریب تھا۔ نیچر کا حسن اسوقت کچھ
ایسے عمدہ اور خوشنما زیور مین دکھایا گیا تھا کہ تعریف نہین ہو سکتی تھی۔ اصل یون ہے
کہ بیوٹیز آف نیچر ان لوگون کے زمانے مین نئی اور نرالی وضعون سے دلربائیان کر رہے
تھے۔ یہی قوم باغ دنیا کے ہر چمن کی آبیاری کر رہی تھی۔ دنیا کو تھوڑا ہی اطمینان نصیب
ہوا ہوگا کہ یکایک مشرق کی طرف سے فتنہ و فساد کی ایک گھنگھور گھٹا اٹھی۔ بجلی کی
جگہ اس مین تلوارین اور لمبے لمبے برچھے چمک رہے تھے۔ آنکھون مین ادبار کی خاک
پڑ گئی۔ دیر تک تل چلے جانے کے بعد کھلین تو عجب قیامت خیز سمان نظر پڑا۔ بہادران
اسلام خون مین لتھڑے تھے اور خاک پر لوٹ رہے تھے۔ بغداد کا جھنڈا اگر پڑا تھا۔ اولاد
عباسیہ کی نیکنام نسل ادھر ادھر بھٹکتی پھرتی تھی اور کہین پناہ نہین باقی تھی۔ تخت
سلطنت پر ایک ظالم گڑریا نظر آیا جسکی جاہلانہ بہادری سے گذشتہ تہذیب پر آب شمشیر
کا سیلاب آگیا۔ علما قتل ہوے۔ مدارس ڈھا دیے گئے۔ اور طلبا آوارگان دشت
وحشت کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے۔ اس طوفان کا اثر دیر تک رہا۔ اور اسلامی دولت
طوائف الملوکی کے ہاتھون لٹنے لگی۔ اس تاخت و تاراج نے کچھ ایسا سمان باندھ رکھا
تھا کہ پردہ گر گیا اور لوگون کو معلوم بھی نہ ہوا۔

پھر پردہ اٹھا تو زمانے کا رنگ بالکل بدلا ہوا معلوم ہوا۔ نہ وہ سلطنتین تھین
اور نہ وہ قتل و خون کے میدان تھے۔ نہ وہ ظالم ہی دکھائی دیے اور نہ وہ مظلوم
ہی نظر آئے۔ نہ وہ علم تھے نہ وہ فن تھے۔ نہ وہ فلسفہ تھا نہ وہ حکمت تھی۔ نہ وہ و
تھی اور نہ وہ لباس تھا۔ مغرب کا ستارہ اوج پر تھا اور نصرانیون کے سر پر یکتائی
تھا۔ اطمینان کے ساتھ سلطنت ہو رہی تھی۔ اور امن کا شامیانہ سب کے سرون پر
ہوا تھا۔ آزادی مین تو سب شریک تھے مگر فرق اتنا تھا کہ مغرب والون پر تو تا
حکمرانی کی رونق تھی اور غریب مشرقی دنیا والے کاشتکارون کے مویشیون کی طرح

Marfat.com

ولاغر تھے - آزادی تھی مگر مفلسی کے ساتھ - امن تھا مگر بھوکوں مرتے تھے - بڑھتے تھے لیکن فاقہ کرکرکے - ترقی کرتے تھے مگر مرمرکے - یہ حالت دیکھ دیکھ کے ناظرین آبدیدہ ہو گئے

اسی مقام پر تماشا ختم ہوا - اور زمانے کے منشی نے پردے سے نکل کرسب کی طرف خطاب کرکے کہا "حاضرین مجلس آپ کی رونق افروزی سے ہماری عزت ہوئی - آج کا تماشا ختم ہوا - آیندہ زمانے کا کوئی اور کھیل دکھایا جائیگا - امید کیجاتی ہے کہ آج کی طرح آیندہ بھی آپ تشریف لاکر ہمیں ممنون احسان بنائیں گے -

باغ آرزو

آہا ہا! سامنے کیسے پھول کھلے ہوے ہیں؟ جو ان چمن کیسا خوبصورت زیور پہنے ہیں کہ نظر اُدھر جاتے ہی فریفتہ ہوجاتی ہے؟ درختوں کا ہرا ہرا رنگ آنکھوں میں کھبا جاتا ہے! کس قیامت کی بہار ہے؟ اس نظرفریب منظر نے دل میں کچھ ایسا جوش پیدا کرکے اپنی طرف کھینچا کہ بجھی ہوئی طبیعت میں ایک ولولہ پیدا ہو گیا - حوصلے بڑھ گئے اور امید و ارمانے پہلو میں گدگدا کر آگے بڑھا دیا - حسرت نصیب زندگی میں جن ہاتھوں کو شب و روز ملا کیے تھے وہ اس شوق سے پھیلے کہ دو ایک پھول توڑ لیں - مگر ناکامی ہوئی - دو قدم اور بڑھے - اب یقین تھا کہ پھول بالکل پاس ہی ہیں - مگر پھر ہاتھ خالی پڑا - اور آگے بڑھے مگر پھر بھی حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا - یوں ہی برابر بڑھ بڑھ کے ہاتھ مارتے چلے گئے اور ناکام ہوتے رہے - حوصلہ پست ہونے لگا اور ارادہ کیا کہ اس خیال خام سے باز آئیں - حسرت بھری نگاہ سے اُن تر و تازہ اور خوشنما پھولوں کو دیکھا جن سے ہاتھ اُٹھایا چاہتے تھے - لیکن اس مرتبہ وہ پھول اسقدر نزدیک اور ایسے شگفتہ معلوم ہوے کہ امیدیں از سر نو زندہ ہو گئیں اور حوصلوں نے گویا سنبھالا لیا - دل خود بخود دھڑکنے لگا "اہوہا اب تو یہ پھول بالکل پاس ہیں - تر و تازگی اب کچھ اور ترقی پر معلوم ہوتی ہے - ان کے رنگ بھی پہلے سے زیادہ نظرفریب ہیں" تھکے ہوے پاؤں سے پھر کام لیا - مگر اب بھی معلوم ہوا کہ دھوکا ہوا تھا - ہمت ہار کے بیٹھ گئے اور کہنے لگے "ہاے کیا اچھے پھول تھے" اتنا کہکر دیکھا تو پھول اور زیادہ نزدیک معلوم ہوے - ہزار دشواری اُٹھے اور گرتے پڑتے چلے لیکن مایوسیوں نے اسدفعہ بھی ناکام ہی کیا

باغِ آرزو اسی کو کہتے ہیں ۔ یہ تو کسی کو نہیں معلوم کہ دنیا میں ہے یا نہیں مگر اتنا جانتے ہیں کہ سب لوگوں کو پاس ہی نظر آتا ہے ۔ دلبستگیاں ہیں کہ جلوہ گاہ حسن کی طرح لگا لگا کے آگے ہی بڑھاتے لئے چلی جاتی ہیں۔ اور کچھ ایک ہی قسم کی نہیں ہر طرح کے لطف اور ہر مذاق کی دلچسپیاں ہیں ۔

دیکھو وہ عورت اپنا بیمار بچہ گود میں لیے کھڑی ہے ۔ کیسی مایوس ہو ہو کے چاروں طرف دیکھتی ہے مگر کوئی دردمند نہیں نظر آتا ۔ آنسو بھری ہوئی آنکھوں سے کارخانہ قدرت کے منتخب نمونے دیکھ رہی ہے ۔ دنیا بھر کی خوشیاں اور شگفتہ دلیاں اُسے مفقود دکھائی دیتی ہیں ۔ ان سب چیزوں کو ایک نگاہِ حسرت آلود سے دیکھکر اُسنے ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھیں جھکا لیں ۔ ہجوم یاس سے گھبرائی ہوئی نگاہ کہیں ایک حال پر ٹھہر سکتی ہے ؟ اُسنے پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا ۔ اتفاقاً باغ آرزو پر نظر جا پڑی ۔ وہ دیکھتی ہے کہ اُس پُر فضا باغ کی کیاریوں پر ایک مسیحا نفس حکیم کھڑا ہوا ہے اور دلفریب اشاروں سے اُسے بلا رہا ہے کہ یہاں آ ۔ میں تیرے بچے کا علاج کر دونگا ۔ اور حکیموں کی تشخیص اور علاج کا حال تجربہ سے معلوم ہوتا ہے مگر اسکی صورت دیکھتے ہی تسکین ہوئی جاتی ہے ۔ غریب عورت اپنے لڑکے کو لیے ہوے خوشی خوشی اُدھر کو چلی ۔ کامیابی کے شوق میں خدا جانے کس قدر آگے بڑھ گئی لیکن نگاہ اُٹھا کے دیکھا تو اُسی قدر فاصلہ نظر آیا جس قدر پہلے تھا ۔ عجب حسرت کی آواز سے پکار کر کہنے لگی " حکیم صاحب ! کیا میری قسمت میں نہیں لکھا ہے کہ آپ تک پہونچوں ؟ " اُس طرف سے جواب ملا " گھبراتا نہیں ۔ اب پہونچا ہی چاہتی ہو " ۔ عورت اور آگے بڑھی ۔ آرزوؤں کے جذبات پھر بہت دور تک بڑھا لیگئے ۔ دیکھا تو اب بھی حکیم صاحب اُسی قدر فاصلے پر ہیں ۔ اب عورت کے پاؤں میں بھی طاقت نہیں رہی اور پاؤں من من بھر کے ہوگئے ۔ اس بے نصیبی پر وہ پھوٹ کے رونے لگی ۔ ماتا کا جوش ۔ اس حالت پر بھی اُسنے ہمت نہیں ہاری ۔ وہ روتی ہوئی چلی ۔ اب وہ غور کرکے یہ بھی دیکھتی جاتی ہے کہ کہیں حکیم صاحب تو پیچھے نہیں ہٹتے جاتے ۔ ایک ہچکی کی آواز اُسکے کان میں آئی ۔ سہم کر اُسنے اپنی گود کی طرف دیکھا ۔ لڑکے کی حالت غیر تھی اور وہ دم توڑ رہا تھا ۔ گھبرا کے بیٹھ گئی ۔ مایوسی کی صورت سے حکیم صاحب کی طرف

کہ ہائے اس لڑکے کو میں وہاں تک نہیں پہونچا سکتی - اس طرف سے حکیم صاحب نے پکار کے کہا "بیٹھ کیوں گئی؟ میں پاس ہی تو ہوں - آ میرے پاس چلی آ - میرے پاس سب طرح کی دوائیں ہیں - اگر تو مانگے تو موت کی بھی دوا دے سکتا ہوں" وہ رو کے کہنے لگی "سب کچھ ہے مگر کیا کروں کہ آپ تک میں پہونچ ہی نہیں سکتی" - اتنے میں بچے کا دم نکل گیا۔ نا امیدی کے ہجوم میں معلوم تو کچھ نہ ہوا مگر وہ عورت اس مصیبت میں جس قدر آگے بڑھی تھی خدا جانے کس نے اوس سے بھی زیادہ پیچھے پھینک دیا -

باغ آرزو اور ہمارے بیچ میں جو ایک مختصر سا میدان نظر آتا ہے وہ ظاہر میں تو بہت چھوٹا اور بالکل صاف ہے مگر اصل میں بڑا لمبا چوڑا اور راستے زیادہ پیچیدہ ہے اُسکے اُلجھاؤ کچھ اُنھیں لوگوں کو خوب معلوم ہیں جنھوں نے اُسکا سفر کر کے اپنی قسمت آزمائی کی ہے - ہماری زندگی کا دامن میدان آرزو کے دامن سے بندھا ہوا ہے - زندگی کی دشواریاں اور عرصۂ ہستی کی دقتیں ہرگز اس قابل نہ تھیں کہ انسان اُنکو جھیل سکتا مگر آرزو کی وہ پیاری صورتیں جو سامنے باغ آرزو میں نظر آیا کرتی ہیں اُنسے کچھ ایسی دلبستگی پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ دشوار گذار منزلیں عجب دلبستگی کے ساتھ ایک نرالی دُھن اور محویت میں گذر جاتی ہیں - زندگی کے اس منقر حصے کی دشواریاں ہی ایسی ہیں کہ انکو یاد کر کے رونے کے لیے بھی مدتیں چاہیے - دنیا میں ہمیں اچھی طرح اُنکے یاد کرنے کی نوبت تو آتی ہی نہیں - جھیلنا کیسا؟ یہ باغ آرزو ہی کی دلفریبیاں ہیں کہ گذشتہ رنج والم ہمیں یاد کرنے سے بھی یاد نہیں آتے - اے ہمسفران ہستی! دیکھو باغ آرزو کی بہار زندگی کے نشیب و فراز میں نھیں کس طرح اپنی طرف متوجہ رکھتی ہے - بہت کم ایسے ہونگے جنھیں باغ آرزو کی دلفریبیاں یاد ہوں - اسی لیے ہم یاد دلاتے ہیں -

کنج عدم کی بے تعلقی اور بے غرضی نے ایسی سادگی اور بھولاپن پیدا کر دیا تھا کہ نہ کوئی آرزو تھی نہ کسی کا ارمان تھا - اُسی بے غرضی کی حالت میں خدا جانے کیا سبب ہوا کہ نہ رہا گیا اور عرصۂ ہستی کو روانہ ہوئے - اسوقت تک ہمیں تو کسی کی آرزو نہ تھی مگر ہم البتہ اوروں کے ارمان بنکر آئے تھے - غالباً اوروں کے جذبات اور دنیا والوں کی کشش ہی نے ہمیں اس فکرمندی کے مقام میں کھینچ بلایا - یہ ایسا مقام تھا کہ یہاں کی کوئی چیز ہمارے مزاج کے مناسب نہ تھی - نہ آب و ہوا موافق تھی اور نہ یہاں کے

اخلاق و عادات سے ہم مانوس تھے۔ دل بے آرزو کو وہ بےفکری کی حالت بہت ہی
پسند تھی مگر یہ پہلا موقع تھا کہ ہمارے دل مین کچھ تمنائین پیدا ہوئین۔ ہائے مرتے دم
تک اُس بےفکری کے زمانے کو یاد کر کر کے رویا کرتے ہین۔ وہ اگلے پچھلے سرور و اطمینان
کی حالت جو کنج عدم مین نصیب تھی وہان تک تو ہمارے خیال کی نظر بھی نہین جاتی ہان
بچپن کے دنون کو ایک حسرت کے ساتھ یاد کر کر کے رو لیا کرتے ہین۔ جب ہم مین فکر کرنے
کی صلاحیت آچلی تھی۔ بچے تو تھے ہی۔ امید ایک دلفریب مربی کی صورت مین نظر آئی
اور انگلی پکڑ کے اُن چیزون کی سیر کرانے لگی جنکی تمنا مین ہمین جان دینا تھی۔ عمر کے میدان
مین جو جو آگے بڑھتے گئے وہ وہ آرزوئین پختگی کے ساتھ دل مین جگہ پکڑتی گئین۔ جوانی
کا زمانہ آیا اور دل مین جنون انگیز جذبات ہجوم کرنے لگے۔ ان دنون ہوش تو کسے تھا مگر
اتنا کہین گے کہ چونکہ حوصلے بڑھے ہوے تھے اور پاؤن مین نیا نیا جوش اور پورا شوق بھرا
ہوا تھا۔ لہذا باغ آرزو مین جو کوئی نظر آجاتا اگر ہم سے بھاگتا تو ہم بھی رگیدڈالتے تھے۔
باغ امید اُسوقت کچھ ایسی بہار پر معلوم ہوا کہ دل آرزو پسند گھبرا اُٹھا۔ جو چیز نظر پڑتی
دلفریب تھی۔ جو پھول دکھائی دیا نظر فریب تھا۔ جس صورت کی طرف نگاہ گئی ہوشربا تھی
ایک دل کدھر کدھر متوجہ ہوتا اور کس کس کا آرزومند بنتا۔ اِس پھول کی خوبیون کو دیکھ
رہے تھے کہ دوسرا نظر پڑا۔ اسکی خوشنمائی کو بھی جی بھر کے دیکھ بھی نہین چکے تھے کہ تیسرے
پر نظر جا پڑی۔ اور اس شوق سے کہ گئی تو وہین کی ہو رہی۔ ہائے افسوس بوالہوسی باغ
آرزو کی مصنوعی بہار دکھا دکھا کے یون ہی بڑھاتی لیے چلی گئی اور ہم اس میدان ہوس مین
چلتے چلتے ایسے تھکے کہ سارے حوصلے پست ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر سیر کرنے پائے ہونگے
کہ طاقت نے جواب دیا اور بڑھاپا نامرادیون کی بھیانک تصویرون کا البم ہاتھ مین
لیے آموجود ہوا۔ یہ عجیب وقت تھا کہ کبھی تو باغ آرزو کے سدابہار پھول پیش نظر ہو جاتے تھے
اور مردہ امیدین جی اُٹھتی تھین اور کبھی وہ مایوسیان نگاہ کے سامنے ہو جاتی تھین جنکی
تصویرین بڑھاپا اپنے البم مین دکھا رہا تھا۔ زندگی اور موت کی کشاکش مین پڑ گئے۔ حیات
اپنی طرف کھینچتی تھی اور موت اپنی طرف۔

اے ہمسفران ہستی۔ تم سے سچ کہتے ہین کہ باغ آرزو ہے لوٹنے کی چیز مگر جو فقط
اسکے پیچھے پڑا رہا وہ ایسا خراب ہوا کہ کہین کا نہ رہا۔ یہ ایک بھول بھلیان ہے کہ جسنے

حقیقت

اندر قدم رکھا اور پلٹنا دشوار ہو گیا۔ اس باغ مین تم جہان تک بڑھتے چلے جاؤ گے تمہین بڑھاتا لیے چلا جائیگا۔ اسکے پھولون مین یہ قیامت کا جادو بھرا ہے کہ جبتک درختون مین لگے ہین اُسی وقت تک لطف دکھاتے ہین۔ ادھر تم نے کوئی پھول توڑا دو تھا را ہاتھ ہی وہان تک مشکل سے پہونچیگا اور وہ لطف تشریف لیگیا۔ یہ خوشنمائیان اُسی وقت تک ہین جب تک تم دُور سے دیکھ رہے ہو۔ دلدادگان یار سے پوچھو کہ اپنی آرزومندی کے زمانے مین اُنھون نے جن جن لطفون کا تخمینہ کر رکھا تھا اُن مین سے کتنے ہین جو وصال مین حاصل ہوے۔ اُن طالب علمون سے دریافت کرو جنھون نے تحصیل علم کے زمانے مین زندگی کی کچھ قدر نہ کی تھی کہ جن ہوسون نے اُن سے یہ محنت و مشقت کرائی تھی اُن مین سے کتنی ہین جو اب یونیورسٹی کے بڑے بڑے سرٹیفکٹ مل چکنے کے بعد اُنھین حاصل ہوئی ہین؟ اے تم جہان تک غور کرو گے یہی معلوم ہو گا کہ آرزو محض ایک دل مین رہنے والی چیز ہے۔ یہ دل سے کبھی نہ نکلیگی۔ اور جو نکلے وہ آرزو نہین۔ آرزو اسی کا نام ہے کہ

بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوے

تو جو کچھ کرنا ہے اور اس سے کچھ فائدہ اُٹھانا ہے تو باغ آرزو مین زیادہ بڑھتے نہ چلے جو جہان ہو وہین رہو۔ سامنے کی دلفریبیون کو دور ہی سے دیکھو۔ اُنکے پاس جانے کا قصد نہ کرو۔ جو تمھین کرنا ہے وہ کرو۔ جس غرض کے پورا کرنے کیلیے دنیا مین آئے ہو اُسکی تکمیل کی فکر کرو۔ ہان جس طرح دنیا کے اور باغون مین تفریح کے لیے نکل جاتے ہو اسی طرح اس باغ کی بھی دو گھڑی سیر کر لیا کرو۔ یہ نہیں کہ اسی کے ہو رہو۔ اس خام خیالی مین پڑو گے تو یون ہی بیکار زندگی گذرانتے گذرانتے ایک دن ایسا اضطراب ہو گا کہ پاؤن کے نیچے سے زمین نکل جائیگی اور تم بڑی افسردگی اور بے بسی کے ساتھ قبر مین سلا دیے جاؤ گے۔

سواد وطن

غدر کی تباہی مین لکھنؤ کی جو حالت ہو گئی تھی وہ اس مضمون مین عجب موثر و دلخراش الفاظ مین دکھائی ہے۔

شام ہونے کو ابھی تھوڑی دیر باقی ہے۔ آفتاب مغربی کنارے پر ست لٹک آیا ہے۔ دھوپ زرد پڑتی جاتی ہے۔ اور موسم گرما کی تپش کم ہو جانے سے کچھ کچھ خنکی پیدا ہو چلی ہے۔

جس مقام کا ہم حال بیان کر رہے ہیں وہ ایک وسیع اور کشادہ زمین ہے۔ مغرب کی طرف دور تک ایک میدان پھیلا چلا گیا ہے۔ جسکا خاتمہ اُسی مقام پر نظر آتا ہے جہاں آخر وقت کا زردی مائل آفتاب جلوہ افگن ہے۔ مد نظر کی انتہا اُس مقام پر ہے جہاں آفتاب سے نیچے ہٹ کر کچھ دھواں سا زمین اور آسمان کو جدا کر رہا ہے۔ گھنے اور آپس میں ملے ہوئے درخت اور چند اونچے اونچے مینار اس دھوئیں میں سے مٹے مٹے معلوم ہوتے ہیں۔ میناروں کے درمیان میں بلند پرواز طیور ادھر اُدھر اُڑتے پھرتے ہیں کبوتروں کے بڑے بڑے غول ایک چھوٹے محدود دور میں چکر لگاتے نظر آتے ہیں اور کہیں کہیں کوئی کنکوا اُس زمانہ کو یاد دلا رہا ہے جو ٹھمکیاں دے رہا ہوگا۔

پورب طرف سے ایک مسافر آ رہا ہے۔ سفر نے پریشان حالی کا بے رونق روغن اُسکے چہرے پر پھیر دیا ہے۔ اور اُس پر گرد جمی ہے۔ پاؤں تھک تھک کے من من بھر کے ہوگئے ہیں۔ پنڈلیاں بھر بھر کے لنگڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ زخمی بھی ہیں۔ مسافر سیدھے راستے کو اس طرح حیرت سے دیکھ رہا ہے کہ گویا اُس زمانے کے دیکھے جب سے اس مقام کو دیکھا تھا اب بہت فرق ہے۔ اُسکی نظر میدان کے نشیب و فراز میں ٹھوکریں کھاتی اُس سیاہی تک پہنچی جو گھنے گھنے درختوں کو ڈھانکے ہوئے تھی۔ وہ دو چار مینار جو درختوں کے اندر سے گردن نکالے اپنے بانیوں کو حسرت نصیبی کی نگاہ سے ڈھونڈ رہے تھے اس مسافر کی نظر میں کھب گئے۔ اُسنے بڑی خوشی سے ان میناروں کو دیکھا اور نہایت جوش کے عالم میں کسی کسان سے پوچھنے لگا "سامنے کون بستی نظر آ رہی ہے" جواب ملا "لکھنؤ" اس جواب نے خدا جانے کیا اثر کیا کہ بیمار تھکا ماندہ مسافر ایک آہ کھینچ کے زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اس قدر دل بھر آیا کہ آنسو جاری ہو گئے۔

مسافر سامنے کی طرف رخ کیے بیٹھا تھا اور ایک جوش کے عالم میں چپکے چپکے کہتا جاتا تھا "لکھنؤ! ہائے لکھنؤ!! وہ شہر جسکی زمین پر لوٹ لوٹ کے میں بڑا ہوا! تھا کہ جسکا ایک حصہ میرے بدن کی طیاری میں صرف ہوا! وہ فضا جسکو میں نے پہلے دنیا میں آنکھ کھولتے ہی دیکھا تھا یا وہ آسمان جسکا شامیانہ بچپن میں مجھپر کھنچا تھا! وہ آب و ہوا جو سب جگہوں سے زیادہ میری طبیعت کے مناسب ہے! وہ خاک جسپر گر گر کے میرے ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی!" اسکے بعد وہ اُس دور کی سیاہی کو

Marfat.com

دیکھ کے کہنے لگا "اے سیاہی تیری نقاب مین کتنا پیارا اور خوبصورت چہرہ چھپا ہوا ہے! اگرچہ تیس برس ہوے مجھے زیارت نہین نصیب ہوئی مگر اُسکی محبت میرے دل سے نہین نکل سکتی۔ خدا ہی نے اس خوشنما صورت پر عاشق بنا کے مجھے دنیا مین بھیجا تھا۔ اے سیاہی تجھی کو لوگ سواد وطن کہتے ہین۔ حسینون کی زلفین جس طرح پیارے چہرون پر بکھری رہتی ہین اُسی طرح تو ہمارے وطن کی سرزمین کو ڈھانکے ہوے ہے۔ تیری کشش اور تیرا جذب ہیدی رخون کی دلربا ادا ؤن سے بھی کچھ بڑھا ہوا ہے۔ نکلے اندے غربت زدہ اسی لیے لیٹتے ہی سو جاتے ہین کہ شام غریبان کی تیرگی تیرے سانولے پن کو یاد دلا دلا کے انکا دل بہلا دیا کرتی ہے۔ اے وہ پیاری عمارتو جو اس سیاہی مین کہین کہین نظر آ رہی ہو تمکو خدا جانے مین نے کہان کہان یاد کیا ہے۔ ریگستان کی بالو پر لیٹ لیٹ کر مین تمھاری ہی خیالی صورت سے دل بہلایا کرتا تھا۔ خارستانی صحراؤن کے کانٹے تلوؤن سے نکالتے وقت تمہین مجھے یاد آیا کرتی تھین۔ بنگالے کے طوفان۔ پنجاب کے جاڑے۔ جنوب کی ہوا مین تمھارے زیرسایہ رہنے کی اطمینانی حالت کبھی بھولنے نہیں دیتی تھین۔ اے سواد وطن تیرا سانولاپن کیسا بھلا اور کتنا پیارا معلوم ہوتا ہے۔ ہاے مین نے تجھے کتنی مدت کے بعد دیکھا ہے۔

اسے سیاہی کے نیچے آباد ہونیوالے ہموطنو۔ یہ غریب الوطن تیس برس بچھڑ کر تمسے ملا ہے۔ مین کیسا خوش نصیب ہون کہ بچپن کے دوستون کی زیارت کرونگا۔ وطن کے دلفریب سبزہ زارون اور خوشنما پھولون کو دیکھونگا۔ پڑوس کے مکان اور گھر کی اس پاس والی دیوارین نظر آئین گی۔ اہل خاندان کو اپنی صورت دکھا کے خوش کرون گا۔"

مسافر کے ہاتھ پاؤن مین ایک قوت پیدا ہوگئی۔ ہمت بڑھ گئی۔ امیدین اُسکے آگے ہو لین اور گرد آلود چہرے پر رونق آگئی۔ الغرض آرزوؤن کا خیالی پلاؤ پکاتا ہوا چلا۔ دل مین کہتا جاتا تھا "ہاے لکھنؤ تیری زیارت مشکلون سے نصیب ہوئی ہے۔ اے منحوس زمانہ غدر تیرے ہاتھون مجھے سالہا سال آوارہ گرد اور جلاوطن رہنا پڑا۔ اے میرے پیارے معشوقو مین تم سے مدتون جدا رہا۔ میرے بچے خدا جانے کس حال مین ہونگے؟ میری خورد سال بی بی نے یہ تنہائی کا زمانہ معلوم کیونکر بسر کیا ہوگا! مین نہین جانتا کس نے اُنکی خبرگیری کی ہوگی؟ جن بچون کے سر پر کوئی خبرگیران نہ ہوا ہو اُنکے سنبھلنے کی

Marfat.com

کیا امید ہو سکتی ہے؟ اس بیکسی کی حالت میں بی بی نے خدا جانے کیونکر زندگی بسر کی ہوگی! مسافر جسے امید طرح طرح کی باتیں یاد دلاتی ہوئی کھینچے لیے جاتی تھی میدان طے کر کے اُن بڑے بڑے درختوں میں داخل ہوا جو دور سے گھنے معلوم ہوتے تھے۔ ہر ہر پتے اور ہر پھول کو وہ عجب شوق کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ آخر آبادی میں داخل ہوا۔ اور آبادی کی حالت دیکھ دیکھ کر اُسکے دل میں چوٹ لگنا شروع ہوئی۔ ایک کھنڈر دیکھکر آہ سرد کھینچی اور کہنے لگا "ہاے یہ تو میرے اُن دوست کا مکان ہے جنکے ملنے کو میں ہفتے میں ایکبار آیا کرتا تھا۔ ایسا تباہ ہو گیا۔ یہ پختہ عمارت اور اتنی جلد گر گئی! خدا جانے وہ کہاں ہیں؟ معلوم ہوتا ہے میری طرح وہ بھی خانماں برباد ہو گئے۔ دیکھیں اپنے گھر کو میں کس حالت میں پاتا ہوں؟ یہاں تو جو مکان نظر آتا ہے کھنڈر پڑا ہے۔ جدھر نظر اُٹھاؤ اُدھر کا پچھواڑا جل گیا۔ ہاے میری قسمت میں تھا کہ لکھنو کو اس تباہ حالت میں دیکھونگا؟ ہاے پیارے لکھنؤ تو کتنا خوبصورت اور آباد شہر تھا اور اب کیسا تباہ و برباد نظر آتا ہے؟ کیا شہر کے بیچ میں بھی یہی کیفیت نظر آئیگی؟" ہمارا غریب الوطن مسافر یہ کہتا ہوا آگے بڑھا مگر شکستہ حال مکانات اور کھُدی ہوئی عماروں کے کھنڈر ساعت بساعت اُسکے غم کو ترقی دیتے جاتے تھے۔ غرض ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں لیتا اور آہیں کھینچتا شہر کے بیچ میں داخل ہوا۔ بڑی بڑی چوڑی اور کشادہ سڑکیں دیکھ کر پہلے تو وہ حیرت میں آگیا کہ ایسی چوڑی سڑکیں یہاں کیونکر بن گئیں مگر جب غور سے دیکھا اور معلوم ہوا کہ ہزارہا عالیشان عمارتیں ان سڑکوں میں آگئیں تو بے اختیار اُسکے آنسو بھر آئے: "ہاے وہ کنگال جوان مکانوں پر چلی اُس سے کتنے دلوں میں زخم پڑ گئے ہونگے؟" ایک مقام پر ٹھہر کر "افسوس یہ کیسا عظیم الشان مکان تھا! خدائی نظر آتی تھی۔ آج جہاں کتے لوٹ رہے ہیں! کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ جن لوگوں کے یہ مکانات تھے وہ کہاں چلے گئے؟ انکی تباہی کو انھوں نے کس نگاہ سے دیکھا ہوگا؟ ہاے کیونکر دیکھا گیا ہوگا؟ انسان دنیا میں کیسے ان موقعوں پر ضبط کر جاتا ہے؟ واقعی یہ انھیں لوگوں کا کام تھا کہ اپنی ایسی ایسی عمارتوں کو مسمار ہوتے دیکھا اور کلیجا نہ پھٹ گیا۔ اسی خیال میں چلا جاتا تھا کہ ناگہاں چونک کر کہنے لگا "میں کہاں چلا جاتا ہوں؟ کچھ پتہ نہیں لگتا کہ یہ کون مقام ہے؟ افسوس لکھنو کو میں نے ایسی تباہ حالت میں پایا کہ اُسکی گلیاں جو میری آنکھوں میں پھرا کی

میں اب اُنسے بالکل نابلد ہوں - یہ تو کچھ صورت ہی بدل گئی - کوئی اور شہر تو نہیں ہے؟" خدا جانے کہاں کہاں چکر کھاتا ہوا اُس میدان میں جا کے نکلا جو آصف الدولہ بہادر کے امام باڑے کے سامنے واقع ہے - یہ حسرت انگیز سین اُسکے بیتاب کر دینے کیلیے کافی تھا پہلے تو ایک حیرت کے عالم میں رہ گیا اور بعد وہ اگلی عمارتیں جو یاد آئیں تو بے اختیار پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا - ہر ہر پتھر کو عجب بیتابی سے دیکھتا تھا اور اس طرح دل ہاتھوں سے تھام کر ضبط کرتا تھا کہ گویا اُسی پتھر کو اُٹھا کے کلیجے پر رکھ لیتا ہے - "ہاے اس میدان میں کس کس کی آرزوئیں خاک میں لوٹ رہی ہونگی؟ کتنے حسرت نصیب مایوس ہو ہو کر خانمان برباد ہو گئے ہونگے؟ اے سواد وطن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ تیرے سیاہ دامن میں ایسی حسرتوں کا سامان جمع ہے - تو نے بڑا دھوکا دیا - تیری ہی دلفریب صورت مجھے اِس بدنصیبی کے مقام پر کھینچ لائی - میرے حق میں تو وہ وحشت نوردی ہی اچھی تھی - میں وطن کو اِس حالت میں ہرگز نہیں دیکھنا چاہتا تھا" - یہ دردمند مسافر روتا ہوا اور طرف مُڑا - لیکن اب ہر طرف سے مایوسی ہی کے نمونے دکھا رہا تھا - دل میں اس بات کا اندیشہ پیدا ہوا کہ میرا گھر بھی تباہی کی نذر ہو گیا ہوگا - "دیکھوں اُسکا کچھ نشان بھی معلوم ہوتا ہے کہ نہیں؟ ننھے ننھے بچوں کی پرورش ایک دُکھیا بے وارث عورت سے کیونکر ہو سکی ہوگی؟ بچیاں اگر جیتی ہیں تو جوان بلکہ صاحب اولاد ہونگی - بڑا لڑکا خدا جانے کس مشغلے میں ہوگا؟ چھوٹا بھی بیس پچیس برس سے کیا کم ہوگا؟ خدا جانے اُنکی کیونکر گذرتی ہوگی؟" غرض ادھر اُدھر بھٹکتا ہوا اور راہگیروں سے پتہ پوچھتا ہوا گھر کے پاس پہونچا - پڑوس میں ایک دوست رہتے تھے - محلے والوں میں سب کے پہلے اُنکی صورت نظر آئی - چہرہ افسردہ - طبیعت بجھی ہوئی - بشرے پر آثار ملال - سر سے پاؤں تک شکستہ حال - کھڑے اپنا مکان کھدوا رہے تھے - مسافر نے غور سے دیکھ کر پہچانا اور جا کے بغلگیر ہوا دونوں نہایت خلوص سے ملے - ہمارا نو وارد دوست نہایت افسوس کے ساتھ کہنے لگا "اس مکان کے کھدنے کا مجھے بڑا قلق ہے - او افسوس سارا لکھنؤ کھدا پڑا ہے" - جواب ملا "جی ہاں - یہ تو روز ہی ہوا کرتا ہے" اتنا کہکر مزدوروں کی طرف دیکھ کے کہا "جلدی کھودو - بیٹھے کیا کرتے ہو؟" مسافر دل ہی دل میں بیتاب ہو گیا کہ "ہاے ان لوگوں کو اب تباہی سے ایسا اُنس ہو گیا ہے کہ اُسے ایک معمولی امر تصور کرتے ہیں - باسمہ

یہ کیسا متمول شخص تھا؟ اور کس شوق اور سامان سے یہ مکان بنوایا تھا؟ اور دیکھو آج کس اطمینان سے اُسکو کھڑا کھدوا رہا ہے! مسافر اُنسے رخصت ہو کر اپنے دروازے پر گیا۔ اینٹین کسی مدقوق کی ہڈیون کی طرح چار چار اُنگل اُبھری ہوئی تھین۔ نونی آدھی آدھی دیوارون کا فیصلہ کر چکی تھی۔ پکارا تو ایک صاحب باہر نکلے۔ صاحب سلامت کے بعد مسافر نے اپنا نام و نشان بتایا تو وہ نہایت ادب سے بغلگیر ہوے۔ جس سے معلوم ہوا کہ صاحبزادے تھے۔ بڑی خوشی کے ساتھ باپ کو گھر مین لیگئے اور سب سے پکار کے کہا "ابا جان تشریف لائے ہین"۔ مسافر کی ضعیف بی بی دوڑی آئی اور شوہر کی صورت دیکھتے ہی خوشی کے آنسو آنکھون مین بھر لائی۔ کنبے بھر نے آکے گھیر لیا۔ ایک بیٹی سسرال مین تھی اُسکو ڈولی گئی۔ دوسری آتے ہی باپ کے پنکھا جھلنے لگی۔ بہوین اگرچہ پرانی ہو چکی تھین مگر سسرے کے سامنے شرماتی ہوئی آئین اور ادب سے بیٹھ گئین۔ مسافر کو خاندان کی جانب سے اطمینان ہو گیا مگر مکان کو جہان سے دیکھو وہان سے شکست ہو رہا تھا۔ سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دونون لڑکے بے روزگار بیٹھے ہین۔ یون ہی تنگی سے گذرتی ہے مکان کیا بنوائین۔ چھوٹے نے ضرورتِ زمانہ کا لحاظ کرکے انگریزی بھی عمدہ طور پر حاصل کی بی۔ اے پاس ہے مگر چونکہ کوئی سفارش کرنیوالا نہین اسلیے کوئی صورت نہین نکلتی۔ بڑے کو نوکری کی تلاش مین یہان تک ناکامی ہوئی کہ بیچارہ مایوس ہو کر بیٹھ رہا۔ ساری املاک بک چکی۔ ایک رہنے کا مکان رہ گیا ہے۔ دیکھیے کب تک ساتھ دیتا ہے۔

سوادِ وطن کے دھوکے مین پھنس جانیوالا مسافر آبدیدہ ہو گیا۔ خاندان کے لوگون کی جو جماعت اُسکے گرد بیٹھی تھی اُسکو دیکھ دیکھ کر اپنا غم غلط کرنا چاہتا تھا مگر کسی طرح تسلی نہ ہوتی تھی۔ اُسکے دل پر تباہیِ وطن کا صدمہ زیادہ اثر کرتا گیا۔ یہان تک کہ ضبط نہ ہو سکا اور چلا کے کہہ اُٹھا "ہاے تم لوگون سے مین اپنی ذرا بھی تسکین نہین کر سکتا مجھے وطن کا صدمہ کبھی نہ بھولے گا۔ الٰہی مین اُس شہر کو ایسا تباہ ہرگز نہین دیکھ سکتا جسکو سب سے زیادہ آباد چھوڑ کے گیا تھا۔ اے وطن! مجھے کیا معلوم تھا کہ تو اس حالت مین ہے۔ تجھ کو تو مین نے بڑی بڑی مصیبتون مین یاد رکھا تھا۔ تیرے خیال سے مین نے دنیا کے بڑے بڑے شہرون کو اپنی نظر مین ہیچ سمجھا۔ اے اہل وطن تم سے نہین نہین

Marfat.com

ہماری دنیا سے رخصت"۔ یہ کہہ کے زمین پر گر پڑا۔ اور نہایت ضعیف آواز میں یہ الفاظ اسکی زبان سے سُنے گئے" اے سوادِ وطن تونے بڑا دھوکا دیا۔ یہ دھوکا قیامت تک یاد رہیگا"۔ اور دَم نکل گیا۔

اے مصیبت زدگانِ وطن کاش تمھین معلوم ہوتا کہ وطن کیسی قیمتی چیز ہے۔ اور اسکی حمایت مین تمھین کیا کچھ کرنا چاہیے۔ سچ کہا ہے ؎

حب الوطن از ملکِ سلیمان خوشتر خارِ وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد می گفت گدا بودنِ کنعان خوشتر

شامِ غربت

ایک حرمان نصیب مسافر کو صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کرتے کرتے اچانک ایک پُر فضا مقام مین کسی پہاڑ کے نیچے پہنچکر شام ہو گئی۔ وہ گھبرا کر آنکھ اُٹھا کے جو دیکھے تو معلوم ہوا کہ آفتاب کی زرد زرد کرنون کا سنہرا پن جو درختون کے ہرے پتون پر طلائی بیل بوٹے دکھلا رہا تھا اُسکا بھی اب آخری وقت ہے۔ سبزہ زار کی اور شگفتہ سبزی پر سیاہی کچھ ایسی غالب آگئی ہے کہ اب اُسے کاہی کہنا چاہیے۔ وہ لق و دق میدان جو دامن اُمید کی طرح وسیع تھا اُس مین دُور تک جاتے ہوئے نگاہ مجھ آہ نارسا کے مانند ٹھوکرین کھاتی ہے۔ تمام صحرا میں کسی خستہ جگر کے سینہ سوختہ کی مثل دھوان بھرا ہوا ہے۔ وہ وقت قریب آیا جاتا ہے جس مین مسافرون کو قدم قدم پر ٹھوکرین کھانا پڑینگی۔ راستہ بھلا نیوالون کی بدلی ہوا چاہتی ہے سراب کی چادر اوڑھ کر لیٹ رہنے کو ہے غول بیابان کی باری آئی۔

وہ دشت پیما اس حالت کو دیکھ کر ذرا ٹھہر گیا۔ اُسکا جوشِ جنون اُسے اجازت نہین دیتا تھا کہ دم بھر کیلیے بھی چین لے۔ گو پاؤن رہے جاتے تھے مگر دل نہین ٹھہرتا تھا۔ آخرالامر بہزار پس و پیش کے بعد وہ گھٹنون پر ہاتھ رکھکر سسکیان بھر کے بیٹھ گیا اور تلوون سے کانٹے نکالنے لگا۔ اس سے فراغت کرکے چہرے کی گرد جھاڑ پونچھ کر وہ اپنے دلی ولولون کو عجب یاس اور درد کے لہجے مین ظاہر کر رہا ہے۔

شب ہجران کے تڑپنے والو! شب وصال کے مزے لوٹنے والو!

Marfat.com

مین اسوقت ہم اُس یاس نصیب کو دیکھ رہے ہین۔ اُسکی حسرت صورت ہماری
آنکھون کے آگے ہے اور اُسکی پُردرد آوازین ہمارے کانون مین بھری ہوئی ہین
اگر تم مین کچھ سُننے کی طاقت ہو تو بولو۔ اگر صبر کر سکتے ہو تو کہو۔ اتنا ہم بھی کہین گے
کہ اسکا سننا ذرا مشکل ہے۔ اسکا خیال گذرتے ہی تاب لانا انسان کا کام نہین
اے غم کدۂ دنیا مین پہلے پہل قدم رکھنے والو! تم ضرور سُن لو۔ ان جانکاہ جھگڑون
مین پڑنے سے پہلے طبیعت کو رنج والم سے مانوس کر لینا تمھارے لیے ضروری ہے
کیونکہ تم ابھی اس راستے کے نکڑ ہی پر ہو۔ ہر قدم پر ایک نہ ایک مصیبت کا سا
ہوگا۔ اس راستے مین خدا جانے کتنی مصیبتین تمھین اپنا مہمان کرینگی اور نہ معلوم
کتنی مصیبتون کو تم خود اپنا مہمان بناؤ گے۔ یہ دردمند اُسی راستہ سے گیا ہے
جس مین تم بھی قدم رکھ چکے ہو۔ تمھاری طرح شروع مین یہ بھی بڑی اُمنگون سے
ساتھ خوشیان مناتا چلا تھا۔ یہی شخص جسکی غم والم نے آجکل دعوت کی ہے تمھاری
طرح برسون عیش وعشرت کا مہمان رہ چکا ہے۔ یاد رکھو جس طرح یہ مصیبت زدہ
اب کڑی منزلین جھیل رہا ہے تمھین بھی جھیلنا ہونگی۔ اسلیے اے ماتم سرائے ہستی
کی پہلی منزل والو! ہم تم سے متوجہ ہو کے کہتے ہین۔ ذرا کان لگا کر سنو۔ اس داستان
غم سے اگر مزا نہ آئیگا تو تمھین اپنے آگے والا راستہ بخوبی معلوم ہو جائیگا۔ تمھارے
لیے یہ فساد نہین ہے بلکہ مصیبت کی منزلون کا جغرافیہ ہے۔ باتین تو اس شکستہ دل
آوارہ کی سنو ہی گے پہلے ذرا اسکی حسرت بھری صورت تو پہچان لو۔ دیکھو بیچارہ کس
بدنصیبی اور افسردہ دلی سے بیٹھا ہوا ہے۔

دامن کوہ کی سنگلاخ زمین مین ایک بڑی چٹان پر (جو چند بولون کے
جھنڈ کے نیچے پڑی تھی) چادر کے کوتے سے سوکھی مرجھائی پتیان اوسکا نے جھا
بیٹھ گیا ہے۔ بادسموم کے گرد آمیز جھونکون نے اسکے بالون کو کسی عاشق کے دل
کی طرح مٹی ہی مین نہین ملایا ہے بلکہ صحرا نوردان الفت کے راستون کی طرف
اُلجھا بھی دیا ہے۔ اُسکے خاک آلودہ اور اُلجھے بال کیا ہین کسی شوخ چشم کا بگڑا
مزاج ہین یا کسی برگشتہ بخت کا خواب پریشان۔ چہرے پر یاس برس رہی
ہاتھون کو کبھی ملتا ہے کبھی اُنسے کلیجا پکڑ لیتا ہے۔ پیرون مین آبلے پڑے ہین

کسی کسی جگہ کانٹون کے گہرے زخمون سے خون نکل آیا ہے۔

اے خود رفتگان عشق! اگرچہ یہ نالہ کشی نہین کرتا مگر ایسی درد خیز آواز سے باتین کرتا ہو کہ اگر سنو تو چیخ اُٹھو۔ اگرچہ کثرت غم سے اُسکی آنکھون سے آنسو نہین بہتے مگر وہ حسرت آلود آنکھین ہین کہ دیکھو تو رو دو۔ القصہ صورت تو وہ ہو کہ ہماری طرح تمھارے خیال ہی مین پڑی رہے تو بہتر۔ خدا آنکھون سے نہ دکھائے۔

پیارے دوستو! اگر تم اسوقت اُسکے سامنے جا کر کھڑے ہو تو تمھین صرف اپنی وحشت انگیز صورت ہی کے دکھلانے مین مشغول نہ رکھیگا۔ بلکہ پُرسوز لہجے مین نرم آواز سے کچھ زمزمے سنائیگا کہ تم سارا عیش و عشرت بھول جاؤ گے۔ ہائے افسوس تو یہی ہے کہ تم نے ایسی کوئی آواز سُنی ہی نہین۔ ہمارے کانون مین اُسکی آواز آ رہی ہے۔ بس ہمارے دل سے پوچھو۔ دیکھو۔ یہ اب وقت کی حالت پر نظر کر کے آسمان کی طرف آنکھ اُٹھا کر کہہ رہا ہے " اے کارپردازانِ فطرت! تمنے دو دوستون کو ملایا اور ہم یون ہی حرمان نصیب بنے رہے؟ اس سنسان جنگل مین بھی اُس رات کا سامنا کرنا پڑیگا جس مین ہم کو ستارے گنتے گذرتی تھی؟ کیا بستر غم چھوڑ کر ہمین اس خار دار کوہستانی زمین پر بھی تڑپنا پڑیگا؟ اے کمبخت آسمان! تجھے یہین پر شام کرنا تھی؟ اے کالی کلوٹی شب فراق! یہان بھی تو نے ساتھ نچھوڑا"

اے نازک دل دوستو! ذرا سُنو اگر تم مین تحمل باقی ہو تو کہو کچھ اور اُسکی باتین سناؤن؟ اگر بیتاب نہ ہوگئے ہو تو تھوڑا بہت اور سُن لو۔ یہ باتین پھر نہ سننے مین آئین گی ایسا بلا رسیدہ جنگل سے ملیگا۔ اے بیچارہ دل والو! یہ بدرد قسمتون سے ہاتھ لگ گیا ہے۔ ٹھہرو! اب یہ اپنے گذرے ہوے دوستون کو یاد کر کے عالم خیال مین انکو مخاطب بنا کر کہہ رہا ہے " اے یاران رفتہ! جانتے ہو کہ تمھارا دوست اسوقت کہان ہے؟ وہ اسوقت ایک چٹان پر سینہ ٹیکے بیٹھا تمکو یاد کر رہا ہے۔ سچ کہنا کبھی تمکو بھی اُسکا خیال گذرتا تھا؟ ہاے وہ بدنصیب بھولنے ہی کے قابل ہے۔ بھئی بستر راحت پر تن تنہا سونے والے دوستو! تم بہت اچھے ہو۔ مجکو تو میٹھی نیندون کے بدلے موت بھی نہین آتی۔ اب یہان بھی ہمارا اُسوقت کا سامنا ہوا چاہتا ہے جس مین انکہ کسی کا انتظار ہو گر تم دل بہلا دیا کرتے تھے۔ افسوس! وہ وقت سر پر آگیا اور تم سا تسلی دینے والا کوئی نہیں نظر آتا۔ اے ہی

فسانۂ حسرت کے سننے والے احباب! کہو۔ طبیعت زیادہ بیقرار تو نہین ہوئی؟ جملے تو بہ نشتر تھے۔ کلیجا منہ کو آگیا ہوگا۔ اگر کچھ برداشت ہو تو ابھی اور سُن لو۔ ہوش باقی ہو تو اُسکی نالہ کشی پر دل لگاکر توجہ کرو۔ سلسلۂ حیات مین کبھی نہ کبھی اسوقت کا تم سے بھی سابقہ پڑجائیگا۔ ان باتون کو یاد رکھو۔ چُپ رہو! غضب ہوگیا۔ اس خانمان برباد کو اپنا وطن اور اہلِ وطن یاد آگئے۔ اسی مین شامل کرکے وہ اپنے بچھڑے عزیزون کو بھی یاد کر رہا ہے۔ ان فراموش کار بچپن کے دوستون سے خدا جانے یہ کتنی مسافت پر ہے۔ گو اُن سبھون کو اسکا دھیان بھی نہ ہوگا مگر یہ اپنے خیال کو کچھ ایسا سچا ٹیلیگرام سمجھتا ہے کہ بڑی بے تکلفی کے ساتھ اُنسے باتین کر رہا ہے۔ اُسے اسکا غم بھی نہین ہوتا کہ وہ لوگ سنتے ہین یا نہین۔ اس آپ ہی کہنے اور آپ ہی سننے مین نہ معلوم وہ اپنے دل کو کس قدر تسکین دے رہا ہے۔ وطن کی طرف دیکھ کر کہتا ہے۔ "اے بچپن کے دوستو! اے ہمارے پسینے کی جگہ خون گرانیوالے عزیزو! تمنے تو ہمارے بڑے بڑے ساتھ دیے ہین۔ جہان جان کا خوف تھا وہان تمکو تم نے ہمسے کنارہ کشی نہین گوارا کی دیکھو یہان ہم کس تنہائی مین پڑے بِسک رہے ہین۔ جانتے ہو وقت کون ہے؟ شام۔ تمہین خیال کرو کہ تمھارا دوست اس اندھیرے مین پہاڑ کے نیچے اکیلا آنکھین پھاڑ پھاڑ کر تمھین ڈھونڈھ رہا ہے۔ خدا کے لیے کوئی تو آجاؤ! اے تم سے تو ہمین سب سے زیادہ امید تھی۔ تم بھی اب بیگانے ہوگئے؟"

اے داستان غم مین مزے لینے والو! کہو شیشۂ دل مین ٹھیس تو نہین لگی؟ کلیجا خون تو نہین ہوگیا؟ ہم جانتے ہین کہ تم بیتاب ہوے جاتے ہو۔ مگر کیا کہین۔ ابھی اس صحرا کے سیر کرنیوالے کا دُکھڑا ختم نہین ہوا۔ اسے نہ معلوم کیا کیا یاد آ رہا ہے اور خدا جانے یہ کس کس کو تنہائی مین پکار رہا ہے۔ بن پڑے تو دو ایک جملے اور سُن لو۔ گو اسوقت اسکا کوئی ہمدم نہین ہے مگر تم ذرا کچھ تھوڑی دیر ساتھ دو وہ خیال ہی کے ذریعے سے سہی سنو! لو اب قیامت کا سامنا ہے۔ اسے اپنا پیارا معشوق یاد آیا۔ دل جو بھر آیا ہے تو منہ سے صاف آواز بھی نہین نکلتی۔ مگر ہچکیان لے لیکر کچھ کہ رہا ہے۔ خوب غور سے کان لگا کر سننا چاہیے۔ دیکھین کیا کہتا ہے۔ اُف بھئی! اس گھڑی جو کچھ کہ رہا ہے خدا نہ سنوائے۔ محبوب کی طرف متوجہ ہوکر آہ سرد بھر کر کہتا ہے:۔

"دل عجب شہر تھا خیالون کا لوٹا مارا ہے حسن والون کا

Marfat.com

کیون جی تم بھی بے رخی کرنے لگے؟ نہین نہین! تمھاری تو یہ عادت ہی ہے۔ مگر عادت سہی یہ بھی ہاں! لیکن بھلا یہ بھی کوئی ناز و نیاز کا مقام ہے۔ للہ یہان تو نہ ستاؤ۔ دیکھو ہم اسوقت کس صحرائے وحشت مین اپنی پیاری ہر دم کی انیس امید کے سہارے پہ تمھین یاد کر رہے ہین۔ ہان سچ ہے ایسے پُرخوف مکان مین کوئی ساتھ دے سکتا ہے کہ تم دو گے۔ یہ اسی کمبخت دل کی حرکتین ہین

لیے پھرتا ہے مجھکو جابجا دل مرا بیتاب میرا چلبلا دل

اسے اس جگہ کوئی ساتھ دینے والا نہین۔ کوئی اتنا نہین پوچھتا کہ تم کہہ کیا رہے ہو؟"

اے اس غمزدہ کے قصہ فرقت پہ کان لگانے والو! بتاؤ کلیجے مین ناسور تو نہین پڑ گیا؟ بیقراری حد سے تو نہین گذری؟ سینے مین آگ تو نہین لگ گئی۔ واقعی تُو نے بڑا صبر کیا۔ سچ پوچھو تو تُو نے اپنی بساط سے زیادہ جرأت کی۔ مگر افسوس کہ اس خستہ جگر کا طومار غم رہا جاتا ہے سب کو تو یاد کر چکا دیکھو اب آخری ہانک کہاں لگاتا ہے۔ نہ کوئی آگے ہے نہ پیچھے ہے۔ اور رات کا اندھیرا پھیل چکا ہے۔ اس سناٹے اور ہُو کے عالم مین تن تنہا بیٹھا رو رہا ہے۔ خیالی محل کے راستے سے تُو نے اگر خبر لی ہے تو کیا اب چھوڑ دو گے؟ ہرگز نہین۔ خود تمسے یہ کب ہو سکے گا۔ خیال کرو! ہائے اب نہین سنا جاتا ہے۔ بھئی خدا گواہ ہے اب تو بڑے ستم ہو رہا ہے۔ اتنی دیر تک سب کو یاد کر کے اُس نے پکارا اگر کسی کی طرف سے جو کچھ جواب نہین ملا تو عجب حسرت اور ناامیدی کی باتین کر رہا ہے۔ پہلے تو ایک یون ہی سی امید سے کچھ تسکین تھی مگر اب ہر طرف سے مایوسی ہی نظر آتی ہے خدا جانے کس دل سے اب یہ چلا چلا کر کہہ رہا ہے" لو نہ بولو بخشو تم سب کا ساتھ چھوڑتا۔ قسم لے لو جو اب تمھارا نام بھی کبھی زبان پہ آئے۔ جب تم ہی ڈھٹائی اور بے اعتنائی کرتے ہو تو پھر ہم کہان تک خوشامد کرین۔ کب تک سر پھرا کین۔ پیارے محبوب! تمھاری بے پروائی کی وجہ سے تمھین بھی بھلائے دیتے ہین۔ دل سے تمھاری محبت جلائے دیتے؟ تو کہان ممکن مگر ہان؟ عہد کیے لیتے ہین کہ اگر زبان سے تمھارا نام نکل جائے تو زبان کاٹ ڈالین۔ دیکھ لینا۔ ہم بھی قول کے پکے سچے ہین۔ اب ہم اُنھین دوستون سے دل بہلا لیتے ہین جو یہان تک ہمارے مونس و ہمدم بنے رہے۔ اے ہماری وحشت تو بڑی دولت نکلی۔ ایسی ایسی کڑی منزلون مین ساتھ دینا تیرا ہی کام تھا۔ اے ہماری مایوسی خدا تجھے سلامت رکھے تو نے ایک عالم پر تو کر دیا لاکھ مصیبت و الم کا سامنا ہو مگر وہ امید والا روز روز کا سوہان روح تو گیا۔ جانکاہی

Marfat.com

کے جھگڑون سے تو چھٹکارا ہو"۔

اے پرانی آلت پر آنسو بہانے والو! تباہ دل پر کیسی گذری؟ چوٹ تو بڑی لگی ہے کہو دل تو بچا؟ ہے نازک چیز۔ چکنا چور تو نہین ہوگیا؟ لو قصہ بھی تمام ہوا۔ رات زیادہ آئی۔ ہمارا بیچین دل مسافر بھی۔ کچھ دن بھر کی تھکن کے خمار اور کچھ ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے مست ہوکر اُسی چٹان پر گرپڑا۔ گرتے ہی آنکھ لگ گئی۔ بدخوابیون اور نیند مین چونک پڑنے کا حال پھر صبح کو پوچھین گے۔ اے ٹھنڈی ہواؤن کے جھونکو ذرا تیز نہ چلنا۔ اس آفت زدے کو بڑی مصیبتون سے نیند آئی ہے۔ کہین جاگ نہ پڑے۔ ذرا بھی چونک پڑا تو قیامت ہوجائیگی۔

غربت زدون کے سر پہ چلا ہے تو آکر　　اے شورِ صبحِ محشر جاگے مین رات بھر کے

بگلہاے بہشتم مژدہ نتوان داد در راہش
من خاکے کہ از نقشِ کفِ پائے نشان دارد

ایک مشہور عربی شاعر نے اپنی ایک پرجوش نظم کو عجب قیامت کی تمہید سے شروع کیا ہے۔ وہ اپنے اونٹ کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے "ٹھہر جا۔ اب ہم فلان میدان مین اور اُن اُن پہاڑیون کے درمیان پہونچے ہین تو اپنی معشوقہ اور وطن کو یاد کرکے لین"۔ اُسکے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ گویا اُسکا وطن اُسی مقام پر تھا جہان اب وہ کھڑا ہوا ہے اور بالفعل اُسکے منہدم آثار ادھر اُدھر نظر آرہے ہین۔ پھر اُس ریگستان مین اُن آثار کی تصویر کھینچکے وہ عجب حسرت سے کہتا ہے کہ "بادِ شمال اور بادِ جنوب کے جھونکے کبھی ان کھنڈرون پر بالو کے ڈھیر لگا دیتے ہین اور کبھی وہ ٹوٹے پھوٹے آثار کھل جاتے ہین اور اپنی شکستہ حالی کی صورت آوارہ گرد مسافرون کو دکھانے لگتے ہین"۔ اتنا کہکے وہ خدا جانے اپنے وطن کی کیا کیا باتین اور کون کون صحبتین اور کیسی کیسی کیفیتین بیتاب ہو ہوکے یاد کرتا ہے۔ اگر کوئی صاحبدل اُس نظم کو دیکھے اور فرض کرے کہ خود ہی شاعر اُسی میدان مین کھڑا اُن اشعار کو حسرت کے لہجے مین پڑھ رہا ہے تو ممکن نہین کہ بیتاب نہوجائے اور حقیقت مین جب وہ چیز نظر سے گذر جاتی ہے جو کسی ایسے کو یاد دلاتی ہو جس سے کسی زمانے کا تعلق تھا تو طبیعت قابو مین نہین رہتی۔ بارہا تجربہ ہوا ہوگا کہ راہ مین جب کسی

Marfat.com

آشنا کی قبر نظر پڑ گئی تو کیسی کیسی باتین اور کیا کیا واقعات آنکھون کے سامنے پھر گئے۔ عورتون کو صندوق کے کپڑے اُلٹتے پلٹتے جب کسی داغ دے جانیوالے بچے کا کُرتا نظر آجاتا ہے تو گھنٹون اُسے دیکھ دیکھ کے رویا کرتی ہین۔ بوڑھون کی صحبت مین کوئی اگلا تذکرہ چھیڑ دو تو گھڑیون ایک دردمند لہجے مین پُرانے دوستون کو یاد کیا کرتے ہین۔ پیاری صورتین دیکھکر کون نہین خوش ہوتا۔ مگر جب کسی کی کسی سے ملتی ہوئی صورت نظر سے گذر جاتی ہے تو کوئی اگلا دلربا اس طرح یاد آجاتا ہے کہ کلیجے پر ایک چوٹ سی لگ جاتی ہے۔ راستے مین چلتے چلتے جب اُس مکان پر نگاہ جا پڑتی ہے جس مین کبھی عیش و عشرت کی صحبتین ہوا کرتی تھین تو یکبیک دُنیا آنکھون مین تاریک ہو جاتی ہے۔ بیچارے آوارہ گرد جب کبھی جنگل مین کوئی ایسا پھول بھی دیکھ پاتے ہین جسے وطن مین دیکھا تھا تو اس تازہ صدمہ کے آگے اپنی بادیہ پیمائی کی مصیبت بھی بھول جاتے ہین۔ صحن چمن مین سیکڑون افسردہ پھول پڑے ہوتے ہین مگر جسدم انکو دیکھ کر وہ وقت یاد آجاتا ہے جب کسی خوش وضع نے صبح کو رخصت ہوتے سے چند منٹ پہلے بچھونے پر سے باسی پھول سمیٹ کر چلمن ہٹا کے پھینک دیے تھے تو دل بے اختیار ہو جاتا ہے۔ تارے جھلملا جھلملا کے روز ہی غائب ہو جاتے ہین مگر جب کبھی اُنکی اُتری صورت دیکھ کر اُس پیارے مہمان شب کی صورت یاد آجاتی ہے جو تڑکے گلے لپٹ لپٹ کر رخصت ہوا تھا تو خودبخود دل بھر آتا ہے۔

یہ تو خیر دنیاداری کی باتین تھین۔ دینی امور مین دیکھیے تو وہان کچھ اس سے بھی زیادہ حسرت کا سامان موجود ہے۔ ایک صحابی کا تذکرہ ہے کہ اسلام کی پچھلی دولتمندی کا خیال کرکے بیتاب ہو گئے اور کہنے لگے "ہم سبھون نے (ابتدائے اسلام مین ایمان لانے والون نے) ایک کام (ترقیِ اسلام) کو شروع کیا۔ اُن مین سے بعضون نے اپنی کوشش سے نفع اُٹھایا اور بعضے اسی کوشش کی نذر ہو گئے۔ نفع ہم اُٹھا رہے ہین۔ اور کوشش کی نذر ہو جانیوالون مین ایک حمزہ تھے کہ دفن کیے جانے کے وقت اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ انکا پورا جسم ڈھک سکے۔ ایک چادر تھی جسے اگر سر کی طرف کھینچتے تو پاؤن کھل جاتے اور پاؤن کی طرف کھینچتے تو سر کھل جاتا۔ اُسی چادر مین لپیٹ کر انھین دفن کیا" اتنا کہا اور زار و قطار رونے لگے۔ بظاہر دیکھیے تو وہ رونے کا وقت نہ تھا روم و شام اور عراق و عجم کے خزانے مدینے مین کھنچے چلے آتے تھے۔ ہر عربی کی دولتمندی

Marfat.com

کا زمانہ تھا۔ مگر نہیں۔ ایمانی جوش سے وہ اگلی حالت یاد دلادی جب جان نثاران اسلام پھٹی چادرین اوڑھ اوڑھ کے اور لاٹھیان باندھ باندھ کے تخت روم اور تاج کسرے پر حملہ کرنے چلے تھے۔

یہ بھی ایک اگلا واقعہ تھا جو اُسی پُرجوش زمانے کے ساتھ ختم ہو گیا۔ مگر ہم غور کرین تو موجودہ پابندانِ دین اب بھی ذرا ذرا سی باتون پر اگلے مذہبی واقعات کو یاد کر کے متاثر ہو جاتے ہین۔ جب کسی سچے مسلمان کو ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا گلاس دیکھ کر شہیدانِ کربلا کی پیاس یاد آجاتی ہے تو بے اختیار آنسو ٹپک پڑتے ہین۔ موجودہ آزادی کا خیال کر کے جب کسی کو معتزلہ کا وہ پُرفتن زمانہ یاد آجاتا ہے جب ایک سچے عقیدے پر ثابت قدم رہنے کی سزا مین امام احمدؒ بن حنبل پر سیکڑون کوڑے پڑ گئے تھے اور امام محمدؒ بن اسمٰعیل بخاری کو تنگ آکر یہ دعا مانگتے بن پڑی تھی کہ " الٰہی - ارضک واسعۃٌ۔ قد ضاقت علیّ بما تھا (تیری زمین وسیع ہے مگر مجھ پر تنگ ہو گئی) تو دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔

واقعی اگلی دنیا کی حسرت نصیب یادگارون مین سے جو کوئی چیز نظر سے گذر جاتی ہے بے رُلائے نہین چھوڑتی۔ دنیا مین ایسا کوئی نہ ملیگا جسکے درد مند بنانے کے لیے دنیا نے کچھ سامان نہ فراہم کر رکھا ہو۔ کوئی ہو اور کسی قوم اور کسی مذہب کا شخص ہو اگر عبرت کی آنکھ کھول کے دیکھے تو وہ آنسو بہا لینے کے ذریعے اُسے ہر مقام پر ملجائین گے۔ سنگدل سے سنگدل ہو اور سخت سے سخت طبیعت کا آدمی ہو یہ یادگارین ایسی نہین ہین کہ نظر سے گذرین اور وہ ضبط کیے بیٹھا رہے۔

پیارے ہموطن اہل ہنود ذرا اتنی ہی بات کا خیال کرین کہ ہندوستان ہندوستان کیون کہلاتا ہے تو مدتون تاب نہ آیگی۔ اور اُنھین تجربہ ہو جائیگا کہ حسرت کس قدر جلد دل پر فتح پا سکتی ہے۔ وہ پُرانے شہر جہان بڑے بڑے آرین بہادرون کے نقش قدم نظر آتے ہین وہ سب ایک حسرت و اندوہ کا سمان پچھلے نا تجربہ کار ہند کی نسل کو دکھا رہے ہین۔ وہ خوشنما لمبے لمبے شوالے اور وہ عالیشان پُرتکلف مندر جو گنگا اور جمنا کے ایسے پاک جھیلون کے کنارون پر نظر آرہے ہین۔ وہ مقدس سرزمین جہان بڑے بڑے نامی رشی اور تاؤن نے جیٹھ بیٹھ کے تپشیا کی تھی۔ وہ مبارک مقام جو سیتاجی کی رسوئی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ جمنا کے کنارے والا اگلا حسن خیز جنگل جہان اب بھی کبھی کبھی سری کرشن جی کی نسبی کی

Marfat.com

سہانی ہوا میں گونجتی ہوئی آواز کا دھوکا ہو جاتا ہے۔ وہ جنوبی ہند کے حیرت میں ڈالدینے والے مندر جو پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کے بنائے گئے ہیں یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ انکی اصلیت کا خیال کرتے ہی معتقدوں اور قدر دانوں کے کلیجوں میں ناسور پڑ جاتے ہونگے۔ یہ سب آثار سلف ہیں جو دیکھنے والوں کو خدا جانے کیا کچھ یاد دلا دیا کرتے ہیں۔

ہندوستان کے جنوبی و مغربی ساحل پر آباد ہونیوالے پارسی اگرچہ آج تواریخ کے سوا کوئی ایسا سامان نہیں رکھتے جو اُنھیں اُنکی قدامت یاد دلائے مگر ملک پارس کا نام اُنھیں تھوڑا دردمند نہ بناتا ہوگا جب وہ خیال کرتے ہونگے کہ جس سرزمین نے اپنے تئیں اُنکی نسل سے خالی کر لیا وہ آج تک اُنھیں کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ جب اُنھیں یاد آتا ہوگا کہ وہ وہی زمین ہے جسپر ہزارہا سال درفش کاویانی کا سایہ رہا اور سیکڑوں برس وہ برگزیدہ آگ بھڑکتی رہی جو زرتشت کے مبارک ہاتھوں سے روشن کی گئی تھی۔ جہاں کیکاؤس و کیخسرو کے ایسے اولوالعزم بادشاہ اور اسفندیار کے ایسے شاہزادے اور رستم کے ایسے پہلوان ہو گذرے ہیں۔ پارسیوں کے دلوں کو یہ باتیں یاد کر کے اُس سے زیادہ صدمہ پہونچ سکتا ہے جو توران کو ایران کے ہاتھ سے پہونچا تھا۔ جو آنکھیں سیاوش کے قتل پر خون روئی تھیں اُنسے بدرجہا زیادہ اُن آنکھوں کی حالت ہے جو یزدجرد کے قتل کے بعد سے اب تک آتش پرستوں کے اگلے حالات یاد کر کرکے روئی ہیں۔

اگرچہ صفحۂ دنیا پر ہر قوم اور ہر فرقے کے لیے حسرت واندوہ کا سامان جمع ہے۔ اور ہر شخص کسی نہ کسی چیز کو دیکھ کر گھڑیوں اگلی باتوں کے سوچ میں غمگین بیٹھا رہ سکتا ہے مگر جس قدر سامان غم خاصۃً مسلمانوں کے لیے جمع ہے اُس قدر کسی کے لیے نہیں۔ ایک دردمند مسلمان عبرت کی نگاہ سے دیکھے تو دنیا کی ہر چیز اسلام کی یاد میں ایک سوگوارانہ وضع بنائے ہے۔ دنیا کی ہر حالت اور ہر وضع۔ ہر سوسائٹی اور ہر محفل مسلمانوں کے سامنے غم کا کوئی نہ کوئی ذریعہ پیش کر رہی ہے۔ اسلامی سوسائٹی کچھ ایسی ترقی کے بعد گری ہے کہ دنیا میں آج کوئی محفل اور کوئی انجمن کوئی کلب اور کوئی صحبت نہیں جسمیں اُنکے اخلاقی نمونے ایک حسرت نصیب یادگار کا کام نہ دے رہے ہوں۔ اگر یورپ میں پبلک یا سوشل انجمنیں ہیں تو اُن میں وہی اسپیچیں سنی جا رہی ہیں جنکے طرز ادا اور جوش

Marfat.com

اور آزادی سے صاف عربی خطبون کی جھلک دکھائی دے جاتی ہے۔ اگر ہندوون کی محفلین ہین تو اُنکو وہی الفاظ وہی محاورات وہی شکلین اور اُسی مذاق کی باتین سُنائی دے رہی ہین جنکو اسلام اور عرب سے بلاواسطہ لگاؤ ہے۔ اگر پارسی تھیٹرون مین ڈراما دکھا رہے ہین تو اُنکی دلچسپی خالص اُسی مذاق سے ہے جو مسلمانون کا تھا۔ مسلمان اگر عبرت کی آنکھین کھول کے دیکھین تو اُنھین کوئی جگہ ایسی نہ ملیگی جہان وہ اپنی آنکھون کے آنسو خشک کرسکنے کا موقع پائین۔ یورپ مین جائین تو اسپین کے گرے پڑے محل اور وہ شکستہ مسجدین جو نمازیون کے انتظار سے تھک کر خدا کی عبادت کےلیے خود سربسجود ہوگئی ہین اپنی مدتون کی جمع کی ہوئی حسرت یک بیک اُنکے دل مین بھر دینگی۔ افریقہ مین جائین تو قریب قریب سارے افریقہ کے ریگستانون کے چمکتے ہوے ذرے بتلانے لگین گے کہ بقول گبنؔ* کے جو نورانی پوڈر اسلام نے ساری دنیا کے چہرے پر بھیر دیا تھا وہ سمٹ کر یہان کے بالو مین مل گیا۔ یہ ایسا سین نہ ہوگا کہ اگر مسلمان دل رکھتے ہین تو ضبط کرسکین۔ اگر ایران مین جائین تو خراسان اور نیشاپور کی سواد ایک حسرت کی سیاہ چادر دکھائیگی کہ زمانے نے اسلام کے بڑے بڑے نامورون کی قبرون کو کس بیدردی کی حالت مین پاکے یہ چادر چڑھا دی ہے۔ اگر ایشیاے کوچک او شام مین جائین تو زمین زبان حال سے یہ کہتی معلوم ہوگی کہ انبیاے بنی اسرائیل کے بعد مجھے خداپرستانہ اسلام ہی نے رونق دی تھی۔ اگر ہندوستان ہی مین رہین تو اُنکی دینی مقدس عمارتون کا ہر ہر پتھر غیرت دلا دلا کے کہ رہا ہے کہ اگر شرم ہے اور ترقی نہین کرسکتے تو مجھی سے اپنے سر کو پھوڑ کے مرجاؤ۔ مین اگلے دنون تمھارے محلون کے کام آتا تھا اب اِس کام آؤنگا۔ اسپین کا بیت حمرا۔ دمشق کی مسجد بغداد کی گرتی ہوئی عمارت۔ کوٹے کی رصدگاہون کے کھنڈر۔ نیشاپور کے شکستہ درسے۔ ہرات کی خانقاہین۔ بخارا کے حسرت نصیب دارالعلوم۔ دہلی کی مسجد۔ آگرے کا تاج بی بی کا روضہ۔ لکھنؤ کے امام باڑے۔ برھا کی نئی وضع کی مسجدین۔ جزائر چین کی اسلامی یادگارین۔ اور دنیا بھر کی باقی اسلامی عمارتین مسلمانون سے پکار پکار کے کہ رہی ہین کہ "آؤ ہماری دیوارون سے سر ٹکرا جاؤ۔ چند روز بعد یہ بھی نہ ملین گے۔ ہم وہ زمانہ نہین دیکھنا چاہتے جب ہماری شکستہ حالی پر کوئی رونیوالا بھی نہ ہوگا۔

* یہ ایک انگریزی مورخ جسنے زوال روم کی تاریخ بڑی خوبی سے لکھی ہے۔

Marfat.com

تاکہ ہم تمھین اپنے فنا ہونے سے پہلے فنا کرتے جائین۔ اگر تم ہمین نہین سنبھال سکتے تو تمھین دنیا مین رہنے کی کیا ضرورت ہے؟"

جوش

تمام وہ جذبات جن کی کاریگری سے نیچر کے ہال مین طرح طرح کا فرنیچر سجا گیا ہے انکا سرچشمہ اگرچہ دل ہی تصور کیا جاتا ہے مگر ہر دل مین اتنی صلاحیت نہین۔ کام کچھ اُسی دل سے نکلتا ہے جس مین پورا پورا جوش بھرا ہو۔ ایک پُرجوش دل ہی ہماری ساری قوتون کا سرچشمہ ہے۔ ایک چالاک گھوڑے پر جو اثر چابک سے پڑتا ہے، حُسن کی سحر طرازیون مین ناز و انداز جو دلکشی پیدا کر دیتے ہین وہی کیفیت سچے جوش سے دل مین پیدا ہو جاتی ہے۔ گورے رخسار والے فتنہ مزاجون کو اگرچہ کمسنی ہی کے زمانے سے آرزومند بناتے ہین مگر اُسوقت کچھ اور ہی دلفریب عالم ہوتا ہے جب اُمنگون کا اُبھار ناز آفرین ٹھکونے سانچے مین ڈھالتا ہے اور جوانی کا جوش پیارے بھولے چہرے پر نیا روغن دیتا ہے۔

نظام عالم کو غور کر کے دیکھیے تو ہر چیز کے لیے ایک جوش اور امنگ کا زمانہ اور وقت معین ہے۔ نیچر کی فیاضیان اُسوقت خوب تصریح کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہین۔ صفحاتِ تاریخ سے مدد لیکر دنیا کی اگلی پچھلی حالت کو ایک خاص مقام پر جمع کر کے اور دیکھیے کہ کون کس زمانے مین زورون پر تھا اور کسے کن دنون ترقی تھی۔ کب کسکی اُمنگون کا وقت تھا اور کس مبارک ساعت مین کسے جوش تھا۔ قدرت نے ہر ایک کو تھوڑا بہت جوش ضرور دیا ہے۔ باغ ہستی کی یہ چہل پہل جو ہماری عقلون کو حیرت مین ڈال دیتی ہے فقط اُن جوش بھرے دلون کی اُمنگون کا نمونہ ہے جنھون نے اپنی طبیعت داری سے کچھ کام کیا۔

خدا نے زمین کو ایک سادے تختے کی طرح بچھا دیا۔ جن دلون مین جوش پیدا کرتا تھا اُنکے آزمانے کے لیے جو چیزین بھی پیدا کین تو بالکل بے تکلف اور بے قرینہ۔ یہ بھی کوئی قرینہ تھا کہ کہین میدان ہے تو کوسون وہی چلا جاتا ہے اور پھر اس آفت کا کہ انسان سایے کو ترس جائے۔ کہین جنگل ہے تو اس قیامت کا گھنا کہ آفتاب کی

Marfat.com

روشنی بھی نہین پہونچتی۔ پہاڑ ہین تو بے نشان بڑھتے ہی چلے جاتے ہین۔ اور اُسپر یہ تم
کہ راستے رُکے ہوے ہین۔ نہ ادھر کا آدمی اُدھر جا سکتا ہے اور نہ اُدھر کا آدمی ادھر
آسکتا ہے۔ پانی ہے تو ہزارہا کوس تک اس تلاطم کے ساتھ لہرین لے رہا ہے کہ دیکھتے ہی
حوصلے پست ہو جاتے ہین۔ یہ سب چیزین ایسی حائل تھین کہ امیدون کو بھی راستہ ملنا
دشوار تھا۔ مگر اے دل کے تخت پر بیٹھنے والے جوش! تونے یہ سب مہمین سر کر لین۔ اُسی
سادے تختے پر پہلے نئی نئی طرح کے کینڈے ڈالے گئے۔ وہ خیالی ترقیون کی تصویرین
جو ہنوز فعل کی محفل مین نہین آئی تھین اور قوت کا پردہ ڈالے بیٹھی تھیں اُنکے خاکے
پڑنا شروع ہوے۔ بتدریج ہوتے ہوتے سب کچھ ہو گیا۔

آسمان پر دیکھو تارے کس بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے ہین۔ زمین و آسمان ابتدائے
تخلیق کے وقت ایک دوسرے کا نمونہ تھے۔ جس طرح آسمانی اجسام بے ترتیب نظر آتے
ہین اُسی طرح زمین کی چیزین بھی بالکل بے قرینہ تھین۔ انسانی جوش نے زمین مین عجب
عجب دلچسپیان پیدا کر دین۔ اور قدرت کی کمائی کو ایک حیرت مین ڈال دینے والے
انتظام سے چُن دیا۔ اگر نسلِ انسانی کی کوئی شاخ آسمان پر پہونچ جاتی تو وہان بھی ذ
جوش کی کاریگریان تارون کو اپنے اپنے موقع پر رکھ کے اور خوشنمائی سے ترتیب دیکے
ایک نظر فریب باغ کھلا دیتین۔ انھین جگمگاتے ہوے اجرام فلکی کے ذریعے سے کچھ ایسی
صناعی دکھائی جاتی کہ آسمان پر بیل بوٹے بنجاتے۔ مگر خدا کو منظور تھا کہ تارے ہمیشہ
دنیا والون کو زمین کی اگلی بے ترتیبیون کا نمونہ دکھاتے رہین۔

یہ سارا کارخانۂ عالم فقط ہمارے جوش کی نیچری سے چلتا ہے ورنہ بجھے ہوے
جوش اور افسردہ دل سے ایک گھڑی بھر بھی یہ انتظام نہین باقی رہ سکتا۔ اگر چہ بہت
لوگ ایسے بھی نکلین گے جن مین وہ بیقراری کا جوش نہین جو کوئی دلچسپی کا سامان دکھائے
مگر وہ لوگ فقط انسانون کی تعداد بڑھانے کے لیے ہین۔

ہماری زندگی کے مختلف حصے ہین۔ بچپن مین ہم صرف تعلیم پایا کرتے ہیں۔ یعنی
اس بات کا سامان کرتے ہین کہ وہ جوش جو آگے چل کے ہمارے دلون مین پیدا ہو
اُس سے کام لیکے کوئی مفید نتیجہ نکال سکین۔ بڑھاپا ایک افسردہ کر دینے والا پانی
لیکے موجود ہو جاتا ہے تاکہ ہمارے دلون کا وہ جوش بجھانے جسے اگر ہم قبر مین لیکے جائ

Marfat.com

تو ہجوم شوق اور کثرت آرزو سے کسی پہلو پر قرار نہ پڑے اور ایک حال پر لیٹا نہ جائے ۔ جوانی اُس جوش اور اُمنگوں کا زمانہ ہے جن دنوں دل سے کبھی قسم کی جدت دکھائے اور بے کچھ کیے نہیں رہا جاتا ۔ ہائے جوانی کا جوش ایک ولولہ انگیز جنون پیدا کر دیتا ہے ۔ کہ جو دُھن دل میں آگئی ہے ایک بیتابی کا نمونہ دکھائے نہیں رہتی ۔ اگر حُسن عالم فریب کی طرف متوجہ ہو گئے تو اس بیقراری کے ساتھ کہ پیاری صورت والے تنگ آگئے اور حسینوں کو پیچھا چھُڑانا مشکل ہو گیا ۔ ایک وحشت پیدا کرنے والا جنون ہے کہ نہ پاس آبرو ہے نہ عزت کا خیال ہے ۔ کسی کا آنچل پکڑ لیا تو اب چھوڑتے ہی نہیں ۔ قابو لگے لپٹ گئے تو اس طرح بھینچ بھینچ کے پیار کر رہے ہیں کہ گویا زندگی بھر کا حوصلہ آج ہی نکالیں گے عالم رخصت کوئی ہزاروں قسمیں کھا کھا کے کل ہی آنے کا وعدہ کر رہا ہے مگر اپنے مختصر دو باتیں کہنے کے لیے بٹھا لیا تو آفتاب نکل آیا دھوپ چڑھتی جاتی ہے اور اُن باتوں کا سلسلہ کسی طرح موقوف ہوتے ہی کو نہیں آتا ۔ پھر اس بحر طویل میں نہ تو خیال ہے کہ کوئی بدنام ہوگا نہ اس بات کا لحاظ ہے کہ اب کوئی گورے گورے اور پیارے پیارے ہاتھ جوڑ جوڑ کے اور دلفریب اداؤں سے منتیں کر کر کے جانے کی اجازت رہا ہے ۔

یہ تو عشق کا جوش تھا لیکن حُسن کو اُس زمانے میں دیکھیے جب جوش اُس کی عالم فریبیوں کو اُبھارنے لگتا ہے تو طبیعت اور بھی بے اختیار ہو جاتی ہے ۔ جو چہرہ گورا ہی وہ ہمیشہ گورا رہتا ہے مگر اُمنگوں کا زمانہ اُس گورے پن کے نیچے جب رگوں میں دوڑتے ہوئے پُرجوش خون کا سرخ اَستر دیدیتا ہے تو کچھ ایسا ہلکا ہلکا گلابی رنگ پیدا ہو جاتا ہے کہ اُس کے آگے کم عمری کی اُجلی رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے اور زمانے کے زیادہ ہوا کھائے ہوئے سفید چہرے شوب کھائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۔ لب لعلیں ہمیشہ سرخی مائل رہتے ہیں مگر اُس جوش کے موسم میں اُن سے سرخی گویا ٹپکی پڑتی ہے ۔ ناز و انداز حسینوں کو بہت کم نچلا بیٹھنے دیتے ہیں مگر اس ظالم جوش شباب سے خدا بچائے کہ وہی بیقراری کی ادا بیتابی اور نیم بسملی کی صورت میں آشفتہ مزاج دیکھنے والوں میں دکھانے لگتا ہے ۔ الغرض جوش دنیا کے جذبات کو عجب دلبستگی کا جامہ پہنا کے ظاہر کر دیا کرتا ہے ۔

ضعیفی اور بڑھاپا اگرچہ تجربہ کاری اور پختہ مغزی کا سن خیال کیا جاتا ہے مگر علماء

فضلا اور اعلیٰ سے اعلیٰ فنون کے پیرو اُن دنون فقط اس کام کے ہوتے ہین کہ تیمنًا و تبرکًا شمار کیے جائین۔ اُنسے بھی اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اُسی زمانے مین جب زندگی کا پُرجوش حصہ اُنھین کسی معمولی حالت پر قرار نہین لینے دیتا۔ پُرجوش دل والون کی دنیا کبھی ایک حال پر نہین ٹھہر سکتی۔ زمانے کی گاڑی جو بہت تیز جا رہی ہے اگر غور سے دیکھیے تو ہمارے دلون کا جوش ہی اسے لیے جاتا ہے۔ وہ بخارات جنھین اطبا روح کہتے ہین اس گاڑی کے حق مین وہی ایک پُرزور اسٹیم کا کام دے رہے ہین۔ جوش والون کی صورتین دیکھیے تو ایک حیرت مین ڈالدینے والا عجیب و غریب سامان نظر پڑیگا۔ جو شخص ہوگا پورے جوش مین بھرا ہوگا۔ جو حالت ہوگی کامل زور پر ہوگی۔ عشاق ہین تو جنگلون کی ہوا کھا رہے ہین بیابانون کی ٹھوکرین کھاتے ہین اور پہاڑون سے سر ٹکراتے ہین۔ چلنے پر آئے تو دامن صحرا ناپ چھوڑا۔ بیٹھ گئے تو جنون انگیز اور ولولہ خیز نالہ کشی سے کلیجون مین ناسور ڈالدیا کیا بیچ مسکون کو ہلا ڈالا۔ ناہوش ہین تو محفل عشرت مین بیٹھے ناز آفرینیان کر رہے ہین چلبلاپن ہے کہ کسی حال پر ٹھہرنے ہی نہین دیتا۔ نگاہِ نازکی مستانہ روی للچائی نگاہ سے دیکھنے والون کو قدم قدم پر ٹھوکرین کھلوا رہی ہے۔ مشق نازنے آرزومندون کے دلون مین جوش جنون پیدا کر رہی ہے۔ مستانہ چال کی فتنہ انگیزی نظامِ عالم کو درہم برہم کیے دیتی ہے۔ فلسفیانہ مذاق کے پُرجوش علما اسی دھن مین ہین کہ جس طرح ہوسکے اگلی فلاسفی کو بگاڑ کے چھوڑین۔ کوئی ایسی بات ایجاد ہو جو خواب مین بھی کسی کے خیال مین نہ گذری ہو کوئی ایسا خیال پیدا کرین جو دوشیزگان باعصمت کے بندے کی طرح کورا اور اچھوتا ہو۔ اطبا اسی اُدھیڑبُن مین ہین کہ اپنی عقل آرائی سے فن طب مین کوئی نئی بات دکھائین علاج کا کوئی نیا قانون ایجاد کرین۔ فکر ہے کہ جس طرح بن پڑے ابن سینا کا نام مٹا کے دنیا سے جائین۔ باریک بین عقل اُس مقام سے کوئی نیا مسئلہ نکال لائے جہان تک ہوشیاران ہند کے جوہنون کی طرح کسی کی نظر بھی نہ پہونچی ہو۔ انجینیر اپنے کام مین کس سرگرمی سے مشغول ہین ریاضی کے اصول مین عقل لڑا لڑا کے غور کر رہے ہین کہ کوئی نئی کل ایجاد کرین۔ کسی ایسے کام مین سہولت پیدا ہو کہ دنیا کا کوئی شخص بے ہماری ایجاد کی مدد کے زندگی بسر نہ کر سکے شعرا نازکخیالی کے دریا مین اس طرح ہمت باندھ باندھ کے غوطے لگا رہے ہین کہ گویا وہ دُرِ شاہوار جسکی تمنا مین دنیا کا ہر شاعر نامراد گیا انھین کے ہاتھ لگیگا۔ میدان سخن مین اس تیز

سے فکر کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے پالا انھیں کے ہاتھ رہیگا ۔ انشا پرداز
اور ادیب اپنی عبارت کی خوبیان دکھانے کے لیے فکر سے وہی کام لے رہے ہیں جو سراپا
جانان کا خیال باندھتے وقت دلدادگان یار لیا کرتے ہیں ۔ الفاظ کی ترتیب میں اس
سے کم خوبیان نہین دکھا رہے ہیں جو کوئی چابکدست مشاطہ یار کی صورت میں دکھایا
کرتی ہے ۔ دُھن بندھی ہے کہ وہ معجز نمائی کی بندش ہو جو شکسپیر سے انگریزی میں حریری
سے عربی میں اور سعدی سے فارسی میں نہ بن پڑی ہو ۔ اسپیکر قومی جلسوں میں
اس جوش سے کھڑے تقریر کر رہے ہیں کہ دلون میں آگ لگائے دیتے ہیں ۔ تاریخون
سے کیسے کیسے واقعات نکال کے پیش کر رہے ہیں کہ سننے والون کے رونگٹے کھڑے
ہوئے جاتے ہیں ۔ اور پھر بھی اُنکے جوش کو تسلی نہیں ہوتی ۔ عقل کا جاسوس تمام
دنیا کی تاریخون کے ورق اُلٹے ڈالتا ہے کہ کوئی ایسا واقعہ چھانٹ کے نکالے جو آج
تک کسی کو نہ سوجھا ہو ۔ ایک بہادر سپاہی کس طرح جوش میں آ آکر میدان جنگ میں
جانبازی کر رہا ہے ۔ جان لڑائے دیتا ہے کہ یا تو معرکے میں وہ جرات دکھائے
جو کسی نے نہ دکھائی ہو یا اپنے خون کی نہر رگون کے عوض میدان جنگ کی زمین پر بہا دے
حضرات ! آپ نے دیکھا کہ جوش کیا سیرین دکھا رہا ہے اور پُرجوش دل والے
کن کن کام میں مصروف ہیں ؟ ہر چیز کچھ اُنھیں دونوں لطف پر ہوتی ہے جب اُس کے
جوش یا اُمنگ کا زمانہ ہوتا ہے ۔ باغ کو اُس موسم میں دیکھو جب جوش و سرور میں
بلبلون سے ہنسی نہین ضبط ہو سکتی ۔ جب درختون کی شادابی ۔ پتوں کا ہرا بھرا رنگ ۔
کلیوں کا چٹکنا ۔ پھولون کا کھلنا ۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے ۔ بوے گل کا سیر کرنیوالون
کے استقبال کے لیے دور دور تک نکلجانا ۔ نہرون کی روانی ۔ سبزے کا لہلہانا ۔ چڑیون
کا چہچہانا قومی باغ کے اُس موسم بہار کو یاد دلا دیتا ہے جب وہ شاداب تھا اور تر و تازہ
تھا ۔ صحن چمن کی جو حالت دکھائی گئی جسوقت اُسکا ظہور ہوتا ہے اُسوقت ایک عالم ہوتا
ہے کہ از خود رفتگان عشق کے جنون کو اور ترقی ہو جاتی ہے ۔ مگر اصل یون ہے کہ جوش
و اُمنگ یہ ظاہری نمونے دیکھکے جب وہ وقت یاد آ جاتا ہے جب ہماری رگون میں حمیت تھی اور
ہمارے قومی باغ میں دلچسپیون اور ترقیون کی چہل پہل تھی اور ہماری قومی زندگی کا شباب
تھا تو بے اختیار آنسو بھر آتے ہیں اور دل کچھ ایسی افسردگی کے ساتھ اس لفظ "جوش" کے

Marfat.com

بھلا دینے کی صلاح بتاتا ہے کہ حوصلے پست ہو جاتے ہین - افسوس اب کہین وہ اسپیکر بھی نہین ملتے جو ہمین ترقی کا جوش دلائین اور ہمارے دلون مین جوش پیدا کرین اگر ان دنون کے اسپیکرون مین سے کاش ہمین کوئی اسپیکر ہی ملجائے اور پر جوش الفاظ مین غیرت دلائے تو یقین ہے کہ ہمارے دلون کا جوش اس طرح اُبھر پڑے جس طرح فصل گل کا عالم دیکھ کر جنون آوارگان ہجران کے جوش مین ترقی ہوتی ہے - افسوس نہ کوئی یاد دلانیوالا ہی ہے نہ کوئی یاد کرنے والا - اے ہمارے پاک خدا! تو ہمارے قومی جوش مین برکت دے -

کامیابی

خدا جانے خواب تھا کہ خیال تھا مگر اتنا ضرور کہین گے کہ مزے کا عالم تھا غرض اسوقت طبیعت کو ذرا اطمینان سا حاصل ہو گیا - مکروہات زمانہ سے ایکدم بھر کو رہائی نصیب ہو گئی تھی - قاعدے کی بات ہے کہ جب انسان کو اپنے افکار سے نجات ملتی ہے تو اور طرف متوجہ ہوتا ہے لہذا اگر ہم بھی ایک شوق کی نظر سے ادھر اُدھر دیکھنے لگے تو کچھ قصور نہین ہوا - چارون طرف ایک میدان نظر آیا جو دامان تمنا کی طرح پھیلتا چلا گیا تھا - یہ میدان نہایت ہی دلفریب تھا - اور واقعی اُس مین کچھ اس قیامت کی دلبستگی تھی کہ دیر تک ہم اپنے تئین بھولے رہے - اور طرف تو خیر مگر سامنے نظر دور تک بڑھی اُس میدان کا دلچسپ سین طے کرکے ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچی - نگاہ کی رفتار زمانے بھر مین مشہور ہے اور کون نہین کہ سکتا کہ بڑی بڑی دشوار گذار منزلین سہولت کے ساتھ طے کر جاتی ہے - زیادہ طول دینے سے کیا فائدہ ؟ دامن کوہ تک پہونچنا تھا کہ ہماری نظر ایک جست مین اُسکی چوٹی پر تھی - یہ معمولی بات ہے کہ اکثر پہاڑون پر حیرت وقت بہت سی چٹانین اور مختلف قسم کے نشیب و فراز فراہم ہوا کرتے ہین مگر نگاہ کی رفتاران چیزون کو دھیان مین بھی نہین لاتی اور اس پیچیدہ اور سنگستانی راستے پر اُسی طرح دوڑتی ہوئی جاتی ہے جس طرح کسی سطح تختے پر - پہاڑ کی چوٹی بہت بلند معلوم ہوتی تھی اور انسان خیال کر سکتا تھا کہ شاید اس سے اونچا پہاڑ دنیا بھر مین نہ ہوگا پہاڑ کی چوٹی پر ایک تصویر تھی اور اُس مین دو وصف نہایت کمال کے ساتھ پائے جاتے تھے - ایک تو یہ کہ گو بہت دور تھی مگر اس قدر صاف نظر آتی تھی کہ کوئی نزدیک

کی چیز بھی کیا نظر آئیگی - اور دوسرا وصف اُسکی وضع کے اعتبار سے تھا - یعنی یہ کہ ہر شخص جو
اس تصویر کو دیکھتا تھا اپنے زعم مین سمجھتا تھا کہ اس تصویر سے جو دلچسپی مجھے ہے وہ کسی کو ہو نہیں سکتی
یہ تصویر نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی - اور بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اس سے زیادہ خوبصورت
چیز آج تک کبھی نظر سے نہین گذری - اور شاید یہی سبب تھا کہ جس نے ایک نظر دیکھ لیا
فریفتہ ہو گیا - اسی عام قاعدے کے موافق ہماری نظر بھی وہان گئی تو وہین کی ہو رہی -
اُس مقام سے ہٹنا دشوار ہو گیا - ابھی تک تو ہماری نظر ہی اُس راستے پر گئی تھی اب
خود ہماری رفتار کا مرکز بھی وہی تصویر ہو گئی - عجب ذوق وشوق اور جوش وخروش سے
اسی طرف کی سیدھ باندھ کے روانہ ہوے - چلتے وقت ادھر اُدھر پلٹ کے دیکھا تو
سب ہی اس سفر کی تیاریان کر رہے تھے - اپنے جوش کو ذرا اور بڑھایا اور تیزی سے قدم
اٹھا اُٹھا کے چلنے لگے کہ سب کے پہلے ہم ہی پہونچ جائین - بڑی مصیبتون سے ہانپتے ہوے
دامن کوہ تک پہونچے - بالکل تھک گئے تھے - اور گویا پاؤن کی طاقت نے جواب دیدیا
دم بھر کے لیے ٹھہر گئے کہ ستالین - ادھر اُدھر دیکھا تو اور لوگ جو ہمارے ساتھ
یہ سامان کر رہے تھے وہ بھی ہمارے برابر ہی یہان تک پہونچ گئے تھے - بڑی حیرت
تھی کہ بیکار ہی ہم دوڑتے آئے - خیال آیا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ ہم یہین بیٹھے ستایا کرین
اور لوگ آگے نکل جائین - فوراً اُٹھ کھڑے ہوے اور تھکے ہوے پاؤن سے کام لیا
دامن کوہ تک تو باسانی چلے آئے تھے مگر اب مصیبت کا سامنا ہوا - ابھی تھوڑی ہی چڑھائی
چڑھائی تھین اور تھوڑی ہی چٹانون کو طے کیا تھا کہ پہاڑ کے وسط مین ایک مسطح مسافت
نظر آئی - بظاہر تو اس مسافت کا طے کرنا آسان تھا مگر قدم اُٹھاتے ہی قیامت کا سامنا
ہو گیا - پہاڑ کا مسطح حصہ جہان تک نظر آتا تھا وہ سب ایک گہرا دلدل تھا - اگر اُسی وقت
سے کچھ تدبیر کرتے جب گھٹنون ہی تک دلدل مین دھنسنے کی نوبت آئی تھی تو شاید کوئی
اور راستہ ملجاتا - مگر ہمین کچھ ایسے جوش مین جا رہے تھے کہ دلدل کا خیال بھی نہ کیا اور
آگے قدم مارتے چلے گئے - آخر کمر کمر تک اور پھر گردن تک دلدل مین جا رہے - اور ایسے
پھنسے کہ بالکل بے بس ہو گئے - جب اس قابل نہ رہے کہ ذرا بھی آگے بڑھنے کا زور لگا سکین
تو قوت نے مایوس کر کے ساتھ چھوڑ دیا - آنکھون مین آنسو بھر آئے اور عجب حسرت کی نگاہ
سے اُس پیاری دلفریب تصویر کو دیکھا جو چوٹی پر نظر آ رہی تھی - یہ بالکل بیکسی کا وقت تھا

Marfat.com

اور ہرگز امید نہ ہو سکتی تھی کہ کوئی ہماری مدد کو آئیگا - ناگہان آسمان سے ایک فرشتہ اترتا نظر آیا - اُسنے آتے ہی کہا "تو یہان تک اپنی قوت سے آیا ہے تو اب مین تیری مدد کرون - مین اسی لیے ہون کہ انسان کی مدد کرون مگر اُسوقت جب وہ اپنی قوت سے پورا کام لے چکے - جو لوگ اپنے تئین خود ہی بیکار کر دیتے ہین اُن سے مجھے کچھ علاقہ نہین - لا اپنا ہاتھ بڑھا مین تیرا ہاتھ پکڑ کے تجھے اس مصیبت سے نجات دلا دون گا" پوچھا "اے فرشتۂ غیب تیرا نام کیا ہے"؟ جواب ملا "مجھے ہمت کہتے ہین - مین تیری ہی ہمت ہون مگر اُسوقت کام آتی ہون جب تو خود اپنے لیے کچھ کر لے" آخر اُس فرشتے نے ہاتھ پکڑ کے اس جانکاہ آفت سے نجات دلوائی اور دلدل کے میدان سے نکال کر اُس پار کھڑا کر دیا - اپنی کامیابی پر خوش ہو کے فخر کی نظر سے ادھر اُدھر دیکھا - اگرچہ وہ انبوہ نہین نظر آیا جو ابتدا سے ساتھ ہوا تھا مگر بعض اور بھی نظر آئے جو ہمت کی مدد سے یہان تک پہونچ گئے - بلکہ بعض ہم سے پہلے پہونچے تھے - جنھین ہم نے نہایت حسد کی نگاہ سے دیکھا اور لپکے کہ اُنسے آگے نکل جائین۔

ہمت بھی انھین لوگون کے کام آتی ہے جو آپ اپنی مدد کرتے ہین

الغرض آگے روانہ ہوے - اب ٹھوکرین کھاتے اور چٹانون سے جھپٹتے چڑھتے چلے جاتے تھے - ایک مقام پر دو راستے نظر آئے اور تردد ہوا کہ کس طرف چلین ایک راستہ تو بہت اونچا ہوتا چلا گیا تھا - اور اسی معمولی طریقے پر تدریجاً بلندی کو گیا تھا - ہمارے بہت سے ساتھی اُس بلند راستہ پر ہو لیے - مگر ہمین عقل سے معلوم ہوا کہ جس چوٹی تک ہم جانا چاہتے ہین یہ راستہ وہان نہین گیا ہے - اس خیال سے ہمنے اور چند اور لوگون نے دوسری راہ اختیار کی - جو لوگ بلندی کی راہ سے گئے تھے وہ جاتے جاتے ایک اور چوٹی پر پہونچے اور وہان جا کے دیکھا تو آگے اس قدر نشیب تھا کہ نیچے دیکھ کے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ وہ مقام اس قدر بلند تھا کہ ہم کیا ساری دنیا اُن لوگون کو دیکھ رہی تھی - شاید کوئی مقام نہ ہو گا جہان کے لوگ اُنھین نہ دیکھ رہے ہون - وہ نہایت حیران ہوے اور اپنی غلطی پر پچھتانے لگے ایک تردد کے عالم مین کھڑے سوچ ہی رہے تھے کہ ایک بد صورت اور مہیب شکل کا دیو خدا جانے کس طرف سے آگیا - پہلے تو وہ اُنھین دھمکاتا رہا اور چونکہ اُسی جانب آ کھڑا ہو گیا تھا جس طرف سے وہ لوگ آئے تھے اسلیے انھین پلٹنا بھی دشوار ہو گیا - بیچارے سہمے جاتے تھے اور قریب تھا کہ نیچے گر پڑین - مگر اُس دیو نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا تو اُسکے ہاتھ اُ

Marfat.com

سیاہی چھوٹ آئی اور وہی ہاتھ بڑھا کے ایک ایک کے منہ پر پھیرنا شروع کیا۔ جسکے منہ پر ہاتھ پھیرا کالا ہو گیا۔ اور سو دنیا بھر کے لوگ دیکھ دیکھ کے ہنسنے لگے۔ اسکے بعد اُس دیو نے گرج کر کہا "یہ قلعہ حرص کا ہے۔ جو لوگ اعتدال سے گذر کر حرص کی بلا میں پڑ جاتے ہیں انکی یہی سزا ہے۔ اور ابھی کیا ہے۔ سزا تو باقی ہے"۔ یہ کہکے اُسنے ایک ایک کو پکڑ پکڑ کے اور چارون طرف دکھا دکھا کے نیچے پھینکدیا۔ بظاہر اسباب وہ لوگ پاش پاش ہو گئے ہونگے مگر کسی کو بھی نہ معلوم ہوا کہ کہان گرے۔ کیونکہ جس طرف اُسنے پھینکا تھا ایسا نشیب کا مقام تھا اور اس قدر تاریکی تھی کہ کسی کو پتہ نہین معلوم ہوتا تھا اور شاید خود سے کوئی اُس مقام تک پہونچ بھی نہ سکتا ہو۔

جو لوگ حرص مین مبتلا ہین وہ بدنامی کے بعد گمنامی کے غار مین پھینکدیے جاتے ہین

ہم اور ہمارے ساتھی اطمینان کے ساتھ چلے جاتے تھے۔ جاتے جاتے سبھون نے پھر اُس تصویر کو نظر اُٹھا کے دیکھا۔ بہ نسبت سابق کے اب قریب تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم لوگ بہت پاس پہونچ گئے ہین۔ خوشی کے ساتھ دل مین شوق اور جوش نے ترقی کی۔ وہ کیسے خدا کو کچھ بھلائی منظور تھی کہ اس جوش کے اُبھرنے کے وقت ہم اپنی معمولی چال چلا کیے۔ مگر ہمارے ہمراہی تیزی سے بڑھے۔ صاف صاف کیون نہ کہین اپنی قوت بھر دوڑتے گئے۔ اور اس طرح کہ نظر تو اُس تصویر کی طرف تھی اور پاؤن سنگستانی زمین پر پڑ رہے تھے۔ یکایک ہماری راہ مین ہی ایک ایسا مقام پڑا جسکے آگے ایک بہت ہی نیچی گھاٹی تھی۔

جو تیز چلتا ہے وہ گر پڑتا ہے

وہ لوگ جو رو مین دوڑتے چلے جاتے تھے بلا دیکھے بھالے وہان تک پہونچ پہونچ کے گرنا شروع ہوے۔ ہم پیچھے سہولت سے آ رہے تھے۔ لہذا حیرت تھی کہ یہ لوگ وہان پہونچ پہونچ کے کیا ہو جاتے ہین۔ دل مین ڈرے اور سنبھل سنبھل کے چلنے لگے۔ جب وہان پہونچ کے دیکھا تو ہوش اُڑ گئے۔ ہمارے ساتھی نیچے چوٹ کھائے پڑے تھے اور دردناک آواز مین نالہ و فریاد کر رہے تھے۔ چند منٹ اُنکے حال پر افسوس کر کے اپنی فکر ہوئی کہ اب ہم کس طرف سے جائین۔ یہ مقام نہایت پُر خطر تھا۔ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ داہنے ہاتھ کی طرف ایک راستہ گیا ہے اور چکر کھا کے اُسی طرف گیا ہے جدھر ہم جانا چاہتے تھے۔

اُسی طرف مُڑے اور دل مین ٹھان لی کہ کسی طرح کوشش کر کے منزل مقصود تک پہونچ جانا چاہیے۔ جب یہ چکر نکل گیا راستہ بہت صاف معلوم ہوا۔ مگر ہم اُسی طرح سہولت

سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوے چلے جاتے تھے - کیونکہ بخوبی تجربہ ہوچکا تھا - الغرض مرتے کھپتے اور یہان تک بخوشی خاطر پہونچ جانے پر خوش ہوتے ہم اور ہمارے چند ہمراہی جا رہے تھے - یہان پہونچ کے ہم سبھون نے پلٹ کے دیکھا کہ دیکھین ہم کس قدر بلندی پر چڑھ آئے ہین - دنیا بہت نیچی معلوم ہوئی اور سب لوگ بدحواسی کے ساتھ ہماری طرف دوڑتے اور ٹھوکرین کھاتے نظر آئے - ہمنے اپنی خوش نصیبی پر خدا کا شکر کیا - مگر ہمارے ساتھیون کے دل مین کچھ ایسا غرور تھا کہ اُن لوگون کی طرف دیکھکے بہت ہنسے - اور جوش مین آکر کودنے لگے - یہ لوگ کچھ ایسی مستانہ روی سے کودتے اُچھلتے چلے کہ اتنی دور کے تھکے ہوے پانوٗن من من بھر کے ہوگئے - طاقت نے جواب دیدیا - اور بالکل چلنے کے کام کے نہ رہے - آخر تھک کے بیٹھ گئے اور اُس تصویر کو جو اب بہت ہی نزدیک تھی حسرت کے ساتھ دیکھنے لگے - یہ اپنے ہاتھون سے اپنے پانوٗن سہلاتے جاتے تھے - اور اُس میدان میں بیٹھے اپنی ناکامی پر افسوس کر رہے تھے - ہمنے ہمدردی کی راہ سے پاس جاکے چاہا

غرور کرنیوالے اپنی کوششون مین آپ تھک جاتے ہین

کہ اُن مین سے کسی کو اُٹھائین اور اپنے ساتھ لیجائین - مگر افسوس ہم اُنکی بالکل مدد نہ کرسکے - اُن مین اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ کسی کے سہارے سے چل سکین -

خلاصہ یہ کہ ہم نے سب کا ساتھ چھوڑا اور تن تنہا آگے روانہ ہوے - اب وہ مقام بالکل قریب ہی تھا - اور ہم تھوڑی سی محنت سے اُس تصویر تک پہونچ گئے - یہ تصویر ایک ایک نہایت ہی حسین و نازنین عورت کی تھی - سر پر سونے کا تاج تھا اور اُس تاج پر لکھا ہوا تھا "کامیابی"- تصویر کے برابر ایک دروازہ تھا - یہ دروازہ نہایت خوشنما بنا ہوا تھا - اور اُسکی عظمت اور شانداری سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکے اندر جو کچھ ہوگا خوب ہوگا -

چونکہ یہان تک پہونچتے پہونچتے ہم بہت تھک گئے تھے اور یہان پہونچکر استغنا سا ہوگیا تھا اسلیے اطمینان سے بیٹھ گئے - پہلے تو بیٹھے بیٹھے اُس تصویر کو دیکھا کیے جسکے دیکھنے سے کسی طرح سیری نہین ہوتی تھی - اُسکے بعد اپنی پشت کی طرف دیکھنا شروع کیا - یہ وہ مقام تھا جس سے زیادہ بلند کوئی مقام نہین - ساری دنیا ہمین اپنے سامنے نظر آرہی تھی - جب تک ہم اُس پہاڑ کے نیچے تھے اُسوقت تک دنیا نہایت بُری اور فکرمندی کی جگہ معلوم ہوتی تھی - دل مین کچھ ایسی فکرین سمائی ہوئی تھین کہ دنیا کی کوئی چیز بھلی

Marfat.com

نہیں معلوم ہوتی تھی۔ مگر اس بلندی پر چڑھ کے دیکھا تو دُنیا کا مجموعی سین نہایت ہی دلفریب معلوم ہوا۔ واقعی دنیا کا چہرہ نہایت خوبصورت ہے۔ قدرت نے اسے عجیب پیاری صورت دی ہے۔ ہم کیا کہین کہ اسوقت ہمارے سامنے کیا تھا؟ سمندر لہرین لے رہے تھے۔ پہاڑون کی چوٹیان آسمان سے باتین کر رہی تھین۔ دریا بہ رہے تھے۔ نہرین جاری تھین کہین دھوپ تھی۔ کہین سایہ تھا۔ اور کہین پانی برس رہا تھا۔ ہوائین چل رہی تھین۔ طیور زمین کے پیارے چہرے پر ادھر اُدھر قربان ہوتے پھرتے تھے۔ سڑکین کوسون تک چلی گئی تھین۔ کہین آبادی تھی اور کہین ویرانہ تھا۔ کسی جگہ گھنے جنگل سطح زمین کو چھپائے ہوے تھے۔ اور کسی مقام پر ہزارون کوس تک صحرا و بیابان پُرشوق عاشقون کی طرح دامن آرزو پھیلائے تھے۔ عالیشان عمارتین کہین دنیا کی قدامت کو یاد دلاتی تھین اور کہین نئی جدتون کا نمونہ دکھاتی تھین۔ جا بجا باغات تھے۔ اونچے اونچے درخت جھوم رہے تھے اور چھوٹے چھوٹے پودے اُمنگون پر آئے ہوے پری رخون کی طرح اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ پھولون کے تختون پر مختلف رنگون نے عجب بہار کا سمان پیدا کر رکھا تھا۔ ہرے ہرے کھیت اور سبزہ زار لہلہا رہے تھے۔

اس سین کے ساتھ دنیا کے لوگون کو دیکھا تو نسل انسانی عموماً اُسی تصویر کی طرف متوجہ معلوم ہوئی جسکا شوق ہمین اس مقام پر کھینچ لایا تھا۔ ہر پیشے اور ہر فرقے۔ ہر قوم و ہر مذہب۔ ہر ملک اور ہر جزیرے کے لوگ ہمین اپنی ہی طرف آتے دکھائی دیتے تھے۔ عرب کے قافلے۔ افریقہ کے اونٹون کی قطارین۔ فرانس کے تاجر۔ امریکہ کے طباع۔ انگلستان کے انجنیر۔ روس کی فوجین۔ ٹرکی کے بہادر۔ چین کے صناع۔ ایران کے فصحا۔ ہندوستان کے مفلس۔ سلطنتون کی فوجین۔ ملکون کی رعایا۔ مذہبون کے مقتدا۔ سب اسی طرف چلے آتے تھے۔ سمندر کی کشتیان۔ خشکی کی گاڑیان۔ بڑے بڑے جہاز۔ لمبی لمبی ریلوے ٹرینین جسے دیکھا اُسے اپنی ہی طرف آتے پایا۔ قسم قسم کے اوزار۔ وضع وضع کے اسلحے۔ طرح طرح کی کتابین اُن لوگون کے ہاتھ مین تھین جو ایک جوش و خروش کے ساتھ ادھر کھچے چلے آتے تھے۔

ان لوگون کو آتے دیکھ کر دل مین خیال آیا کہ کہین ایسا نہ ہو ہم یہ تماشا دیکھا کرین اور وہ لوگ پہونچ کے دروازے کے اندر کی سیر کر آئین۔ اُٹھے اور دروازے کے قریب گئے

Marfat.com

دروازہ بند تھا - اور محراب مین کچھ لکھا نظر آیا - پڑھا تو یہ عبارت کندہ تھی جسے دائمی زندگی اور سچی خوشی پسند ہو اُسکے لیے یہ باغ اور محل ہے - مگر اسکے اندر وہی داخل ہو سکتا ہے جسنے اولوالعزمی کی منزل طے کی ہو - اور اُس ملکہ کی تصویر تک پہونچ گیا ہو جو کامیابی کا تاج پہنے بیٹھی ہے۔

اتنے مین چند اور شخص آ گئے - یہ بالکل یوروپین وضع کے تھے - انگریزی ٹوپیان سر پر تھین - اور کوٹ پتلون زیب بدن تھا - ان لوگون نے آتے ہی دروازے پر دستک دی - ایک نورانی صورت کا فرشتہ اندر سے نکلا - اور نہایت تپاک سے ہاتھ ملا کر اندر لیے چلا گیا - ہم نے دل مین کہا خوب ترکیب معلوم ہو گئی - بڑھ کے ہمنے بھی دستک دی - وہی فرشتہ نکلا اور ہماری صورت دیکھنے لگا - ہمین نہایت حیرت ہوئی کہ تپاک سے ملنے کی جگہ وہ صرف ہماری صورت دیکھ رہا تھا - جب اُس سے کوئی حرکت نہ محسوس ہوئی تو ارادہ کیا کہ خود ہی بے تکلف دروازے کے اندر چلے جائین - ہمارا قدم بڑھانا تھا کہ اُسنے لپک کے ہاتھ پکڑ لیا - اور کہا "ہوش مین ہو کہ نہین ؟"

ہم - "ہوش مین نہ ہوتے تو یہان تک کیونکر آتے ؟"

فرشتہ - "خواب مین آنے کا اعتبار نہین - صرف تم کو یہ راستہ دکھا دیا گیا ہے کہ اپنے ہم ملکوں کو لے آؤ - ورنہ ابھی تم یہان کے مجاز نہین"

ہم (جھلا کر) "سوتے آپ ہونگے - ہم تو اچھے خاصے جاگ رہے ہین"

کہنا تھا کہ اُسنے ہمارے دونون ہاتھ پکڑ کے اس زور سے ہلائے کہ بے تحاشا آنکھ کھل گئی - آنکھین ملتے اُٹھ بیٹھے - دیکھا تو اُسی مقام پر تھے جہان سے چلے تھے اور اتنی محنت کر کے پہونچے تھے - افسوس !

اندھیری رات کا خواب

بزم جانان والون کو کیا معلوم کہ ہجران نصیبون پر آج کیا گذر گئی - اور یاران ہمدم کی صحبتون سے لطف اُٹھانیوالے کیا جانین کہ بیچارے غربت زدہ کس حال مین ہین - جلوان یار تو وہ سمان دیکھ رہے ہین جو غریب ہجران نصیبون کو کبھی چاندنی رات مین نہ نصیب ہوا - کوئی ماہوش پہلو مین ہے - اور آرزوئین دست بستہ سامنے کھڑی ہین

Marfat.com

ایک پیارا چہرہ نہین چاند کا ٹکڑا نظر کے سامنے ہے۔ جسکی شعاعین دل کی اُس تاریک منزل کو روشن کیے دیتی ہین جہان معمولاً ارمان بھٹکتے پھرتے ہین۔ وہ تاریک مقام جہان ہجوم شوق سے کسی آرزو کا پتہ نہ لگتا تھا وہان بھی ایسی روشنی ہے کہ بن بن کے آرزوون کو نکالتے ہین اور پورا کرتے ہین۔ دستِ شوق فرقت زدون کے ہاتھون کی طرح گریبان سے دامن کی طرف اور دامن سے گریبان کی طرف بہک نہین جاتا بلکہ جب پڑتا ہے موقع ہی سے پڑتا ہے۔ کمرہ اس طرح جگمگا رہا ہے کہ روشنی کی زیادتی اُس حسرت نصیب تاریکی سے لی جاتی ہے جہان آوارہ گرد بھٹکتے پھرتے ہین۔ یعنی آنکھون مین خیرگی آئی جاتی ہے۔ پھر اس منزل عیش مین انھین بھلا کب یاد آتا ہوگا کہ آج کی کالی رات دشت وحشت والون پر کیا قیامت ڈھا رہی ہے۔ اگرچہ اُنکی مصیبت یاد کر کے تمام عیش نشیمنون پر ایک حسرت چھا جاتی ہوگی مگر نہین انکو یاد کر لینا چاہیے۔ عشرت کی گھڑی مین غم کا یاد کر لینا سرور کے نشے کو حد سے گذرنے نہین دیتا ہے۔

بزم جانان والون کی مقصدوری کا سمان تو دیکھ لیا اب ذرا اُن خوش قسمتون کو بھی دیکھیے جو یارانِ وطن مین بیٹھے ہین۔ چونکہ نئی تہذیب کا زمانہ ہے لہذا دو لیمپ روشن ہین جسکی روشنی اپنی تیزی کی وجہ سے کمرے مین سما نہین سکتی۔ ایک نظر فریب نورانیت کر کھلے ہوے در و دروازون پر اُنکی شعاعین دیکھ کر نیچے گذرنیوالے بھی دم بھر کے لیے ٹھہر کے لطف اُٹھا لیتے ہین۔ سفید دیوارون پر روشنی کی شعاعون نے ایک ایسا سنہرا پانی پھیر دیا ہے کہ کسی کے نازک بدن کی کُندنی رنگت اور کسی کے رخسار آتشین بے تکلف یاد آ جاتے ہین۔ ظریف طبع نوجوانون کی بذلہ سنجیون پر قہقہے اُڑ رہے ہین اور خوش مذاق احباب وطن کے لطیفے ہماری اُس مادری زبان کی خوبیان ظاہر کر رہے ہین جسکے مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ زندگی اس بےفکری مین گذر رہی ہے کہ قومی ادبار بھی بھولا ہوا ہے۔ قہقہون کی آوازون نے کمرے کی فضا کو اس قدر بھر لیا ہے کہ یہان تک اُس نالۂ فریاد کی حسرت خیز صدا بھی نہین آتی جو دیوار ہی کے نیچے کسی مبتلاے الم کی آہ شربار کے ساتھ بلند ہوتی ہے۔ روشنی کی اُجلی کرنین ذہن کے اُس خزانے کو منور کیے ہوے ہین جہان سے علمی درجے کے نازک خیال دلفریب لطیفون کو ڈھونڈھ کے نکال لاتے ہین۔ انھین بھی نہین معلوم کہ رات کیسی کالی اور کس درجہ مہیب ہے۔ یہ بھی غم کی گھڑی کو بھولے بیٹھے ہین۔

خبر بھی نہین کہ کوئی کس حال مین ہوگا - ہاے کسی کو بھی اُس حرمان نصیب کا خیال نہین جو یاس و حسرت کے لہجے مین بلاخیز منزل مین کھڑا نالہ کشی کر رہا ہے -

بلاکشان فرقت - آج تمھین یقین آیا ہوگا کہ غم کا کوئی ساتھی نہین - اس اندھیرے مین تم کیسے تنہا بیٹھے ہو؟ کوئی بھی ہے ؟ تمھارے خیالات بھی تو ڈر کے مارے تمھاری آنکھون کے سامنے سے بھاگ کر دل مین جا چھپے ہین - سنا ہے کہ امیدین تک سہمی جا[تی] ہین اور آرزوؤن کو بھی نکلتے ڈر معلوم ہوتا ہے - جس خورشید کی تمنا ہے وہ یاد بھی آتا ہوگا تو اس طرح کہ سامنے آیا اور آتے ہی خوف سے کانپنے لگا اور غائب ہوگیا - یہ ادا تمھین تازہ صدمہ دیجاتی ہوگی - کسی کو ڈرتے دیکھ کر دل مسوس کے رہ جاتے ہونگے غنیمت سمجھو کہ اس تاریکی مین ایک ہم سا حسرت پسند تمھین ڈھونڈھنے نکلا ہے - اندھیرے مین کچھ سوجھتا ہی نہین - کدھر ہو؟ کچھ منہ سے بولو تو معلوم ہو - آؤ ہم تم دونون بیٹھ[کے] یہ آفت نصیبی کا سامان دیکھین -

یہ سین جو تمھین اس آفت خیز مقام مین نظر آ رہا ہے عجب بیتاب کر دینے والا سین ہم تو اس سین کا نقشہ کھینچکے زمانے بھر کو دکھا دیتے اور اس خوبی سے کہ جسکی نظر پڑ[جا]تا تڑپ جاتا - مگر جب کوئی چیز نظر ہی نہین آتی تو کیا خاک کوشش کرین - یہان تو حسر[ت] اور مایوسیون پر بھی غم کی ایسی سیاہ چادر ڈالدیگئی ہے کہ کوئی سامانِ الم بھی نہین دکھا[ئی] مگر خیر - آؤ خیال سے مدد لیکے دیکھین کہ اسوقت کیا ہو رہا ہوگا - اور یہ تاریکی دنیا پر کیا ڈال رہی ہوگی - نظر نہین کام کرتی تو کیا ہوا ہم یون بھی بہت سی ایسی باتین بتا[ئین] ہین جو اس کالی ظالم رات کی تصویر کھینچ دینگی - وصلت نصیبون کے خیالات کسی دست درازیون سے گھبرا جانیوالے لبے بالون مین اُلجھے ہوے ہین - یارانِ وطن کے[دل] اُن باتون کی تلاش مین ہین جنھین وہ تاریکیون کی مدد سے نورانی سینون مین ڈھ[ونڈ] رہے ہین - بعض بلاکشانِ غربت اور چند جنون آوارگانِ فرقت کے خیالون کے سا[تھ] ہمارا خیال اس اندھیری رات کی طرف متوجہ ہوا ہے جو غریبون پر ستم ڈھا رہے ہیں[؟] رات زیادہ آچکی ہے - دنیا والون پر زیادہ غفلت طاری ہوئی تو آسمان نے اپنا پاسبانی کا کام اور ہوشیاری سے انجام دینا شروع کیا - ایسلیے کہ تارون نے آنکھین زیادہ کھولدی ہین - یا یون کہیے کہ جس طرح و فورِ غم سے داغِ جگر زیادہ اُبھ[رتے]

Marfat.com

میں اُسی طرح تاریکی زیادہ پھیلی تو تارے اور چمک اُٹھے۔ صحرا ہے اس سبب سے پرندوں کی بھی آواز نہیں آتی۔ جوشِ جنون کے ساتھی اور دشتِ وحشت کے رفیق وحشیانِ صحرا کی بھیانک آوازیں آدھی رات کی ہوا میں گونج رہی ہیں۔ سنّاٹے کی آواز جس نے ایک سنسناہٹ پیدا کر دی ہے اُس میں کچھ ایسی بیخودی کی تاثیر بھری ہوئی ہے کہ بیقراری کے عالم میں بھی بے اختیار جی چاہتا ہے آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیے۔ کسی کسی وقت ہوا چلنے لگتی ہے اور درختوں کے پتے کھڑکھڑانے لگتے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد پھر سنّاٹا ہو جاتا ہے اور وہی ایک حسرت ناک سکوت کا عالم تاریکی کے آثار کو اُبھار اُبھار کے ظاہر کرنے لگتا ہے۔ گھڑی گھڑی نظر گھبرا کے آسمان کی طرف جاتی ہے کہ شاید وہاں کوئی تارا ہی نظر آ جائے مگر افسوس اب وہاں بھی ناکامی ہونے لگی۔ کیونکہ ابر گھِر آیا ہے۔ مایوسی کے ساتھ نگاہ پلٹی تو اور غضب ہو گیا۔ اب تاریکی کچھ پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا درختوں کے بعض چکنے پتوں پر کسی کسی تارے کی شعاع پڑ جاتی تھی اور اِس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اُسکی مٹی مٹی روشنی دیکھ کر گھبرائے ہوئے دل کو ذرا تسلی بھی ہو جاتی تھی۔ ہائے اب وہ بھی نہیں۔ بادل گرجنا شروع ہوا اور نہ نظر آنیوالی فضا میں مہیب آواز گونجنے لگی۔ وحشیانِ صحرا خدا جانے کس کونے میں دبک رہے کہ اب اُنکی آواز بند ہے۔ آسمان کے مست خرام بادل ہاتھیوں کی طرح جھومتے ہوئے نکلے تو سب افسردہ ہو کر بھاگ گئے۔ مگر سلے اور رکابِ غربت تم میں سے جو کوئی بیابان بھٹکا ہو وہ اور ہم اس تاریکی میں کہاں جا سکتے ہیں۔ ہمارے لیے کوئی مفر نہیں۔ کہیں پناہ نہیں۔ برسنے لگا تو کیا ہوگا؟ اتنے میں بجلی چمکی اور ہوا زور و شور سے چلنے لگی۔ درختوں کے پتے زور زور سے کھڑکھڑانے لگے۔ اور ایک قیامت خیز طوفان نے جنگلی درختوں کے اُس سلسلے کو جو سامنے آپس میں ملا ہوا آسمان کے رنگ سے کچھ کچھ جدا معلوم ہوتا تھا درہم برہم کرنا شروع کیا۔ وہ سیاہی جو درختوں کی وجہ سے سلسلہ وار آسمان کے کنارے کنارے دور تک چلی گئی تھی اُس میں ایک نشیب و فراز کی کیفیت نظر آنے لگی۔ جس وقت بجلی چمک جاتی ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح پتے زور زور سے ہل رہے ہیں۔ اور کتنے پتے ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گر پڑے ہیں۔

ہائے! اس صحرا میں کہاں جائیں؟ جس طرف نظر اٹھاتے ہیں مایوسی ہی مایوسی

Marfat.com

نظر آتی ہے۔ اتنے مین ایک طرف دُور پر کچھ روشنی معلوم ہوئی۔ یہ روشنی کبھی تو بالکل دب جاتی تھی اور کبھی اُبھر پڑتی تھی۔ ایسے نازک وقت مین یہ روشنی نہایت غنیمت معلوم ہوئی اُٹھ کے اُسی طرف روانہ ہوے کہ اگر پناہ نہ ملی تو کوئی ہمدرد ضرور ملجائیگا۔ گرتے پڑتے چلے۔ کئی بار ایسے گرے کہ زخمی ہوگئے۔ سیکڑون جگہ ٹھوکرین کھائین۔ دامن پیچ پیچ کے خار دار جھاڑیون ہی مین رہ گئے۔ غرض ہزار خرابی اُس مقام تک گذر ہوا جہان وہ روشنی ہو رہی تھی۔ کسی ٹوٹے ہوے شکستہ حال مکان مین ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ ہوا کے ہر جھونکے پر یقین ہو جاتا تھا کہ ابھی ضرور گُل ہو جائیگا۔ مگر قسمت جسے ابھی باد مخالف کے زور سے بہت سے جھونکون کی مصیبت دکھانا منظور تھی آڑے آجاتی تھی اور نہین گل ہونے دیتی تھی۔ اس مکان کے دروازے پر کوئی بوڑھا بیکسی کی صورت بنائے سر پکڑے بیٹھا تھا۔ اب پانی بھی زور سے پڑنے لگا۔ لپک کے اُس پرانی عمارت کے نیچے پہونچے بوڑھا شاید اسوقت ایک لمبی سانس کھینچ رہا تھا کہ پاؤن کی چاپ معلوم ہوئی اور چونک پڑا۔ ہنوز سینے کی ٹھنڈی سانس پوری آہ کو تمام بھی نہ کرچکی تھی کہ بوڑھا ہماری طرف متوجہ ہوگیا۔ پوچھا "آپ اسی مکان مین رہتے ہین؟ جواب ملا "ہان" پوچھا "آپ نے یہ ویرانہ کیون اختیار کیا ہے؟" کہا "قسمت" پوچھا "اسم شریف" آواز آئی "ہاے یہ نہ پوچھیے"۔ پوچھا "کیون؟" کہنے لگا "آپ کو رنج ہوگا" اس سوال و جواب سے ہمدردی کے جوش کے ساتھ اُس بوڑھے کی طرف سے دل مین ایک اُنس بھی پیدا ہوگیا۔ کچھ تو بھیگنے کی تکلیف کچھ حیرت غرض پاس جا کے دیکھنے لگے۔ بوڑھا پھوٹ پھوٹ کے رو رہا تھا۔ اور کانپتے ہوے ہاتھون سے آنسو پونچھتا جاتا تھا۔ آخر رونی آواز سے ہچکیان روک روک کے پوچھنے لگا "آپ کون ہین؟"

ہم نے کہا "ایک غریب و بیکس مسلمان ہین۔ دور سے روشنی دیکھ کر اس امید پر چلے آئے کہ آپ کے ہان پناہ ملجائیگی"۔ یہ جواب سُنکے بوڑھا اور بھی بیتاب ہوگیا اور ڈاڑھین مار مار کے رونے لگا۔

اُسکی حالت دیکھ کر ہمین اپنی مصیبت بھی بھول گئی۔ آخر نہ رہا گیا۔ پوچھا فرمایئے تو۔ آپ کون بزرگ ہین؟" بولا "مین وہ فرشتۂ غیب ہون جو مسلمانون کی مدد کو بھیجا گیا تھا"۔ نہایت حیرت و افسوس سے پوچھا "اسد اکبر۔ اسد رجنا توان

Marfat.com

کہنے لگا "کس مپرسی کی وجہ سے میری یہ نوبت ہے۔ ورنہ مین ابھی اچھا ہوتا۔ فکرون نے مجھے بالکل توڑ دیا۔" پوچھا "یہ چراغ کیا ہے؟" کہا "اسلام کا اقبال"۔ ایک آہ کے ساتھ میری زبان سے نکل گیا "افسوس یہ تو گل ہی ہوا چاہتا ہے۔ اور یہ مکان کونسا ہے؟" جواب دیا "اسے دارالسلام کہتے ہین"۔ مین نے کہا "تو مجھے یہان ضرور پناہ ملجائیگی" بوڑھا کہنے لگا "یہ تو وہ مکان ہے کہ جو اس مین داخل ہوا اُسے پناہ مل گئی۔ اسی کی شان مین ہے۔ مَن دخلہٗ کانَ آمناً۔ مگر اب مجھے خوف ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ اُن لوگون کو لیکر بیٹھ جائے جو اسکے نیچے پناہ ڈھونڈھنے آئے ہین"۔

الغرض مین جھپٹ کر اُس مکان کے نیچے ہو رہا۔ اب طوفان زور پکڑ گیا۔ آندھی کے جھونکے تھپیڑے دینے لگے۔ اور پانی اس تیزی سے برسنے لگا کہ خدا کی پناہ۔ مکان کی پُرانی چھت جابجا سے ٹپکنے لگی۔ اور ساعت بساعت یقین آتا جاتا تھا کہ مکان گرا چاہتا ہے۔ آخر یہان تک دہشت طاری ہوئی کہ مین چلاتے چلاتے غش کھا کر گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھُلی تو نہ وہ مکان تھا اور نہ وہ بوڑھا تھا۔ معلوم ہوا کہ خواب مین یہ عالم نظر پڑا تھا۔

دمِ واپسین

ہر شے کا پچھلا حصہ ایک دردناک اثر رکھتا ہے۔ حسرت پسند دل یہودی قوم کی طرح ہر مقام پر دو آنسو بہا لینے کا موقع ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہر چیز کی آخری حالت پر نظر ڈالین۔ بہت کچھ سامان غم نظر آ جائیگا۔ نئے دولتمند اُن دلخراش کیفیتون کو نہیں دیکھ سکتے جنھین ہماری آنکھین دیکھ رہی ہین۔ اگر اُنھین یہ سیر منظور ہو تو اُن لوگون کی آنکھون سے دیکھین جن کی طرف سے زمانے نے منہ پھیر لیا ہے۔ اور دولت جنکا ساتھ ابھی حال مین چھوڑ چکی ہے یا چھوڑتی جاتی ہے۔ دولتمندون نے اگر سیر بھی کی ہے تو اُن شکستہ اور قدیم عمارتون کی جن کے نیچے کوئی آباد نہین۔ اگر وہ اُن ٹوٹے پھوٹے محلون کی کیفیت دیکھتے جن کی گرتی ہوئی دیوارون کی آڑ مین اور جن کی ٹپکتی ہوئی بوسیدہ چھتون کے نیچے اگلے خاندانون کی تباہ حال نسل ایک بیکسی اور شکستہ حالی کے ساتھ آباد ہے تو وہ حسرتناک سمان دیکھنے مین آئے جسے ہم بیان کر رہے ہین۔ وہا

Marfat.com

جو چیز ہوگی فنا تے کا نشان دے رہی ہوگی۔ اور جو شے نظر آئیگی زبانِ حال سے صاف صاف کہہ رہی ہوگی کہ "مین پچھلی ہون"۔ شروع ہی سے چلو۔ دیوارین گویا چپکے چپکے کان مین کہہ رہی ہونگی "ان غریبون سے نہ کہنا ورنہ انکا دل ٹوٹ جائیگا۔ ہم آج ہی کے اور یہان ہین"۔ چھت بتا رہی ہوگی کہ "نیچے سے ہٹ جاؤ۔ مین آیا ہی چاہتی ہون۔ کہین ایسا نہ ہو کہ کچل جاؤ"۔ زمین ظاہر کر رہی ہوگی کہ "میری سطح صورت جی بھر کے دیکھ لو۔ پھر آؤگے تو یہان گری ہوئی عمارت کا ایک تودہ ہوگا۔ مجھے نہ دیکھوگے"۔ یہ تو خیر قدیم تھیٹر کا ایک اسٹیج تھا۔ جسپر اگلی دنیا نے عجب عجب دلفریب تماشے دکھائے ہون گے۔ اب اُسکے ایکٹرون کی صورت دیکھو۔ جو لوگ غم و اندوہ کی وضع بنائے اور صبر کی سل چھاتی پر رکھے اس محل مین ہین وہ خود تو کچھ نہین کہتے مگر اُنکی ہر ہر شے اور ہر ہر وضع صاف کہہ رہی ہے کہ "یہ تو خیر کسی کی یادگار ہین مگر انکی یادگار کوئی نہ ہوگا"۔ انکے جسم کے پھٹے کپڑے بتا رہے ہین کہ "آج تو ہمین بھی دیکھتے ہو۔ کل یہ بالکل برہنہ ہونگے"۔ انکے ہاتھ مین اگر کوئی پیسہ ہوگا تو وہ بھی یہ کہہ رہا ہوگا کہ "میرے بعد یہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہونگے۔ پھر ایسا ٹکا نہ نصیب ہوگا"۔ گرستی کی ہر چیز اُن لوگون کی نگاہ بچا بچا کے اشارہ کر رہی ہوگی کہ "ہمارے دیکھنے کا ارمان ہو تو دل کھول کے دیکھ لو۔ پھر نہ پاؤگے"۔ غرض کوئی چیز ایسی نہ ملیگی جو اتنی امید دلاتی ہو کہ "مین کل بھی ہونگی"۔ غم کے پسند کرنیوالون نے کبھی کبھی ایسے سین دیکھ پائے ہین جن کو زندگی بھر یاد کر کر کے رویا کرتے ہین۔ افسوس یہ منظر آسودہ حالون کی نظر سے نہین گذرے کہ کاش اور نہین تو عبرت ہی پکڑتے۔

اگر تامل کر کے دیکھو تو دنیا بھر مین حسرت اُسی مقام پر نظر آئیگی جہان کسی چیز کا خاتمہ ہو۔ بزم ماتم والے کیون سینہ کوبی مین دل و جان سے مصروف ہین؟ اور بزم عزا والے کیون ایک سناٹے مین بیٹھے ہین؟ صرف اسلیے کہ کسی کو حسرت کے ساتھ چارون طرف دیکھ کر دم توڑتے دیکھ یا سُن چکے ہین۔ یہ کسی کو یاد کرتے ہین کہ "ہائے نامراد گیا!" عالم ہو جاہل۔ خوبصورت ہو یا بدصورت۔ جوان ہو یا بوڑھا۔ کوئی ہو جب اس بات کا یقین دل کو ہونے لگتا ہے کہ اب نہ ملین گے۔ تو کسی مین اتنی تاب نہین بنی کہ منضبط کیے بیٹھا رہے۔ جب کوئی بستر مرگ پر پڑے پڑے تیمارداروں سے رُک رُک کے یہ کہنے لگتا ہے کہ "ہمارا کہا سنا معاف کرنا" پھر کس مین اتنی جرأت باقی رہتی ہے کہ آنسو نہ نکلنے دے۔ بڑے بڑے

Marfat.com

سورما بہادر اور جان باز ون کو بھی کبھی اس موقع پر پایا ہے تو بچون کی طرح روتے ہی پایا ہو؟ کون ہے جسکو یہین بے بس نہین کر دیتا؟ اور کس کو دیکھا ہے کہ ایسی حالتون مین بھی صابر و شاکر پایا ہو؟

یہ تو دائمی مفارقت تھی - دور و دراز کے سفر مین کسی جگہ دو- دو زیادہ رہ جانے کا اتفاق ہوا ہو تو وہان کے دوستون سے رخصت ہوتے وقت چونکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اب مشکلون مین ملاقات ہوگی- دل قابو مین نہین رہتا - دل کو سمجھا سمجھا کے ضبط کرتے ہین کہ دوستون سے ہنسی خوشی رخصت ہولین مگر نہین بن پڑتا - آنسو نکل ہی آتے ہین گھر سے نکلتے وقت چونکہ مدت کے سفر کا پروگرام پیش نظر ہوجاتا ہے اسلیے وہ وقت بھی زندگی کے آخری حصے کا ایک شائبہ دکھا جاتا ہے - اور یہی وجہ ہے کہ اُسوقت بی بی کی غمناک صورت نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہین اور نہین دیکھ چکتے - بچون کو گود مین اُٹھا اُٹھا کے پیار کرتے ہین مگر دل نہین بھرتا -

کچھ اسی پر منحصر نہین کہ دم واپسین کا سمان اُسی مقام پر نظر آئے جہان کوئی دم توڑ رہا ہو- اور زندگی کے ساتھ دنیا اور دنیا والون سے بھی رخصت ہوتا ہو- بلکہ زندگی کے انقلابات بہت موقعون پر یہ حسرتناک تماشا دکھا دیتے ہین - جب بچپن کا زمانہ اور بےفکریون کا سین رخصت ہونے لگا تھا اُسوقت اگرچہ ہمین پورا ہوش نہ تھا مگر پھر بھی کوئی ایسی کیفیت ضرور دیکھی تھی کہ جوانی بھر افسوس کے ساتھ یاد کرتے رہے اور رہ رہ کے بچپن کی بےفکریان عجب عجب طرح سے ظاہر ہوتی رہین اور کبھی خیال بھی نہ کیا- وہ بھولی باتین - وہ کود پھاند کا شوق- وہ دن دن بھر کھیل مین مصروف رہنا - ماں باپ کے سوا دوسری کو اپنا امیدگاہ نہ سمجھنا - بی شادی کے سوا دوسری سے نہ ڈرنا - یہ سب ایسی باتین تھین کہ کبھی انکی طرف غور نہ کیا - اور غور کیا تو کب؟ جب یہ ساتھ چھوڑ چکین- فکرون کے میدان مین جس وقت ہمنے اُداس ہوکر قدم رکھا اور جھجکتے جھجکتے اُسکی سرحد مین داخل ہوے واقعی وہ ایک پُرحسرت وقت تھا - اس مین کوئی شک نہین کہ بچپن کے زمانے کا دم واپسین تھا - اسکے بعد جوانی نے اگرچہ انکا رکا بار سر پر لاد دیا - مگر ہاتھ پانؤن مین قوت بھی تھی کہ اُٹھانے بلکہ کچھ نہ سمجھنے کی دیدی تھی - آرزوئین دل مین پیدا ہوتی تھین - بلکہ حوصلہ کچھ ایسا بڑھا ہوا تھا کہ خود جان جان سے آرزوئین پیدا کرتے گئے - ہاے عجب زمانہ تھا- کچھ ایسا

عالم تھا کہ مرنے کے بعد بھی یاد رہیگا - اور ممکن نہین کہ قیامت تک بھولے - جوانی کی امنگین دل کے ولولے - حوصلون کا بڑھنا - امیدون کا بر آنا اور پھر بھی رہ جانا - عشق کا پرپیچ کوچے مین سرگردان رکھنا اور نہ تھکنا - وہ عالی حوصلگی - وہ بلند پروازی - بھلا یہ بھولنے کی چیزین تھین ؟ تم ہی انصاف کرو کہ جس وقت ان سب چیزون کا ساتھ چھوٹا ہوگا کیا گذری ہوگی ؟ بس ایسی گذری کہ روتے ہین اور کبھی نہین روچکتے - کیوں ؟ اسلیے کہ یہ سب چیزین جس وقت رخصت ہوئیں اُس وقت کو آنکھون سے دیکھ لیاہے - اور وہ وقت جوانی کا دمِ واپسین تھا - اسکے بعد وہ سن شروع ہوا جس مین گویا خوشی ہمارے لیے تھی ہی نہین - ایک طبعی سکوت تھا کہ جب کسی سے بات بھی کرنے لگتے تھے تو جی یہی چاہتا تھا کہ چُپ ہو رہین - ہر وقت ایک مایوسی چھائی رہتی تھی - اور یقین ہوتا جاتا تھا کہ جو جو آرزوئین دل مین باقی ہین اب یہ باقی ہی رہین گی - یہ قیامت تک دل ہی مین رہین گی اس سن مین وہ بات ہی کون ایسی ہوئی تھی جسکو یاد کرتے - اور اس سن سے کیا نفع اُٹھایا تھا کہ رخصت ہوتے وقت یاد آتا - مگر تھا کیا کہ بڑھاپے کا دمِ واپسین وہ وقت تھا جب دنیا بھر کو چھوڑ رہے تھے - ہائے افسوس پورے ساٹھ ستر برس کا ساتھ چھُٹ رہا تھا - در و دیوار کو حسرت سے دیکھتے تھے کہ افسوس اب انھین نہ دیکھین گے - ہر ہر شخص کی صورت غور کرکے دیکھ رہے تھے کہ ہائے اب ان لوگون کی زیارت نہ نصیب نہ ہوگی - بچپن کے ساتھی ماں باپ تو نہ تھے مگر بال بچے تھے جنھین عجب مایوسی کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے کہ انھون نے بڑی خدمت کی - کیسے کیسے بدست و پائی کے موقعون پر کام آئے اور یون یکایک چھوٹے جاتے ہین -

اگرچہ زندگی مین بڑے بڑے تغیرات ہوے - بہتون سے ملے اور بہتون سے جدا ہوے کتنون کے آرزومند ہوے اور کتنون کی خود آرزو بنے رہے - کن مخلون کو چھوڑا اور کیسے کیسے احباب کی مفارقت نصیب ہوئی - یہ سب باتین اپنے محل پر جاہے جس حد تک موثر ہون مگر یہ پچھلا وقت جب آخری دم کا سہارا بوڑھاپا ہم سے رخصت ہو رہا تھا بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ساری دنیا نظر سے غائب ہوئی جاتی تھی انتہا سے زیادہ تکلیف دہ اور روح فرسا تھا -

کون کہہ سکتا ہے کہ دمِ واپسین دلون پر اثر نہین کرتا - کسی بسترِ مرگ والے کی جتراِنی

Marfat.com

آنکھون مین کوئی ایسی باطنی اور برقی قوت ہوتی ہے کہ اُسکا اثر پورے سین پر پڑجاتا ہے اور دیکھنے والون کی صورتون سے معلوم ہونے لگتا ہے کہ ان مین اب صبر کی تاب نہین۔ واقعی وہ صبر کا وقت نہین ہوتا۔ اور موقعون پر تو ایسا ہوا ہے کہ جب کسی نے ساتھ چھوڑا تو کوئی اُسی کی ضرورت چھڑاتی تھی۔ اگرچہ رخصت ہوتے وقت اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے تھے مگر اپنے دل سے وہ اسی بات کا آرزومند تھا کہ ہمین چھوڑ کے چلا جائے۔ مگر یہان یہ عالم ہے کہ وہ خود دل ہی دل مین افسوس کر رہا ہے کہ "ہائے ہمارا جی نہین چاہتا مگر کیا کرین بے بسی ہے۔ قضا کے فرشتے ہماری اور اُسکی دونون کی آرزوؤن کا خون کرکے چھڑاتے ہین۔ اور اُن اُمیدون کو جو سینے مین کثرت کے ساتھ ہجوم کیے ہوے ہین یکبیک سینے ہی مین اُن کا کام تمام کردیتے ہین۔ افسوس۔ دمِ واپسین کا وہ نمونہ قضا و قدر کی زبردستیون سے نظر آتا ہے عجب بے بسی اور بیکسی کا نمونہ ہوتا ہے۔

آخر ہم اب کیا کرین؟

اِس قسم کے سوال اکثر بیکسی کے وقت کیے جاتے ہین۔ جب کوئی انتہا سے زیادہ تنگ آجاتا ہے اور کسی طرح زور نہین چل سکتا تو گھبرا کے کہہ اُٹھتا ہے "اب کیا کیا جائے؟" کسی پر جب ناگہان مصیبت آپڑتی ہے اور اُسے بادی النظر مین نجات پانے کا کوئی ذریعہ نہین نظر آتا تو یکبیک ہاتھ پانوُن بھول جاتے ہین اور بدحواس ہو کے چلا اُٹھتا ہے کہ "ہائے۔ اب کیا ہوگا؟" اسی قسم کا ایک یہ بھی سوال ہے۔ اسکا استعمال ہمیشہ سخت سے سخت مایوسی کے اوقات مین ہوا کیا ہے۔ صحرانورد جب چلتے چلتے تھک گیا ہوگا۔ بادیہ گرد جب نشان منزل پانے مین عاجز آگیا ہوگا۔ تشنہ لب کو جب پیاس بجھنے کی امید نہ رہی ہوگی۔ بھوکے کو جب قوت لایموت کی جانب سے نا امیدی ہوگئی ہوگی۔ مریض کو جب زندگی سے یاس ہوگئی ہوگی۔ صاحبِ فراش جب اپنے تئین دو ہی چار روز کا مہمان سمجھنے لگا ہوگا۔ پریشان بخت جب قسمت کی لڑائی مین زک پا چکے ہونگے۔ اہل جہاز کو جب یقین ہوگیا ہوگا کہ جہاز اب دو ہی گھنٹے مین ڈوبا چاہتا ہے۔ ان سب موقعون پر چاہے جا کے سن آئیے۔ ہر ایک نے ان پر کوئی ایسا ہی جملہ ہوگا جو اس جملے کے ہم معنی ہو۔ یہ سب موقعے ایسے تھے جن کا اثر کسی خاص حد تک محدود تھا لیکن بالفعل ہم دیکھتے

ہین کہ یہ جملہ کسی ایسی عام مصیبت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے جسکا اثر ساری دنیا پر پڑتا ہے - واقعی قوم کی حالت ایسی ہی ہے - ہمدردان قوم نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ریفارمر اپنی قوت بھر زور لگا چکے - اسپیکرون کی زبان نے جہان تک یاری دی کہہ چکے - مصنفین اسی کے متعلق کتابون کے بہت سے اجزا سیاہ کر چکے - مضمون نگار پورے طور پر اپنا زور قلم دکھا چکے - خلاصہ یہ کہ سمجھانے والے سمجھا چکے اور رونے والے رو چکے مگر کچھ اثر نہ ہوا - قومی حالت جو تھی سنبھلنا تو درکنار کچھ اُس سے بدتر ہی ہے - ایسے وقت مین یہ سوال بیموقع نہین ہے - قوم پر جو تباہی آ چکی اُسکے دفع ہونے کی امید ہین تو نہین شاید کسی کو ہو - پھر اس مصیبت سے گھبرا گھبرا کر اگر ہم یہ جملہ نہ کہین تو کیا کرین؟ اور یقین ہے کہ چند روز بعد دنیا کے ہر کونے سے حامیانِ اسلام یہی جملہ کہہ اُٹھینگے -

حسن و عشق کے چرچے جو ہمارے لٹریچر کی جان تھے اب تو وہ بھی بھول چلے ہین - او قریب قریب وہی حالت پیدا ہو چلی ہے جو سعدی اپنی ایک نظم مین نہایت عمدگی سے ادا کر گئے ہین ؎

چنان قحط سالے شد اندر دمشق   کہ یاران فراموش کردند عشق

اور واقعی اب موجودہ مصیبت نے اس حالت کو پہونچا دیا ہے کہ حسنِ مہوشان کے شوق مین بھی ہمین کمی معلوم ہوتی ہے - وہ دلفریب ادائین - اور وہ زاہد فریب ناز و انداز - وہ ترسا ترسا کے جلوہ دکھانیوالی صورتین - وہ لبھا لبھا کے اپنا شیدا بنا لینے والی شکلین - وہ مار ڈالنے والی نگاہین - اور وہ زندہ کر لینے والے لب لعلین - غرض وہی حسن جو ہر وقت ملک اور قوم کے خیال مین بسا رہتا تھا اب اُسکی ہر چیز پھیکی معلوم ہوتی ہے - یہ تو ہے - اب تو ہم اس سے بھی اُکتا چلے کہ اگلی قومی ترقیون کے نمونے دکھائین - اگلی قومی کہانیان ایک دفعہ نہین ہزار دفعہ بیان کی گئین - مگر اُن کہانیون کا انجام یہی ہوا کہ جس طرح مناہی کی جھوٹی کہانیون سے بھولی پر یوش لڑکیان اور ناسمجھ لڑکے سو جایا کرتے ہین اُسی طرح اُن قومی کہانیون سے قومی غفلت کو تھوڑی بہت اور ترقی ہو گئی -

ہائے! کون سے واقعات تھے جنکو معصرون نے اور ہم نے توضیح کے ساتھ نہین بیان کیا؟ کون سا حال ہے جو باقی رہ گیا - اُس موسم کا سمان کس نے نہین دکھایا - جب باغ اسلام پر بہار آئی ہوئی تھی - جب بغداد کے جھنڈے کا سایہ اِدھر گنگا تک اُدھر

ٹیکس تک پڑتا تھا - جب اسلامی یونیورسٹیاں کھلی ہوئی تھین - اور عربی مدارس مرجع عالم تھے - جب یورپ والون کے یہ خیالات تھے کہ "علم مسلمانون ہی کے پاس ہے اور شیطان علم کا پھل کھلا کے مارڈالتا ہے" - جب اسلام کے تجارتی جہاز سمندرون کی سیر کرتے پھرتے تھے - اور جب اُنکی فتحین سمندر کی لہرون کے ساتھ جاتی تھین - جب اُنکی صناعیون کا چرچا تھا - اور اُنکی عمارتین دنیا کو حیرت مین ڈالدیتی تھین - جب وہ ہر فن کو رونق دے رہے تھے - اور اپنے بعد والون کے لیے علم وفن کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر رہے تھے - جب اُنھین کی پیروی کا نام تہذیب تھا - اور ہر کمال کا تسلیم کیا جانا اُنکی زبان اور اُنکے قلم کے اختیار مین تھا - یہ سمان سیکڑون دفعہ دکھایا گیا - اور یہ حالات ہزارون بار ایک حسرت کے ساتھ دوہرائے گئے - مگر اثر خاک نہ ہوا -

افسوس - یہی واقعات کسی زمانے مین جادو کا اثر رکھتے تھے - اسی قسم کی باتین تھین جو خطبون مین بیان کیجاتی تھین جنھون نے تخت کسریٰ اور اقبال قیصر دونوں کو اُلٹ دیا - یہی واقعات اُن اگلی کتابون مین ظاہر کیے جاتے تھے جو ہر ہر شخص کو ترقی کا جوش دلاتی تھے - اور جن سے اسلام نے وہ کر دکھایا جو دنیا کبھی نہ بھولیگا - اسی قسم کے حالات سُن سُنکے اگلون نے دکھا دیا کہ جب تک دنیا مین رہے آفتاب کی طرح چمکے اور جب دُنیا والون سے رخصت ہوئے تو سیدھے جنت مین چلے گئے -

گذشتہ نیکنامون کے سوانح عمری دیکھیے تو صاف معلوم ہو جائے کہ اُنکے دلون مین یہی قسم کی باتین سُن کے جوش پیدا ہوا تھا - اور کس کس طرح عبرت حاصل کرکے انھون نے اپنے تئین اس مرتبہ کو پہونچایا تھا کہ آج ہم اُنھین یاد کرتے ہین - اور اپنے اوپر روتے ہین - دینی اور دنیاوی دونون ترقیون کو دیکھیے تو اُن لوگون کو اُنھیں ذریعون سے حاصل ہوئی تھین جو آجکل ہمدردان قوم کی طرف سے ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہین -

اے خدا اُن اگلے دلون مین تو نے کیا بات پیدا کر دی تھی کہ جو باتین ہزار ہا مرتبہ ہمارے سامنے پیش کی گئین اور ہم ذرا بھی متاثر نہ ہوے - انھین باتون سے اُنکے دل مین ایک ایسی چوٹ لگ جاتی تھی کہ ہمت کے پاؤن سے کھڑے ہو جاتے تھے اور جو کچھ کر گذرتے تھے سب ہی کو یاد ہے - دو صورتون سے خالی نہین - یا تو وہ بات ہمارے دلون مین نہین ہے - یا اُن باتون مین اب تاثیر نہین رہی - مگر اس مین شک نہین کہ اگر باتون مین تاثیر

Marfat.com

نہ ہونے کا بھی نقصان ہے تو بھی ہماری ہی شامت اعمال ہے۔ کتنی بڑی حیرت کا مقام ہے کہ وہی چیز جو انکو جوش دلاتی تھی ہمارے حق مین ایک خواب آور دوا کی تاثیر رکھتی ہے! یہی اتفاق اُنھین بھی اُنھین الفاظ اور اسی لہجے مین بتایا گیا تھا جس مین ہم سے کہا جاتا ہے مگر اُنھین غیرت آجاتی تھی اور ہمین نہین آتی۔ یہی علم ذوق و شوق اُسی ذریعے سے اُنکے دل مین پیدا کر دیا گیا تھا جس سے ہمارے دل مین پیدا کرایا جاتا ہے مگر افسوس وہ استاد زمانہ ہو گئے اور ہمارا یہ عالم ہے کہ جنکی شاگردی کرین وہ بھی ہماری شاگردی کو اپنا ننگ تصور کرتا ہے۔

جب یہ حالت پہونچ گئی اور قومی دنیا پر اس قدر ادبار چھا گیا۔ اور اسلامی جہاز ایسی تباہی مین آگیا۔ اور قومی ہمدرد اس درجہ رو چکے کہ اب رونا بھی نہین آتا اور آنسو خشک ہو گئے تو اگر ہم انتہا سے زیادہ حسرتمند ہو کر اور مایوسی سے گھبرا کر یہ نہ پوچھین کہ اب ہم کیا کرین؟" تو کیا کرین؟ ایک جہاز ڈوب رہا ہے۔ وہ زمانہ بالکل قریب آگیا ہے کہ تہ مین پانی پہونچ جائے۔ جہاز والے سب غافل سو رہے ہین۔ جو جاگتے ہین وہ بھی کوششون مین عاجز آگئے۔ اور سونیوالون کو جگاتے جگاتے تھک گئے مگر کوئی نہین جاگتا۔ جنھین اس بدنصیبی پر رونا تھا جی بھر کے رو چکے۔ ایسی حالت دیکھکر جبکہ ایک آدھ دردمند جاگنے والا مایوس ہو کر کہہ اُٹھتا ہے" افسوس! اب ہم کیونکر نجات پائینگے؟" مگر سبھون نے دیکھا ہوگا کہ جب کسی مصیبت سے گھبرا کر یہ سوال کیا جاتا ہے تو ادھر اُدھر سے کوئی نہ کوئی تسلی دینے والا بھی موجود ہو جاتا ہے۔ نوجوان چوڑیان بڑھانیوالی نے شوہر کی پچھلی سانس نکل جانے دیکھکر جب بڑی مایوسی کے ساتھ سر پٹک کے کہا ہوگا کہ" اب کیا ہوگا؟" تو ممکن نہین کہ دو چار غم نصیب اپنا رونا موقوف کر کے اُسے تسلی نہ دینے لگے ہون۔ بوڑھیا مان نے اپنے نوعمر بچے کا دم ٹوٹتے دیکھ کر جب کلیجا ہاتھون سے تھام کے یہی سوال کیا ہوگا تو ضرور کسی نہ کسی نے اُنکی دلدہی کی ہوگی کہ" گھبراؤ نہین خدا مسبب الاسباب ہے۔" ڈوبنے والے نے جب دو تین غوطے کھا لیے ہونگے اور زندگی سے مایوس ہو کر اپنے دل مین کہا ہوگا کہ" اب کیا کرون؟" تو ساتھ ہی کنارے پر سے کسی کو شور کرتے سُن لیا ہوگا کہ" پریشان نہ ہو ہم آتے ہین۔" ان سب کو کوئی تسلی دینے والا مل گیا اور اپنے دل کو اُن باتون سے بہلا سکے جو گویا امید نے اُنکے کانون مین کہدین۔ مگر وہ آفت نصیب اور مایوس الحال جنھون نے

قومی تباہی پر ناامید ہو کے یہ سوال کیا ہے انکو کوئی اتنا بھی نہین نظر آتا جو ذرا ڈھارس بندھائے۔ اور کہے کہ "گھبراؤ نہین۔ ہم تمھاری مدد کو آتے ہین"۔

اگرچہ ہمین کسی طرف سے کسی قسم کے جواب کی امید نہین مگر ہندوستان کیا معنی ساری دنیا سے یہی سوال کرتے ہین کہ "آخر ہم اب کیا کرین؟" ہر طرف یہی بحث سُنی جاتی ہے کہ اسلام نے یہ ترقی کی تھی۔ اور یون عروج کو پہونچا تھا۔ اور یون دنیا کو فتح کیا تھا۔ یا یہ باتین سنی جاتی ہین کہ اب یہ خرابی ہے۔ اور لوگ اس طرح آپس مین نااتفاقی کرتے ہین سب کچھ ہے مگر ہمین کوئی صاف صاف اس سوال کا جواب دے کہ "جب اسلام کی یہ حالت ہو گئی تو ہم کیا کرین؟" وہ بڑے بڑے رفارمر جن کی سحر نائی اور جادو بیانی انذون مسلم سمجھی جاتی ہے ہمارا خطاب اُنھین کی طرف ہے۔ انھون نے قومی معاملات پر بہت کچھ غور کیا ہے اور ہر قسم کا تجربہ اُٹھا چکے ہین۔ اُنکو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اب یہ گذشتہ حالات کے یاد دلانے سے کچھ ہوتا ہے۔ اور نہ موجودہ حرکات پر غیرت دلانے کا کوئی نتیجہ ہے۔ صرف جوابات کے سوچنے کا زمانہ ہے کہ "اس بیکسی اور مایوسی کی حالت مین ہم کیا کرین؟"

"نہین"

عجب لفظ ہے۔ جن لوگون نے مختلف زبانون کے لغات مین زندگی صرف کی ہے انھین معلوم ہوگا کہ بعض الفاظ متضاد معنی رکھتے ہین۔ خصوص عربی لغت کی کتابین تو اس قسم کے لغات اضداد سے بھری پڑی ہین۔ یہ لفظ بھی اپنے آثار کے لحاظ سے ہمین اسی قسم کا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو مشہور ہے کہ "ایک نہین سے سو بلائین ٹلتی ہین" اور دوسری طرف اہل غرض خصوصاً ہمارے ملک کے بڑے پُرشوق آرزومند عاشق مزاجون کو روز ہی تجربہ ہوجایا کرتا ہے کہ ایک نہین سے اُنپر کیسی کیسی مایوسیان طاری ہوجاتی ہین اور کتنی کتنی بڑی ناامیدیان مبتلائے آفت کر دیتی ہین۔ کسی کی زبان سے "نہین" نکلا اور وہ بیتاب ہوگئے۔ کسی نے روکھی صورت بنا کر سر ہلا کے زبان سے "اُہون" کہا اور انھون نے کلیجا ہاتھون سے تھام لیا۔

غور سے دیکھیے تو دونون نہین اپنے موقعے پر مزے کی ہین۔ بے مزہ کوئی نہین۔ پہلی بحث لیجیے جس سے سو بلائین ٹلتی ہین۔ بالکل ٹھیک۔ مثل مشہور ہے "گردن شیبت

ونکردن یک عیب" : کردن کیا معنی؟ یہی کہ زبان سے "نہین" کہدنیا۔ پھر دیکھیے کہ عیب بھی ہے تو کس مزے کا کہ سیکڑون عیوب سے نجات ملجاتی ہے۔ قوم کے وہ نابجھ جنکی فضول خرچیون پر ایک زمانہ رو رہا ہے۔ اگر یہ "نہین" کا سہل سا لٹکا سیکھ لین تو نہ اُنپر وہ مصیبت آتی جسنے ہزارون گھرانے تباہ کردیے۔ اور لاکھون خاندان خاک مین ملادیے۔ اور نہ ہمدردان قوم کو اس طرح ناامید ہو ہو کے رونا پڑے جس طرح آجکل رونا رویا کرتے ہین۔ اور کوئی شکل نہین۔ آپ ہی بتلائیے کہ اب اس سے زیادہ آسان ترکیب کون ہوگی؟

حیرت تو یہ ہے کہ یہی "نہین" ہم سے زیادہ اُن لوگون کے کام آئی ہے جنکی آنکھون پر غفلت کے پردے پڑے ہین۔ جنھین کچھ سوجھتا ہی نہین کہ ملک مین کیا ہو رہا ہے اور قوم پر کیسی تباہی آگئی۔ اپنے ذوق کے موافق وہ اس لفظ سے بڑا کام نکال لیجاتے ہین اور سچ تو یون ہے کہ اگر ہم اُنکی سوسائٹی مین جائین تو یہ لفظ ہمین کھل جائے اور گھبرا کے ہم یہ دعا کرنے لگین کہ خدا کرے ہمین یہ لفظ بھول ہی جائے۔ معاذ اللہ۔ یہ ایک مختصر سا لفظ ہے کہ ساری لیاقتین۔ اور تمام زبان آوریان۔ ریفارمرون کے خیالات عقلا کی تدبیرین۔ واعظون کی نصیحتین سب اسکے سامنے مٹ کے رہ جاتی ہین۔ اخبار ملاحظہ فرمائیے "نہین" بدتہذیبون کو چھوڑیے۔ "نہین"۔ اِن خیالات سے باز آئیے "نہین"۔ بٹیر بازی۔ مرغ بازی۔ پتنگ بازی۔ کبوتر بازی۔ یہ سب رذیلون کی باتین ہین شریفون کو ان سے تعلق نہ رکھنا چاہیے "نہین" پڑھنا لکھنا شریف کے لیے ضروری ہے۔ "نہین" روپیہ مفت نہ لٹانا چاہیے "نہین" یہ خدا کی امانت ہے۔ "نہین" ایکدن مرنا ہے "نہین"۔ خدا کو مُنہ دکھانا ہے۔ "نہین" کچھ دین کی بھی فکر چاہیے۔ "نہین" ہر بات سوچ سمجھ کے کرنا چاہیے۔ "نہین" معاذ اللہ! آخر ضد کی بھی کوئی حد ہے؟ جناب ضد بُری ہوتی ہے "نہین" معقول۔ سُنا آپ نے؟ دیکھیے یہی لفظ کس قدر۔ اُن لوگون کے کام آتا ہے۔ یہ سب "نہین" کی پہلی ہی صورتین ہین۔ غور تو اس بات پر کرنا ہے کہ یہ لفظ کس آسانی سے بلاؤن کو ٹالدیتا ہے۔ "عقلمند کی دو۔ بلا" ایک مشہور مقولہ ہے۔ مگر انصاف کیجیے کہ "نہین" ایک ایسا لفظ ہے جو عقلمند اور بیوقوف۔ سمجھدار اور ناسمجھ ہر ایک کی مصیبت ٹالدیتا ہے۔ عقلمند جس بات کو ناسب

سمجھتا ہے اُسکی نسبت سوچ سمجھ کے "نہین" کہدیتا ہے - بیوقوف جس امر مین ایک ادنی ظاہری مخالفت پاتا ہے فوراً بے غور کیے "نہین" کہدیتا ہے - سمجھدار اسی لفظ کو لوگون سے مشورہ لیکے کہتا ہے اور ایک ناسمجھ بچہ منہ پر آجاتا ہے تو نوجوان امرائے قوم کی طرح بڑی اوچھلی ہر بات پر "نہین" کہنے لگتا ہے - غرض کوئی نہین جو اس لفظ کو استعمال مین نہ لاتا ہو - جو بڑی بلا کسی مہیب دشمن کی طرح لوگون کے سامنے پیش کیجاتی ہے وہ اگر ٹلتی ہے تو "نہین" سے - حقیقت مین "نہین" ایک بڑا مفید اور کارآمد منتر ہے -

یہ تو پہلی جہت تھی - اب دوسری جہت لیجیے - وہ قیامت ہی ڈھا دیتی ہے - نہین کے پہلے اور دوسرے اثر مین یہ فرق ہے کہ پہلا اثر تو کہنے والے پر پڑتا ہے - بلا اسی کے سر پر نازل ہوتی ہے جسے یہ ظالم لفظ سننا پڑتا ہے - ہائے اسکی صورتین دیکھیے تو کسی کو اتنا بڑا صدمہ پہونچے کہ کبھی بھولے ہی نہین - بھولنا کیسا ہر وقت دل پر ایک ...کا اثر باقی رہے - ایک آوارہ گرد حرمان نصیب دشت وحشت کی خاک چھانتا پھرتا ہے - گم گشتگی کے ہاتھون اس قدر تنگ ہو رہا ہے کہ باوجود تھک جانے کے ایک جگہ دم نہین لیتا - تلوون مین کانٹے پیوست ہوگئے ہین اور جو جو قدم آگے بڑھاتا اور زیادہ پیوست ہوتے جاتے ہین مگر اتنا بھی نہین ٹھہرتا کہ اُنھین نکال سکے ...ملدے - زندگی سے عاجز آگیا ہے - امید گھڑی گھڑی پہلو مین گدگدا دیتی ہے اور جو پاؤن بالکل بیکار ہوگئے ہین اُنھین اور جلدی اُٹھا اُٹھا کے چلنے لگتا ہے - جیسے اسے بیابان مین دور سے کسی اور شخص کی صورت نظر آتی - یہ اُسے دیکھکے لپکا اور اُسنے جو اسکی صورت دیکھی تو وہ بھی اسکی طرف جھپٹا - دونون چونکہ مردہ جوش سے کام لیکر چلے تھے - دو ہی چار قدم چلے ہونگے کہ گر پڑے - اب پڑے پڑے ایکدوسرے کی صورت دیکھ رہے ہین - اور دل مین افسوس کر رہے ہین کہ "ہائے آواز نہین پہونچ سکتی" - امید نے خدا جانے دونون کے کانون مین کیا کہہ دیا اور نہین معلوم ہمت نے کیسی مدد کی کہ دونون گھٹنے پکڑ پکڑ کے اور سسکیان بھر بھر کے اُٹھے - اور شوق کے ساتھ ایک دوسرے کے پاس جانے کی کوشش کرنے لگے - شوق نے بڑی مدد کی کہ دونون مین تھوڑا ہی فاصلہ رہگیا - مگر کہان تک؟ پھر گر پڑے - جب اپنی اپنی شکل پر آہ کھینچ

Marfat.com

سے فرصت ملی تو ایک نے پوچھا "آپ کو راستہ معلوم ہے؟" اسکے ساتھ ہی اُسنے بھی سوال کیا "کہیں اُدھر پانی تو نہیں مل سکتا؟ پیاس کے مارے میرا دم نکلا جاتا ہے۔" دونوں طرف سے ایک ساتھ آواز آئی "نہین" - اور اس آواز مین خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ سنتے ہی دونوں کو غش آگیا - صاحبو! اس "نہین" نے اُن دونوں پر جا بے جو اثر کیا ہو مگر بتایئے آپ پر کیا اثر ہوا؟

ایک ہمدرد قوم نے دم بھر غور کرنے کے لیے دل بیتاب کو ٹھہرایا ہے - دل ہی دل مین کہ رہا ہے کہ "افسوس اب تو امیدون مین روز بروز ناامیدی ہی ہوتی جاتی ہے - کیا کیا جائے؟ آخر تنزل کی بھی کوئی انتہا ہے؟ باغ اسلام ویران ہوگیا - ہری ہری کونپلین جو نکلی تھین وہ بھی مُرجھا گئین - آبیاری کی کچھ فکر نہین کیجاتی - دیکھیے کیا ہوتا ہے - ہاے دنیاوی وقعت اور عزت درکنار اب تو یہ لوگ دین کو بھی روز بروز چھوڑتے جاتے ہین - مسجدین سنسان پڑی ہین کوئی خبرگیران نہین - قومی مسافر اور غریب الوطن مارے مارے پھرتے ہین اور کوئی نہین پوچھتا - اِتقا کا نام نہین رہا - زہد مین ریا ملا ہوا ہے - عبادت دکھانے کو کیجاتی ہے - فقیری جوگ ہوگئی - امرا کو کچھ فکر نہین - علما کو خیال نہین کہ اب کیا ہونیوالا ہے - مقتدایان دین باہم لڑتے ہین اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین - عوام اُن بھیڑون کی طرح جنکا کوئی نگہبان نہ ہو اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہین - اور اس سب پر مصیبت یہ کہ افلاس کو اُس جگہ سے اُنس سا ہوگیا ہے جہان مسلمانون کی آبادی ہو۔" یہ سوچتے سوچتے وہ آبدیدہ ہوگیا - پھر آپ ہی خیال کیا - کہ "فلان شخص اسوقت بڑا صاحب مقدور ہے - اگر وہ قومی خدمت پر آمادہ ہو جائے تو بہت کچھ کام نکل سکتا ہے کسی نہ کسی قدر اصلاح ضرور ہو - ممکن ہے کہ اپنے سرمایے ہی سے کوئی کام کرلے - اور وہ ایک موثر شخص بھی ہے - اگر اُسکی زبان سے کسی کام کی تحریک کرائی جائے تو اور بہت سے اُمرا بھی متوجہ ہو جائین گے - فقط یہی نہین عوام بھی اُس بات کو دل سے سُنین گے جو اُسکی زبان سے کہلائی جائیگی۔" یہ کہکے بشاش چہرے سے اُٹھا اور رئیس مقدور رئیس قوم کے پاس گیا - وہان جاکے اپنی غرض نہایت پُردرد الفاظ مین بیان کی - جادو بیان زبان سے پیاری قومی ادبار کی تصویر کھینچ کے دکھا دی - اور اُس رئیس کا دل نرم کرنے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا - جواب ملا "اجی میرے کیے سے کیا ہوگا؟" جو دوسرے

الفاظ مین کہا جاتا تو "نہین" ہوتا - یہ نہین کا مترادف جواب سُنکے اُسکے دل پر چوٹ
ہی اور ایک بار کوشش کی کہ اپنی نا امیدی کو رفع کرے - اُسی غرض کو کر رلجیا نہ انداز
سے کہا - مگر پھر بھی وہی بلکہ اُس سے زیادہ سخت جواب ملا - روتا ہوا اُٹھا کہ کسی عالم
کے پاس جائے - اور اپنی غرض اُن سے کہے - عالم صاحب فضیلت آبی کی وجہ سے
اپنے تئین پختہ مغز سمجھتے تھے - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ سنگدلی کا مادہ اُن مین زیادہ تھا
اُنکے زعم مین کسی اور کی رسلے پر عمل کرنا اُنکے مرتبے سے بہت ادنیٰ بات تھی - اس
درد مند ہمدرد قوم کے حسرت بھرے جملون کو غور سے سُنا بھی نہین اور صاف صاف
کہا "نہین مجھسے کچھ نہین ہو سکتا" یہان یہ شخص بالکل نا امید ہو گیا - اور واپسی کے
وقت دل مین کہتا جاتا تھا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچی پیشین گوئی کی تھی -
کہ تھا کہ ایک زمانہ فتنون کا ایسا آئیگا کہ اُس زمانے مین سب سے اچھا وہی شخص
ہو جو دنیا کو چھوڑ دے - اور شعب الجبال یعنی پہاڑون کی گھاٹیون مین بھیڑ بکریون
کے گلّے لیکے بیٹھ رہے - اور اُنھین پر زندگی بسر کرے - گویا اُس مقام پر سکونت
ہو جہان تک نہ فتنہ ہاے دنیا کا اثر پہونچتا ہو - اور نہ دنیا کے لوگ پہونچ سکتے ہون
سوا خداے لایزال کے کسی کی حکومت ہو - اور نہ کسی کی حفاظت ہو - بیشک
یہی زمانہ ہے - جب دنیا سے مایوسی ہو گئی - اور قوم روز بروز اپنی طرف سے
نا امید کرتی جاتی ہے تو مجھے یہان رہنے کی کیا ضرورت ہے" دیکھیے صرف
"نہین" کا لفظ تھا جسنے اس جان نثار قوم کا دل دنیا سے کھٹا کر دیا - اب اس سے
زیادہ کیا نا امیدی ہوگی کہ یہ شخص دنیا کے چھوڑ دینے پر آمادہ ہو گیا -

ایک نامراد عاشق جسنے اپنی زندگی مین تمناے یار کا بہت کچھ لطف اُٹھایا ہے
اور جسکی عمر گویا وصالِ جانان کی آرزو مین گذر رہی ہے - خیالی امیدین باندھتے باندھتے
وفا کی سے تنگ آگیا - اب روز بروز اسکے دل پر نا امیدی غالب آتی جاتی ہے - جس
محبت کی اُمید اُسکے دل سے نکل گئی اور کھنچتی جاتی ہے کہ وہ کبھی اپنے خیالات اور اپنی دھن
مین کامیاب ہوگا - اُسے یقین ہو گیا کہ معشوق باوفا نہین بیوفا ہے - مگر امید نے
ہر ایک دل مین ایک جوش کے ساتھ ترقی کی - اور ترقی کرتے کرتے اس حد کو پہونچی کہ
سب آمرادیان بھول گئین اور یہ آرزو مند امید کی رسّی مین بندھا اور کھنچتا ہوا

Marfat.com

دربان پر پہونچا۔ کوے جانان کی ہوا کھائی۔ وہان کے سین کو کچھ ایسا مانوس پایا کہ در و دیوا
زمین و آسمان جو چیز آنکھون کے سامنے آگئی اُسے محبت کی نظر سے دیکھا جسے اُسکے خیال مین بے
عزت حاصل تھی کہ کبھی کبھی معشوق کی پیاری آواز اُس مین گونجتی ہے۔ اور دل مین بڑی پُرجوش
محبت کے ساتھ کہا کہ "ہاے یہی فضا میرے لیے وہ آلۂ ٹیلیفون ہے جسکے ذریعے سے مین اپنی
ماہوش معشوقہ کی باتین سُن سکتا ہون۔" اس خیال نے اور ترقی کی کہ ایک عجیب امیدوارانہ
سکوت کے ساتھ کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی طرف سے اُس مہجبین کی آواز آجائے۔ اتنے
مین اوپر ایک کھڑکی کھلی۔ جسکے کھلنے کی آواز نے اُس سراپا اُمید پر حسن کے نقیب کی
آواز کا اثر کیا۔ اور اُس نے نہایت ادب سے اوپر نگاہ اُٹھائی۔ شوق کے دلولے کب
رُکنے دیتے تھے۔ آنکھ لڑنا تھا کہ اس مہتاب کی مدت کی ترسی ہوئی نگاہین شوخیان کر
لگین۔ نہایت ہی پُرشوق لہجے مین ہمارے دلدادہ یار نے کہا "آخر کبھی آرزو بھی پور
ہو گئی؟" جواب ملا "نہین"۔ دل پر ایک چوٹ لگی۔ مگر ضبط کر کے پوچھا "پھر کیا ہمیر
کو ترس نہ آئیگا؟" اب بھی وہی جواب سُنا گیا کہ "نہین"۔ پھر صبر کیا۔ اور کہا "ا
تمناؤن کے بر آنے کی کوئی صورت بھی ہے؟" آواز آئی "نہین" اب کی انتہا سے زیاد
ضبط کرنا پڑا۔ کیونکہ بیتاب عاشق نے کلیجے پر ہاتھ رکھکے سوال کیا "آخر ہمارے مرض
کوئی علاج بھی ہے؟" ایک بے رُخی کے ساتھ پھر کہہ دیا گیا "نہین" مشتاق نے اس کچھ
نہین کے ساتھ ہی کہا "کیا تمھین یہ بھی نہین معلوم کہ کوئی مرجائیگا؟" مسکرا کر جواب د
"نہین" اُس ماہوش کے مسکراتے وقت خدا جانے کس قیامت کی بجلی گری تھی کہ اُ
پیاری زبان سے "نہین" نکلی اور ادھر یہ آرزومند دھم سے زمین پر گرا۔ دیکھا تو
نہ تھا۔ مگر عاشق کے دائمی سکوت نے خدا جانے کیا اثر کیا تھا کہ اُس ملائک فریب نا
کو اپنے دل پر اختیار نہ رہا۔ یکایک نازک دل مین ایک ایسا جنون انگیز جوش پید
کہ نہ پاس ناموس تھا اور نہ خیالِ رسوائی۔ اُدھر عاشق زمین پر گرا اور اُدھر وہ
کھڑکی سے کودی۔ ناز و انداز ایک طرف رکھ دیے گئے۔ غرورِ حسن بالاے طاق رہا اور
جان دادہ کی لاش سے لپٹ کر کہا "نہین مین غلط کہتی تھی۔ مجھے تمھارے جان
کا یقین تھا" لاش نے زبان حال سے کہا "نہین"۔ بیتاب ہو کے کہا "ہاے۔ اب ا
پھر کبھی "نہین" نہ کہونگی"۔ سکوت کے لہجے مین جواب ملا "نہین"۔ مایوس ہو کے پوچھ

Marfat.com

"تو کیا اب نہ اُٹھو گے؟" پھر وہی جواب ملا۔ "نہیں" اس پچھلی "نہیں" نے اُس حور وش نازنین پر بھی ایک دائمی خموشی طاری کر دی اور بڑی حسرت کے ساتھ اپنے شیدا کی لاش پر گر کے ہمیشہ کے لیے سو گئی۔

حضرات! اب فرمایئے کہ اس "نہیں" نے کیسا اثر کیا؟ اور آپ کی کیا حالت ہے؟ دل میں ضبط کی تاب تو نہ رہی ہو گی۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ آپ میں جواب کی طاقت نہیں۔ علاوہ بریں ڈرتے ہیں کہ کہیں آپ بھی "نہیں" نہ کہدیں۔ ہمیں اس جواب سے بہت خوف معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے لیے اگر یہی کہنا ہو تو زبان روکے رہیے گا۔

ہائے! نہیں! تو بڑا سخت لفظ ہے! بس اب ہماری یہی دعا ہے کہ "بار الہا چاہے کچھ ہو مگر ہم یہ ظالم لفظ نہ سنیں"۔

شہر کی رات

یہ گولڈ اسمتھ کے ایک مضمون کا ترجمہ ہے۔ گولڈ اسمتھ کے نام سے ہندوستان بخوبی واقف ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ اس مقام پر اسکی جادو بیانیوں کی تعریف کیجائے۔ مگر دیکھنا اس بات کا ہے کہ اُردو میں اگر ایسے مضامین ترجمہ کرکے نکالے جائیں تو لوگ پسند کرینگے یا نہیں۔ ناظرین اس مضمون کو ملاحظہ فرماتے ہی ہمیں مطلع فرمائیں کہ وہ اس مضمون کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ اور اُنکے ٹیسٹ (ذوق) میں اس قسم کے مضامین عام پسند ہونگے یا نہیں۔ اب آپ اُس مضمون کو ملاحظہ فرمائیں۔

گھڑی نے ابھی دو بجائے۔ جھلملاتی ہوئی شمع کی لو شمعدان میں اونچی نیچی ہو رہی ہے۔ پہرے والے پر ایسی غنودگی سوار ہوئی کہ یہ بھی بھولا ہوا ہے کہ کتنی رات آئی۔ جفاکش اور آسودہ دونوں آرام میں ہیں۔ اور فکر۔ گناہ۔ بدمستی۔ اور ناامیدی کے سوا کوئی نہیں جاگ رہا ہے۔ میکش اور ایک سا پیالہ ہلاک کرنیوالا جام بھر رہا ہے۔ چور اپنی آدھی رات کی گشت میں ہے۔ اور خودکشی کرنیوالا خود اپنی مبارک جان پر حملہ کرنے کے لیے اپنا گنہگار ہاتھ اُٹھا رہا ہے۔

اب کچھ ضرورت نہیں کہ ہم قدامت کے صفحے اُلٹیں یا موجودہ لیاقتوں کے خیال میں رات کا وقت ضایع کریں۔ بلکہ تنہائی میں ہمیں اُن مقامات کی سیر کرنا چاہیے جہاں اگرچہ اب نہیں مگر اسوقت سے چند ساعت پہلے بیہودہ شان و شوکت سیر کر رہی تھی۔ جہاں ہی

بھی دھوم دھام پہلے ایک تماشا دکھا رہی تھی اور اب کیسی منڈی لڑکے کی طرح خود اپنی طبیعت سے خاموش ہو گئی ہے۔

چارون طرف کیسی تاریکی جھک آئی ہے! گل ہونے کے قریب پہونچا ہوا چراغ زرد زرد شعاعیں ڈال رہا ہے۔ کوئی آواز نہیں آتی۔ مگر ہان گھڑی کا کھٹکھٹاتا اور دور کے کتون کا بھونکنا سنائی دے رہا ہے۔ انسانی غرور کے تمام ولولے بھولے ہوے ہیں یہ ساعت اس وقت کے مثل ہوگی وہ انسانی فضولیون سے خالی ہونے کی کیفیت کو بخوبی ظاہر کر سکے گی۔

یہان بھی کبھی وہ وقت آئیگا۔ جبکہ یہ خاص خاص اوقات کا سناٹا ایک معمولی حالت ہو جائیگا۔ اپنے باشندون کی طرح خود شہر بھی فنا کے پردے مین آجائیگا۔ اور اپنے مقام پر ایک لق و دق میدان چھوڑ جائیگا۔ جو شہر ہمارے اس شہر سے بڑے بڑے تھے کسی زمانے مین اپنی شان و شوکت دکھا گئے ہین۔ ان کی قسمتین بھی ویسی ہی بڑھی ہوئی تھین۔ انکی خوشیان بھی اُسی زور پر تھین اور غیر محدود تھین۔ اور انکی محدود نظر اُنسے وعدہ کرتی تھی کہ یہ شان و شوکت ہمیشہ قائم رہیگی۔ اور اب بھی بعض بعض کے نقش قدم دکھا سکتی ہے۔ وہ دردمند مسافر شہرون کے حسرتناک کھنڈرون کی سیر کرتا ہے۔ اور دیکھتے ہی عبرت حاصل کرتا ہے۔ اور ہر چیز کی ملکیت کی ناپائداری سمجھ جاتا ہے۔ مسافر وہان کھڑا ہو کے کہتا ہے "یہان لوگون کا قلعہ تھا! دیکھو گھانس اُگی ہوئی ہے۔ اس مقام پر اُنکا دربار تھا اور اب سانپ بچھوون کا گذرگاہ ہے اس جگہ شوالے اور ہر رنگ کے مکان بنے تھے۔ مگر اب فقط غیر متناز ٹیلے رہ گئے ہین۔ یہ لوگ اس سبب سے مٹ گئے کہ اولا عیش و عشرت اور حرص نے اُنھین ناتوان کر دیا۔ سلطنت انعام و اکرام صرف دل کے خوش کرنے پر صرف کیے جانے لگے۔ اس سے علاقہ نہ رہا کہ عمدہ تدبیرین کیے جائین انکی دولت اور شان و شوکت نے غیر حملہ آورون کو بلایا۔ جنھین اگرچہ پہلے شکست ہوئی۔ مگر اُنھون نے پھر چڑھائی کی اور متواتر لڑائیان لڑکے فتح کر لیا۔ آخر یہ میان ملک ہو گئے اور اُنپر گمنامی کا پردہ پڑ گیا۔

اُن سڑکون پر کے آدمی نظر آرہے ہین جنپر ابھی تھوڑی دیر ہوئی بھیڑ لگی تھی! اور جو آرہے ہین اُنھون نے اپنا دن کا برقع اُتار ڈالا ہے اور اپنی زناکاری یا اپنی بدنصیبی کے چھپانے کی کچھ کوشش نہین کرتے۔ مگر یہ کون ہین جنھون نے سڑکون کو اپنا بستر بنا لیا ہے۔

تھوڑی دیر کیلیے دولتمندون کے دروازون پر شکستہ حالی کے ساتھ سو گئے ہین - یہ مسافر آوارہ گرد - اور یتیم ہین جن کی حالتین اس قدر ذلیل ہو گئی ہین کہ سنبھلنے کی ذرا بھی امید نہین رہی - اور جنکی مصیبتین اتنی بڑی ہین کہ رحم کیے سے بھی نہین دفع ہو سکتین - ان لوگون کی بدنصیبی خوف کو رحم سے پیشتر اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے - ان مین سے بعض تو ایسے ہین کہ چادر کیسی گدڑی بھی نہین نصیب ہے - اور بعضون کو بیماری نے گھلا کے ناتوان کر دیا ہے - دنیا نے اُنھین چھوڑ دیا ہے - اور سوسائٹی نے انکی تباہ حالی کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیر لی ہے اور انھین برہنگی اور گرسنگی کے سپرد کر دیا ہے - یہ غریب تھرتھراتی ہوئی عورتین کسی زمانے مین نہایت خوشحال تھین - اور لوگون نے بڑی خوشامد کر کے اُنکے حسن سے نفع اُٹھایا - انپر جن عیاش بدکارون کا چلا چل گیا اب انھین بدکارون نے اس حال کو پہونچا دیا کہ جاڑے کی سختیان برداشت کر رہی ہین - اب شاید یہ عورتین اپنے اُن بیوفا آشناؤن کے دروازون پر پڑی ہوئی فریاد کر رہی ہین جو سنگدل بدکار ہین اور جن سے لعنت ملامت کے سوا کسی بات کی اُمید نہین -

ہاے مین کیون انسان پیدا ہوا تھا کہ شکستہ حالون کی مصیبت دیکھتا ہون اور اُنپر رحم نہین کر سکتا - اے خانمان برباد لوگو! دنیا تمھین لعنت ملامت کریگی مگر مدد نہ کریگی بڑے لوگون کی خفیف سے خفیف بدنصیبیان - مالدارون کی نہایت ہی موہوم دشواریان انکو فصحا کی سحر بیانیان زیادہ بڑھا بڑھا کے دکھا کر ہمارے ہمدردی کے تخم کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہین - مگر غریب روتا ہے اور کسی کو پروا نہین ہوتی - وہ طرح طرح کے ظلمون سے ستایا جاتا ہے اور ہر قانون جو اور لوگون کی حفاظت کرتا ہے غریبون کے حق مین ایک دشمن ہو جاتا ہے۔

میرا دل کیون ایسا پند اثر بنایا گیا ہے؟ یا میری قسمت لوگون کی یہ مصیبتین دفع کر دینے کے قابل کیون نہ ہوئی؟ دردمندی کے ساتھ جب کسی کی مدد کرنے کی قوت نہ ہو تو صرف یہی ہوتا ہے کہ انسان کو بے بسی کی حالت اُس شخص سے بھی زیادہ بدنصیب معلوم ہوتی ہے جو اعانت کا خواستگار ہے - اب تو اس مصیبت کے سین کو چھوڑ کے ہم اُس مقدس زہد پیاری کو ڈھونڈھین جو سوتے کے وقت تک بھلائی ہی بھلائی کا نام لیا کرتا تھا - اور اسوقت چپ کے نکلا ہے تاکہ آدھی رات کے پردے مین اپنی بدکاریون کو آزادی دے - اور بدکاریان بھی وہ جو بہت کثرت ہین - ایسلیے کہ انکی چھپانے کی کوشش کرتا ہے - تاریک گلیون مین دیکھو

وہ کس طرح ہانپتا ہوا جاتا ہے۔ اور ہر صورت پر کسی شناسا کا دھوکا ہونے سے کس قدر جلد جلد قدم اُٹھا رہا ہے۔ سارا دن اُس نے اُن لوگوں میں گذارا جن سے اسے نفرت تھی۔ اور اب اُن لوگوں میں رات گذارنے کے لیے جاتا ہے جو خود اُس سے نفرت رکھتے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ ان بدکاریوں میں پکڑ لیا جائے اور خدا کرے کہ صبح کو شرمندہ اُٹھے۔ مگر اس سے مجھے کیا فائدہ؟ بدکار اگر پکڑ لیا جائے تو بدکاری چھوٹ نہیں جاتی۔ بلکہ اُس میں بے شرمی کے ساتھ اور فریب پیدا ہو جاتا ہے۔

انتظار

واقعی عجب مزے کی چیز ہے۔ مگر خدا نہ کرے کہ اِسکا چسکا پڑ جائے۔ جسے یہ حالت پسند آگئی اصل تو یوں ہے کہ وہ کہیں کا نہ رہا۔ وہ لق و دق صحرا جس میں انسانی حوصلے چاروں طرف پھرا کرتے ہیں اور نشان منزل نہیں پاتے۔ اُن ہی آوارہ گردوں سے آباد ہیں جو انتظار کرتے کرتے گھبرا کے نکل کھڑے ہوے۔ اُن دشوار گذار وادیوں اور گھاٹیوں میں جو ہماری اگلی منطق آمیز فلاسفی کی طرح اُلجھے ہوے ہیں وہی پریشان بخت ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں جن کو انتظار نے کچھ امید دلا کے گھر سے باہر نکالا ہے۔ ریگستانی صحراؤں کے بے استقلال ٹیلوں پر آرزو نے فریب کا ایک جال پھیلا رکھا ہے جس میں پھانسنے کے لیے انتظار کا جاسوس لوگوں کو ادھر اُدھر سے کھینچ لاتا ہے۔ وہ خار بیابان جو ببول کے درختوں سے گر گر کے زمین پر بکھر گئے ہیں اُنھیں دامنوں میں اُلجھا کرتے ہیں جو کبھی حالتِ انتظار میں ایک فوری جوش پیدا ہو جاتے وقت گریبان کا ساتھ دے دیا کرتے تھے۔ وہ گھنے جنگل جو کسی کی زلف برہم کی طرح سلجھنے کا نام بھی نہیں لیتے اُن میں وہی حرمان نصیب پھرتے ہیں جنھیں انتظار کچھ تسکین دلاتا ہوا لیے جاتا ہے۔ وہ ناپیدا کنار اور متلاطم سمندر اُنھیں جہازوں کو تھپیڑے دے رہا ہے جن میں چند حسرت مند کسی انتظار میں بڑھے چلے جاتے ہیں۔

انتظار ایک سکوت کا نام ہے جس میں کسی ہم پہلو نازنین کی طرح خیال کلسمنٹے پہلو بدلتا عجب کیفیت دکھاتا رہتا ہے۔ امید انتظار ہی کی گود میں پلتی ہے۔ اور آرزو اسی کی ولولوں سے دل بیتاب کو بے چین نہیں ہونے دیتی۔ انتظار کا سکوت جو مزے دکھاتا ہے وہ کچھ ایسے حد سے گذرے ہوے ہیں کہ باغ ہستی کی تمام دلچسپیاں بھلا دیتے ہیں۔ غور سے دیکھیے تو زندگی

Marfat.com

کی ابتدا اور انتہا دونون ایک قسم کے انتظار ہی کا سمان دکھا رہی ہین - وہ سادگی کا زمانہ جب نیچر کے صناع نے ہر ہستی کا رنگ نہین چڑہایا تھا ایک ایسے سکوت کا وقت تھا جو بالکل اُن حالتون کے مشابہ تھا جب ہمین کسی حور وش کا انتظار ہوا کرتا ہے اور پاؤن کی چاپ پہ کان لگائے کنج تنہائی مین بیٹھے ہوتے ہین - اور اگر ہم اپنی زندگی کی اغراض پر نظر ڈالین تو صاف معلوم ہو جائے کہ در اصل وہ زمانہ انتظار ہی مین گذرتا تھا - قاعدے کی بات ہے کہ جو چیز دور پر ہوتی ہے بھلی معلوم ہوتی ہے - اور اسکی نسبت اس بات کا ایک سراپا شوق انتظار ہوتا ہے کہ وہ ہمارے پاس چلی آئے یا ہم اُسکے پاس پہونچ جائین - یہ نیلا نیلا مدوّر آسمان - یہ جگمگاتے ہوے پیارے تارے - یہ کسی کی پُرافشان پیشانی کی طرح جھلکتی ہوئی کہکشان - یہ جھوم جھوم کے چلتے ہوے بادل - یہ درد جگر کی طرح چمک اُٹھنے والی بجلی - یہ حسینون کی شرمندگی کا رنگ اُڑا لینے والی شفق - سب کی سب کیون ایسی بھلی معلوم ہوتی ہین؟ اسلیے کہ دُور ہین - یہ میدانِ آرزو کی طرح کوسون تک پھیلے ہوے سبزہ زار یہ آسمان کے کنارون کو تھپیڑے دینے والے سمندر - یہ اونچے اونچے پہاڑون کی خوشنما چوٹیان - یہ جوش شوق کی طرح لٹکتی ہوئی گھاٹیان - اسی دوری کے باعث اپنی خوشنمائیان دکھا کر لبھا لیا کرتی ہین - جب تک دنیا کی دلچسپیون کو ہم دور سے دیکھ رہے تھے ضرور ہے کہ یہی کیفیتین جنھون نے اب ہمین زندگی سے بیزار کر دیا ہے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہون - انگلستان کا ایک بچہ جس طرح آنکھ کھولتے ہی ترقی کے شوق مین خیال کی عینک لگا کر مشرقی دنیا کو دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ "ہا ہا ہا ! ہم ہندوستان جائین گے" - اُسی طرح اُس زمانے مین ہمین یہ خیال بہت ہی خوش کرتا ہوگا کہ "ہم دنیا کی سیر کرین گے" - خدا جانے کیا کیا ارمان ہونگے - اور کیسی کیسی آرزوئین ہونگی - اُسوقت دنیا کو ہم دور سے دیکھ رہے تھے - حقیقت مین یہ بڑی خوبصورت اور دلفریب نظر آتی ہوگی - پھر کیونکر یہ انتظار نہ ہوتا کہ ہم اس خوشنما مقام پر کب پہونچین گے - اور اس ایک عام آرزو کے ساتھ اُسوقت کا انتظار نہین معلوم کیا کچھ ارمان دل مین پیدا کر دیتا ہوگا - ہونے کو تو وہ ہی معمولی باتین ہونگی جن سے روزمرہ سابقہ پڑا کرتا ہے مگر اس انتظار کی حالت مین یہ بڑی کیفیت کی چیزین معلوم ہوتی ہونگی - دل مین کہتے ہونگے کہ "دنیا مین جاتے ہی ہم یون ہاتھون ہاتھ لیے جائینگے ہمارے رنج و راحت کا لوگون کو اس درجہ خیال ہوگا - اور اس طرح ہماری نازبرداری ہوگی

Marfat.com

یون لکھ پڑھ کے ترقی کرینگے - یہان کی طرح بے اسلوبی اور بے تعلقی کی حالت نہ ہوگی بلکہ دنیا مین زمانہ ہمین ایک معزز مقام دکھائیگا - بیسون کا اشتیاق ہوگا - اور بہت لوگ ہمارے مشتاق ہونگے - پری رخون سے دل بہلے گا - اور مہوشون کی صحبت مین گذریگی" (ہائے! یہ نہین معلوم تھا کہ یہان قوم پر روتے گذریگی) غرض اُس زمانے مین ایک انتظار تھا جو باغ ہستی کی کیا کیا باتین یاد دلایا کرتا تھا - اور ایسا سچا انتظار تھا کہ وہان کی کسی چیز کو کبھی آنکھ اُٹھا کے نہ دیکھا - اُس مقام پر رہنے کا پورا زمانہ اُس بیخودی کی نذر کر دیا جو دنیا کا انتظار کروا رہی تھی - یہ اسی سبب سے ہے کہ یہان آکر وہان کی باتون پر پہرون غور کرتے ہین اور ایک بھی نہین یاد آتی -

یہ تو وہ انتظار تھا جو سیر عالم سے پہلے ہماری خوشی پسند طبیعتون کا مشغلہ تھا۔ اب اُس پچھلی حالت کو دیکھو جس سے مرنے کے بعد لوگون کو سابقہ پڑا کرتا ہے - شہر خموشان والون کی خموشی جسنے صرف اُنھین پر نہین بلکہ اُنکے آرام گاہون پر بھی ایک حسرتناک بیخودی کا سمان پیدا کر دیا ہے صاف بتا رہی ہے کہ وہ کسی کے انتظار مین ہین - دیکھو کس اطمینان سے لیٹے ہین - اور کس درجہ اپنے خیال مین ڈوبے ہوے ہین کہ لاکھ اپنی طرف متوجہ کرو - شانہ پکڑ پکڑ کے ہلاؤ - شور غل کرو - رو رو پیٹو - چلاتے چلاتے اپنے تئین ہلاک کر ڈالو - مگر وہ نہین خبر ہوتے - گویا قسم کھا کے لیٹے ہین - اور ایسے محو ہین کہ قیامت تک ہماری طرف متوجہ نہ ہونگے - یہ پوچھا جائے کہ اُنھین کس کا انتظار ہے تو اگرچہ صحیح بتانا مشکل ہوگا مگر انکی دنیاوی آرزوون پر نظر کر کے کچھ نہ کچھ بتا دینا ممکن ہے - واعظانِ دین اور پیشوایان مذہب نے اُنھین آیندہ کے لیے ایسی اُمیدین دلائی تھین کہ غالب انکی یہ شہر خموشان کی زندگی نہایت ہی دلچسپ اور پرشوق انتظار مین گذرتی ہوگی - اُنھین باغ جنان مین داخل ہونے کا انتظار ہوگا اور جنت کا وہ جغرافیہ جو واعظون کی زبانی سن چکے ہین پیش نظر ہوگا - وہ بہتی ہوئی اور لہرین لیتی ہوئی دودھ اور شربت کی نہرین وہ جھومتے ہوے درخت - وہ ترو تازہ میوے - وہ موتیون کے مکان - وہ دائمی خوشی کا سمان - وہ خوش نوا طیور کا چہچہانا - وہ طوبیٰ کا خوشگوار سایہ - وہ ذرا ذرا سے کام پر غلمانون کا دوڑنا - وہ مہ لقا اور نازنین حورون کا پہلو مین بیٹھنا - آنکھون کے سامنے پھر رہا ہوگا - دل مین اس طرح اُمیدون کا نقشہ باندھتے ہونگے کہ "یون باغ عدن کی

Marfat.com

سیر کرین گے - یون وہان کے مرصع تختون پر تکیہ لگا لگا کے بیٹھین گے - یون حورون سے ہمکنار ہونگے - یون غلمانون سے خدمت لین گے - اور یون شرابِ طہور کے دَور چلین گے " یہ زندگی کے بعد والا انتظار ہے - اور اُن لوگون کا مشغلہ ہے جو ٹوٹی پھوٹی قبرون کے نیچے آرام سے لیٹے ہین - اور یارانِ دنیا کو دل سے بالکل بُھلا چکے ہین -

دنیا اُسی وقت سے شروع ہوئی ہے جب ازلیت کے انتظار کی بیخودی سے چونک پڑنے کا اتفاق ہوا - اور اسوقت تمام ہو جاتی ہے جب آنکھون پر ایک غنودگی طاری ہوتی ہے - اور انتظار ابد کی بیخودی ہوش و حواس پر غالب آجاتی ہے - اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ ہماری فطری حالت ایک انتظار کا سکوت ہے تو نا دیبانہ ہوگا - قطع نظر اس سے کہ دنیاوی زندگی کا آغاز و انجام انتظار ہی ہے - انتظار کو ایک فطری اور طبعی حالت ثابت کرنے کے لیے ہم کہہ سکتے ہین کہ انسان کو جب تمام کامون سے فراغت ملتی ہے اُسوقت چپکے بیٹھ جاتا ہے اور خیال آیندہ امیدین یاد دلا دلا کر انتظار کا مشغلہ پیدا کر دیتا ہے -

جن اوقات مین انسان کو انتظار کے سوا اور کوئی شغلہ نہین سوجھتا اُنھین تو دیکھیے کہ کس اطمینان کے وقت ہوتے ہین - جب دنیاوی کاروبار سے فراغت ہو چکتی ہے جب یقین ہو جاتا ہے کہ اب کوئی کام نہین رہا - جب کھانے کے آرام سے لیٹتے ہین - جب سونے کو ہوتے ہین - جب کرد ہاتِ زمانہ سے نجات ملتی ہے - جب کوئی فکر نہین رہتی - یہ اوقات ہی بتا رہے ہین کہ انتظار انسان کے لیے ایک طبعی حالت ہے - دنیا مین آتے وقت وہ اگلا انتظار جو ازل کے سیدھے سادھے ہال مین بھولی طبیعت کا مشغلہ تھا - اگرچہ نہین رہا - مگر یہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ انتظار سے نجات مل گئی - بس اسی قدر ہوا کہ پہلے انتظار کے ہاتھ سے دامن چھٹا اور ایک اور انتظار مین مبتلا ہو گئے جسکی عمر خود ہماری زندگی کے ساتھ پوری ہو گئی - یہ دنیاوی انتظار بظاہر تو بڑی دور کی دلفریب آرزوؤن کی طرف متوجہ معلوم ہوتا تھا مگر اصل مین زندگی کے ختم ہونے کے وقت کی طرف متوجہ تھا - کیونکہ جس روز زندگی تمام ہوئی وہ سب آرزوئین بھی تمام ہو گئین جنکا شوق دنیا مین اگر دل مین پیدا ہوا تھا تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ سب دنیاوی آرزوئین پوری ہو گئین - بلکہ تمام ہو گئین - جس مضمون کو دوسرے الفاظ مین لوگون نے یون ادا کیا ہے کہ " خاک مین مل گئین " :

Marfat.com

زندگی سے پیشتر اور بعد کا انتظار کا بہت ہی بسیط اور سادہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک نہایت ہی اطمینان اور سکوت مین گذر جاتا ہے۔ بس ایک ہی شوق ہوتا ہے۔ اور ایک ہی چیز کی لَو لگی ہوتی ہے۔ مگر درمیان کا دنیا وی انتظار قیامت کا ہوتا ہے۔ ہاے اُس مین چپکے بیٹھتے ہی نہین بن پڑتا۔ دنیا ایک ایسا مقام ہے جہان اگر کسی مین خود انتظار کی صلاحیت نہین ہوتی تو اُسکی ذات سے اور ون کو انتظار رہتا ہے۔ یعنی اگر ہم یہ غرض نہین پوری کر سکتے تو اور بہت سے لوگ ہمارے عوض مین یہ کام کرنے کو موجود ہو جاتے ہین ہم بچے تھے اور تمام چیزون سے بے پروا تھے تو ہمارے مان باپ ہماری ذات سے کیسی کیسی امیدین رکھتے تھے؟ اُسوقت اُنکی زندگی کا زیادہ حصہ اسی انتظار مین گذرتا تھا کہ "لڑکا بڑا ہوگا۔ اُسکے ہاتھون ہمارے یہ یہ ارمان نکلین گے۔ پروان چڑھے گا۔ آخر عمر مین ہماری خبر گیری کریگا"۔ غرض اسی قسم کی سیکڑون باتین تھین جنکے انتظار کو قدرت نے اُنکی زندگی کا مشغلہ قرار دیدیا تھا"۔

پرانے انتظار کی گود مین پلتے پلتے ہم اس درجے کو پہونچے کہ خود ہمارے دل مین بھی انتظار کا مادہ پیدا ہو گیا۔ پہلے تو صرف یہی انتظار شروع ہوا کہ ہم بڑے ہون۔ پھر ترقیون اور لیاقتون کا انتظار کرنے لگے۔ یہان تک کہ پورے جوش کے سن کو پہونچکر خوبرویون کی وعدہ وفائی کا انتظار دل کا دلچسپ مشغلہ ہو گیا۔ انتظار کا پورا لطف حاصل ہوا تو اسی زمانے مین۔ ہاے وہ کیا اچھی اور اطمینان کی حالت ہوتی ہے جب ہم کسی مہ جبین کے شوق مین سراپا انتظار بنے بیٹھے ہوتے ہین۔

یہ ایک ایسا انتظار تھا کہ اس سے نجات ملنا دشوار معلوم ہوتا تھا مگر پختہ مغزی کے زمانے نے جب جوانی کی اُمنگون کو فرو ہوتے دیکھ کر اپنا موقع پایا تو دل کو ایک اور طرف متوجہ کر دیا۔ جس سے یہ غرض ہے کہ اُسنے قومی مرثیہ سنا کر قوم کی حالت یاد دلائی۔ اور آیندہ کی امیدین بتا کر دل مین قومی ترقیون کا انتظار پیدا کر دیا۔ بس اب اسی قدر آرزو ہے کہ خدا اس انتظار کو پورا کرے۔ آمین!

سادگی

ہر چیز جب تک صرف نیچر کی صناعیوں کا نمونہ ہے اور زمانے کی کاریگریون سے

تکلف کا رنگ نہین چڑھایا ہے عجب تحسین کر دینے والا اثر رکھتی ہے۔ دنیا اپنی اصلیت کے لحاظ سے بڑی موثر چیز تھی۔ مگر افسوس زمانے کے انقلابات نے رنگ آمیزیان کرتے کرتے اسے عبدا کر ڈالا۔ نسل انسانی کے پہلے شخص نے دنیا کو عجب خوشنما صورت مین پایا ہوگا۔ نہوں اُسکے دل کے جذبات ہمین نہین معلوم۔ اور ہمارے ذہن مین بھی نہین آ سکتا کہ اُسنے کس کس چیز سے کیا کیا لطف اُٹھایا ہوگا۔ زمانے کے مزاج مین خدا جانے کس قیامت کی شہرت پسندی ہے کہ صرف اپنی یادگارین قائم کرنے کیلیے دنیا کی صورت بدلے دیتا ہے۔ اور بدل دی۔ زمانے نے سیکڑون پہلو بدلے۔ اور ہر مرتبہ جب ہی پہلو بدلا ہے جب پہلے پہلو کی کوئی نہ کوئی یادگار قائم کر لی۔ دنیا پر ہزارہا طرح کے رنگ چڑھانے گئے اور زمین کے خوشنما چہرے پر لاکھون ہی قسم کے زیور سجے گئے مگر پھر بھی جب کوئی مقام ان مصنوعی تکلفون سے خالی نظر آ جاتا ہے طبیعت بیتاب ہو جاتی ہے۔

وہ دشوار گذار کوہستان اور وہ بلا خیز بیابان جہان زمانے کی کاریگری کے دکیل ہنچے دنیادار لوگ مشکل سے جا سکتے ہین اگر عشرت پسندی کو چھوڑ کر کبھی اُن مقامون کی ہوا کھاؤ تو معلوم ہو کہ قدرت نے غریب بھول چوک کر آ نکلنے والون کے لیے کیا کچھ سامانِ دلچسپی جمع کر رکھا ہے جو یہان کبھی خواب مین بھی نہین نظر آتا۔ ہندو متھالوجی (دیومالا) کا یہ بیان کسقدر قرین انصاف معلوم ہوتا ہے کہ "جنت ہمالیہ کی دشوار گذار چوٹیون پر ہے"۔ جن کوہستانون پر لوگون کا گذر ہوا ہے وہان کی کیفیت اُن لوگون کو جو نیچرل فناسنا (جلوہ گاہ فطرت) کے عاشق ہین زندگی بھر نہین بھولتی۔ جب اُن پہاڑون کا یہ حال ہے تو وہ پہاڑ جنکو ہم نے نہین دیکھا ہے بیشک جنت کہے جانے کے قابل ہونگے۔ یہ کیون؟ صرف اس سبب سے کہ انسانی پر تکلف کاریگریون سے بالکل پاک و صاف ہین۔ عموماً وہ ہین نہایت دلفریب ہوتی ہین جنکی آرائش مین قدرت کے سوا دوسرے کا ہاتھ نہین لگا ہے۔ مسافر سفر کی سخت سے سخت مصیبتین جھیل کر اُس مقام پر پہونچتا ہے جہان اُسے اور لوگون کے نقش قدم نہین نظر آتے۔ اور گمراہی بھٹکا بھٹکا کر وہان تک پہونچاتی ہے۔ تکلیف اور مصیبت اُسکا ہاتھ پکڑ لے کھینچ لیجاتی ہے اور اُس مقام پر کھڑا کر دیتی ہے جسکے دیکھنے کو عموماً قدرتی حسن پسند کرنیوالون کی آنکھین ترسا کرتی ہین۔ وہ شوق کے ساتھ ملی ہوئی حیرت سے دیکھتا ہے کہ مین ایک پہاڑ پر کھڑا ہون جسکی سطح سبزۂ خودرو سے ڈھکی ہوئی ہے۔ جابجا پاک اور صاف چشمے نہایت

Marfat.com

شفاف ہین مگر جو جو آگے بڑھتے ہین دنیا کی کثافتین میلا کرتی جاتی ہین۔ دل مین خیال کرتا ہے کہ یہ نہرین اُسی دُنیا کو جا رہی ہین جسے مین چھوڑ آیا ہون۔ مگر افسوس وہان کے لوگون کو یاد کرتا ہے اور سوادِ وطن کا خیال کر کے قصد کرتا ہے کہ ان نہرون کے ذریعے سے اپنی خبر آباد دنیا تک پہونچائے۔ مگر وہان کا سین اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے اور بیتاب ہو کر پھر اُن کیفیتون کو دیکھنے لگتا ہے جو اُسے سامنے نظر آ رہی ہین۔ خودرو پھول مختلف رنگون کا نمونہ دکھا کر باغِ نیچر کی دلفریبیون کو بڑھا رہے ہین۔ طرح طرح کی جھاڑیان اور قسم قسم کے پودھے دُور تک جانیوالی نظر کو عجب دلچسپی کے ساتھ درمیان ہی مین روک لیتے ہین۔ آزاد طیور اُڑتے پھرتے ہین۔ اور وہ چوپائے چر رہے ہین جنھون نے آج تک سوئٹزرلینڈ کے پہاڑون مین بسنے والون کی طرح اپنی آزادی کو ہاتھ سے نہین کھویا ہے۔ یہ چوپائے اسلیے بےخوف سیر کرتے پھرتے ہین کہ انھین یہان شکاریون کا بھی ڈر نہین۔ مسافر نہایت ہی خودرفتہ ہو ہو کر ان کیفیتون کو دیکھ رہا ہے۔ اور خصوص یہ خیال کرتا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہان کسی کی حکومت نہین۔ اور وہ زمین ہے جسکا کوئی محصول لینے والا نہین۔ یہ سادگی کا سمان دل مین آزادی کا ایک جوش پیدا کرتا ہے اور وہ جوش جسقدر اس غیر آباد مقام سے مناسب ہے کسی مقام سے نہین۔ یہان جو چیز نظر آتی ہے آزاد ہوتی ہے۔ درخت بےتکلفی سے ہر مقام پر اُگ آتے ہین۔ باغبان نے کوئی ایسی حدین نہین قائم کی ہین جنکے باہر اُگنا دنیا کی ہوا کھاتے ہی اُنکا خاتمہ کر دے۔ چونکہ کسی قسم کی کاٹ چھانٹ نہین کیجاتی ہے اسلیے وہ بیساختگی کے ساتھ دستِ شوق کی طرح ٹہنیان پھیلا دیتے ہین۔ ٹھنڈی ہوا کے آزاد جھونکے پاک صاف چشمون سے تازگی کی کیفیت حاصل کرتے ہوے آتے ہین اور یہ ٹہنیان جھوم جاتی ہین۔ درختون کی یہ خوش آیندہ حرکت نازک دماغ طیور کو ناگوار گذرتی ہے۔ وہ اُڑ کر کسی اور مقام پر جا بیٹھتے ہین اور اپنے جانفزا نغمون کو اُن جھونکون کے ساتھ دامن کوہ مین پھیلا دیتے ہین۔ پہاڑ گونج اُٹھتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قدرتی فرشتہ اُن نغمہ سنج طیور کے ساتھ سُر ملا رہا ہے۔ یہ وہ سمان ہے جو خواہ مخواہ دل کو فریفتہ کر لیتا ہے۔ اور انسان اگر کبھی ایسی نمائش گاہِ فطرت مین پہونچ جاتا ہے تو بمشکل واپس آ سکتا ہے۔

تارون بھری رات مین کسی وسیع میدان مین جا کے کھڑے ہو جاؤ تو عجب سین نظر آئے۔ رات کے سیاہ آسمان مین چمکدار تارون کی روشنی بزمِ قدرت کی عجب پیاری بہار

Marfat.com

دکھایا کرتی ہے۔ اُسوقت کا آسمان اُسوقت کی زمین اُسوقت کے درختون مین دور دور پر شہابی رنگ کی روشنی کا کمائی دنیا۔ یہ ایسی چیزین ہین جن مین ایک خاص قسم کی دلچسپی ہے جو دُنیا مین اور کہین نہین نظر آ سکتی۔

خود انسان کے حالات کا اندازہ کرو تو وہ حالات جو تکلفات دنیاوی سے بالکل پاک ہین انتہا سے زیادہ دلفریب نظر آئینگے۔ وہ ابتدائی زمانہ جب نسل انسانی مین دنیاوی کارگریون کا زیادہ رواج نہین ہونے پایا تھا ایسا زمانہ تھا کہ تواریخ کے صفحات اُلٹ اُلٹ کر جب ہم اسپر غور کرتے ہین تو دل بے اختیار اُس زمانے کی باتون کا والہ وشیفتہ ہوجاتا ہے۔ اُن بیچارے لوگون کے پاس کچھ نہ تھا۔ قدرت کے تحفے یعنی درختون کے پھل اُنکی بے محنت غذا تھی ملے تو کچھ اسکی پروا بھی نہ تھی کہ ننگے ہین۔ اور جب کچھ خیال آیا تو درختون کے پتے ستر پوشی کا کام دینے لگے۔ ایک بسیط اور سادی زندگی تھی۔ نہ کوئی غم تھا نہ کچھ خوشی تھی۔ جہان غور و فکر کرکے دیکھیے ہین یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے پاس کچھ نہ تھا مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ ہمکو تو انپر حسد معلوم ہوتا ہے۔

وہ کوہ قاف کی دلربا پری یعنی سرکیشیا کی بھولی دوشیزہ لڑکی۔ جسنے دنیا سے بہت کم لطف اُٹھایا ہے۔ سادگی اُسکا لباس ہے اور پھول اُسکے زیور ہین۔ پہاڑ کے دامنون مین آزادی سے سیر کرتی پھرتی ہے۔ نہرون کے کنارے بیٹھکر ہاتھ مُنہ دھوتی ہے اور اُس حسن کو اُبھارتی ہے جسپر دنیاوی کارگری کے مصورون نے کبھی قلم نہیں لگایا ہے۔ اُسکا حُسن تکلفات سے بالکل پاک ہے۔ وہ اپنے دل مین اُن چیزون کی تمنا بھی نہین رکھتی جو بناوٹ سے تعلق رکھتی ہین۔ اسی سادگی نے اُسکے حُسن کو دنیا بھر مین مشہور کیا۔ عام خیالات اُسکی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور آخر اُسکو مجبور ہونا پڑا کہ اپنے آزادی کے مقام کو چھوڑ دے۔ نہایت حسرت کے ساتھ اُن پہاڑون اُن گھاٹیون اور اُن نہرون کو رخصت کرے۔ جسکے چند روز بعد وہی لڑکی امراے ترک اور روساے ایران کی محلسراؤن کو رونق دیتی ہے۔ جہان تھوڑی ہی مدت مین دنیاوی تکلفات اُسکے حُسن کے قدرتی جذبات کو خاک مین ملا دیتے ہین۔

ذرا مذاہب کی ہسٹری پر نظر ڈالو اور دیکھو۔ اُنکی ابتدا کس بے تکلفی کی خبر دیتی ہے۔ وہ قدیم زمانہ جب آرین عابد پہلے پہل ہندوستان مین آئے تھے۔ اور مہا ہندوستان

کا اگلا سین جب یہان ایک آزاد قوم آباد تھی اور پہاڑون کے دامنون مین اور دریاؤن کے کنارون پر شکار کھیلتی پھرتی تھی کیسا سادہ زمانہ تھا۔ نہ بناوٹ کے نمونے تھے۔ نہ تکلف کے کرشمے تھے۔ نہ آبادی کا نام تھا۔ نہ تمدن کا نشان تھا۔ بس ایک خدا کی مخلوق تھی جو اپنی بے تکلفی اور آزادی کے جوش مین خود اپنے بھی بھولی ہوئی تھی۔ عرب کی سادگی پر غور کرو تو سب سے زیادہ حیرت ہو۔ ریگستان۔ بے سبزے کے پہاڑ۔ کھجورون کے جھنڈ اور ببول کے جنگل۔ بس یہی ایک ہدیہ تھے جو خدا کی جانب سے اُس صحرا مین آنکلنے والون کے سامنے پیش کیے گئے تھے۔ اور خصوصًا وہ ابتدائی زمانہ جب پہلے پہل یہ ہدیہ اُس بیکس بچے والی عورت کے سامنے پیش کیا گیا تھا جسکو اُسکا شوہر اُس صحرا مین تنہا چھوڑ گیا تھا۔ بچے کی پیاس سے حیران ہوکر وہ عورت صفا و مروہ پہاڑیون پر "العطش العطش" کہتی ہوئی دوڑتی تھی اور پانی کو ڈھونڈتی تھی مگر نہین ملتا تھا۔ آخر وہ بچہ ریگ سے کھیل کھیل کر اور سنگستانی میدان پر گرگر کر بڑا ہوا اور اُس مشہور قوم اور مذہب کا بانی ہوا جو دنیا مین بہت مشہور ہے۔ یہ اُسی مقام کو ذکر ہے جہان اب مکہ آباد ہے۔ اسلام کی پرورش بالکل سادگی کی حالت اور نیچر کے بہت سادے منظر مین ہوئی۔ وہی قوم جسکے سفیر اور ایلچی اپنے سادے بے تکلف اور پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوے بے تکلف قیاصرہ کے دربار مین جاتے تھے اور ساسانیون کے تخت کی خبر لیتے تھے۔ عرب کی ابتدائی سادگی سب چیزون سے کچھ بڑھی ہوئی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہان کے لوگون کا جوش بھی سب سے بڑھا ہوا تھا۔ اُنکو اس سے قطعی نفرت تھی کہ دنیاوی زندگی و دولتمندی کے تکلفون سے خراب کیا جائے جبتک یہ خیال اُن مین قائم رہا وہ نہایت ہی قوی رہے اور دنیا بھر مین اُنکی دھاک بیٹھی رہی۔ مگر جس وقت سے اورون کی طرح اُن مین بھی تکلفات پیدا ہونا شروع ہوے وہ خراب ہوگئے۔ اُنکے جوش میں کمی آگئی اور اُنکی ترقی کی رفتار رُک گئی۔ اے خدا اُن مین پھر وہی سادگی کا جوش پیدا کر۔

دِہات کی زندگی

اے شہرون کے عالیشان محلون مین رہنے والو! تمھین نہین معلوم کہ دہات والے دنیا سے کیا لطف اُٹھاتے ہین۔ تم ایک منزلِ عشرت مین ہو۔ عالم کی نیرنگیان تمھاری نظر

Marfat.com

سے بہت کم گذرتی ہیں۔ جس مقام پر تم ہو وہاں صبح و شام کی مختلف کیفیتیں بھی اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھا سکتیں۔ خبر بھی نہیں ہوتی کہ آفتاب کب نکلا اور کب غروب ہوا۔ ہوا کس طرف کی چلی۔ اور کیا بہار دکھا گئی۔ مگر غریب دہات والے جنھیں تم نے اکثر ذلت کی نظر سے دیکھا ہوگا وہ ان امور کا ہر وقت اندازہ کرتے رہتے ہیں۔ ہر صبح اُنھیں ایک نیا لطف دکھاتی ہے اور ہر شام سے اُنھیں ایک نئی راحت نصیب ہوتی ہے۔

گاؤں کے جفاکش رہنے والے صبح ہونے سے پہلے ہی نیند کا پورا مزا اُٹھا چکتے ہیں۔ صبح کے تارے ہنوز جھلملانے بھی نہیں پاتے ہیں اور وہ اپنی رات کی ضروری راحت سے اُکتا چکتے ہیں۔ ایسے وقت میں نسیم سحر کے خوشگوار اور نازک جھونکے آتے ہیں اور بڑے ادب سے اُنھیں جگانے لگتے ہیں۔ اسوقت اُنکے ناز اور باد سحر کے نیاز دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ صبح کی ہوا نہایت شگفتگی کے ساتھ جگاتی ہے اور وہ نہیں جاگتے۔ صرف کروٹیں بدل بدل کے رہ جاتے ہیں۔ باد سحر یوں ہی اصرار کرتی ہوتی ہے کہ صبح کے نقیب مرغان سحر اُٹھتے ہیں۔ اور اُنھیں اُٹھاتے ہیں۔ غریب محنت پسند لوگ تازہ دم اُٹھ بیٹھتے ہیں۔ وقت کی کیفیتیں نہایت غور سے اور بڑے لطف کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ اُنکا پہلا کام ہوتا ہے کہ جھونپڑوں سے باہر نکلے۔ آسمان کو دیکھا جس میں تارے جھلملا رہے تھے۔ اُفق مشرق کی روشنی پر نظر ڈالی جو رات بھر کے چمکے ہوئے تاروں پر غالب آتی جاتی تھی۔ کچھ کچھ نمودار ہونیوالے درختوں کو دیکھا جن پر چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔ یہ سماں اپنی خوبیاں دکھا کر اُنھیں یہ یاد کرنے کو تھا کہ اُنھوں نے اپنے دن کے کام کو یاد کیا۔ آگے بڑھے اور رات کی دبی ہوئی آگ پر گری پڑی پتیاں جمع کرکے آگ جلائی۔ تاپ تاپ کے افسردہ ہاتھ پاؤں کو گرمایا۔ اسکے بعد پاس کے شکستہ جھونپڑے میں جا کے بیل کھولے۔ اور عین اُسوقت جبکہ آفتاب کی کھرمسی کھڑی کرنیں مشرقی کنارۂ آسمان سے اوپر کو چڑھتی نظر آتی تھیں۔ یہ لوگ لمبے لمبے ہلوں کو کندھے پر رکھ کر کھیت کی طرف روانہ ہوئے۔ کھیتوں کی مینڈوں پر جا رہے ہیں۔ اور زمین کی فیاضیوں کو کس مسرت اور خوشی کی نظر سے دیکھتے جاتے ہیں۔ ہرے بھرے کھیت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے لہرا رہے ہیں۔ نظر اس خوشگوار سبزے پر عجب لطف کے ساتھ کھیلتی ہوئی دور تک چلی جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے پودے جو خدا کے پاس سے دنیا والوں کی روزی لیکر آئے ہیں کس قدر شگفتہ اور بشاش نظر آتے ہیں۔ رات

Marfat.com

کا برقع اُڑھا کر آسمان نے اُنھین اور خوبصورت بنا دیا ہے۔ کیونکہ تارون کی چھاں مین اُن
انکی نازک اور چھوٹی پتیون پر شبنم کے موتی جھلک رہے ہین۔ ایک عالم جواہر ہے جس
جھلملاتے ہوے تارون کی شعاعین خدا جانے کیا کیفیت دکھا رہے ہین۔ گیا رہان کیا ہے
کسی رات کی بے تکلفی کا صدمہ اُٹھائے ہوے سراپا ندامت جو روش کا بسیجا ہوا چہرہ ہے
جسپر پسینے کی طرح شبنم کے قطرے ٹپک ٹپک کر گر رہے ہین۔ ان جفاکشون نے اُس
میدان کو نہایت شوق سے دیکھا جو اسوقت تو صرف اُنکی نظرون کو خوش کرتا ہے
اصل مین قدرت کے ہدیے اور نیچر کے تحفے ہر جاندار کو اُسی کی فیاضیون سے ملتے ہین۔ یہ
کھیتون پر پہونچکر اپنی غفلت پر نادم ہو گئے۔ کیونکہ اور لوگ ان سے بیشتر پہونچ چکے تھے۔
یہ سب لوگ تر و تازہ کھیتون مین منتشر ہو گئے۔ آفتاب کی کرنون نے جو ابر غ
سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہین کھیتون کی مینڈون پر اور کنوؤن کے کنارون پر انکا
ادا کیا۔ اب یہ لوگ اپنے کام مین اس قدر مصروف ہین کہ نیچر کے جذبات بھی اپنا اثر
نہین ڈال سکتے اور قدرت کی بہار بھی انکی دلفریبی کرنے سے عاجز ہے۔ وہ ہرا ہرا سبزہ
وہ سہانا سمان۔ وہ صبح کی بہار۔ وہ تر و تازہ ہوا۔ وہ اُجلی کرنین۔ ایسی چیزین
جنکا شوق اکثر منچلی طبیعت والون کو شہرون سے باہر کھینچ لیجایا کرتا ہے۔ اُنکو
ہی بار رہا ہے پر ایسی وحشت سوار ہوئی ہے کہ گھر سے دو دو۔ تین تین کوس تک نکل
گر یہ لوگ اپنے روزانہ کامون مین ایسے مصروف ہین کہ ان کیفیتون کو آنکھ اُٹھا کر
دیکھتے۔ زمین کی اُس استعداد کے بڑھانے مین دل و جان سے ساعی ہین جو دت
انکے لیے نہین تمام دنیا کے لیے مفید ہے۔ جان توڑ توڑ کر محنت کر رہے ہین۔ کم
کم قوت بیل جو شاید رزق رسانِ عالم کی فکر مین دُبلے ہو گئے ہین انکے ہاتھون کی کم
ہین اور زمین کو پیداوار کے قابل بناتے چلے جاتے ہین۔ اپنی محنت آسان کرنے
لیے یہ لوگ نہایت د... اک آواز مین کچھ گاتے جاتے ہین اور اُنکی آواز کھلے۔ ا
گونج گونج کر ایک نئی کیفیت پیدا کر لی جاتی ہے۔ کنوؤن کے کنارے والے پانی
زمین کو سیراب اور چھوٹے چھوٹے درختون کو زندہ کر رہے ہین۔ دیکھو وہ کس
اِس بات کے منتظر ہین کہ ڈول اوپر آئے اور اُنڈیلین اور جس وقت ڈول
مین آجاتا ہے کس جوش کے عالم مین چلا اُٹھتے ہین "اللہ دین" پانی انکی

Marfat.com

جسکی امید مین وہ آرزومند ہین کہ کبھی آسمان کو دیکھتے ہین اور کبھی کنوون کی طرف رُخ کرتے ہین - آفتاب پوری بلندی پر پہونچکر نیچے کی طرف مائل ہوتا ہے - اور جھکتے جھکتے افق غرب کے قریب پہونچتے وقت باغ عالم کی دلچسپیون سے رخصت ہونے کے خیال مین زرد پڑجاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آفتاب کی حالت اور وضع مین اختلاف ہوجاتے ہین مگر یہ نہ تھکنے والے اور دُھن کے پکے دہقان ایک ہی وضع اور ایک ہی صورت سے اپنا کام کیے جاتے ہین - نہ محنت انھیں تھکاتی ہے - نہ مشقت انھین ماندہ کرتی ہے - نہ دھوپ سے پریشان ہوتے ہین نہ کام کرنے سے اُکتاتے ہین - الغرض آفتاب غروب ہوتا ہے۔ دن ان سے رخصت ہوتا ہے - اور یہ شام کی دلفریب کیفیتون کا لطف بخوبی دیکھکر یہ اُمید لگا کے کہ کل کھیتون کو آج سے زیادہ تروتازہ پائین اپنے کھیتون سے رخصت ہوتے ہین۔ خوش خوش اُسی کچے اور کم حیثیت گھر مین آتے ہین جسے ہم نہایت ذلت کی نگاہ سے دیکھا کرتے ہین - بی بی تری کا کھانا اور فصل کے مناسب غذا انکے سامنے لاکے رکھدیتی ہے - اور یہ دل سے خدا کا شکریہ ادا کرکے کھاتے ہین اور دوسرے دن کی محنت کا خیال کرکے اپنے تئین جلد سلا دیتے ہین - یہ وہ وقت ہے جسوقت شہرون کے پہردن چڑھے تک سونیوالے سیرکا پنی شرمناک زندگی کے برے نمونے دکھانے کے لیے جاگتے ہوتے ہین - زاہد نماز عشا پڑھتے ہوچکا ہے - بیفکرے گپین اُڑا رہے ہین - شعرا مضمون آفرینی کی فکر مین ہین - امرا کے کھانے کا اہتمام ہوتا ہے - بچے کہانیان سن رہے ہین - طلبا کتاب پر جھکے ہوے ہین بیکس و بیاس بجھا رہے ہین جو کمبخت نہین بجھتی - سیہ کار بدکاری کی دُھن مین شہر کی سڑکین اور گلیان چھان رہا ہے - اور یہ جفاکش مجب میٹھی نیند مین غافل سوگئے ہین تاکہ تڑکے آنکھ کھلے - یہ چھیلا اطمینان اور یہ سچی آسایش بیشک رشک کے قابل ہے -

دہات کی کنواری لڑکی اپنے خیالات اور اپنے ارادون اور اپنے حرکات و سکنات غرض ہر حیثیت سے پاکدامن اور باعصمت ہے - اسکا حُسن اُسکی سادگی ہے - اُسکی خوبیان اُسکے کام کاج ہین - صبح کو اُٹھتے ہی وہ دھان کوٹنا شروع کرتی ہے اور گھربھر کی ضرورت کے موافق چاول تیار کرلیتی ہے - گیہون پھیوڑ کر آٹا دیتی ہے - اور بڑی شلفتگی اور خوشی کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹاتی ہے اوسکے اس امر کا روز موقع دیتی ہے کہ گھر کے آدمیون کے لیے کھانا پکائے - قدرت کا نمیتی اور سادہ یہ سیتی دودھ دہی معمولاً اُسے بافراط ملا کرتا ہے

اسے وہ بڑی مسرت کے ساتھ خدا کا شکر یہ ادا کرکے اپنی غذا مین شریک کرتی ہے۔ ہماری طرح اس دولت سے وہ خود غرضی نہین کرتی۔ بلکہ پڑوس والون کو اس مین شریک کرتی ہے۔ یہ کام اُسے اتنی بھی فرصت نہین دیتے کہ اپنے حسن کی قدر کرے۔ خدا نے اُسے جیسا حسن دیا ہے اُسکو ویسا ہی باقی رکھتی ہے۔ نہ دنیاوی تکلفات کی اُسے خبر ہے اور نہ اُنکو پسند کرتی ہے۔ کبھی کبھی سادہ اور بجد ازیور اُسکے حسن کے بڑھانے مین کام آجاتا ہے۔ مگر شہر کی طرحدار اور حسن فروش لڑکیون کی طرح اُسپر وہ کچھ غرور اور ناز نہین کرتی۔ اُنکو نظر مین اُسکے ہاتھ پانون اُسکے حسن عالم فریب سے زیادہ قیمتی ہین۔ وہ جانتی ہی نہین کہ ادا کیا چیز ہے اور غمزہ کسے کہتے ہین۔ اُسے خبر نہین کہ اُسکے حسن کا کیا اثر ہو سکتا ہے اور اُس سے کیونکر کام لے۔ اسی سبب سے وہ اپنے باپ کی خادمہ ہے۔ اپنی ماں کی فرمانبردار ہے۔ اپنے بھائیون کی مطیع ہے۔ اور ایک روز اپنے شوہر کی لونڈی ہو جائیگی۔ بے عصمتی کی اُسے ہوا بھی نہین لگی ہے۔ شہر کے سیہ کار بدمعاشون کی نظر سے اُسکا پیارا خوبصورت چہرہ چھپا ہوا ہے۔ بُری نظر سے دیکھنے والون کے جال مین وہ نہ پھنسی ہے اور نہ پھنسے گی۔ اُسے حسرت ہوتی ہے کہ شہر کی لڑکیاں کیون بدمعاشون کے پھندے مین پھنس جایا کرتی ہین۔ اپنے باپ کی طرح وہ بھی رات کو سویرے ہی سو رہتی ہے۔ اُسکے گھر مین ننھلانی یا اُس قسم کی ساتھ کی لڑکیان بھی نہین جنکی زبانی پیال پر لیٹ کے سوتے وقت وہ بدکاری کا جوش پیدا کرنیوالی حسن وعشق کی کہانیان سُناکرے وہ اپنی محنت کی داستان اپنے دل سے کہتی ہے اور آپ ہی سنتی ہے۔ اور چونکہ کل کے کامون کا خیال آجاتا ہے اسلیے لیٹتے ہی سو جاتی ہے۔ اُسکے پیارے نازک خوبصورت اور دنیا بھر سے زیادہ بھولے چہرے کی شگفتگی اور افسردگی فصل کی عمدگی اور خرابی پر منحصر ہے۔ فضول میلے اُسے خوش نہین کر سکتے۔ ناچ رنگ مین اُسکا دل نہین لگتا۔ گانا نہ خود جانتی ہے اور نہ کچھ اسکا ذوق ہے بلکہ اُسکو اور اُسکے گھر کو اُس روز بڑی خوشی ہوتی ہے جس روز نئی فصل کا تحفہ پُرانے مٹی کے برتنون مین اُسکے سامنے لاکے رکھا جائے۔

گانون عموماً قدرت کا سچا جلوہ گاہ ہوتا ہے۔ وہان کے سین اپنی سادگی اور اپنی دلفریب کیفیتون کے ساتھ انتہا سے زیادہ دلچسپ ہوتے ہین۔ اے شہر کے نازک خیال اور چابکدست کاریگرو وہان تمھاری صناعیون کی بالکل قدر نہین۔ وہان صرف قدرت کی کاریگری عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اور خدا کی فیاضیان بڑی فیاضی کے ساتھ پسند

کیجاتی ہین اور نہایت شوق سے بیجاتی ہین - اُنکی خوشی کا پیمانہ بہت چھوٹا اور تنگ ہے۔ وہ بہت تھوڑے مین خوش ہوجاتے ہین - اور ادنیٰ مسرت اُنکی دلفریبی کے لیے کافی ہوتی ہے وہ لہلہاتے ہوے سبزہ زار جنھین وہ روز صبح و شام کو آتے جاتے وقت دیکھا کرتے ہین اُنکے مسرور کردینے کے لیے بہت ہین - وہ تروتازہ کھیت جن سے زیادہ پیداوار کی امید ہے انکی خوشی کو اعتدال سے زیادہ بڑھا دیا کرتے ہین۔

دیہات کا چودھری اگرچہ اُسکی حکومت چند کچے اور ٹوٹے پھوٹے مکانون اور ایک وسیع میدان پر محدود ہے مگر اپنے حلقے کا پورا بادشاہ ہے۔ اُسکے آگے وہان کی مختصر آبادی مین ہر ایک کا سر جھک جاتا ہے۔ اُسکے راج کو ہر شخص بلا عذر تسلیم کرلیتا ہے۔ اُسکے فیصلون کا کہین اپیل بھی نہین ہوتا - مگر باوجود اس حکومت کے دیکھو وہ کس بے تکلفی سے اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا ہے۔ دنیاوی پُر تکلف فرش کی ضرورت نہین - میز کرسی کو وہ ناپسند کرتا ہے [illegible]ت کے سادے فرش اور خدا کی زمین پر اُسکا دربار لگا ہوا ہے - وہ اپنے ماتحتون کو اپنے [illegible]بے کے قریب ہی سمجھتا ہے اسی لیے نہ وہ کسی ممتاز مقام پر بیٹھتا ہے اور نہ گانون والے کسی [illegible]ت کی جگہ پر ہین - بس یہ حالت ہے کہ اگر عزت ہے تو سب کی اور اگر ذلت ہے تو سب کی۔ [illegible]کے گھر مین بھی وہی سامان اور وہی فرنیچر ہے جو اُسکے ماتحتون کے گھر مین ہے - پیال اُسکا [illegible] اور آرام دہ بچھونا ہے۔ کچی گرم صاف اور لیپی ہوئی کوٹھریان اُسکی خوابگاہ اور ہال ہین [illegible]کش اور گرہست ہو بیٹیون کے ہاتھ پانون اُسکے خادم ہین - کوٹھیون مین بھرا ہوا [illegible] اُسکی دولت ہے - چند دُبلے اور لاغر مویشی اُسکا قیمتی سرمایہ ہین۔ ایک کم حیثیت مکان [illegible]کی کوٹھی ہے۔ اور گرد کے کھیت اور آس پاس کا سبزہ زار اُسکا جانفزا باغ ہے۔

گانون والون کی یہ بات کس قدر قابل حسد ہے کہ وہ ایک سادی اور بسیط حالت [illegible]ہین۔ اُنکی کفایت شعاری کی زندگی کس صفائی اور اطمینان سے گذرتی ہے۔ اُنکی فکرین ہمارے مقابل مین بہت کم ہین - وہ ہمارے روپے پیسے کے بھی محتاج نہین - ہمارا سکہ بھی اُن مین بہت کم مروج ہے - چونکہ اُنکی نظر ہر وقت رزاق مطلق کی طرف لگی رہتی ہے اسلیے وہ خدا کی بے واسطہ نیا معتون ہی سے سکے کا کام بھی نکال لیتے ہین - غلہ اور اناج اُنکا سکہ ہے - دنیا کی ہر چیز جو اُنکی ضرورتین رفع کرسکتی ہو غلہ کے عوض مین اُنکو بآسانی اور بکفایت مل سکتی ہے۔

Marfat.com

غریب دہاتیوں کی یہ بات اس قابل ہے کہ ہم اُن سے ایک بکار آمد سبق لیں - وہ یہ کہ اُن میں پورا اتفاق ہے - وہ ایک ایسے گوتے ہیں پڑے ہیں کہ گورنمنٹ بھی اُنکی زیادہ حمایت نہیں کر سکتی - اور اُنکے دشمنوں کے مقابل میں اُنھیں قوی نہیں بنا سکتی - مگر اتفاق اُنکی قوت ہے اور باہمی ہمدردی اُنکا ہتھیار ہے - افلاس اور آفاتِ سماوی بھی کبھی اُنکے دشمن ہو جاتے ہیں - مگر وہ اسی ہتھیار کو لیکے اُٹھتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں - کھیتوں میں پانی پہونچانے وقت وہ باہم ایکدوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں - کھیتوں میں بیج ڈالتے وقت وہ ایکدوسرے کو غلہ قرض دیتے رہتے ہیں -

اور سب سے بڑی یہ بات ہے کہ ایک عالم کی فکر اپنے سر لیتے ہیں - اور دنیا بھر کے لیے خود مصیبت میں پھنستے ہیں - ہم بیکار ہیں اور اپنی اغراض اور بقاے زندگی کے اسباب کو بھولے ہوے ہیں مگر ہماری طرف سے اس کام کو وہ پورا کرتے ہیں - اِس جانکشی کے انعام میں خدا کی طرف سے اُنھیں جو کچھ ملتا ہے اُس میں سے خود بہت کم لیتے ہیں اور سب ہمارے حوالے کر دیتے ہیں - ایک کسان کی زندگی پر غور کرو اور اُسکی سالانہ محنت و مشقت کا اندازہ کرو کہ کس طرح جان توڑ توڑ کر اور اپنے تئین مٹا مٹا کر جانکشی پر تلا رہتا ہے - اور اسکے بعد یہ غور کرو کہ وہ کس لیے اس مصیبت میں پڑتا ہے تو معلوم ہو کہ وہ دنیا کا کتنا بڑا ہمدرد ہے اور حُبِّ ملک کس قدر اُسکے مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے - بیشک وہ ساری دنیا کے لیے محنت کرتا ہے - اور اُس سے زیادہ نوعِ انسانی کا دوست دنیا بھر میں نہ ملے گا -

اے ہمدردی قومی کا لفظ بار بار زبان پر لانے والو - اگر اپنی کوششوں کا کچھ نتیجہ دیکھنا چاہتے ہو تو ان غریب جفاکش دہقانوں کی پیروی کرو - قوم کی کھیتی روز بروز کمھلاتی جاتی ہے اور چند روز میں بالکل سوکھ جائیگی - تمھارا فرض ہے کہ جلدی اُٹھو اور جس طرح ہو سکے اپنی راحت بیچ بیچ کر ان کھیتوں میں پانی پہونچاؤ - اسلامی کھیت کے پودے یعنی موجودہ نسل ابھی نہ سنبھلی تو کہیں کے نہ رہوگے -

آہ

دل سے نکلی اور دل ہی میں جا کے ٹھہری - دل کا بخار اسے باہر نکالتا

دل ہی کے جذبات اسے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں - اس میں وہ اثر ہے کہ مظلوم کی صورت دیکھنے کی نوبت نہیں آئی اور دل بےچین ہوگیا - پڑوس میں کسی طرف سے آہ کی پُردرد آواز آئی اور کلیجا ہاتھوں سے تھام لیا - خوشی ہے - مزے ہیں - صحبتِ احباب ہے - پریوشوں کی مہانداری ہے - سب کچھ ہے - مگر یہ ظالم لفظ سُنا اور چہروں پر افسردگی سی چھا گئی - اُف - قیامت کی تاثیر ہے - مجال کیا کہ سُنیں اور ضبط کیے بیٹھے رہیں - کان میں آواز آنے اور بیتاب نہ ہو جائیں - خصوصاً نرم و نازک دلوں پر تو یہ لفظ ستم ہی کر جاتا ہے - خدا کی قسم دل قابو میں نہیں رہتا - کچھ ایسی مایوسی اور بیکسی آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے کہ زندگی اجیرن معلوم ہونے لگتی ہے - سارا کارخانہ عشرت درہم برہم ہو جاتا ہے -

واقعی دنیا میں یہی ایک لفظ ہے جسکے اثر کو جادو کہیے - اعجاز کہیے - جو کچھ کہیے بجا ہے - ہمیں تو حیرت ہو جاتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ کیسے کیسے دلی جذبات اور طبعی جوش اس ایک لفظ کی آواز آتے ہی یک بیک بیٹھ کے رہ جاتے ہیں - کسی کام میں کتنے ہی مصروف ہوں یہ ظالم آواز آئی اور بے اختیار جی چاہا کہ ع " میں بھی اسکو جواب لادوں " باپ بچے کو پیار کر رہا ہے - اور بچہ بھی کون ؟ جو اکیلا ہے - جس نے خود غرضی کے ملے باپ ماں کی ساری آرزوئیں ایک اپنی ہی ننھی سی جان میں بھرلی ہیں - اندازہ کیجیے کہ وہ کتنا بڑا جوش محبت تھا جسے یہ آرزومند باپ اسوقت خرچ کر رہا تھا - مگر خدا جانے کس ظالم نے دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر ایک آہ کھینچ دی کہ غریب بے تحاشا چونک پڑا - دل دھڑکنے لگا - آنسو بھر آئے اور گھبرا گھبرا کے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا - پیار کرنا تو درکنار بچے کی صورت دیکھنا بھی بھول گیا - ایک ایک کی صورت دیکھتا ہے اور درد بھری آواز سے کہتا ہے بھئی کون تھا ؟ کس قدر پُردرد آواز تھی !

چند انتہا سے زیادہ زندہ دل اور بذلہ سنجوں کے عاشق محفل احباب میں بیٹھے لطف صحبت اُٹھا رہے ہیں - صحبت بھی کیسی ؟ جس میں فکر کسی طرح پھٹکنے نہیں پاتی - ہر ایک تُلا ہوا ہے کہ جس طرح ممکن ہو بیفکر یوں ہی میں وقت کٹے - اگر کسی کی زبان سے کوئی تذکرۂ غم چھڑ بھی جاتا ہے تو بے توجہیوں سے ٹال دیا جاتا ہے - نہ کوئی غم ہے - نہ کچھ الم ہے نہ بیوفائی کا شکوہ ہے - نہ یار کا گلہ ہے - نہ اظہار مصیبت ہے - نہ زمانے کی شکایت ہے - جو ہے مسرت کے نشے میں ڈوبا ہوا ہے - ناگہاں کسی طرف سے آہ کی ایک دلخراش آواز آئی

Marfat.com

اور سب عجب حسرتمندی کے ساتھ خاموش ہو گئے۔ نہ وہ چہچہے رہے۔ نہ وہ قہقہے رہے۔ باہم ایک دوسرے کی صورت دیکھ رہے ہین۔ اور آنکھون آنکھون مین ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہین کہ "کسی پر کیا گذر گئی؟"

وہ غربت زدہ مدتون کے بعد ابھی گھر مین آیا ہے۔ یاران وطن گھیرے بیٹھے ہین۔ باہم ملنے جلنے سے فراغت ہو چکی۔ اب ہر طرف سے اظہار مسرت ہو رہا ہے۔ لوگ اسکی صورت دیکھ دیکھ کے خوش ہو رہے ہین۔ اور وہ ایک ایک پر نظر ڈال کر مسرور ہو رہا ہے۔ جوش مسرت اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ کوئی اتنا بھی نہین پوچھتا ہے کہ سفر مین کیا کیا دیکھا؟ کہان کہان گئے؟ کس کس جگہ کی سیر کی؟ کن کن مصیبتون سے سابقہ پڑا؟ کیسی کیسی جھیلی؟ مزاج پرسی مین بھی ہر طرف سے آواز آتی ہے کہ خیریت ہے؟ شور مبارکباد سے کان بہرے ہوے جاتے ہین۔ خوشی کا یہ عالم تھا کہ ناگہان قریب ہی سے آہ کی صدائے جانگداز آئی اور سب بیقرار ہو گئے کلیجون مین ناسور پڑ گئے۔ اور دل تڑپ گئے۔ بیچارہ جسنے ہزارون تمناؤن کے بعد ابھی ابھی صورت وطن دیکھی تھی۔ بیتاب ہو کے کہ اُٹھا "ہائے۔ یہ آواز تو کہین جنگل مین سنی تھی!"

اُس دلدادۂ یار کو دیکھو جس نے خدا جانے کتنی وعدہ خلافیون کے بعد آج صورت یار دیکھی ہے۔ جو کلیجا برسون تڑپا کیا تھا اور جو دل مدتون دھڑکا کیا تھا آج ٹھہرا ہے۔ اس قدر ہجوم شوق ہے کہ غور کر کر کے اور سنبھل سنبھل کے صورت جانان دیکھتا ہے مگر جب نظر پڑتی ہے اُسکی دانست مین اُدچھی ہی ہوتی ہے۔ کسی طرح تسلی نہین ہوتی۔ جی نہین بھرتا کوئی اُسی سے پوچھے کہ اس تھوڑی سی مدت وصال مین پوری کرنے کے لیے کتنی تمنائین اور کتنی آرزوئین دل مین لیے بیٹھا ہے۔ اس بے صبر عاشق کا کسی اور طرف متوجہ ہونا کس قدر حیرتناک واقعہ ہے۔ مگر زیر دیوار کسی دل جلے نے زور سے سینہ پکڑ کے اور سارے جوش الم کو اکٹھا کر کے ایک پُرسوز آہ کھینچی۔ اُف۔ مار ڈالا ظالم نے۔ غضب کر دیا۔ حور وش معشوقہ کے شیشۂ دل مین ایک ٹھیس لگی۔ پیارے نازک چہرے پر گھبراہٹ اور خوف کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ نظر فریب رنگ جو آرزومندون کی تمنائین پوری کر کے اُڑا کرتا تھا یون ہی اُڑ گیا۔ اور یہ نہ پوچھو کہ عاشق بیدل پر کیا گذری۔ اُسے اپنا ہجران زدگی کا زمانہ یاد آ گیا معشوقۂ پری جمال کی طرف دیکھ کے کس بیکسی اور بیتابی سے کہ اُٹھا "ہائے۔ کبھی ہم بھی یون ہی آہین کھینچا کرتے تھے۔" مگر وہ راز و نیاز تشریف لیگئے۔ اب دونون اس آہ کھینچنے والے

Marfat.com

کے حال پر ترس کھا کھا کر افسوس کر رہے ہیں۔

اب آپ ہی بتائیے کہ یہ اعجاز نہیں تو اور کیا ہے۔ کن کن بے خودیوں کے عالم میں اور کیسی کیسی از خود رفتگیوں کی حالت میں یہ آواز آئی ہے اور تڑپا گئی ہے۔ محبت پدری کا کہیں پتہ نہ لگا۔ محبتِ احباب پر اُداسی چھا گئی۔ حب وطن خاک میں مل گئی۔ عشق کا جوش بدنامی کے قریب پہونچے ہوئے نوجوان اور شریف بیکسوں کے نشے کی طرح ہرن ہو گیا۔ اب اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ واقعی آہ وہ ظالم چیز ہے کہ اسکی نسبت ہمیشہ ہی دعا کرتے رہتے ہیں خدا نہ سنوائے۔ مگر پھر بھی کبھی ہماری ہی زبان سے نکلجاتی ہے۔ اور لطف یہ کہ ہمارے دل کی آگ نہ بجھی اور بیچارے سننے والوں کے دل پر کڑی گذر گئی۔ وہ تلملا کے رہ گئے اور ہم جیسے تھے ویسے ہی ہیں۔ کاش آہ کھینچنے والوں کو معلوم ہو جایا کرتا کہ اُنکی آہ کشی سے سننے والوں پر کیا اثر پڑجاتا ہے۔

آہ کی دلخراش آوازیں جگر میں ناسور ڈال دینے کی تاثیر کے علاوہ ایک خاص قسم کی وحشت کا اثر ہے کہ کیسا ہی جوشِ محبت کا وقت ہو اور طبیعت کسی سے کیسی ہی مانوس رہی ہو۔ آہ کی آواز آئی اور ہر طرف بیکسی چھا گئی۔ اُس محبت اور اُنس کا کوسوں پتہ نہیں۔ ہائے بڑی بڑی اُلفتوں کو اس آہ نے خاک میں ملا دیا ہے۔ اور بڑے بڑے دلدادہ عاشقوں پر اس آہ نے ظلم کیا ہے؟ خیال کرو کہ کن کن موقعوں پر اس ظالم آہ نے اُن کا دل دکھایا ہے۔ بلکہ ایسی وحشت سوار ہوئی ہے کہ بیچارے وصال یار کا مزہ بھول گئے ہیں۔

اسی وحشت کی وجہ سے آہ کو سنسان جنگلوں اور غیر آباد بیابانوں کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے۔ اکثر موثر آہ کی آوازیں اُنھیں پُر وحشت صحراؤں میں آیا کرتی ہیں جہاں کوئی سننے والا نہیں ہوتا۔ وہاں کے سین میں اس آواز کا اثر دوبالا ہو جایا کرتا ہے کھلے ہوئے میدان میں ہر آواز کا قاعدہ ہے کہ گونج اُٹھتی ہے اور یہ آواز اپنی مناسبت کی وجہ سے اور زیادہ گونجتی ہے۔ کسی ہمدرد کو ڈھونڈھتی ہوئی دُور تک جاتی ہے اور اگر کوئی مل گیا تو اُسکے دل میں ایک زخم ڈال کر واپس آتی ہے۔ خانمان برباد جو دشت وحشت سے واپس آتے ہیں آوارہ گرد جو مدتوں کے بعد صورت وطن دیکھتے ہیں اُنھیں دیکھا ہے تو بیقرار و مضطر ہی پایا ہے۔ کیوں؟ اسلیے کہ اُنھوں نے اپنی غریبی اور پیادہ پائی کے سفر میں

Marfat.com

دلخراش آہین سُن لی ہین جو صحراے وحشت کے سین مین ایک اثر پیدا کرتی رہتی ہین۔ اور جو بہت زیادہ موثر ہوا کرتی ہین۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم اُن آہون کی تاثیر سے بالکل ناواقف ہین۔ ہمارے دل پر کبھی کوئی ایسا اثر نہین پڑا جسکو ہم اُس سے تشبیہ دین۔ ہان کسی قدر لگاؤ ہے تو اُن کم اثر آہون ہی کو ہے جن کی آواز کبھی کبھی ہمارے کانون تک پہونچ جایا کرتی ہے۔ اور ایک دفعہ کی بیتابی کا مزا اُٹھا کے مدتون ہم اُن آہون کو یاد کیا کرتے ہین یتیم کے زار زار اور بلک بلک کے رونے کی صدا اور جوان مرگ شوہر کی لاش پر کمسن بیوہ کا بین اور اُسکی پُردرد صدا بہت کم ایسے ہین جنھون نے نہ سُنی ہو۔ جنھون نے ان آوازون کو سُنا ہے کچھ وہی کچھ سکتے ہین کہ وہ پُراثر آہین جن سے سنسان بیابانون کا سکوت ٹوٹتا ہے کسقدر موثر ہوسکتی ہین۔ جو کچھ ہو۔ یہ آہ ہے موثر چیز۔ اور وہ بہت اچھے ہین جنکو سُننے کا اتفاق نہین ہوا۔ اور ہم بھی یہی دعا کرتے ہین کہ خدا نہ سُنوائے۔ حقیقت مین آہ جگر خراش بڑی ظالم چیز ہے۔ ایسی ظالم۔ کہ اسکا ایک دفعہ کا اثر مدتون چین نہین لینے دیتا۔

غریب کا چراغ

[illegible] شروع　　[illegible] ختم

ہاے دیکھو کس طرح ٹمٹما ٹمٹما کے جل رہا ہے۔ اسکی مند روشنی یا تو پرانے جھونپڑون کی پھونس کی چھت اور چٹائیون اور ٹٹیون پر پڑتی ہے۔ بس بعینہ جس طرح ٹوٹے پھوٹے کھنڈرون مین مسلمانون کا اقبال چمک رہا ہے۔ اور یا اُن کھلے میدانون مین جنپر ہمارے میدان آرزو کی طرح سناٹا چھایا ہوا ہے۔ اُن میدانون مین جگنوؤن کے مثل یہ چراغ دور پر جھلملاتا نظر آتا ہے۔ اور عجب حسرت بھرے جذب سے بھٹک کر جا نکلنے والون کو اپنی طرف کھینچتا ہے! اے نئی روشنی کے جگمگاتے ہوے لیمپون کے گرد بیٹھنے والو! تمھین اس چراغ کی قدر نہ ہوگی مگر ہمارے یہ بے تکلف چراغ جسکی قدر کچھ اگلون ہی کو خوب تھی تمھاری تیز روشنی والے لیمپون سے کہین زیادہ مفید ہے۔ اسکے دونون سین دیکھنے کے قابل ہین۔

اُس جھونپڑے کو دیکھتے ہو؟ کتنا مختصر ہے! بنانے والے نے اپنے سرچھپر کا احسان لینے مین بھی بڑی بے پروائی کی ہے۔ کیونکہ اگرچہ چارون طرف بہت جگہ خالی پڑی ہوئی ہے مگر وہ زمین کا بہت ہی تھوڑا حصہ اپنے استعمال مین لایا ہے۔ ایک چراغ اندر ٹمٹما رہا ہے اور ٹٹیون کی درزون سے اُسکی زرد زرد روشنی نکلتی ہے۔ اور باہر کی اونچی نیچی غیر مسطح

زمین پر ایک سنہرے سینکیے کی وضع بنا دیتی ہے - یہ روشنی اس قدر ہلکی ماند اور دھیمی ہے کہ موسم سرما کا کہرا بہت نزدیک ہی اسکا اثر مٹا دیتا ہے - اندر ایک چھوٹا سا خاندان زندگی بسر کر رہا ہے - جھونپڑے کا مالک یا اس خاندان کا جفاکش بادشاہ بیٹھا حقہ پی رہا ہے۔ اپنا فرض ادا کر چکنے کی خوشی دنیا کی سب خوشیون سے بڑھی ہوتی ہے - وہی خوشی ایک دل کو روشن کر دینے والے نور کے مثل اُسکے چہرے پر ٹپک رہی ہے - چار برس کا ناسمجھ بچہ دن بھر کے بعد اپنے باپ سے ملا ہے اور اس شوق سے اُسکی گود مین بیٹھا ہے کہ کھیلتے کھیلتے جب پاؤن آگے بڑھ آتا ہے تو یک بیک پیچھے کھسک کے اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے - چھ برس کی بھولی معصوم لڑکی سامنے بیٹھی ہے اور جہان اپنے چھوٹے بھائی کی باتون سے خوش ہو رہی ہے وہان اُسپر حسد بھی کر رہی ہے کہ ابا کی گود مین بیٹھا ہے - یہ دونون بچے اپنی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی باتون سے اُسکے دن بھر کے تھکے اور مضمحل دل کو بہلا رہے ہین - اور وہ انکی بھولے پن کی حرکتون مین اس دلچسپی سے غرق ہے کہ زندگی بھر کی فکرین بھولی جاتی ہین - اور ان سب پر طرہ یہ ہے کہ ٹمٹماتے ہوے چراغ کی دھندلی روشنی ننھے بچے کے خوش خوش اور باپ کی صورت کی عاشق لڑکی کے بھولے اور باپ کے مطمئن چہرون پر پڑ رہی ہے۔

یہان سے تھوڑی دور ہٹ کر لڑکون کی مان اُسی چراغ کے آگے ایک پھٹی چادر اوڑھے اپنے دوپٹے مین پیوند لگا رہی ہے - اُسکے برابر ہی بڑی کنواری لڑکی ٹوپی کاڑھ رہی ہے یہ ٹوپیان ایک شہر کے ٹھیکے دار کی معرفت کاڑھنے کو ملا کرتی ہین - اور انکی اجرت جو ہماری نظر مین نہایت حقیر ہے اس خاندان کی روزی کا ایک حصہ ہوا کرتی ہے - جھونپڑا بہت تنگ ہے - ہوا بہت رُک رُک کے آتی ہے - سامان بہت ادنیٰ حیثیت کا ہے - رہنے والے غریب اور چھوٹی قسمت کے لوگ ہین - اور ایسے ہین کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ فکرین جن پر ہم توجہ بھی نہین کرتے انکے دلون پر بڑا اثر ڈال دیا کرتی ہین - مگر یہ زرد زرد شعاعون کا چراغ ان سب کے چہرون کو نہایت شگفتہ - تازہ اور بشاش دکھاتا ہے - ننھے بچے کی ناسمجھی کی باتین - منجھلی لڑکی کا بھولا اور پیارا دلفریب چہرہ جسپر بےفکری کے علاوہ سادگی کا رونق بھی پھیرا ہوا ہے - بڑی لڑکی کا ایک متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اپنے کام مین مشغول ہونا - اور اُسکی نیچے کو جھکی ہوئی حسین اور عصمت شعار آنکھین - باپ کا اطمینان اور بچون کی باتون سے خوش ہو ہو کے ہنسنا - مان کا اپنی غریبی کے لباس کا درست کرنا اور

Marfat.com

کفایت شعاری کے اصول کو بغیر کسی قسم کی افسردہ دلی کے برتنا۔ یہ سب ایسی دلفریب و دلربا اور قیمتی چیزین ہین کہ اعلیٰ سوسائٹی اور رئیس پارٹی کے بڑے بڑے محل اور اونچی اونچی کوٹھیاں چھان ڈالو کہین نہ نظر آئین گی۔ مومی بتیون کی نفیس اور خوشگوار کرنون مین۔ عمدہ عمدہ قیمتی ولایتی لیمپون کی آنکھون کی چوندھیا دینے والی شعاعون مین یہ سین کبھی نہ نظر پڑے گا۔ ہاں اس قسم کے سین نظر آئین گے تو اسی دیسی چراغ کی مٹی مٹی روشنی اور زرد زرد شعاعون مین

پہلا سین تو دیکھا اب دوسرے سین کی بھی سیر کر لو۔ اُس میدان مین دیکھو ایک چراغ ٹمٹما رہا ہے۔ ہوا آہستہ آہستہ چلتی ہے اور اُسکی لو کو زیر و زبر کر رہی ہے۔ چراغ گویا گل ہو ہو کے روشن ہوتا ہے اور روشنی مٹ مٹ کے نمودار ہوتی ہے۔ دُور سے دیکھنے والا مسافر کبھی جگنو سمجھ کے مایوس ہو جاتا ہے۔ اور کبھی غول کا خیال کر کے ڈرنے لگتا ہے۔ مگر باوجود ان سب باتون کے وہ ڈر ڈر کے قدم اُٹھاتا ہے اور اسی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔

چراغ کی روشنی کبھی اپنی سیلی کرنین آس پاس کے درختون تک بڑھا دیتی ہے۔ اُنکے ہوا سے ہلتے ہوے پتون پر یہ کرنین سیکڑون جگنوے چمکا دیتی ہین۔ اور پھر یکبیک یہ روشنی غائب ہو جاتی ہے اور جنگل کا سناٹا اپنی معمولی خموشی اور تاریکی کی حالت پر آ رہتا ہے۔ زیادہ آگے بڑھ کر مویشیون خصوصاً بکریون کی آوازین سنتا ہے اور اُسکے دل کے خیالات اور شکوک یکایک غائب ہو جاتے ہین۔ اب وہ زیادہ آرزومند ہو کے تیز چلنے لگتا ہے اور اُس کم حیثیت جھلملاتے ہوے چراغ کے پاس پہونچتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ ایک ٹٹی دو لکڑیون کے سہارے پر ترچھی کھڑی ہے اور اُسکے نیچے کوئی ایسا شخص بیٹھا ہے جسنے دنیا کی ساری خوشیون اور تمناؤن کو لات مار کے اپنے سامنے سے ہٹا دیا ہے۔ کچھ بکریان اور بھیڑین سامنے روشنی کے رُخ پر اطمینان سے بیٹھی جگالی کر رہی ہین جنکے منہ کی حرکت سے دھندلی روشنی مین ہر وقت اپنے کام مین مشغول رہنے اور نیز اطمینان اور بے فکری سے زندگی بسر کرنے کا عجب طرح سے پتہ لگتا ہے۔ اس سے پیشتر مسافر صرف جانورون کی آواز سنتا تھا اب ان بے زبان جانورون کے جگالی کرنے کی آواز بھی سنتا ہے۔ یہان کی ساری رونق اصل مین پوچھو تو صرف اُس ٹمٹماتے ہوے چراغ سے ہے جو ایک آوارہ گرد کو دور سے کھینچ لایا ہے۔ مسافر کی چاپ پا کر وہ شخص اسکی طرف متوجہ ہوا اور دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس غریب۔ اس بے سروسامانی مین اور اس چراغ کی تاریکی مین

Marfat.com

روشنی مین اس شخص نے مسرت کھڑے ہوکر خلق و مروت کی وہ ادا دکھادی جو شاید دنیا مین اور کہین نہ نظر آتی - مسافر نے سلام کیا - اور دل مین اس قدر جوش مسرت پیدا ہوا کہ نہ ضبط ہو سکا خود ہی دوڑ کے لپٹ بھی گیا -

اب اُس ٹیڑھی ٹٹی کے نیچے بیچ مین وہی چراغ جل رہا ہے جسے ہمنے غریب کا چراغ کہا - ایک طرف میزبان بیٹھا شگفتہ ہو ہو کے احوال پوچھ رہا ہے - اور دوسری طرف بیٹھا ان ذلت کے سامانون کی دلفریبیون کو گھبرا گھبرا کے دیکھ رہا ہے - چراغ کی روشنی دو چہرون پر پڑ رہی ہے جن مین دونون بشاش ہین - ایک کو ہم جنس ملا ہے اور قومی ہمدردی کا جوش اُسے خوش کر رہا ہے - دوسرے کو پناہ اور آرام کی جگہ ملی ہے اور میزبان کے بے تکلفانہ اخلاق اُسے مسرور بنا رہے ہین - اے دنیا کو غور سے دیکھنے والو! انصاف تمھارے ہی ہاتھ ہے - بھلا کبھی کسی شمع اور کسی لیمپ کی روشنی بھی ایسے دو راستباز اور صاف دل دوستون کے چہرون پر پڑی ہوگی؟ کبھی نہین - وہان تکلف کی راہ سے جس طرح چہرے زبردستی ضرورت سے زیادہ پُر تکلف اور خلیق بنائے جاتے ہین اُسی طرح مسرت دکھانے کے لیے وہان کے چراغون کی روشنی بھی بہت تیز ہوتی ہے -

غریب کا کم حیثیت چراغ دیکھنے مین تو بہت ذلیل ہے مگر اصل مین دیکھو تو یہی چراغ ہے جو پہلے پہل تہذیب کے راستون مین روشن کیا گیا - اسی کی مدد سے تمام وہ جگمگاتی ہوئی روشنیان ظاہر ہوئین جن کی جگمگاتی ہوئی کرنین آج نظرون کو جھپکائے دیتی ہین - تمھین اسکا صحیح اندازہ کرنا ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اگلی دنیا مین چلے جاؤ اور گذرے ہوے زمانے پر خیال کرو - تاریخین تمھین سہولت پہونچا دین گی - دُنیا کے سب سے پہلے دربارون کو دیکھو گے تو شاہی تختون کے آگے بھی یہی چراغ نظر آجائیگا - تاج سلطنت کے جواہر بھی اسی چراغ کی دُھندلی روشنی مین جھلکتے دکھائی دین گے - ذرا اور ادھر ہٹو گے تو تکلف پرستی (افراط پسندی) نے اس چراغ کو حقیر سمجھ کے دربارون سے تو نکلوا دیا ہوگا - کیونکہ مومی اور کافوری شمعون کی روشنی کے ہوتے ہوے دولتمند لوگ بھلا اسے کیون پسند کرنے لگے تھے - مگر ہان بڑے بڑے نامور فلسفیون کے دماغ اور بڑے بڑے نازک خیالون کے دل اسی چراغ کے آگے بیٹھے غور کر رہے ہونگے - سقراط و افلاطون اور اسلام کے بڑے بڑے نامور فلسفیون کے نازک افکار بھی اسی چراغ کی شعاعین پہونچ سکی ہونگی جو وہان جھونپڑے کی رونق تھا - اور وہان

Marfat.com

صحرائے وحشتناک کے پُرحسرت سین مین ایک کیفیت پیدا کر رہا تھا۔

وہ مقبرے کتابین اور وہ قدامت کے منتخب کارنامے جو زمانے کی امانت داری مین رکھ کر ہم تک پہونچے ہین۔ جن کو فلسفی اپنے ایمان سے کم نہین جانتے۔ اور عقلمندون کی دنیا جنکی ہمیشہ تعظیم کرتی آئی اور کرتی ہوگی۔ سب کے سب انھین ٹمٹماتے ہوے مہین بتی کے چراغون کے سامنے لکھے گئے ہین جنھین آج اپنے بیہودہ غرور کی بدولت ہمنے اپنے گھرون سے نکالدیا۔

اصل مین یہ عمدہ عمدہ شمعین جن سے آجکل کی نکھری ہوئی صحبتون کی رونق ہے اور یہ جگمگاتے ہوے لمپ جنکی شعاعین الکٹرفیشن ایل میسون اور لیڈیون کے گلابی رخسارون ہی پر پڑتی ہین لکژریز (عشرت پسندی) کا بہت پُرخوف اور بُرا نمونہ ہین۔ لکژری سے انھین کچھ ایسا لزوم ہو گیا ہے کہ جہان لکژری ہے وہان یہ بھی ضرور ہین اور جہان یہ نہین وہان لکژری بھی نہین۔ عشرت پسند اپنی قدیم آرزوئین پوری کر رہے ہین۔ قسمت انھین کامیاب کر رہی ہے۔ اگر اُنھون نے غریب دیسی ٹمٹماتے چراغ کا ساتھ چھوڑا تو چھوڑنے دو۔ کیونکہ وہ بامراد ہین۔ مگر اے ہماری شکستہ حال قوم تیری کون مراد بر آئی ہے؟ کس مقصد مین تو کامیاب ہوئی ہے؟ جو تونے بھی اپنے تئین اُسی قسم کی خوفناک لکژری مین ڈالدیا جو آج تک سیکڑون قومون کو تباہ کر چکی ہے۔

مسلمانو! اول تو یہی نہین کہا جا سکتا کہ تمھارے لیے کسی قسم کی امیدین بھی ہین۔ اور ہین بھی تو تم سے بہت دُور ہین۔ تمھاری سوسائٹی اس پچھلی ترقی کی دوڑ مین ابھی اُس درجے کو نہین پہونچی کہ یہ لکژری ذرا بھی پھبتی ہو۔ کسی زمانے مین تم اس قابل ہو گئے تھے۔ اور اُسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اس حالت کو پہونچ گئے ہو۔ تمھارے گھرون اور تمھاری صحبتون میں تمھاری حالت کی مناسبت سے اور نیز لکژری سے بچنے کیلیے وہی ٹمٹماتا ہوا چراغ ہونا چاہیے جسے ہم ابھی "غریب کا چراغ" کہہ چکے ہین۔

اے "غریب کے چراغ" تو پہلے بھی ہمارا ساتھی تھا اور اب بھی ہمارا مونس ہے۔ ہم پہلے بھی تیرے قابل تھے اور اب بھی ہین۔ کیا خوب کہا ہے ہمارے ہادی برحق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے "اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا" یعنی اسلام غربت سے شروع ہوا اور پھر اُسی غربت کی حالت پر عود کر جائے گا۔

Marfat.com

جھلملاتا ہوا تارا

دنیا مین جو سین سب سے زیادہ مؤثر سمجھا جاتا ہے اسکی بڑی رونق اُس آسمان سے ہے جسکے تارے جھلملا رہے ہون۔ یہ پچھلے کا وقت ہوتا ہے۔ بلکہ جب صبح نمودار ہو چلتی ہے اور یقین آجاتا ہے کہ مہمان شب سے اب زیادہ اصرار کیا گیا تو اپنے ساتھیون کی طرح خود بھی بگڑنے لگین گے۔ یہ تارا اُسوقت کسی سے چھٹنے والون کی تصویر ہر اُس شخص کے سامنے پیش کردیتا ہے جو صبح صبح بشاش اُٹھتا ہے اور اپنے دنیاوی کامون کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے۔ یہ خیال کرنے کی بات ہے کہ اس دل دُکھا دینے والے تارے نے اپنی حسرت بھری صورت دکھانے کے لیے وقت کتنا معقول تجویز کیا ہے۔ دن بھر دنیا والے اپنے کام مین پھنسے رہتے ہین۔ اُنھین معلوم بھی نہین ہوتا کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے۔ اس بات کی بھی خبر نہین ہوتی کہ آفتاب کہاں پہونچا اور وہ تمام چیزین جن سے بزم نیچر کی زیب و زینت ہے کس وضع پر ہین اور کیا بہار دکھا رہی ہین۔ رات سارے عالم کو وہ کالی اور نیلے روپ کملی اُڑھا کے سُلا دیتی ہے جسے امیر و غریب بادشاہ و امیر بھی اوڑھتے ہین۔ اس غفلت سے کبھی آنکھ کھلتی ہے اور اُلٹا اُکتا کے چاہتے ہین کہ منہ کھولدین اور قدرت کی بہار سے کچھ لطف اُٹھائین مگر نیرنگ ساز زمانے نے کچھ اس حکمت اور پیچیدگی سے وہ کملی اُڑھائی ہے کہ لاکھ پریشان ہو ہو کے اور اُس سے گھبرا گھبرا کے کوشش کرتے ہین کہ منہ کھل جائے مگر نہین کھلتا۔ الغرض چار پہر تک ساری دنیا باغ عالم کی دلچسپیون سے محروم رہتی ہے۔ اور اس عرصے تک کی بیکاری مین چونکہ بہت ترس ترس کے وقت کاٹنے کا اتفاق ہوتا ہے اسوجہ سے اکثر لوگ تڑکے ہی اُٹھ بیٹھتے ہین اور دنیا کا وسیع منظر جسے رات بھر نہین دیکھنے پانے تھے اُسکو اسوقت اس ذوق و شوق سے دیکھتے ہین کہ قدرت کی ہر ادنیٰ ادنیٰ کاریگری پر مزہ آجاتا ہے۔ اور پھر اسوقت اُدھر متوجہ ہونے کی بہت مہلت ہوتی ہے۔ نیند بھر کے سو چکے۔ اور اپنے روزانہ کاروبار مین مشغول ہونے کا ابھی وقت نہین آیا۔ ہاے کس قیامت کی گھڑی ہے! کسی نئے نئے جوبنون پر آنے والے کے ملیح چہرے کی طرح رات کی بے رونق سیاہی مین ایک ہلکا ہلکا نور بھی پیدا ہو گیا ہے۔ پھول کھلتے جاتے ہین اور آسمان شبنم کے صاف اور شفاف پانی سے اُنھین نہلاتا جاتا ہے۔

قدرت کو بھی اسوقت جوانان چمن کا حسن دلفریب دکھانا منظور ہے کیونکہ اُنکی دھانی پوشاک پر ایسی مرصع کاری کر دی ہے کہ جدھر نظر اُٹھایئے نظر لبھا لینے والی جواہر کا جلوہ آنکھون کے سامنے ہو جاتا ہے - طیور کی خوش الحانی اُس ہوا مین گونج رہی ہے جسپر گویا اِسی وقت کے انتظار مین کامل چار پہر تک سناٹا طاری رہا تھا - ان سب چیزون کو دیکھتے دیکھتے دنیا والون کی نظر نماز سے فراغت کرکے دعا مانگنے والون کی طرح آسمان پر جاتی ہے اور ہائے! وہان یہ تارا نظر پڑتا ہے جو باغ عالم کی ساری دلچسپیون کو نظر کے سامنے آتے ہی خاک مین ملا دیتا ہے -

جھلملاتے ہوئے تارے مین کچھ ایسی حسرت کی کیفیت پائی جاتی ہے کہ اسکے غم یاد دلانے والی شکل دیکھتے ہی خدا جانے کن کن چیزون کا خیال آجاتا ہے اور کون کون باتین نظر کے سامنے پھر جاتی ہین - اصل مین یہ تارا کسی خاص شخص کی نہین مجسم حسرت کی تصویر ہے مگر کچھ ایسی سچی تصویر ہے کہ دنیا کا کوئی اندوہناک چہرہ نہین جو اُسکو دیکھ کے نہ یاد آجاتا ہو - اے ہماری طرح قدرت کی کاریگریون کی قدر کرنیوالو! ذرا دم بھر بیٹھ کے اس تارے کا چہرہ غور سے دیکھو - دیکھو کس کمال کی تصویر کھینچی ہے کہ ہے تو عالم خیال کی یاد دلانے والی مگر جس حسرت نصیب کی صورت سے چاہو منطبق کر لو - بس یہی بات ہے جو انسانی کاریگریون مین نہین پیدا ہو سکتی - یہ حسرتناک سین دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا سے رخصت ہونیوالا تارہ آسمان پر جھلملا رہا ہے اور ہمارا ساتھ چھوڑنیوالی شمع دنیا کی روشنی ملی ہوئی تاریکی مین ٹمٹما رہی ہے - دونون کا سامنا ہے - شمع تارے کی صورت دیکھتی ہے - تارہ شمع کی صورت دیکھتا ہے - اور ہم چُپکے بیٹھے ایک افسردہ دلی کے ساتھ دونون کو دیکھ رہے ہین - بھلا اب اندازہ کرو کہ یہ تارا کسے کسے یاد دلاتا ہے؟

یہ بھی خیال ہے کہ کوئی کسی سے رخصت ہو رہا ہوگا؟ ہائے! خدا جانے غریب کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی! کسی مہمان شب کی معطر زلفون کے خوشبودار تیل سے چکنائی ہوئی گوری پیشانی پر اسی جھلملاتے ہوئے تارے کی شعاعین چلمن سے چھن چھن کے پڑ رہی ہون گی اور دامن شمع مین پھیلنے کے شہادت نصیب پروانون کے تڑپنے کی آواز نے پیاری نیند میں خلل ڈالدیا ہوگا - آنکھین مل مل کے اُن گورے رخسارون پر سے زلفین ہٹائی ہونگی جن پر رات کی بے تکلفی کی کروٹون مین بالون کے نشان بن گئے ہونگے - ہائے ان گرامی اداؤن

Marfat.com

کے ساتھ لبِ نازک پر "جاتے" کا لفظ بھی آگیا ہوگا - اور اس ظالم لفظ کے سنتے ہی تازہ صدمۂ فراق اُٹھانیوالے بدنصیب کا چہرہ اُس حسرت کا تیسرا نمونہ ہوگیا ہوگا جو اس پُر اندوہ سین مین ایک طرف جھلملاتے تارے سے اور دوسری طرف شمع سحر سے ظاہر ہو رہی تھی - یہ غم نصیب صورت بالکل اُس تارے کے مشابہ ہے - آپ چاہے ملا لیجیے. دیکھیے غریب کس بیکسی سے بیٹھا ہے اور ترس نہ کھانے والے کی صورت دیکھ دیکھ کے کس مایوسی کے ساتھ نظر نیچی کر لیتا ہے - نقش حیرت ہو رہا ہے - یہ بھی بھولا ہوا ہے کہ قسمت آزمائی ہی کی غرض سے سہی کسی کے رکنے کی کچھ کوشش تو کرے - اس ستمکش کی اور اس تارے کی صورت اس قدر ملتی ہے کہ ممکن نہین صبح کے جھلملاتے تارے کو دیکھیے اور وہ یاد نہ آجائے۔

اُس غریب کو آج سفر کی پہلی منزل مین قدم رکھنا ہے - گھر والون کی باتون مین رات کو اسدرجہ طبیعت بہلی رہی کہ بیچارہ بہت دیر مین سویا - آدھی رات کو آنکھ لگی ہے اور کئی گھنٹے تک برخوابیون مین پریشان رہکر اسوقت توپ کی آواز سے جو اسی کے دل کے دھڑکنے کی آواز کی طرح کان مین آئی چونک پڑا ہے - گھبرا کے اُٹھ بیٹھا ہے - اعزا و اقربا اور یاران وطن گھیرے کھڑے ہین - ایک ایک سے رخصت ہوتا ہے - ہر ہر شخص سے صاف صاف کرتا ہے اور چشم پُرنم سے اُن محبت بھری صورتون کو بار بار دیکھتا ہے جو اُسکے خیال مین اب برسون نہ نظر آئین گی - روانگی کا وقت سر پر کھڑا ہے اور قضا کے فرشتے کی طرح سب لوگون کا ساتھ چھوڑنے کی تاکید کر رہا ہے - اسی عالم مین اس شخص کو بھائی کی آنکھ مین ایک آنسو نظر آیا جیسے کسی تارے کا عکس جگنو کی طرح چمک گیا - اسکی آنکھوں پر بھی تو آنسو بھرے ہوے تھے - صرف چھیڑنے کی دیر تھی - بھائی کی اشک فشانی دیکھ کے تاب نہ آئی - منہ پھیر کے رونے لگا - منہ پھیرنا تھا کہ اُس ظالم تارے کی صورت نظر کے سامنے ہو گئی جسکا عکس بھائی کے قطرۂ اشک مین چمکتا نظر آیا تھا - ہاے یہ صبح کا جھلملاتا تارا تھا - اُدھر اُسکا جھلملا جھلملا کے چمکنا - ادھر اس حسرت نصیب کا ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھنا جسکے سبب سے یہ تارا کچھ اور بھی مٹا مٹا نظر آتا تھا - یہ ایسی چیزین ہین کہ اگر ایک دفعہ نظر آجائین تو عمر بھر کے لیے کافی ہونگی - یہ جھلملاتا تارا روز نظر آئیگا اور اُس غم کشیدہ کو ہمیشہ بھائی کی یاد دلا دیا کرے گا - افسوس بھائی کی یادگار کی جگہ اپنے خیال مین یہ اسی تارے ہی کو لیتا ہے - خدا جانے کہان کہان دیکھے گا اور کس کس

Marfat.com

طرح بیتاب ہو ہو کے یاد کرے گا۔

ایک دو نہین - یہ جھلملاتا تارا حسرت کے سیکڑون نمونے دکھا دیا کرتا ہے - اسکی قدر اُن عشاق سے پوچھو جنھین اسے اور اسکے ساتھیون کو گنتے راتین بسر ہوئی ہین - اسکی حسرت کا اثر اُس حرمان نصیب سے دریافت کرو جسے اِسکے گل کرنے کی کوشش مین پُرسوز اور دھوان دھار آہین کھینچتے صبح ہو ہوگئی ہے - پری رخون کا جُھرمٹ اسی جھلملانے تارے کی چھان مین گنگا پہونچتا ہے - ہمکناران شب اسی کی روشنی مین گھرون کو سدھارتے ہین - مرغانِ سحر کو یہی جگاتا ہے - مؤذنون کو یہی بیدار کرتا ہے -

ذرا دنیا کے وسیع سین پر نظر دوڑاؤ - دیکھو کیا ہو رہا ہے - اور کیسی دلفریب کیفیتین نظر آتی ہین - سراؤن کے پھاٹک کھُلے ہین - مسافر کمر باندھ رہے ہین - قافلون مین روانگی کے وقت نے ایک ہلچل ڈالدی ہے - فوجی خیمون کی قطارین مین کوچ کا بگل دیا گیا ہے - مسجدون سے کھنکارنے کی آوازین آرہی ہین اور نمازی فصیلون پر بیٹھے وضو کر رہے ہین شوالون کے گھنٹے رات کے سوئے ہوؤن کو جگا رہے ہین - بزم تہجد کے پُرجوش اسپیکر یعنی طیور جنون انگیز و لولون کو اُبھار رہے ہین - پچھلے کا سویا ہوا کانسٹبل جاگا ہے - اور صحن میکدہ والون مین ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے حس و حرکت پیدا ہوئی ہے - مریدان پیر مے فروش کا رات کا برہم جتھا دَورِ صبوحی کی آرزو مین پھر تہذیب کے ساتھ حلقہ باندھ کے بیٹھا ہے - پری وشون کا جھرمٹ دُور دور کے محلّون سے سمٹ سمٹ کر دریا کنارے جا رہا ہے کہ تارون کی چھان مین نکلجائے - حسینون مین ایسی بھی ہین جن کی آرزو پوری ہوئی ہے اور رات بھر جاگی خمار آلود آنکھین لیے کے مسجدون کا طاق بھرنے چلی ہین - الغرض جس مقام کو دیکھو کیفیت سے خالی نہین - اور عین اسی لطف اور جار کے وقت یہ مصیبت کی تصویر نوشتۂ تقدیر کی طرح ہر ایک کو آسمان پر نظر پڑی ہے اور دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا ہے -

اس تصویر کو دیکھ کر کچھ دنیا والون ہی کو صدمہ نہین پہونچا ہے - بلکہ آسمان پر بھی ایسی حسرت چھائی ہے کہ سپیدہ صبح کی گریبان چاکی مد کنار جس تارے کو دیکھیے اُسکی صورت پر ایک اُداسی چھائی ہوئی ہے - اُداسی کیسی صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے ہین -

الغرض یہ تارا جسے روز صبح کو ہم جھلملاتے ہوے دیکھا کرتے ہین کچھ عجب حسرت

اندوہ یاد دلانیوالی چیز ہے - اے پُر درد دل والو! اگر کوئی ذریعۂ غم ڈھونڈھتے ہو تو روز تڑکے اُٹھ کے جھلملاتے ہوے تارے کو دیکھ لیا کرو۔

مسلمانو! تمھین شکایت ہے کہ کوئی اگلی داستان سُنا کے بیچین کرنیوالا نہین۔ اور اگر تمھین شکایت نہین ہے تو نہ ہو ضرورت ہے کہ تمھارے لیے کوئی اس قسم کا سامان بہم پہونچے۔ تم اپنے تئین بھولے ہوے ہو۔ کوئی کچھ کہتا بھی ہے تو تمھارے دل پر اثر نہین پڑتا۔ لو ہم بتائے دیتے ہین کہ داستانِ غم کیسی حسرت کی تصویر نظر کے سامنے پھر جائے تمھین تمھارا سوچو وہ اقبال آنکھون سے دکھا دینے والا یہی تارہ ہے جسے ہم جھلملاتا ہوا تارہ کہہ چکے ہین۔ روز صبح کو اسے دیکھو۔ اپنے اقبال کو یاد کرو۔ اپنی حالت کا اندازہ کرو۔ اور روؤ۔

خیالِ خام پختن ہاے یاران عالمے دارد

اصل تو یون ہے کہ جہان دو گھڑی کے لیے بیٹھ گئے اور ادھر اُدھر کی باتین شروع ہو دین۔ پھر کیسا ہی غم والم ہو دل بہل ہی جاتا ہے۔ کتنی ہی سوہانِ روح اور جانکاہی کی حالت مین ہون مگر کیا مجال جو چین نہ پڑ جائے۔ یہ وہ مزا ہے کہ جہان جا ہو لو۔ وہ لطف ہے کہ ہر جگہ موجود۔ وہ ہمدم ہے جو دشت نوردانِ الفت کے پیرون کے نیچے آنکھین بچھاتا چلتا ہے۔ وہ مونس ہے جو شبِ غم مین بھی ساتھ نہین چھوڑتا۔ سو فسطائیہ اسکی خوش آدائیون اور جان نثاریون پر کچھ ایسے مٹے ہوے تھے کہ مرتے دم تک اسی کا کلمہ پڑھتے رہے۔ کیسی ہی اُلجھن ہو اور اسنے آ کے کلیجے پر ہاتھ رکھدیا۔ پھر ٹھنڈک پڑ ہی جاتی ہے۔ کیسے ہی رو رہے ہون اور اسنے پہلو مین گدگدا دیا پھر ہنستے ہی بن پڑتی ہے سچ پوچھو تو عالمِ خیال ہر فرقہ کی تسکین کے لیے عجب مزے کی چیز پیدا کیا گیا ہے ہماری کشتیِ عمر تلاطمِ اشک سے کب کی ڈوب گئی ہوتی مگر خیال ہی سنبھالے ہوے ہے۔ اسی کے دم دلاسا دینے کے لب گور تک پہونچے ہو دن، کی جان لب تک آتی ہے اور نہین نکلتی اسی کی دلدہی ہے کہ نیم بسملانِ تیرِ نگہ تڑپتے ہین مگر مرنے کا نام نہین لیتے۔ اسی کے تسکین دینے سے کلیجہ دھڑکتے دھڑکتے ٹھہر جاتا ہے۔ اسی کی خبرگیری سے دل تڑپتے تڑپتے رک جاتا ہے۔ بلاکشانِ فرقت اسی پر آسرا لگائے بیٹھے ہین۔ بادیہ پیمایان غربت شام کے

وقت اسی پر کمر کھولتے ہین۔ کڑی منزلین طے کرنیوالے اسی سے دل بہلایا کرتے ہین۔ شب تنہائی مین پہلو بدلنے والے اسی سے باتین کیا کرتے ہین۔ شام غریبان والون کی نگاہ مین اسی کی بدولت صبح وطن کا نقشہ پھر جاتا ہے۔ غریب الوطنون کو اسی کی بدولت بچپن کے دوست یاد آجاتے ہین۔ نظر بازون کو کوے یار مین یہی لیجاتا ہے جس پرستون کا ہاتھ دامن یار تک یہی پہونچاتا ہے۔

تم جو دیکھتے ہو کہ رندان تر دامن خرابات مین بیٹھے خُم پر خُم لنڈھاکر دل بہلارہے ہین۔ اسی خیال کی بدولت ہے۔ ہے میکشی مین یہی کرور روپے کی بات ہے کہ اِدھر دو ایک گھونٹ حلق کے نیچے اُترے اور عالم خیال کی سیر ہونے لگی۔ رُخ یار دیکھا نہین اور بوسے لے رہے ہین۔ زلف پریشان نظر سے گذری نہین اور دماغ خوشبو سے تر و تازہ ہوگیا۔ یار منزلون دُور ہے اور گلے لگائے لیتے ہین۔ معشوق اپنے گھر مین فرش گل پر سو رہا ہے اور آپ لپٹے جاتے ہین۔ غرض سارا ساز و سامان عشرت پیش نظر ہوگیا۔ مستی ہے اور شاہد پرستی۔ پیار اگلا ہے اور پُر آرزو باہین۔ دامن یار ہے اور دست شوق۔ عارض تابان ہے اور بوسہ بازیان۔ سینۂ یار ہے اور دست درازیان۔ جوش سرور ہے اور چشم نیم باز۔ خندۂ مستان ہے اور تبسم ناز سے

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم — اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

پیر میفروش کے آگے ایک بازار عیش لگا ہوا ہے۔ یہ سب غم کشش ہین جو عالم خیال مین لذت وصال اُٹھائے رہے ہین۔ قلقل صراحی کی آواز آرہی ہے۔ دَور پر دَور چل رہا ہے۔ سیہ مستیان ہین اور بے تکلفی کی باتین۔ دل پُر آرزو ہے اور وصل کی گھاتین۔ نسیم سحر ہے اور موسم بہار۔ پہلوے یار ہے اور لب جوئبار۔ زبان ہے کہ قصۂ ہجران ختم کیے دیتی ہے۔ مدتون کی ترسی ہوئی آنکھین ہین کہ رُخ جانان مین گھور گھور کر نظر ہی لگائے دیتی ہین۔ دل ہے کہ برسون کی حسرتین نکالے ڈالتا ہے۔ دست تعدی ہے کہ کسی طرح رُکتا ہی نہین۔ خیال یار بے رخیان کر رہا ہے اور آپ ہین کہ گستاخ ہی ہوے جاتے ہین۔ صورت یار لاکھ مُنہ پھیرے لیتی ہے مگر آپ ہین کہ بڑھ بڑھ کے بوسے لیے ہی لیتے ہین۔ چھڑون کی جھنکار کانون مین آئی اور "بسم اللہ آئیے" کہکر اُٹھ کھڑے ہوے۔ پیرون کی چاپ آئی اور استقبال کے لیے دوڑے۔ چوڑیان ٹوٹنے پر کسی کا مُنہ بنانا آنکھون کے سامنے ہوا۔

Marfat.com

خوشامد کرنے لگے - دزدیدہ نگاہی کا خیال گزرا اور کلیجا تھام کر کہنے لگے ع قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے ؛ غرض دل ہے کہ عشرت کدۂ یار کا مزہ لے رہا ہے - آنکھین ہین کہ کوئی پیاری صورت اُنکے آگے پھر رہی ہے - کان ہین کہ اُن مین گھڑی گھڑی سسکیان بھرنے کی آواز بھری ہوئی ہے - دماغ ہے کہ بوے زلف یار سے معطر ہو رہا ہے - یہی نہین - خیال اس سے بھی زیادہ بلند پروازیان کرواتا ہے - یار کی دلدہی کرتے کرتے مجلس وعظ مین جو جا پہنچ گئے تو ہلچل مچا دی - زاہد پر بے تکلف پھبتیان کہہ رہے ہین - بات بات پر زبان پکڑے لیتے ہین - ناصح مشفق کو منہ کھولنا مشکل کر دیا - مسجد والون کا دم بند کر دیا - کسی طرح نچلے نہین بیٹھتے - دعوے ہین کہ مُلّا کی پگڑی اُچھال دینگے - منصوبے ہین کہ ظروف وضو مین شراب خوشرنگ بھری ملے تو اچھا - ارادے ہین کہ خدا کے گھر مین بت پرستی کی ٹھہرے - ولولے ہین کہ محراب مسجد پر ابروے یار کا خیال جمانا چاہیے - دو گھڑی کے لیے قشقہ زنار یا کرکے یہان سے بھی نکل کھڑے ہوے - دل ہی دل مین سیر کرتے ہوے لب گنگا جا پہنچے - وقت چاہے کوئی ہو اپنے حساب تڑکا ہے - پری رخون کی زیارت کر رہے ہین - ناہوشون پر بے تکلف کھڑے نگاہ شوق ڈال رہے ہین - کانون مین ہر ہر گنگا کی میٹھی آواز آ رہی ہے - نازک بدنون کی غوطہ زنی سے پانی کی مستانہ موج زنی خمار آلود آنکھون مین پھر رہی ہے - وہ لب دریا پریون کا جھمگھٹا - اور وہ مہوشی بھا ساڑیون مین سے سیم تنون کے صندلی رنگ کا پھوٹ پھوٹ کر نکلنا نظرون مین سمایا ہوا ہے - دو چار پر دست درازی بھی کر بیٹھے - مگر مجال ہے کہ کوئی ٹوک سکے - ناز نگاہون سے کھلی اشارہ بازیان کر رہے ہین - بھلا کوئی روکے تو سہی - مزے لے لے کے لب شیرین کے بوسے لے رہے ہین لیکن کون کچھ کہہ سکتا ہے - آزادی ہے کہ جو چاہین کر گذرین کوئی دم نہین مار سکتا - ایک تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی صحبت خوبان کو برہم کر دیا - اسکے لپٹ گئے - اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال دیا - اسکا منہ چوم لیا - اسیر دست شوق ہمارا کر بیٹھے - غرض خوب اچھی طرح آرزوئین پوری ہو چکین تو ہٹنے کا نام لیا - جی کھول کے حسرتین نکال لین تو ٹلے تھکے بز حملہ ارادہ کر دیا تو ایک دم زدن مین کلکتے پہنچے - کھڑے شام نمایشگاہون کی چہل پہل دیکھ رہے ہین - سبزہ اندامون کا ٹہلنا - پتلی کمر والون کا گیسوے دراز کے جھونکے مین آ جانا - ایک جانب جادو نگاہان بنگالہ کا شرما شرما کر ساری مین کچھ چھپا لینا:

Marfat.com

دوسری جانب گلگھان یورپ کا پھرتی و چالاکی سے قدم رکھنا سارا جلسہ آنکھوں کے آگے ہے کسی کا ڈر ہے نہ خوف ہے - بیخوف وہراس جہان دل مین آیا چلے گئے - جس مجمع مین چاہا ڈٹ گئے - گل پیرہنوں کا غنچہ ہے تو وہین کھڑے پیاری پیاری باتین سُن رہے ہین - نازک اندامون کا غول ہے تو اُسی مین کھڑے لگاوٹ بازیاں کر رہے ہین - جس سے چاہا دو مُنہ ہنس بول لیے - جدھر رغبت ہوئی دست شوق پھیر دیا - جی بھر گیا تو وہان سے بھی چل کھڑے ہوے - واپس آتے وقت شام اودھ کی سیر کرتے ہوے خرابا تیون کے جلسے مین آ پہونچے تھے کہ دل مین آیا لاؤ ذرا کوے جانان اور عشرت کدۂ یار کی بھی ہوا کھا آئین دل مین آتا تھا کہ وہین تھے - لاکھ دربانون اور رقیبون کا ڈر تھا مگر کچھ ایسا ہر دب بدل کر گئے کہ چپاتا کیسا کسی کی نظر بھی نہ پڑی - سب کی آنکھون مین خاک جھونک کر کرے پر پہونچ ہی گئے - اب نہ بیرخی ہے نہ انکار ہے نہ بیوفائی ہے نہ چشم پوشی ہے - یار کے زانوسے زانو بھڑائے بیٹھے ہین کوئی ٹوکے تو سہی - مجال کیا جو ہم بوسہ کے لیے بڑھین اور یار منہ پھیرلے - ہم خواہش وصل ظاہر کرین اور لب جانبخش سے نہیں نکلے - جو چاہین کر گذرین کوئی کچھ کہہ سکتا ہے - ہجر کیسا اور فراق کیا چیز ہے - دامن یار پکڑ لیا تو چھوڑنے کا نام ہی نہین لیتے - رقیبون پر ہنسنے لگے تو انھین پچھا چھڑانا مشکل ہو گیا - دست شوق جو بڑھا تو ہزار سسکیون کی آواز آرہی ہے کسی طرح پھرنے کو آتا ہی نہین - ہاتھا پائی پر آگئے تو کسی کے ہانپنے کا خیال ہی نہین کرتے - وصل کی ٹھان لی تو فرش گل پر مزے سے لیٹ کر ہاتھ پکڑ کے یار کو کھینچ ہی لیتے ہین - غرض جو کچھ آرزوئین تھین سب تمام ہو گئین - جتنی حسرتین تھین دل کھول کر نکال لین - اسیر کیا منحصر ہے ساری دنیا کی ہوا کھا آئے زمانے بھر کی خاک چھان آئے تو پھر وہی ہندوستان تھا اور ہجوم پرستان - وہ عالم بیخودی مین باغ خیال کے مزے جو یاد آئے تو ساقی باہوش کی طرف دیکھ کر کہنے لگے بس ایک جام اور - ابھی دل نہین بھرا

مکن بیدار ازین خوابم خدارا　　　که دارم عشرتے خوش با خیالش

دو چار جام اور لنڈھائے تو مزے سے دریچا نہ پہ لیٹ کر رات بھر مین خدا جانے کہان ہو آئے - نہ غم ہجران تھا - نہ خواب پریشان - نہ کج ادائی زمانہ تھی - نہ کج خلقی ہم تھے اور تماشا گاہ عالم - دل پُر آرزو تھا اور کامیابیان - قدم شوق تھے اور منزل

واقعی بادۂ گلگون حسرت نکلنے کا عجب سہل سا لٹکا ہے۔ خیال اسی کی گود میں پلتا ہے۔ دل اسی کی اُبھاروں سے بڑھتا ہے۔۔ وہ شوں کی جان ہے تو حسن پرستوں کا ایمان۔ غربت زدوں کا مونس ہے تو بلا کشوں کا ہمدم۔ نیرنگی زمانہ پر نظر ڈالنے والوں کے لیے ایک عجب جام جہان نما ہے کہ خرابات میں بیٹھے ہی بیٹھے ساری دنیا کی سیر کر آئے۔ جہاں چاہا ہو آئے۔ جدھر گذر ہو گیا۔ مے اسے دکھیا اُسے دکھیا اِدھر جھانکا اُدھر تاکا۔ یہ سب کیوں؟ اسلیے کہ خیال کو اس سے ترقی ہوتی ہے۔ عالم خواب کا خوب سماں بندھتا ہے۔ سچ ہے دنیا میں خیال نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

دنیا کا سارا کارخانہ غور سے دیکھو تو بالکل خیال ہی کے ساتھ وابستہ نظر آئیگا۔ وہ کم عمر پری رُخ جن کو زمانہ بڑی اللہ آمین سے پال رہا ہے دل ہی دل میں خوش ہوئے جاتے ہیں کہ ایکدن لوگ ہمپر بھی مرتے ہونگے۔ ہم بھی ہزار میں ایک ہونگے۔ ہماری نگاہ بھی تیر کا کام کرگئی۔ ہماری مستانہ چال سے بھی لاکھوں دل پسین گے۔ ہمارے دروازہ پر بھی ہجوم عاشقان ہوگا۔ تھوڑے دن کہیں جلدی سے اور نکلجائیں تو ہمیں دعوائے دلبری ہو مے۔ ابھی فتنہ میں کوئی دن میں قیامت ہونگے۔

ہر مہینہ خدا جانے کس انتظار میں کٹتا ہے۔ کیا جانے کیونکر دن گِن گِن کے سال تمام ہونے کو آتا ہے۔ منتیں مانی جاتی ہیں۔ خدائی راتیں ہوتی ہیں۔ سالگرہوں میں کیسی کیسی دھوم مچتی ہے۔ طاق بھرے جاتے ہیں۔ ادھر نوجوانوں کا شوق گدگدا رہا ہے کہ ہم ہی اس پریچہرہ کو اپنے قبضے میں لائیں گے۔ ہمارا ہی دل اسکی نازبرداری کریگا۔ مسجدوں میں ٹوپیاں اُتار اُتار کر دعائیں ہو رہی ہیں کہ خدا جلد جوان کرے۔ وہ حساب لگایا جاتا ہے کہ سالگرہ کو کتنے دن رہے۔ ہر گھڑی زبان پر ہے۔

خدا ترا بتِ کمسن دراز میں تو کرے ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

وہ ناشاد بیوہ جسکا وارث ایک ننھا سا بچہ چھوڑکر جوانی ہی میں وہ چل دیا ہے اُس سے پوچھو کہ خیال میں کیا مزا ہوتا ہے۔ اُسکی کتنی امیدیں خالی اس ایک ننھے سے دم پر منحصر ہوئی ہیں۔ وہ اتنے سے آسرے کے صحیح سلامت رہنے کیلیے کیا کیا منتیں مرادیں مانتی ہے۔ اور ذرا سے سہارے پر کن کن عشرتوں کے خیال سے دل بہلاتی ہے۔

دوسری طرف دیکھو ناہ شب بیدار مسجد کے حجرے میں تہجد ادا کرکے مصلے کے

Marfat.com

اوپر سجدے مین پڑا ہے ۔ ماتھے پر گھٹا پڑ گیا مگر سر رگڑے جاتا ہے ۔ آنکھون مین نیند بھری ہے مگر چھینٹے دیدے کر عبادت مین مشغول ہے ۔ ساری دنیا خواب غفلت مین ہے مگر یہ شب ہجران والون کا ساتھ دے رہا ہے ۔ رات کے چلنے والے تک درختون کے نیچے پڑ پڑ کر اونگھ گئے ۔ مگر یہ شمع گور غریبان کی چوٹ پر آنسو بہا رہا ہے ۔ کیون ؟ صرف خیال ہے جو سونے نہین دیتا ۔ حورون کی صورت اسکی آنکھون کے آگے ہے جو مزے مزے کی لگاوٹ بازیون سے نیند حرام کیے دیتی ہے ۔ کوثر وسلسبیل اسکی نظرون کے آگے موجین مار رہے ہین چھینٹین دیکھ دیکھ کر شوق مین آکر یہ پلک بھی نہین مارتا ۔ سمجھتا ہے کہ اسی جاگنے کے نتیجہ مین یہ مزے نصیب ہونگے ۔ خیال جما رہا ہے کہ حورون سے یون ملین گے اور یون اختلاط بڑھائین گے ۔ یون چشم خمار آلود کے بوسے لین گے اور یون عارض تابان پر جان قربان کرین گے ۔ یون گیسوے معطر مین ہاتھ ڈالین گے ۔ اور یون دست شوق دراز کرینگے یون غلمانون سے خدمت لین گے ۔ اور یون لطف صحبت کے مزے اٹھین گے ۔ باغ بہشت ہوگا اور سایۂ طوبیٰ ہوگا ۔ لب سلسبیل ہوگا ۔ اور سن شباب ہوگا ۔ حورون کی ہمسائی ہوگی معطر ہوا کے جھونکے ہونگے ۔ اور شراب طہور کے دور چلین گے ۔ اگر دیکھا جائے تو حضرت زاہد اسی آسرے پر خدا جانے کن کن باتون کا خیال جما کر شب تنہائی اور اپنی افسردہ دلی کو کو بھلا دے رہے ہین ۔

جس فرقے اور جس گروہ کو دیکھو وہ لاکھ کلفتین ہون دم بھر کے لیے اسی باغ خیال مین آکے دل بہلا لیا کرتا ہے ۔ یار کو رخصت کرتے وقت یہ کہنا کہ "بھولئے گا نہین" ۔ یہ حضرت خیال کی بدولت ہے ۔ وطن چھوڑتے وقت اہل وطن سے پژمردہ خاطری کے عالم مین کہنے لگنا "نامہ وپیام سے یاد کرتے رہنا" انھین بزرگوار کی نمایش سے ہے ۔

وہ جو دشت غربت مین پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے ۔ تم دیکھتے ہو کہ اس سنسان جنگل اور وحشت کے مقام مین اسکے آگے پیچھے کوئی نہین ہے ۔ خونخوار درندون کی آوازین اس کے کانون مین بھری ہین ۔ اور بھیانک وہمی صورتین اسکی آنکھون مین پھر رہی ہین ۔ مگر جانتے ہو کہ کانٹون کے جھنڈ کے نیچے یہ کن باتون سے اپنے دل کو تسلی دے رہا ہے ؟ وہی جو اسکے مونس وغمخوار خیال نے بتائی ہین ۔

بیخودی

عجب عالم ہے - نہ کوئی آرزو ہے نہ تمنا ہے نہ فکر ہے نہ غم ہے - مسرت کے ایک ناپیدا کنار سمندر مین ڈوبے ہوے بیفکر بیٹھے ہین - جو چاہتے ہین بیخوف وہراس کہ گذرتے ہین - کوئی اعتراض کرنیوالا نہین - اسکا لطف کچھ وہی خوب جانتا ہے جو اسکے مزے سے واقف ہے - ہر شخص کیا جانے کہ جو لوگ ایک عالم وجد مین ہین اُنکو اپنی بے تکلفی کی اداؤن اور بیتابی کی باتون مین کیا مزا ملتا ہے - کوئی کیا جانے کہ اُنھین کس قیامت کا اطمینان نصیب ہے -

دنیا ایک ایسا مقام ہے جس مین کوئی شخص فکرون سے خالی نہ ملیگا - جو ہو گا کوئی نہ کوئی آرزو اُسکے دل کو پریشان ہی کیے ہو گی - ایسا کوئی نہین جو دنیا مین آیا ہو اور اس دنیاوی زندگی مین اُسے کوئی اطمینان اور فارغ البالی کا وقت مل گیا ہو - ہان اگر تھوڑا بہت اطمینان نصیب ہے تو اُنھین لوگون کو جنھون نے افکارِ دنیا کو لات مار کے سامنے سے ہٹا دیا ہے اور بیفکر و بے ہراس بیٹھے ہین - دنیا کی ابتدا و انتہا پر نظر ڈالی جائے تو دونون جانب بیخودی ہی کا سمان دکھائی دیگا - وہ عجیب ملک ہین ایک طرف سے آنیوالون کا قافلہ آتا ہے اور دوسری طرف سے جانیوالے جایا کرتے ہین - آنیوالے دیکھو کس بیفکری اور دلجمعی کے ساتھ آتے ہین - اس بیخودی کا کچھ ٹھکانا ہے کہ جس بستی سے آنے کا اتفاق ہوا ہے وہان کا حال ذرا بھی نہین جانتے - کچھ خبر نہین کہ وہ ملک کیسا ہے اور وہان کی آب و ہوا مین کیا تاثیر ہے - خدا جانے کس قیامت کی محویت ہے کہ کسی سے ملنے اور بات کرنے کی بھی عادت نہ ڈالی - ہنسنا بولنا تک نہ سیکھا - یہ تو آنیوالون کا حال تھا - اب جانیوالون کو دیکھیے - انکا نمبر کچھ اُنسے بھی بڑھا ہوا نظر آتا ہے - اچھے خاصے بیٹھے تھے یک بیک خدا جانے کیا وحشت سوار ہوئی کہ کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کے بھی دیکھنے کی قسم کھالی - سو سو طرح سے چاہتے ہین کہ چلتے چلاتے دو باتین کرلین مگر انھین اس سے کچھ غرض نہین کہ کسی کی تمناؤن کا خون ہوا جاتا ہے اور کسی کی آرزوئین خاک مین ملی جاتی ہین - اخلاقی حیثیت سے دیکھا جائے تو اُنھین کون بات نہین آتی - سب ہی کچھ آتا ہے - لطف صحبت اُنھین ہم سے زیادہ ہے - فصاحت و بلاغت مین ہم ان کی پیروی بھی نہین کرسکتے - ملنا جلنا ہنسنا بولنا کس بات مین اورون سے کم تھے - مگر انکے

وجد اور اُنکی بیخودی نے اس درجہ بے پروا کر دیا ہے کہ نہ تو ہماری آہ وزاری پر ترس کھاتے ہین نہ ہماری باتین اُنھین اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہین - نہ ہماری نامرادیون اور بیکسیون کی پروا ہے - اپنے بیخود دل سے وہ خوش ہین اور اُنکا وجد آشنا دل اُن سے خوش ہے
ہاے یہ بیخودی اور وجد ہی ایک ایسی چیز ہے جسنے دنیا کو تھکا دیا - اور جسپر نہ کسی فلسفی کا زور چل سکا اور نہ کوئی عقل قابو پا سکی - افسوس اس پچھلے عالم سے نکل کے جو جانے لگا کچھ ایسی خموشی سے گیا کہ زمانے بھر کو حیرت ہوگئی - اور آج تک ہے - یہ ابتدائی اور انتہائی دونون حالتین قدرت کی عجب مسٹری (راز) ہین - یہ راز ہمیشہ عقلا کا معرکہ آرا رہا اور آج تک کبھی حل نہ ہو سکا -

ان باتون کو جانے دیجیے جنکو دنیاوی زندگی سے کچھ ایسا تعلق نہین - کیونکہ ازل کے خلوت نشین اور ابد کے گوشہ گزین دونون کا حال ہین صرف اپنے قیاس یا سچے مخبرون کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے - شاید کوئی نہ مانے - دنیاوی زندگی کی بیخودیان بھی کچھ کم لطف انگیز نہین ہین - یہان کی بیخودیان جس حد پر واقع ہوئی ہین عجب مزے کی چیز معلوم ہوتی ہین -

مجنون لوگون کی بیخودی کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکو زمانہ اور قسم کی بیخودیون کی طرح ادب اور تعظیم کی نظر سے دیکھتا ہو - مگر انصاف تو کرو کہ اس ذلیل اور بے حیثیت بیخودی کے پردے مین کتنے لطف اور مزے چھپے ہوے ہین - ہزار ذلیل ہین - گلیون گلیون خاک چھانتے پھرتے ہین - لیکن اُنکی بے پروائی اور بیفکری ان مین سے کسی کو بھی دھیان مین نہین لاتی - پھر بھلا یہ آزادی کسے نصیب کہ جو چاہین کر گذرین کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہین -

ہاے اُس صاف باطنی پاکبازی آزادی اور بے ہراسی کے عالم پر جو ایک مجنون کے حرکات وسکنات سے ظاہر ہوتا ہے بڑے بڑے عقلا کو حسد آجاتا ہے - پنچایتی اور شخصی دونون حکومتون کے قوانین سے وہ مستثنی ہے - نہ بادشاہ کی تلوار اُسکے دل پر اپنا رعب بٹھا سکتی ہے نہ فوجون کی سنگینین اُسکی طبیعت مین کسی قسم کا خوف پیدا کر سکتی ہین - نہ کوتوال اُسکے جرمون کو جرم سمجھتا ہے - اور نہ پولیس کا صیب کانسٹبل اُسے ماخوذ کر سکتا ہے بس ہر مقام اور ہر حالت مین وہ ہوتا ہے اور اُسکا چلبلا اور آزاد دل - قدرت کا دبیس

Marfat.com

منظر ہوتا ہے اور اُسکے گستاخ ہاتھ۔ واقعی جب تک دنیا ہے ایک سڑی سودائی کے سوا اور کسی کو یہ بات نہ نصیب ہوگی کہ جو چاہا کہ بیٹھے۔ جو دل مین آئی کر گذرے۔ جدھر منہ اُٹھ گیا ہزار روک ٹوک ہے بے تکلف چلے گئے۔ جس سے جی چاہتا ہے ہنستے بولتے ہین جسکو چاہتے ہین چھیڑتے ہین۔ اسکا منہ چڑھا دیا۔ اُسپر دست درازی کر بیٹھے۔ لات مار بیٹھے۔ اُسکی خوشامد کرنے لگے۔ یہان بیٹھ گئے۔ وہان لیٹ گئے۔ لڑکے ڈھیلے مار رہے ہین تو پروا نہین۔ لوگ ہنس رہے ہین تو غرض نہین۔ کوئی مارنے پیٹنے کو بڑھا تو خوف نہین۔ پولیس نے گرفتار کرنا چاہا تو اندیشہ نہین۔ نہ محتسب سے ڈرتے ہین۔ نہ قاضی شرع سے خوف کھاتے ہین۔ ؎

بیگانہ ہم پیر دیر از من مرنج من بہ مستی بستہ ام احرام را

بے تکلفی ہے کہ خدا کی پناہ۔ بے پروائی ہے کہ معاذ اللہ۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ از خود رفتگی اس قابل نہین ہے کہ ہمین حسد آئے۔

یہ تو بیچارے مجنون تھے۔ اب اُن بیخودون کو دیکھیے جنھین زمانہ مجذوب کے مقدس لفظ سے یاد کرتا ہے اور جنکے آگے دنیا والون مین سے بہتون کے سر تعظیماً جھک جاتے ہین۔ انکو کچھ نہ پوچھیے۔ بس یہ عالم ہے کہ

ہم وہان ہین جہان سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہین آتی۔

ایک استغراق کے عالم مین بیٹھے ہوے ہین۔ زمانے مین کچھ ہو رہا ہے اُنھین پروا نہین۔ انھون نے قبل از وقت اپنے تئین تکلفات دنیاوی اور تکلیفات شرعی سے بری کر کے صرف یہی نہین بلکہ دنیا کی حدود سے باہر نکال دیا۔ گویا اپنے حساب دنیا ہی مین نہین ہین۔ بڑے بڑے اہم معاملات اور کبھی نہ بھولنے والے واقعات نظر کے سامنے سے گذرتے ہین اور وہ نہین خبر ہوتے۔ ذرا تم ہی دیکھو کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے اور زمانہ کیا کر رہا ہے۔ سلطنتین مٹی جاتی ہین۔ مذہبون پر ریفارمیشن (اصلاح) کے نام سے جدت کا روغن پھیرا جاتا ہے۔ ملکون کی وضع اور نوعیت مین تغیر ہو رہا ہے۔ جغرافیہ والے کیا چیز ہین۔ سلطنتون کی باندھی ہوئی حدین بدلتی جاتی ہین۔ کوئی قوم تباہ ہوتی ہے اور کوئی ترقی کر رہی ہے۔ بازار موت ترقی کے ساتھ گرم ہے۔ وبا ہر سال آتی ہے اور لاکھون کو اپنے ساتھ لیے چلی جاتی ہے۔ غرض کیا ہے جو نہین ہوتا۔ مگر وہ کسی طرح خبر

Marfat.com

ہین ہوتے۔ ایک بیخودی کی عینک آنکھون پر لگی ہوئی ہے جو دنیا کے فتنہ و فساد کو دیکھنے ہی نہین دیتی۔ تمام وہ باتین جو بڑے بڑے فلسفیون اور پولیٹیشنون (امور تمدنی پر بحث کرنیوالون کو پریشان کردیتی ہین وہ اُن سب سے بیخبر ہین۔ زمانہ اُنھین اپنی دلبستگیون کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ بڑی بڑی دلفریب چیزین دکھا کے اپنا جادو ڈالتا ہے مگر اُنپر کچھ اثر نہین ہوتا۔ دنیا والے اپنی اپنی غرضین لے لیکے اُنکے پاس جاتے ہین مگر وہ ذرا توجہ نہین کرتے۔ اس بے توجہی سے ٹالتے ہین کہ اہل غرض کے ساتھ ساری دنیا اُنکے سامنے نادم ہوجاتی ہے۔ کیون؟ اسلیے کہ دنیا والے صرف اپنی ذات سے نہین جاتے ہین بلکہ اُن لوگون کو طمع دلانے کے لیے خدا جانے کس کس قسم کے نادر و بیش بہا اشیا اور دولت کے کیسے کیسے نمونے لیجاتے ہین مگر وہ اپنے نفس پر پورا قابو پاچکے ہین۔ یہ سب چیزین اُنکے دل کو نہین پھیر سکتی ہین۔ وہ اپنی دُھن کے سچے ہین۔ اور جس قابل قدر مجنونانہ بے پروائی سے بیٹھے ہین اُس مین کبھی رخنہ نہین پڑنے پاتا۔ ان کی مجذوبانہ بڑ۔ جو بیخودی کی ادائین دکھاتی ہے وہ بھی لطف سے خالی نہین۔ دیکھو کس بے تکلفی سے زمین پر بیٹھے ہین۔ اور یہ بھی غور کرو کہ صورت سے کس قیامت کی بے پروائی ظاہر ہوتی ہے۔ زبان پر جو کچھ آتا ہے بے تکلف کہ گذرتے ہین۔ نہ شریعت اُنکی زبان پکڑتی ہے۔ نہ حاکم شرع اُنکا مُنہ بند کرتا ہے۔ اُنکے اُکھڑے ہوے بے ربط اور بے سروپا جملے اُنکی وحشت اور بیخودی کا ثبوت دے رہے ہین۔ اسکے ساتھ یہ بھی دیکھ لو کہ لوگ کس ادب سے اُنکے سامنے حاضر ہین۔ اُنکی ان مجنونانہ باتون کو کس غور سے اور کس اعتقاد سے سنتے ہین۔ اور اُنکی زبانون سے نکلے ہوے بعض الفاظ مین اپنے مقاصد اور اغراض کے موافق کیا کیا معنی پہناتے ہین۔ یہ امر مشکل سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ زمانہ کیون اُنکی اس درجہ قدر کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ زمانے سے بے پروا ہوگئے ہین۔ اور دنیاوی دولت وعشرت کو بیقدری اور نفرت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور سب پر طرہ یہ ہوا ہے کہ بیخودی نے اپنے بس مین کرکے ایک دُھن مین لگادیا ہے۔ جو خیال دل مین پیدا ہوگیا ہے ہر وقت اُسی مین ڈوبے رہتے ہین۔ انصاف سے پوچھیے تو صرف بیخودی نے اُنکو اس قابل بنادیا ہے۔ اگر یہ خود فراموشی نہ ہوتی تو ایسے بھی نہ ہوتے جیسے کہ ہین۔

سب سے پچھلا اور سب سے بڑھا ہوا استغراق اُن لوگون کا ہے جو محو روے جانان ہین

جنھین ؎

محوِ روے حبیب کہتے ہین   عاشقِ بے نصیب کہتے ہین

انکی محویت اور خود فراموشی اس قیامت کی ہے کہ خدا نظر بد سے بچائے۔ کبھی کبھی اپنے اوپر بھی معشوقیت کا دھوکا ہو جاتا ہے۔ سوا ایک پیارے خیال کے کوئی بات انکے دل مین ٹھہرنے ہی نہین پاتی۔ شبِ تاریک ہے۔ کنج تنہائی ہے۔ وحشت خیز سمان بندھا ہوا ہے۔ نہ کوئی آنیوالا ہے نہ کوئی جانیوالا ہے۔ وہ ہین اور انکا دردآشنا دل۔ اگر دنیا کی کوئی چیز نظر کے سامنے آجاتی ہے تو انکے دل تک نہین پہونچنے پاتی۔ انکو تو صرف دیدار جانان کی ہوس ہے۔ یار چاہے جفا ہو چاہے بے پروا ہو انھین کچھ فکر نہین۔ خیال یار ہی سے سہی وہ کسی نہ کسی طرح اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہین۔ اس استغراق اور محویت کی کوئی انتہا ہے کہ جس چیز کو دیکھتے ہین اپنی خیالی قوت سے اسے بھی معشوق کا بنا لیتے ہین۔ پھولون کی شگفتہ رنگت اور تر و تازہ صورت رخسار یار کو یاد دلاتی ہے۔ نرگس کی خوشنما وضع یار کی آنکھون کا فوٹو دکھاتی ہے۔ تارے کسی کی افشان ہین۔ اور آفتاب و ماہتاب کسی کے گورے چہرے کا نمونہ ہین۔ شفق کسی کے شرمندہ چہرہ کا رنگ ہے اڑی ہے۔ اور شبنم کسی کا پسینہ ہے۔ غرض دنیا مین جو کچھ ہے صرف یار کی یاد دلانے کے لیے ہے ؎

ما در پیالہ عکس رُخ یار دیدہ ایم   اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

یہ عاشقانہ دُھن بھی اپنے موقع پر بُری نہین۔ بلکہ اور مزے کی ہے۔ عشاق کو اگرچہ ہر وقت یہ فکر لگی رہتی ہے کہ کسی طرح دیدار جانان نصیب ہو اور جیسے چاہتے ہین اسکی زیارت ہو۔ اصل مین یہ بھی ایک قسم کی دنیاوی فکر ہے۔ جس سے کسی وقت انھین نجات نہین ملتی۔ مگر یہ بات کسے نصیب ہو سکتی ہے کہ جس فکر مین پڑے اور جسکی دُھن بندھی اُسکے سامنے دنیا کی ساری فکرون کو بھلا دیا۔ آفات ارضی و سماوی سب قسم کی بلاؤن کا مقابلہ صرف اُسی ایک پیارے خیال کو دل مین لیکر کرتے ہین۔ اور چاہے زمانہ کیسا ہی کیون نہ ہو وہ اپنے نزدیک کامیاب ہوتے ہین۔

دنیاوی خرابیون اور رذلتون کا مقابلہ اگر انسان کر سکتا ہے تو صرف اسی طرح کہ ایک خیال مین پڑ کے سب طرف سے اپنے تئین بے پروا کر دے جس بات کی دُھن

بندمی ہو: اُسکے سوا اور ہر حیثیت سے اپنے تئین بیخود ثابت کردے - اسکے نقشا نُر دیکھنا ہون تو اگلی دنیا کی طرف نظر دوڑاؤ - تمام اگلے با کمال ۔۔ فلسفی ایسے استغراق کے ساتھ اپنی دھن مین ڈوبے ہوے نظر آئین گے کہ تمھین حیرت ہو جائیگی - وہ لوگ ایسے تھے کہ جس کام کی طرف توجہ کی بس اُسی کے ہو رہے - نہ زمانہ اُنکے ارادون مین فرق ڈال سکا نہ سلطنتین اُنکے جوش اور ولولے کو روک سکین - اسی کام کے پیچھے جان دی جسے ابتدائے زندگی سے شروع کیا تھا - اگرچہ آج تک اس قسم کے لوگون کو کسی نے بیخود نہین کہا مگر ہمارے نزدیک وہ بیخود ہی تھے - اب اس سے زیادہ کیا بیخودی ہوگی کہ ایک خاص فکر وحشت کی طرح سر پر سوار ہوئی تو ساری دنیا کو بھول گئے - نہ اپنے رنج و راحت سے غرض رہی اور نہ کسی اور کی خوشی و ناخوشی کی پروا رہی - ہان فرق اتنا ہے کہ اس بیخودی نے دنیا کو ہمیشہ ترقی دلائی اور اور قسم کی بیخودیان اس نتیجے کو نہ حاصل کر سکین -

جن لوگون کو قومی اصلاح منظور ہو اُنھین چاہیے کہ اُن لوگون کی پیروی کرین اور اپنے تئین ساری دنیا سے بے پروا کر کے صرف ترقی قومی کے خیال مین غرق اور محو کر دین مگر یہ ہر شخص کا کام نہین ہے - جنکے دل سے لگی ہوتی ہے کچھ اُنھین سے خوب بنتا ہے -

آئے قیامت آئے پروا ہمین کسے ہے؟
خواب لحد سے ایدل اب کون جاگتا ہے؟

حقیقت مین جی تو نہین چاہتا - باغ دنیا مین آ کے خواب ازل کی نیند سے بیدار ہو کر کیا خوش ہوے تھے جو صبح محشر مین جاگ کے خوش ہونگے - کیا اچھا ہوتا کہ اگر اب سوئے تھے تو سویا ہی کیے - مگر ایسی قسمت کہان کہ یہ آرزو پوری ہو - اور یون ہی اطمینان سے گذر جائے - وہان تو ع گرنہ ستانی بستم می رسدت کا مضمون ہے - ہم تو کبھی نہ جاگین مگر جب لوگ سونے بھی دین - اگر ہم نہ جاگین گے تو منتظمان حشر جگائین گے - اپنے اس نہ جاگنے کے عہد پر اعتماد کیسے ہے؟ فوراً مجھ کو جگانے جائین گے - ورنہ اس فارغ البالی اور اطمینان کی نیند تھی کہ خدا یون ہی سوتا چھوڑ دیتا تو کیا خوب تھا -

یہ صرف ہماری ہی آرزو نہین ہے - ہم تو جانتے ہین کہ جس کسی کی آنکھون پر نیند سوار ہوئی وہ اسی تمنا مین ہوگا کہ اب جاگنے کا اتفاق نہ ہو - وہ تو اس نیند سونے والون کی

Marfat.com

وضع صورت اور بے پروائی ہی کیے دیتی ہے کہ دنیا کی دلچسپیوں سے اس درجہ سیر ہوکر اور اس عالم کے جھگڑوں سے اس قدر تنگ آکر ادھر سے منہ موڑا ہے اور آنکھیں بند کی ہیں کہ جہاں تک اُنکا بس چلے گا نہ ہوشیار ہونگے۔ منہ پر چھینٹے دے دیکے جگاؤگے تو اور آنکھیں بند کر لیں گے۔ دنیا کے جانیوالوں کو دیکھتے ہو کس قدر بے پروا غیر مانوس اور بیمروت بنکے جاتے ہیں؟ کیسے کیسے لوگ گئے؟ اگر یاد کروگے تو ہر ایک کی یاد کے ساتھ ایک ایک داغ دل پر بنتا جائیگا۔ کس کس پایہ کے علما۔ کس کس رُتبے کے فضلا۔ کیسے کیسے عقلمند۔ کیسے کیسے فلسفی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُٹھ چلے گئے۔ بڑے بڑے فصیح اللسان۔ جادو نگار انشا پرداز۔ دل پھیر دینے والے اسپیکر (خطیب) ہر علم کے ماہر۔ ہر فن کے اساتذہ۔ ہر قسم کے صناع۔ کچھ اُنھیں پر منحصر نہیں جو زمانے کے ہاتھوں دنیا میں تنگ رہے ہوں۔ نہیں وہ بھی جنھیں دنیا نے اپنے سر پر بٹھایا۔ اور بظاہر اسباب جہان بامراد اور کامیاب رہا ہے۔ جاتے وقت سب کی ایک ہی وضع۔ ایک ہی صورت۔ اور سب میں ایک ہی قسم کی وحشت تھی۔

کیسے کیسے حسین و نازنین جن کی پیاری صورتیں دلوں کے مرقع پر قیامت تک بنی رہیں گی۔ اگرچہ زمانہ اُنکی نازبرداری کرتا رہا۔ چاہنے والے اُنپر جان دیتے رہے۔ اور مرنیوالوں تک نے اُنھیں اپنا قاتل بنایا مگر بارہا ایسا ہوا ہے کہ عین عنفوان شباب میں یا یوں کہا جائے کہ عشوہ نمائی اور نازفروشی کے زمانے میں دنیا سے اُنکا جی اکتا گیا اور بے کھٹکے بستر ناز کے بدلے کنج لحد میں سو گئے۔ اور ایسے سوئے کہ پھر نہ خبر ہوے۔ اگرچہ یہ معلوم ہے کہ

گستاخ پا کے فتنۂ محشر جگائیں گے   خواب عدم میں چین ہے گر خواب ناز کا

گر اُن غم نصیبوں پر ترس نہیں آتا جن کی آرزوئیں خاک میں مل جاتی ہیں اور جن کی امیدیں خون ہوئی جاتی ہیں۔ پیاری رخوں کا خواب نازہی دل پر تازیانہ۔ کہنے والوں کو عتاب کرتا ہے کہ یہ قیامت کی نیند۔ یہ نیند خدا جانے کتنوں کو زندگی سے بیزار کر دیا کرتی ہوگی۔ یہ وہ غضب کا سونا ہے کہ ہر آرزومند چاہتا ہے کہ اُنکی طرح خود بھی منتظران حشر کے ساتھ شرط باندھکے سو رہے۔ بہت ایسے بھی ہیں جو بن بن کے اور آنکھیں بند کر کرکے لیٹتے ہیں مگر کیا کریں کہ کسی طرح آنکھ نہیں لگتی۔ سیکڑوں ارمان بھرے اسوقت کی ناکامیوں پر

Marfat.com

جھنجلا جھنجلا اُٹھتے ہین اور بس یہ حال ہوتا ہے کہ ؎

کیا کیا کدورتین ہین دلِ ناصبور مین　　کیون نیند آگئی انھین آغوشِ گور مین

ہاے بارہا ایسا ہوا کہ یہ پری رُخ اپنے ناز و انداز کے جوش مین روٹھ روٹھ گئے۔ شبہاے وصال مین سیکڑون ایسی ہونگی جو اسی روٹھنے کی بدولت ناکام گذر گئی ہون گی۔ مگر ایسا روٹھنا کبھی نہ روٹھے تھے کہ بولنے کی قسم ہی کھالی۔ جنکا آنچل پکڑنے کی شکوون سے جرأت پڑتی تھی اُنھین شانہ ہلا ہلا کر جگا رہے ہین مگر ہاے نہین جاگتے۔ جو شورِ نالۂ فرا اُنکے روٹھنے پر ہماری طرف سے بلند ہوتا ہے اور جو آسمان دوز آہین انکی خفگی پر ہم کھینچا کرتے ہین اصل پوچھیے تو شورِ محشر سے کم نہین۔ ہمارا شور و شیون اور حلقۂ ماتم والون کے رونے پیٹنے کی دلدوز اور جگر خراش آواز صور سے ملتی ہی ہوتی ہے مگر وہ کسی طرح زبان نہین ہلاتے۔

مذکورہ لوگون ہی پر منحصر نہین ہے۔ جس کسی پر عدم کی نیند کا غلبہ ہوتا ہے وہ اپنے مقام پر بہتون کو بیچین کر دیتا ہے۔ کون ہے جسپر دو چار آنسو بہانیوالے نہ ہون۔ اور د مین کون آیا ہے جسکے دم سے کچھ لوگون کی آرزوئین وابستہ نہین۔ دو دن کے چھٹنے کا ملال ہی بہت ہوتا ہے نہ کہ قیامت تک کی مفارقت کا صدمہ۔ اگر تم کسی وقت خیال کے گھوڑے پر سوار ہو کر موجودہ دنیا کی سیر کروگے اور ہر اُس سین کو دیکھوگے جہان کوئی کچھ لحد مین سونے کی تیاریان کر رہا ہو۔ تو تمھین کوئی ایسا نہ ملیگا جسکے غم مین رونے پیٹنے والے اور نالہ و فریاد کرنیوالے نہ نظر آئین۔ جہان کوئی رونے والا نہ ہوگا اور جہان یہ عالم ہوگا کہ ؎

بر مزارِ ما غریبان نے چراغے نے گلے　　نے پرِ پروانہ باشد نہ شورِ بلبلے

وہان بیکسی کھڑی سو رہی ہوگی۔ اور حسرت خاک اُڑاتی ہوگی۔ کچھ ایسا سمان نظر آئیگا ہر گذرنے والے کا دل بھر آتا ہوگا۔ ؎

خشک گل۔ افسردہ سبزہ۔ شمع چپ بالین پہ اس　　جی بھر آیا عالمِ گورِ غریبان دیکھ

اُن لوگون کا سکوت اور سناٹا دیکھنے کے بعد کون کہ سکتا ہے کہ یہ لوگ کبھی جاگتا بھی ہونگے۔ ہر گز نہ جاگتے ہونگے۔ اُنھون نے ایسی چپ نہین سادھی ہے کہ کسی کے بُلانے سے بول بھی اُٹھین۔ کبھی نہ بولین گے۔ وعدۂ حشر مین سبھی کو حاضر ہونا ہے۔ اُس روز جب

سب خموشی پسند لوگ جگائے جائینگے۔ جاگنے کو تو آپ سے آپ جاگین گے گر اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ بہت بیزہ ہوکے اُٹھین گے۔ فرشتے چلا چلا کے جگائین گے۔ اُنکے اصرار پر لوگ اپنے اوپر جبر کرکے اُٹھین گے۔ شدتِ خمار سے آنکھین جھکی پڑتی ہونگی۔ گھڑی گھڑی دل مین آتی ہوگی کہ پھر لیٹ کے آنکھین بند کرلین۔ چلنے مین پانون لڑکھڑاتے ہونگے مگر بیچارے کیا کرین۔ زبردستی قبرون سے نکل نکل کے چلین گے۔ اور دربار محشر مین حاضر ہونگے۔ مگر بے بسی سے۔ اپنا زور چلتا تو ہرگز نہ اُٹھتے۔ ہان محشر خرامون کی رفتار اگر انھین بیچین کردے اور خود بخود اُٹھ کھڑے ہون تو اور بات ہے۔ یہ بیشک ایک ایسی تدبیر ہے کہ دنیا کے ہجران نصیب جو اپنی تمناؤن کو کلیجے سے لگا لگا کے سو رہے ہین. انکو بیساختہ اس طرح اُٹھا سکتی ہے کہ نہ آنکھون مین نیند کا خمار ہو اور نہ پانون گرانیِ خواب سے لغزش کہتے ہون۔ اور تدبیر کیسی۔ یہ ہونا ہی ہے۔ عرصۂ حشر بھی تو عجب جلوہ گاہ ہوگا۔ دنیا کے بوفا جور پسند ناہوش جس وقت اٹھلاتی ہوئی چال سے جھومتے ہوے ہمراہون کی قبرون پر سے گذرین گے۔ ممکن نہین کہ وہ لوگ بیتاب ہوکے چشم شتاق نہ کھولدین۔ اور از خود رفتہ ہوکر بلبلا بلبلا کے نہ اُٹھ بیٹھین۔ اگرچہ مخموران خوابِ مرگ ذیلِ خمار مین ہر وقت زبان حال سے کہا کرتے ہین ؎

[؟]بت زدون کے سر پہ چیلاّ ئیو نہ آکر اے شور صبح محشر جاگے ہین رات بھر کے

[؟]ان مین زندہ دلی بھی اس قیامت کی ہے کہ عرصۂ حشر کی دلچسپ سیران سے چھوٹنی جا ئیگی۔ انکے اعتقاد مین بسا ہوا ہے کہ ؎

مرنے کی چیز ہے یہ مجمع حشر حسین کیا کیا گذرتے ہین نظر سے

[؟]وجود اس خیال کے یہ اور نہ اُٹھین۔ واقعی کچھ ضرورت نہین کہ یہ لوگ زبردستی ایک [؟]مزگی کے ساتھ اُٹھائے جائین۔ انکا اُٹھانا منظور ہے تو ہجوم حسینان اور انبوہ پریشان کا انکی طرف سے ہوکے گذرنا ہی انکے بیدار کرنے اور اُٹھا کے تماشا بینی کیلیے کافی ہے۔

ہان

جس طرح بوفاؤن کی طرف سے اکثر "نہین" کی صدا آتی ہے۔ اُسی طرح عشاق ہر موقع پر چاہے ممکن ہو یا نہ ہو "ہان" کہدیا کرتے ہین۔ کیونکہ نہ کہین۔ یہان تو

Marfat.com

یہ خیال ۶ "سر تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے" گویا مذہبِ عشق کا ایک واجب العمل رکن ہو گیا ہے۔ ہاں اور نہیں میں عجیب متضاد نسبت ہے۔ ایک دوست ہے تو ایک دشمن۔ ایک مظہرِ کرم ہے تو ایک ذریعۂ ستم۔ "نہیں" سے کسی کی دل شکنی ہوتی ہے تو "ہاں" سے کسی کے آنسو پچھتے ہیں۔ "نہیں" خرمنِ آرزو میں آگ لگاتا ہے تو "ہاں" دلِ سوزان میں ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔ "نہیں" کلیجے میں ناسور ڈالتا ہے تو "ہاں" مرہم وہ زخم جگر ہے۔ "نہیں" جفائے یار ہے تو "ہاں" تسلیم و رضائے دلِ بیقرار۔ "ہاں" نے حسن و عشق کی دنیا میں ایسا دلبستگی کا اثر ڈالا کہ حسن کے جلوے روز بروز رونق پاتے گئے اور عشق کے ولولوں کو ترقی ہوتی گئی۔ یہ ہماری "ہاں" کی برکت ہے کہ حسن دو روزہ پر اترانے والے تازہ فرضیوں میں جنت دکھانے جاتے ہیں۔ مبتلایانِ عشق نے ہر ہر موقع پر "ہاں" کہلے بیدی وشون کے ناز کو اس درجہ بڑھا دیا کہ غرورِ حسن سے زمین پر پاؤں نہ رکھنے والے گویا "ہاں" کا لفظ ہی بھول گئے۔ اب یہ دلِ پر آرزو پر قیامت ڈھا دینے والا لفظ "نہیں" بھی اُنکی ایک دلفریب ادا سمجھ لیا گیا ہے۔ "نہیں" کی آواز تو مجمعِ حسینان سے ہمیشہ ہی آتی رہتی ہے۔ آرزو جس لفظ کے سننے کی ہے۔ اور عشق کی بیقراریان جو لفظ کسی سے کہلوانا چاہتی ہیں وہ "ہاں" ہے۔ زور دیے جانے کے قابل یہی لفظ ہے۔ وفا شعاری اور عشق کی قدر دانی "نہیں" ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ زمانہ بیوفائی کا ہے۔ اور حسن کے اسٹیج پر روز بروز ایک سے ایک زیادہ مجرب بیوفا اور ناآشنا پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ کان جس لفظ کے سُننے کو ترس گئے وہ "ہاں" ہے۔ مدتوں سے یہ مقصد وری کا لفظ سننے میں نہیں آیا۔ اور جو ملتا ہے اسی لفظ کے سُننے کا آرزومند ملتا ہے۔ عشاق کیا معنی آرزومندی کی ساری دنیا ایک بیتابی کے ساتھ کان لگائے بیٹھی ہے کہ کسی طرف سے "ہاں" کی آواز آئے اور سُن کے جی خوش ہو جائے۔ بہرحال اگر دلچسپی کی امید ہو سکتی ہے تو "ہاں" کے لفظ میں۔ اور اسی لیے دونوں میں چھانٹ کے ہمنے اِسے اختیار کیا ہے۔

ذرا "ہاں" کا جواب پانے کے منتظروں کو بھی ایک سرسری نظر سے دیکھ لو۔ کہ اُنکی تمنائیں اُنھیں کس قدر بیتاب کر رہی ہیں۔ اور امید اُنھیں اس ایک انتظار میں کیا کیا کرشمے دکھا رہی ہے۔ اس مجمع میں اگرچہ بہت بڑا مجمع دلدادگانِ یاری کا ہے مگر کچھ اُنھیں پر منحصر نہیں۔ ہر خیال کے لوگ ہیں۔ امیدوں کا رُخ ایک ہی جانب نہیں ہو

اسو جہ سے یہاں مختلف خیالات اور مختلف آرزوؤن کے لوگ نظر آئین گے

بوڑھا تو ان باپ اپنی ضعیفی کی کانپتی ہوئی آواز سے بیٹے کو نصیحت کر رہا ہے۔ کہتا ہے۔ "بیٹا! زمانہ نازک ہے۔ پھونک پھونک کے قدم رکھنا چاہیے۔ وہ دن گذر گئے جب صرف خاندانی وقعت تمھارے آگے لوگون کا سر جھکوا دیا کرتی تھی۔ اب وہ شان نہیں۔ لوگ کسی گذشتہ زمانے مین دلچسپی اور طبیعت بہلانے کے لیے کیا کرتے تھے تمھین ترقی سے روکین گے۔ اُس زمانے کی جوانی نے ہمین کچھ نہ کرنے دیا۔ تم اُٹھو۔ ان سب باتون کو چھوڑو۔ بدمعاش اور خراب کُن احباب کی صحبت ترک کرو۔ دین اور دنیا دونون تمھارے قبضے سے نکلی جاتی ہین۔ دین پر حملہ کرنیوالون کو اب آزادی ہے جسے چاہین بہکا دیتے ہین۔ دنیا بے لیاقت اور بے تعلیم کے نہین حاصل ہو سکتی۔ بیٹا یہ نصیحتین تمھارے کام آئین گی۔ اب تمھارا کام بس اسی قدر ہونا چاہیے کہ تمام فضول اشغال سے منہ موڑو۔ اور لکھنے پڑھنے مین دل لگاؤ"۔ اتنی نصیحتین کر کے باپ بیٹے کی طرف بڑے شوق سے کان لگاتا ہے کہ دیکھین کیا آواز آتی ہے۔ اِن سب باتون کے جواب دو ہی ہین۔ "ہان" یا "نہین"۔ مگر افسوس زمانے نے نوجوانون کو اس درجہ خراب اور ناحق بنا رکھا ہے کہ "ہان" کی بمشکل امید ہو سکتی ہے۔ بوڑھے نے کان تو لگا دیے مگر اسے امید نہین کہ بیٹے کے منہ سے "ہان" نکلے۔ افسوس! کیا بے بسی ہے۔ چاہتا ہے "ہان" سُنے اور یہ آرزو پوری کرنیوالی آواز سُنائی دے۔ مگر نہین۔ کچھ زور نہین چلتا۔ اب اس موقع پر "ہان" کے سُننے کی تمنا ہے مگر ہاے نہین پوری ہوتی اور صاحبزادے یہ لفظ زبان سے نکلنے ہی کیون لگے اور اگر پاس ولحاظ نے زبردستی کہلوا بھی دیا تو ایسی پژمردہ صورت اور ایسے دھیمے لہجے مین کہتے ہین کہ اُس ظالم "ہان" سے "نہین" اچھی۔

تیماردار اپنے مریض کو لیے حکیم صاحب کے سامنے بیٹھا ہے۔ حکیم صاحب متانت اور غرور کے داب سے اپنے اُجلے فوق العادت کپڑے بچا بچا کے غریب مریض کی نبض دیکھ رہے ہین۔ تیماردار اور مریض دونون کی آرزومند نظرین حکیم صاحب کے چہرے کی طرف لگی ہوئی ہین کہ دیکھین نبض کی رفتار حکیم صاحب پر کیا اثر ڈالتی ہے۔ مگر حکیم صاحب نے اپنے منا بد چہرے سے کوئی بات نہ ظاہر ہونے دی۔ اب تیماردار مریض کا حال

بیان کرنے لگا" بخار کسی وقت مفارقت نہین کرتا - پانچ مہینے گذر گئے - ہلکی ہلکی حرارت ہر گھڑی موجود رہتی ہے - کھانسی بھی آتی ہے - ناتوانی اور لاغری روز بروز بڑھتی جاتی ہے اب سوا پوست و استخوان کے کچھ نہین باقی رہا - صاحب فراش ہوگئے ہین - حرکت محال ہے غذا بالکل ترک ہوگئی - اور اسپر ستم یہ کہ دست بھی آتے ہین" حکیم صاحب نے نسخہ لکھا تیماردار نے مریض کو گھر روانہ کیا - اور تنہائی مین حکیم صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑ کے عرض کرنے لگا" میرے حکیم صاحب! کیا عرض کرون کہ کتنون کی آرزوئین خاک میں مل جاتی ہین - بخار کیسا ہے؟ آپ ہی کے فرمانے پر ہماری امیدون کا مدار ہے بس اتنا فرما دیجیے کہ یہ اچھے ہو جائین گے؟" یہان بھی امید کا رہنا اور نہ رہنا انھین دو لفظون پر منحصر ہے" ہان" اور "نہین" - مگر حکیم صاحب کی زبان سے "ہان" کی بمشکل امید ہو سکتی ہے انکی صورت کہے دیتی ہے کہ مریض کی طرف سے وہ مایوس ہین - گو مروت "نہین" کا دل دکھانے والا لفظ انکی زبان سے نہین نکلنے دیتی مگر دل ہی دل مین کہہ رہے ہین کہ کیا کہون - یا تو ساکت ہین - اور یا مجرد دلدہی کے لیے" ہان" کہتے بھی ہین تو اس وضع سے جسکے معنی ہین - یہان بھی دیکھو بیچارہ آرزومند" ہان" کا لفظ سننے کا مشتاق تھا مگر نہ سن سکا - سچ کہتے ہین کہ "ہان" کا لفظ کسی ایسے ہی خوش نصیب کے سننے مین آجاتا ہو - ورنہ لوگ اکثر ترس ہی کے رہ جاتے ہین -

روزگار کے پیچھے زمانے کی خاک چھاننے والا اور ترقی کا امیدوار دونون ایک ہی اسٹیشن کے حاکم کے سامنے دست بستہ کھڑے ہین - پہلا التجا کے لہجے مین عرض کرتا ہے کہ "مین گردش زمانہ کی بہت سرد مہریان سہکے حاضر ہوا ہون - بیوی بچون کی تکلیف اب طاقت صبر بھی نہین رکھی - بس اتنی عرض ہے کہ کہین روٹیون کا سہارا ہو جائے" دوسرا مزاج شناسی کے تیور دکھا کے کہتا ہے" میری خدمات اب صلے کی مستحق ہین - جان توڑ توڑ کے محنت کی! حضور پر تو سب حال روشن ہے - اب میری ترقی ہونا چاہیے" ایک اپنی مظلومی کی تصویر کھینچ کے دکھا رہا ہے - اور دوسرا اپنے استحقاق کے ثبوت دے رہا ہے - دونون منتظر ہین کہ دیکھین سننے والے کی زبان سے کیا نکلتا ہے" ہان" یا "نہین" - دونون کی آرزوئین "ہان" پر منحصر ہین - مگر حاکم کے پس و پیش سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونون مین سے ایک کو بھی دلدہی کرنیوالے لفظ "ہان" کی امید نہین - یہان بھی

دیکھو تمنا تھی کہ "ہاں" کی آواز کان میں آ جائے۔ مگر نہ آئی۔

غریب الوطن آوارۂ دشتِ غربت کا مدتوں کے بعد ایک ایسی آبادی پر گذر ہوا ہے جو باعتبار ظاہری وضع کے وطن سے ملتی ہوئی ہے۔ باغوں کی قطع۔ عمارتوں کی صورت۔ سواد وطن کا دھوکا دے رہی ہیں۔ وہم کے فریب میں پڑ جانیوالے مسافر کی امیدیں یک بیک ترقی کر گئیں۔ نظر نہایت شوق سے اُس عمارت کی طرف جانے لگی۔ آرزوئیں خیال وطن کے درخت کی ٹہنیوں میں اُلجھنے لگیں۔ دل کے حوصلے بڑھ گئے۔ تھکے پاؤں میں نئی جان اور نئی قوت آ گئی۔ وہ وطن کی صحبتیں۔ وہ اطمینان اور فارغ البالی کی گھڑیاں۔ وہ احباب کی جانبازیاں۔ وہ عزیزوں کی وفاداریاں۔ سب چیزیں نظر کے سامنے پھر گئیں۔ دل میں خیالی پلاؤ پکاتا۔ اور امیدوں کی مزیدار کرشمہ سازیوں سے کھیلتا روانہ ہوا۔ چند ہی قدم چلا ہوگا کہ ایک صورت نظر آئی۔ وہم نے اُس صورت پر وطنی کا کچھ ایسا نور چمکا کے دکھا دیا کہ امیدیں یک بیک اور اُبھر پڑیں۔ ذوق و شوق سے اُسکی طرف بڑھا اور نہایت شگفتگی کے ساتھ سوال کیا "فلاں شہر (اپنے شہر کا نام لیکر) یہی ہے؟" خیال نے دل کو یقین دلا دیا تھا کہ جواب میں "ہاں" ہی سنے گا۔ انتظار کی بیخودی ہجوم شوق میں جواب پانے کے لیے بیچین کیے دیتی تھی۔ اور امیدیں مچل مچل کے جلدی کر رہی تھیں کہ نئے ہموطن ملاقاتی کے منہ سے کہیں جواب نکلے۔ اُس نئے ملاقاتی نے پہلے تو استعجاب کے لہجے میں کہا "وہ شہر یہاں کہاں؟ وہ تو یہاں سے منزلوں دور ہے"۔ اسکے ساتھ ہی سوال کے جواب میں آواز آئی "نہیں"۔ یہ "نہیں" قیامت کی تھی۔ اے نفس تو "ہاں" کا یقین کیے بیٹھا تھا۔ یہاں بھی "ہاں" کی آرزو نے مایوس کرکے ایک غریب الوطن کے کلیجے میں ناسور ڈال دیا۔

لو ہجوم عشاق کا بھی ایک تختۂ جگر نظر آگیا۔ سالہا سال کی آرزوؤں نے آج دولت وصل حاصل کرائی ہے۔ خدا خدا کرکے اور ساری زندگی مایوسیوں کی نذر کر چکنے کے بعد کسی وعدہ فراموش کی ایک "ہاں" آج پوری ہوئی ہے۔ ستم شعاروں کا پہلو جور ہجران سے ہوؤں سے آباد ہوا ہے۔ اور تمناؤں کا بڑا دگام سرگرمی سے دربار حسن کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ نام ہے کہ آرزومند ہر جملے پر "ہاں" کا امیدوار ہوتا ہے اور "نہیں" سنتا ہے۔ یہاں وہ مروت بھی نہیں جسنے حکیم صاحب کی زبان سے "ہاں" کہلوا دی تھی

Marfat.com

اُس "ہان" کے معنی "نہین" تھے - یہان کی بیمروتی بھی کچھ اس غضب کی ہے کہ لوگ چھوٹتے ہی بلاتکلف "نہین" کہہ دیتے ہین - ہاے پیارے لب لعلین کس قدر دلفریب دلستان ہین - کاش ان مین سے کوئی بھی لفظ "ہان" سے آشنا ہوتا - افسوس ایک بھی نہین - وہ زمانہ گذر گیا جب وفاطراز اور مہ جبین معشوقون نے دلبری عشاق کو حسن و جمال کا جوہر سمجھ لیا تھا - زلیخا کی دلداریان - شیرین کی وفاطرازیان - لیلیٰ کی بے بسی اور بیتابیان اُسی زمانے کے ساتھ گئین جو پری رخون کو محبت و وفا کا نمونہ بناکے دکھاتا تھا - اب دل لیکے مکر جانیوالے اور جذبات عشق کی بیتابانہ آرزوون کو ایک مختصر سے لفظ "ہان" کے واسطے مین ترسا دینے والے حسینون کا زمانہ ہے - اب بیوفائیان ناز - اور وعدہ خلافیان ادا تصور کیجاتی ہین - ہاے ان پیاری صورتون کے جھرمٹ مین کوئی نہین ہے جو کسی کا دل رکھ لینے ہی کے لیے زبان سے "ہان" کہدے ؟ -

ہر کامیابی کا مژدہ سُنانیوالا لفظ "ہان" ہے - جنکی آرزوئین پوری ہو رہی ہین اُنکے کانون مین ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہے کہ ترقی کے میدان مین ہر قدم پر آگے والون سے وہ پوچھتے ہین "ہم بھی آئین ؟" اور فوراً جواب مین "ہان" کا پیارا لفظ سنتے ہین زمانہ مقصد وری کی گاڑی مین ٹھلکے اُنھین اُڑائے لیے جاتا ہے - اور صرف یون ہی ہر مقام پر اپنی تمناؤن کے جواب مین "ہان" کا مژدہ سنتے جاتے ہین - انکا خوشی کے دریا مین ڈوبا ہوا اور مقصد ورمجمع بھی ہمارے خیال کے سامنے موجود ہے - اس مضمون کے بڑھ جانے کے لحاظ سے اُنکی تصویرین دکھانا ہم کسی اور وقت پر منحصر رکھتے ہین - سمان گو ہمین اپنی بدقسمتی کے زمانے مین عبلانہ معلوم ہوتا ہو گر دیکھنے کے قابل ہے کہ کامیاب و بامراد لوگ کس کس مقام پر اور کس کس وضع سے کیا کیا آرزوئین دل مین لیے کھڑے ہین اور کیسی کیسی حوصلہ بڑھانیوالی "ہان" کی آوازین ہر طرف سے انکے کان مین آرہی ہین -

ہمین اب اپنی طرف دیکھنا چاہیے کہ ہم بھی کسی مقصد مین کامیاب ہوتے ہین ہماری تمناؤن کے جواب مین بھی کسی طرف سے "ہان" کی آواز آتی ہے یا نہین ؟ افسوس اس سوال کے جواب مین ہم بھی "ہان" نہین کہہ سکتے - ہمارا ادبار - ہمارا تنزل - ہماری نااتفاقی - ہماری معیشت کسی وقت ہمین موقع نہین دیتی کہ قومی آرزوؤن کے مقابلہ مین "ہان" کا مژدہ سنین - اے اسلام ! اے مبارک اور برگزیدہ دین الٰہی ! بیشک

غنیمت ہے کہ تیری برکتیں اور تیرے جوش کبھی کبھی ہمارے دلوں کو اُبھار دیا کرتے ہیں اور ہم اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ زبردستی ہی سہی مگر تقدیر سے "ہاں" کہلوا چھوڑیں۔ ہم اسی کو بھی کافی سمجھتے ہیں کہ تو اب تک ہماری ہمدردی کو موجود ہے۔ مگر زمانے کا رنگ کہہ رہا ہے کہ خدانخواستہ کبھی وہ دن آ جائیگا جب ہم پُر درد آواز سے سوال کرینگے "روے زمین پہ اسلام ہے؟" اور جواب میں کسی طرف سے "ہاں" کی آواز نہ آئیگی۔

"اے گُل بتو خُرسندم تو بوے کسے داری"

چاہے زبان سے کوئی خوشی منالے مگر خوشی کیا خاک ہوئی؟ اصل میں تو دل پر ایک چوٹ لگی۔ کسی ناز آفرین نے یاد آ کر دل میں ایک تڑپا دینے والی بجلی سی لی۔ آنسو بھر آئے اور قصۂ ہجران بیان کرنیوالی زبان سے ایک آہِ فلک دوز نکل گئی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ قدر دانانِ حُسن اور دلدادگانِ یار کو اس بیتابی میں بھی مزہ ملتا ہے۔ خیر۔ چاہے رنج ہوا ہو یا راحت۔ درد اُٹھا ہو یا مزہ ملا ہو۔ مگر کسی ظالم نے مصرع قیامت کا کہا ہے۔ ہائے "اے گُل بتو خرسندم تو بوے کسی داری" آہ۔ اس "کسے" نے مار ڈالا۔ کون؟ جانے بھی دو۔ کوئی ہوگا۔ لیکن یہ یاد اس بلا کی ہے کہ ٹالے نہیں ٹلتی۔ ہزار دل کو اور طرف متوجہ کرو۔ طبیعت کو دوسری باتوں میں بہلاؤ۔ مگر ایک خوشنما پیارا پھول اُنھیں ہی یاد دلاتا جو ہمارے دھیان بٹانے سے نہ یاد آتے ہوں۔

پھول حُسنِ نکو کی ایک قدرتی دلفریب تصویر ہے۔ نرگسیں آنکھیں۔ گلابی رخسارے نازک ہونٹھ۔ پیچیدہ زلفیں۔ اور پھر ایک شگفتگی کے قریب پہونچی ہوئی حُسن کی مجموعی کیفیت اور بہار کی حالت باغ کی مختلف دلفریبیوں کا مجموعہ ہے۔ اور سب سے زیادہ لطف۔ یا بیتاب عاشقوں کے مذاق میں غضب۔ یہ کہ پھول میں بو ایک ویسی ہی چیز ہے جیسی عشوہ فروشوں کے حُسن دلربا میں ادا۔ اب غور کرنے کی یہ جگہ ہے کہ حسینوں نے اپنے حُسن و جمال کے تمام جزئی کرشموں کی طرف سے دلربائی اور برق افگنی کا چارج کسے دیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ادا ہی وہ چیز ہے جو سنگدل نازنینوں کی جور پسندی کے نمونے دکھا دکھا کے کلیجوں میں ناسور ڈالتی رہتی ہے۔ پھر یہ پیارا پیارا پھول بیتاب کیوں نہ کرے۔ کیونکہ نازک اور شگفتہ رخساروں کے ہمرنگ ہونے کے علاوہ ایک قسم کی خوشبو بھی رکھتا ہے جو کسی کی ادا

Marfat.com

سے ملتی ہوئی چیز ہے۔

پھول تو یہاں بدلے نام رکھ دیا گیا ہے۔ یا یوں کہیے کہ توضیح کے لیے ایک خوشنما چیز محسوسات میں سے چھانٹ لی گئی۔ ورنہ جسکو دیکھ کے کوئی یاد آ جائے وہی پھول ہے۔ جو لوگ کسی کے خیال میں غرق ہو گئے ہیں اُنکی خیالی آنکھیں ہر چیز کو اُسی کا جلوہ گاہ سمجھتی ہیں جسکے خیال نے اُنپر ایک محویت طاری کر دی۔ اُن کا تو یہ مذہب ہے۔ ع ہر چہ آید در نظر دانم توئی "توئی" سے کیا مطلب؟ اسکا فیصلہ ہر شخص اپنے مذاق کے موافق کر لیتا ہے۔ صوفیہ صافیہ اگر پھول کو مظہر خالق سمجھ کے بیتاب ہو جاتے ہیں تو یار کے پیکر پر تصور باندھنے والے صنم پرست بتے جانان کو یاد کرتے ہیں اور کلیجہ ہاتھوں سے تھام لیتے ہیں۔ ہر شخص کو وہی لطف ملتا ہے جو اُسکے مذاق کا ہے۔ پوچھیے ہمیں کیا لطف آیا؟ اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کے مقتولوں نے پوچھا ہم یہی کہینگے کہ پھول بھی باغ اسلام میں ایک کلی ہو کر ظاہر ہوا تھا۔ اور کچھ اس شگفتگی پر تھا کہ اس قسم کے پھول تو آج تک سیکڑوں شگفتہ ہوئے مگر وہ شگفتگی اور تروتازگی پھر نہ نظر آئی۔ اُس زمانے کی بسی ہوئی بو کا کچھ اثر اب تک ہمارے دماغ میں موجود ہے جس سے اس بو کو ملتا ہوا پا کر ہمیں باغ اسلام کی وہ اگلی رونق یاد آگئی۔ اور اُسکے ساتھ تمام ترقیوں اور شان و شوکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ بس بیتاب ہو جاتے یا وہ حالت یاد کر کے خوش ہو لینے کے لیے یہ ادنیٰ اشارہ کافی ہے۔

واقعی یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی چیز کسی کو یاد دلا دیتی ہے اُس سے صدمہ کے سوا کبھی خوشی نہیں حاصل ہوتی مگر دل کو اُسکے ساتھ ایک قسم کا اُنس سا ہو جاتا ہے دیدار جانان نہیں نصیب ہے تو تصویر یار کو نظر کس شوق سے دیکھتی ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ ہر وقت کلیجے سے لگائے رہیے۔ جن بدبختوں کو تصویر بھی نہیں نصیب ہے وہ خیالی تصویر یار کو گھڑی گھڑی اپنی مشتاق آنکھوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور بیتاب دل کے لیے کیا پیارا اور دلچسپ مشغلہ تیار کر لیتے ہیں۔

قدیم شکستہ عمارتوں کی حسرتناک آثار چونکہ اپنے ناموں کو یاد دلا دیتے ہیں اور اولوالعزم لوگوں کی ایک سچی اور صحیح تاریخ پیش کر دیتے ہیں اسوجہ سے جب کبھی اُن میں جانے کا اتفاق ہو جاتا ہے پھر واپس آنے کو جی نہیں چاہتا۔ خود بخود اسی بات پر کچھ دھن سی بندھ جاتی ہے کہ چاہے جو کچھ ہو ہمیں کے ہو رہیے۔ اور ان منہدم آثار کے۔ اتھاہ

تئیں بھی ایک حسرت کی یادگار بنا دیجیے - ویرانہ پسند طبیعتیں جنھیں قدما سے محبت ہے اور جن کی عمر شکستہ کھنڈروں پر بیٹھ بیٹھ کے روتے گذر جاتی ہے۔ صحرا نشین زاہد جو اُجاڑ مقاموں کے آباد کرنے میں اپنی عمریں گزار دیا کرتے ہیں دونوں کو تمام دنیا کے موجودہ خود پسند امرا منحوس سمجھنے لگتے ہیں سچ تو یوں ہے کہ آثار قدما کو دیکھتے دیکھتے اُنکی نظریں اور اُنکی صورت کچھ انھیں چیزوں سے مانوس ہو گئی ہے جو کسی ٹوٹی ہوئی اُمید یا شکستہ آرزو سے تعلق رکھتی ہو - ایک پرانے خیال کا آرتھا ڈاکس ہندو (جس پر نئی تہذیب کا اثر نہیں پڑا) ہندوستان کی سیر کی غرض سے ریل پر سوار ہوتا ہے۔ اُس مقدس زمین پر پہونچتا ہے جو جمنا کے کنارے واقع ہے جسے قدامت کی مذہبی تاریخ بندرابن کے نام سے یاد دلاتی ہے۔ اُس مقام کو وہ شوق و دلچسپی کی نظر سے دیکھتا ہے وہاں کی سینری مختلف قدرتی چیزوں کو اپنے دامن میں لیکے نظروں کے سامنے کر دیتی ہے - ان چیزوں کی ہسٹری مذہب بتاتا جاتا ہے۔ اور وہ خیالی اگلا گذشتہ سین اُسکی آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ سری کرشن جی کھڑے بنسی بجا رہے ہیں - بنسی کی سہانی آواز چاروں طرف کی فضا میں گونج رہی ہے۔ اور ایک مبالغگی واز خود رفتگی کا سماں بندھا ہوا ہے۔ برج کی نازنین و پریجمال گوالنیں اور عقیدتمند حور وش لڑکیاں ہر سمت سے دوڑتی چلی آتی ہیں - اور ایک محویت کے عالم میں وہ دلکش آواز سن رہی ہیں جسکو اعتقاد اور مؤثر بنائے دیتا ہے - مذہب کی تاریخ قدامت کی طرف اور زیادہ کھینچ لے جاتی ہے اور وہیں نظر کے سامنے ہو جاتا ہے جہاں مہاراجہ رامچندر جی اپنے بھائی لچھمن اور وفادار و عصمت شعار معشوقہ سیتا جی کے ساتھ چترکوٹ پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہیں - وہاں کے سبزہ زار کی بہار اور پھولوں کی تر و تازگی اُنکے درد آشنا دل پر اثر کر رہی ہے اور وہ بدین آکر اپنی نازنین محبوبہ کو اشارے سے بتا بتا کے باغ قدرت کے حسن فریب کا لطف یاد دلا رہے ہیں - ایسے موقع پر ہر ادنیٰ اشارہ دیکھنے والے کے حق میں وہی پھول ہو جاتا ہے جسکی نسبت کوئی اگلا دقیقہ سنج کہ گیا ہے:" لے گل بتو خرسندم تو بوے کسی داری

اس مضمون کو کوئی اور نازکیاں کس خوبصورتی سے ادا کر رہا ہے کہ سنتے ہی بے اختیار وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ منہ سے "واہ" نکلتی ہے -

گل گفت کہ من مذہب دینی دارم | از دوحہ رسول ہمنشینی دارم
زنگم چو محمدؐ است و بویم چو علیؓ | خلق حسنؓ و خوے حسینیؓ دارم

ایک پیارا پھول کسی سچے مسلمان کی نظر سے گذرا - مذہب کے جوش نے وہ دینی باتین یاد دلادین جو ہر وقت اسکے خیال مین بسی رہتی ہین - اُسکے خیال کے کان سننے لگے کہ وہ خوشنا پھول زبانِ حال سے کلمۂ توحید پڑھ رہا ہے اور اس بات پر فخر کر رہا ہے کہ حضرت رسول علیہ السلام کو مین بالطبع مرغوب تھا - پھر اپنے رنگ - خلق - خو - بو - ہر چیز کو دکھا کر گویا کسی دینی مقتدا کو یاد دلاتا ہے - حالانکہ ایک مسلمان کو اپنے اسلامی خیالات زندہ کرنے کے لیے کسی پھول کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہین - پھول تو گویا نازکخیال شاعری کی ایک قسم کی مزیدار آورد ہے - دراصل صحراے عرب کی تپتی ہوئی زمین - اُسکی باد کے چمکتے ہوے ذرے - اُسکے ریگستانون کی جھاڑیون اور ببولون کے کانٹے سب اپنی جگہ پر اُس قافلے کے یاد دلانے کیلیے کافی ہین جو دینی کشش سے وہان جمع ہوا تھا - اور مصرو شام - روم وعجم - افریقہ وایشیا - اسپین وہند کے تازہ اور سراپا نزہت سبزہ زارون کی طرف روانہ ہوا تھا - ہماری قوم کو اُس مبارک ریگستان مین محو آنے جانے والے قافلون کے اونٹون کے نقش قدم دیکھ کر دھوکا ہو سکتا ہے کہ یہ نشان اُن اونٹون کے نہ ہون جو اُس قدیم قافلے کو لیکر روانہ ہوے تھے -

سب سے بڑا لطف یہ ہے کہ یہ پھول جو کوہ قاف کی پریون یعنی سرکیشیا کی سادگی پسند دوشیزہ لڑکیون کے حسن کی رونق بڑھاتا ہے - یوروپین لیڈیون کے نازک سرون اور اُبھرتے ہوے سینون پر خوشنائی کے ساتھ آراستہ کیا جاتا ہے - ہندوستان کی سبزہ اندام اور سراپا نازو اندام مہ جبینون کے گورے گلون مین پڑتا ہے اور نازک اندام معشوقون کے بستر ناز پر بچھایا جاتا ہے - کبھی چوروشون کا زیور ہوتا ہے اور کبھی حسن پرستون کی طرف سے بطور نذر کے گلدستہ بنا کر نذر بارگاہِ حُسن ہوتا ہے - اگر غور سے دیکھیے تو وہ پھول ایک ایسی چیز ہے جو دنیا کے سارے اختلاف دفع کرکے اور باہمی جنگ وجدل کو مٹا کے سب قومون اور سب مذہبون کو ایک عمدہ خدارسی کا سلسلہ یاد دلا کے ہمخیال بنا دیتا ہے - سعدی شیرازی کا یہ شعر بہتون کی نظر سے گذرا ہوگا - ؎

برگ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

پھر جب پتون کا یہ حال ہے تو پھول کس قدر زیادہ فصاحت کے ساتھ زبانِ حال سے وہ مضمون ادا کر رہا ہوگا جسکو درختون کے ہرے ہرے پتے ادا کرتے ہین - فرض کیجیے کہ ایک

Marfat.com

گلاب کا پھول آپ کے ہاتھ مین ہے اور آپ اُسے غور سے دیکھ رہے ہین - نکہت کسی کی ڈھلتی ہوئی جوانی کو یاد دلا رہی ہے - رنگ کسی کے چمکنے اور گُدگُدے رخسارون کی تصویر ہے - پوری دلکش کیفیت سے صاف بتا رہی ہے کہ کسی شوخ طبع کے ناز کا لطف اُڑا رہی ہے - نازک نازک پنکھڑیان کسی کے پتلے پتلے نازک اور مسکراتے ہوے ہونٹھ ہین - پھر ان سب باتون کا تفصیلی حال دریافت کرنے کے بعد اُس قدرت کو خیال کرو جس نے ان سب باتون کو اس ایک چھوٹی سی چیز مین جمع کر دیا تو فوراً خیال اُس صانع مطلق کی طرف رجوع ہوگا جسکو سوا چند محدود لوگون کے ساری دنیا سب مذاہب اور سب قومین مانتی ہین -

وہ باسی پھول جو کسی کی پیاری گردنون مین پَل پَل کے مُرجھا گیا ہے وہ پژمردہ پتیان جو کسی کی تربت پر پڑے پڑے خشک ہو گئی ہین - وہ پیراہن گُل جسے ایک ہی جلد گزر جانیوالی شب وصال نے کسی حور وش کا ملبوس خاص بناکر ملگجا اور بے لطف کر دیا ہے - وہ صحن چمن مین بکھری ہوئی پنکھڑیان جو اپنی شگفتگی کی بہار دکھا کر حسرت نصیبی کے ساتھ زمین پر بکھر گئی ہین - وہ دماغ تر و تازہ کرنیوالی بوے گُل جو ہماری آہ جگر خراش کی طرح چارون طرف ہوا مین منتشر ہو گئی ہے - یہ چیزین ایسی ہین کہ انھین دیکھتے ہی بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے "اے گُل بتو خرسندم تو بوے کسی داری" سارے عالم کی خاک چھاننے کے بعد آؤ باغِ اسلام کی کیفیت دیکھین - یہ عجب باغ ہے - اور اسکے حالات فی الحال بالکل ایک اسی قسم کی مسٹری (راز) معلوم ہوتے ہیں - گذشتہ صدیون مین زمانے کو اسکی طرف خاص توجہ تھی - بڑی بڑی تصانیف اور ضخیم تواریخ مین اسکا تفصیلی حال لکھا ہوا ہے - اس پچھلے زمانے میں اہل اسلام کچھ ایسے سُست ہو گئے ہین کہ بیٹھے تو اُسی باغ کی عمارتون مین ہین مگر اپنے موروثی باغ کو کبھی نظر اُٹھا کے نہین دیکھتے - جب کبھی اُسکے حالات دریافت کرنے کو جی چاہتا ہے تو اگلون کی وہ تصانیف اُٹھا کے دیکھنے لگتے ہین جن مین اُنھون نے اس بارونق باغ کا حال لکھا ہے - دل مین سمجھے ہوے ہین کہ وہ باغ ابتک اُسی رونق پر ہے - حالانکہ اُنکی بے توجہی سے اُسکا وہ حال ہے کہ خدا دشمن کو نہ دکھائے - یہ تو اپنے مطمئن ہین مگر ان کتابون میں اس باغ کا تذکرہ دیکھ کے دو چار شخصون کے دل مین آئی کہ آؤ دیکھین جس باغ کی نزہت اور

Marfat.com

تر و تازگی کا حال لکھا ہے خود وہ باغ کس بہار کا ہے۔ اس شوق نے اُنکی سُستی دفع کر دی اور وہ اُٹھ کھڑے ہوے۔ باہر نکل کے دیکھا تو جس عمارت مین تھے گو اندر نظر کو مانوس معلوم ہوتی تھی مگر باہر سے بالکل شکستہ اور قریب الانہدام ہے۔ دل پر ایک چوٹ تو یہین لگی تھی آگے بڑھ کے دیکھا تو دل کا کچھ اور ہی عالم ہوگیا۔ کلیان شگفتہ ہوکے پھول ہوئین۔ خود وہ قوم جسکا باغ ہے وہ تو اُن پھولون سے ذرا بھی مستفید نہ ہوئی۔ ہان بادِ صبا کے جھونکے چلے۔ اُنکی بو کو اُڑا لیگئے۔ وہ بو اور قومون کے دماغ مین پہونچی جو فوراً جاگ اُٹھین۔ بو تو یون گئی باقی رہی اُن پھولون کی ظاہری صورت اُسکا یہ عالم ہوا کہ اپنے قدردانون کی سرد مہری سے افسردہ و پژمردہ ہوگئین۔ شاخون پر صرف گلبن رہ گئے۔ اور پنکھڑیان مرجھا مرجھا کے گرین اور ادھر اُدھر بکھر گئین۔ وہ لوگ جو سیر کرنے گئے تھے مُرجھائی اور ہر طرف بکھری ہوئی پنکھڑیون کو چارون طرف منتشر دیکھ رہے ہین اور ایک حسرت واندوہ کے ساتھ کفِ افسوس مل رہے ہین۔ یہ حالت دیکھکر دیر تک تو وہ لوگ پچھتاتے رہے اور روا کیئے کہ ہاے اس باغ کی بہار اور رونق کے متعلق جو کچھ باتین خدا لکھ گئے ہین اُن مین سے ایک بھی نہ باقی رہی۔ آخرکار انکے آنسو تھمے اور اُنھون نے یک بیک آہ کھینچ کے اُن افسردہ اور منتشر پنکھڑیون کو محبت کی نظر سے دیکھا اور بے اختیار یہ مصرع اُنکی زبان سے نکلا "اے گُل بتو خرسندم تو بوے کسے داری"۔

اے موجودہ زمانے کے وہ مسلمانو جن کو دنیا اسلام اور ترقی عرب کا وارث کہتی ہے کچھ سمجھے بھی وہ پنکھڑیان کون ہین اور اُس بو سے کیا مراد ہے؟ وہ پھول اسلامی جماعتین تھین اور پنکھڑیان تم خود ہو۔ شیرازۂ اسلام ٹوٹ گیا۔ تم ادھر اُدھر بکھرے اور منتشر پڑے ہو۔ افسردگی تمھاری صورت ہی سے ظاہر ہے۔ خدا کرے آئینے مین خود تمھین بھی نظر آئے۔ بادِ صبا زمانہ ہے۔ اور بو تمھاری عمدہ خصلتین ہین جو تم سے نکل کے مغربی قومون مین پیدا ہوگئین۔ ہان جس طرح باسی پھولون مین ایک قسم کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے اسی طرح تم مین بھی ایک حسرت کی بو ہے۔ جو چند بیدار ہونیوالے شکستہ دل ہمدردانِ قوم کے دماغ مین اپنا پہونچی ہے اور وہ تمھاری موجودہ حالت کو خیال کرکے صرف اپنا غم غلط کرنے کے لیے کہہ اُٹھے ہین اے گُل بتو خرسندم تو بوے کسی داری" افسوس تمھین کو دیکھ کر یہ مصرع

Marfat.com

پھر ملنے کو یاد آیا ہے۔ اے ہمارے قومی باغ کے باسی پھولو! تم مین چاہے کسی قدر فسردگی ہو مگر تم ہماری نظر کو ویسے ہی بھلے معلوم ہوتے ہو جس قدر کسی خوش قسمت کو ایک تر و تازہ پھول بھلا معلوم ہوتا ہے۔ خدمت کے لیے شمع سحر کے مانند گل نہ ہوتا۔ گل ہی ہونا ہے تو رات رہے ہی سے گل ہونا کہ دوسری شمع روشن کرنے کا وقت باقی ہو۔ یہ پھول تو غفلت اور عسرت کی دوہری تاریکیون مین شگفتہ ہوے۔ انکی بہار سے لطف اُٹھانے کا کسی کو موقع ملا۔ ہان اور کلیان شگفتہ ہون تو انکی بہار دیکھ کے خوش ہون۔ اے ہمدردان قوم! قومی گلشن کے باغبان تمھین ہو۔ اس اُجاڑ باغ کی اچھی طرح آبیاری کرو کہ یہ بے روپ پودے ترو تازہ ہو کر نئی کلیان لائین اور نئے پھول شگفتہ ہون۔

لالۂ خودرَو

ایک خستہ جگر اپنے سفر عشق کے ویلے مین ڈھاک کے جنگل سے نکل کے کسی نہایت عجیب سبزہ زار مین پہونچا ہے۔ شام کا وقت ہے۔ آفتاب غروب ہو رہا ہے اور قدرتی جذبات اُبھرتے آتے ہین۔ یہ عالم ہے کہ جدھر نظر جاتی ہے ؎ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ؏۔ مگر یہ حرمان نصیب کسی طرف متوجہ نہین ہوتا۔ اپنے معمولی جنون کی دُھن مین قدم بڑھائے چلا جاتا ہے۔ ناگہان لہلہاتے ہوے سبزہ زار کی خوشگوار سبزی میں ایک عجیب سُرخی نظر آئی اور مسافر کا قدم رُک گیا۔ یہ ایک سرخ لالے کا پھول تھا۔ اسکی اصلی خوشنمائی شام کی دُھندلی روشنی مین اس درجہ بھلی معلوم ہوئی کہ ہمارا اگلا صحرا نورد آگے نہ بڑھ سکا۔ غور سے اُس پھول کو دیکھنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بیٹھ گیا کہ اُس حسن کے چھوٹے سے رسالے کا خوب مطالعہ کر لین تو آگے بڑھین۔ یہ پھول نہ تھا اسکی ہر پنکھڑی حسنِ دلربا کی ایک سچی تصویر تھی یا کتابِ حسن کے ایک ورق کا حکم رکھتی تھی۔ اب اس مسافر کے خیالات کا اندازہ کون کرے۔ اسے تو خدا جانے کیا کیا یاد آگیا ہوگا خیال کبھی کسی کے رخسارون۔ کبھی لبِ لعلین۔ کبھی دستِ حنائی۔ اور کبھی کسی کے گلنار دوپٹہ کی طرف جاتا ہوگا۔ جس بات پر ہمین غور کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس صحرا نورد کا ایسا پریشان دیدہ شخص جسکو کسی کا پیارا خیال نہین معلوم کدھر کھینچے لیے جاتا تھا اس ایک پھول مین کیا بات تھی کہ چلتے چلتے رک گیا۔ دنیا کے خدا جانے کیسے کیسے سرسبز اور شاداب باغ

کس کس غضب کے سراپا بہار اور نو شگفتہ پھول اسکی نظر سے گذرے ہونگے۔ مگر کوئی اسکے
دل پر وہ اثر نہ ڈال سکا۔ جو اس ایک خودرو اور صحرائی پھول سے پڑ گیا! اگر یار کے
گلابی دوپٹے کو اس پھول نے یاد دلایا تو کون سی نئی بات ہوئی؟ سارا دامنِ صحرا کسی
دھانی دوپٹے کے آنچل پیش نظر کیے دیتا ہے۔

بات یہ ہے کہ جس چیز کی آبیاری قدرت کرتی ہے۔ اور جس چہرے مین نیچر کی شاد
کا سحر آفرین ہاتھ لگ جاتا ہے اُسکے جذبات اس درجہ بڑھ جاتے ہین کہ دیکھتے ہی دل
یک بیک ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ دنیا ہر پہلو سے اس امر کا تجربہ کرا رہی ہے کہ انسانی
تکلفات اپنی صناعیون سے چاہے جس قدر کرشمے دکھائین مگر قدرت کی ایک ادنیٰ سی
کاریگری اپنی سادگی کا تماشا دکھا کر سارے کرشمون کو خاک مین ملا دیتی ہے۔ یہ وہ مقا
ہے جہان سے خالقیت اور مخلوقیت کا نازک اور واجب التسلیم مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے

اُن صحراؤن اور غیر آباد مرغزارون کو دیکھو جنکے قدرتی رنگ میں رنگے ہوے دا
پر کسی کے نقش قدم کا دھبا بھی نہین پڑا ہے اگرچہ کوئی لطف اُٹھانے والا نہین مگر
قیامت کی بہار دکھا رہے ہین۔ عام خیالات کی بنا پر بیابان۔ مذہبی معتقدات مین فر
اور ایک جا نکلنے والے کی نظر مین صرف آزاد طیور چہچہا چہچہا کے اُڑتے پھرتے ہین۔
اور پاک چشمے خوشنمائی کے ساتھ جاری ہین۔ اور چارون طرف باغبان قدرت کے
کے لگائے ہوے خودرو پھولون نے ہری ہری زمین پر رنگ رنگ کی گلکاریان کی ہین
یہ سمان آج تک زمین کے اُن ٹکڑون پر جنھین ہمارے تکلفات نے بھدا بنا ڈالا ہے
کسی کو نہ نظر آیا ہوگا۔ ہاے وہ بے تکلفی کہان کہ جو چیز ہے اپنے مقام پر آزاد ہے۔ چ
ہین تو جہان چاہتی ہین بیٹھ کے دو تان اُڑا لیتی ہین۔ نہرین ہین تو جدھر دل چاہ
مُڑ جاتی ہین۔ درخت ہین تو جہاں مناسب سمجھتے ہین اُگ آتے ہین۔ پھولون سے
بنتا ہے اپنی ہنسی کو روکتے ہین۔ جب جی چاہتا ہے کھلکھلا پڑتے ہین۔ پھر آپ ہی
وقت آجاتا ہے تو اور پھولون کو اپنا جانشین کر کے افسردگی کے ساتھ گر پڑتے ہین
لیکن اُنکی افسردگی سبزہ زار کے جانفزا سین پر کوئی اثر نہین ڈالتی۔ صحرا کے آ
دلرباؤن (یعنی نازک پھولون) کی یہ صحبت اس درجہ نکھری اور بے غم ہے کہ نہ
کی افسردگی کا کسی کو ملال ہوتا ہے اور نہ کسی کی خوشی اور ناز فروشی پہ کوئی اتراتا ہے

اگر کسی کو خوشی ہے تو اپنی اور غم ہے تو اپنا۔ یہ لطف بھلا وہاں کہاں نصیب جہاں ہمارا انسان باغبان نیچر کے اصول توڑ کر ادھر کے درخت اُدھر اور اُدھر کے درخت اِدھر لگاتا ہے۔ اور جہاں ایک ادنیٰ بے تکلفی پر کاٹ چھانٹ کے فوجداری قانون پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ ہائے وہاں وہ لالۂ خودرو ہی نہیں جو دل چھین لیا کرتا تھا۔

ہمارے باغ جن میں کا ہر ہر پھول بڑی تمناؤں سے دو چار روز کے لیے شگفتہ ہوا ہے لاکھ بہار کا موسم آئے اور ہزار علم نباتات کے اصول برتے جائیں اصل تو یوں ہے کہ جب مقابلہ کیجیے تو یہی دل میں آتا ہے کہ سارے باغ کو لالۂ خودرو کے اُس ایک دلفریب پھول پر قربان کر دیجیے جو بے کسی کی کوشش کے خود بخود کسی صحرا میں اُگ آیا ہے۔ باغ پر کیا منحصر ہے اپنی اور قدرت کی کاریگریوں کا جب مقابلہ کیجیے گا اپنی صنعت کے دلکش نمونے پھیکے نظر آنے لگیں گے۔ شہروں کی عمارتیں نظر سے ہر وقت گذرتی رہتی ہیں۔ عالیشان محل اور مرتفع کوٹھیاں اپنے مقام پر بڑی آن بان دکھا رہی ہیں اور نہایت باشان و شوکت معلوم ہوتی ہیں۔ مگر جب اُس ریگستانی سین کو دیکھیے جہاں بالو کے خوشنما سفید سفید ٹیلے کوسوں تک چلے گئے ہیں۔ جنہیں ہوا ہر وقت برابر کرتی رہتی ہے اور جنکی بے میل سفیدی آسمان کے نیلگون رنگ کے نیچے دلفریب بہار دکھایا کرتی ہے تو اُن عمارتوں سے دل ہٹ جاتا ہے اور جی میں بے اختیار یہی آتا ہے کہ بس یہیں کے ہو رہیے۔ ان ٹیلوں کے آس پاس رہنے میں سو طرح کی تکلیف ہے مگر قدرت نے انکی سادگی میں خدا جانے کیا دلکشی پیدا کر دی ہے کہ بادی النظر میں دل ان سب سختیوں اور تکلیفوں کے گوارا کر لینے کا وعدہ کرتا ہے۔ کیوں؟ اسلیے کہ وہ اپنے استغنا کے لالۂ خودرو ہیں۔ دنیا میں سیکڑوں دفعہ روشنی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور صرف معمولی طرز کی روشنی نہیں۔ وہ روشنی جسے یورپ کی نئی جدتوں نے بہت صاف اور پاکیزہ کر دیا ہے مگر کبھی کسی کے خیال میں بھی گذرا ہے کہ آسمان کے جگمگاتے ہوئے تاروں کی بہار کسی بناوٹی روشنی کے آگے ماند پڑ سکتی ہے؟ ان تاروں کی روشنی میں یہ بھی ہے کہ کوئی کم چمکتا ہے کوئی زیادہ۔ عشاق کے دلہائے سوزاں یا کسی گلوئے صفا کے شکستہ ہار کے موتیوں کی طرح بے ترتیب اور بکھرے بھی پڑے ہیں۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے انکا جھلملانا بھی ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ انکے ہوتے کسی کی روشنی نظر میں نہیں جچتی۔ اصل

Marfat.com

ہین یہ تارے اگر غور سے دیکھیے تو ایک قسم کے لالۂ خودرو ہین۔ کیونکہ خاص قدرت کی کاریگری کا نمونہ ہین۔ لالۂ خودرو کچھ وہ سُرخ داغدار پھول ہی نہین ہے جس سے ہمارے شعراے عشاق کے دلون کی تشبیہ کا کام لیا کرتے ہین۔ ہر وہ چیز جسکو قدرت صرف اپنی فیاضی کا نمونہ بنائے اور جو نیچر کے سانچے مین ڈھل کر اچھوتی اور بے تکلفانہ سادگی کے ساتھ دنیا والون کی نظر کے سامنے پیش ہو جائے لالۂ خودرو ہے۔

یہ جہانتاب آفتاب۔ یہ چودھوین کا چاند۔ یہ اندھیری راتون کے تارے۔ یہ نیلگون آسمان۔ سچ پوچھیے تو اپنے اپنے محل پر سب لالۂ خودرو ہین۔ ان مین سے کون ہے جسکے مقابل مین دنیا باوجودیکہ اتنی دور تک بڑھ آئی ہے اپنی کاریگری کا ایک نمونہ بھی پیش کر سکی ہو۔ کھلی اور اونچی کوٹھیون مین خس کی ٹٹیون سے چھن چھن کر ہوا آتی ہے اور دل و دماغ تازہ کر دیتی ہے۔ مگر یہ ہوا چونکہ انسانی حکمتون سے بنائی گئی ہے اسلیے اُس مین وہ لطف نہین جو کسی سبزہ زار اور کھلے میدان مین نسیم سحر سے حاصل ہوا کرتا ہے۔ اُس ہوا پر ہماری تدبیرون کا کچھ اثر نہین پڑا ہے۔ ہماری کثافتون سے بالکل پاک و صاف ہے۔ سیدھی خدا کے پاس سے آتی ہے اور آزادی کے ساتھ کھلے اور وسیع صحراؤن مین خوشخرامیان کرنے لگتی ہے۔

ان سب باتون کو چھوڑ کر حسن و عشق کی دنیا مین آئیے۔ اور حُسن کے اُن جلوہ گاہون کو دیکھیے جو زمانے کی آرزوؤن کو کہربائی کشش سے اپنی طرف کھینچ لیا کرتے ہین۔ یہ تو ایک معمولی اور اکثر سُنی ہوئی بات ہے کہ جو حُسن دنیاوی تکلفون سے معرا ہوتا ہے اور جس چہرے کو ہماری صنعتون کا زیور آراستہ نہین کرنے پاتا ہے اُسکے فطری جذبات اور قدرتی کششین بدرجہا بڑھی ہوئی ہین۔ ایک سوتے کی ہیکل نے کبھی وہ لطف نہ دکھایا ہوگا جو چند خوشنما پھولون نے کسی کے پیارے اُبھرے ہوے سینے پر شگفتہ ہو کر دکھا دیا ہوگا۔ اور اگر اس طرف بھی توجہ نہ کی گئی اور پھولون کا زیور بھی حُسن کے لیے باعث رونق نہ سمجھا گیا تو قدرتی سادے حُسن کے جذبات کچھ اور بھی بڑھے ہوے نظر آنے لگے۔ وہ ظالم صورت جو صرف سادگی کے زیور سے آراستہ کی گئی ہے اور جسکی آب وتاب مین کاریگری کی مشاطہ نے نہین دخل دیا ہے اُسکی نظر ناز کے تیر عجب صفائی سے دلون پر بیٹھ جاتے ہین۔ ہاے یہی نشانہ ہے جو کبھی خطا نہین کرتا۔ ایک سادی صورت۔ سادی اداؤن۔

Marfat.com

سادے لباس اور سادی وضع مین جسکو نیچر کے معلم نے چند فطری شوخیان سکھا کر بانکپن کی اداؤن مین شاق بنا دیا ہے اور جوانی کا جوش ان سب چیزون کو اور لیے اُڑتا ہے جو دلفریبی اور دلربائی اُس مین ہے اور کسی تکلف پسند ناز فروش مین نام کو نہین۔ حُسن عموماً لالہ خودرو ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر حال مین کچھ نہ کچھ جذبات اس مین ضرور موجود ہوتے ہین۔ مگر یہان یہ لطف اور زیادہ ہو گیا کہ اُسکی قدردانی بھی کی گئی تو قدرت کے مذاق کی پابندی مین۔ قدردانون نے قدر تو کی مگر اپنی تکلف پسند کاریگریون کا روغن نہین پھیرا

مگر اُس حُسن کی تاثیر دنیا بھر مین ہمیشہ و ہمیشہ ہوتی ہے جسکی قدردانی کرنیوالا بھی کوئی نہین۔ سچا اور اصلی لالۂ خودرو وہی حُسن ہے جسے نیچر اور قدرت دونون نے نازنین بنا کے دنیا مین بھیجا ہے۔ مگر زمانے نے ناز برداریون کو اُسکی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ اور یون ہی بے توجہی اور بے پروائی کی گود مین پل کر اُس شگفتگی کے عالم کو پہونچ گیا کہ لوگ کلیجا تھام تھام کے رہ جاتے ہین۔ اُسکی نزاکت اور عالم فریب چلبلی صورت کو اچھوتا اور کورا رکھنے کے لیے قدرت نے بے پروائی کے ایسے کٹے پہرے بٹھا دیے ہین کہ شکستہ دل اور خستہ جگر مشتاق دور ہی سے دیکھتے ہین۔ نظر شوق کو اُسکی طرف لیجا کے حسرت سے واپس لاتے ہین۔ تڑپ تڑپ کے رہ جاتے ہین مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ ہاتھ نہین لگا سکتے

اگلے قصہ خوانون اور داستان گویون بلکہ مورخین کا بھی قاعدہ ہے کہ جب کسی حُسن کو منتخب کرنا ہوتا ہے تو شاہی محلون اور وزارت و امارت کے ایوانون مین تلاش کرتے ہین۔ حُسن کے اُس پھول کو کوئی نہین پوچھتا جو کسی غریب کے جھونپڑے اور کسی بدبخت کے ذلیل مکان مین شگفتہ ہوا ہے۔ حالانکہ یہ اکثر آزمائی ہوئی بات ہے کہ قدرت اپنی اعلیٰ درجے کی بہار اور نیچر اپنی خاص فرمایشی صنعت اُنھین کم حیثیت مکانون مین ظاہر کرتا ہے جدھر کسی کو نظر لیجاتے بھی شرم آتی ہے۔

دیکھو وہ سرکیشیا کی دوشیزہ لڑکی کس آزادی سے کوہ قاف کے دامنون مین پھر رہی ہے۔ اور اسکے عالم فریب حُسن پر قدرت نے کیسے غفلت کے پردے ڈال دیے ہین کہ کوئی پوچھتا بھی نہین۔ اُدھر ذرا تکلیف کرکے آنکھ اُٹھاؤ دیکھو وہ ایک ذلیل دہقان کی باعصمت لڑکی کن مشقت اور محنت کے کامون مین محو ہو رہی ہے۔ ان سخت کامون سے اُسکے ہاتھون کی نرمی اور نزاکت تشریف لیے جاتی ہے اور جوبن ساخت لباحت

Marfat.com

زیادہ شگفتگی کے ساتھ اُبھرتے آتے ہیں۔ ہائے قدرت اتنی بڑی دولت اور ایسی بے بہا چیز دیکے اُسپر ظلم کر رہی ہے۔

ان سب کو جانے دو۔ کبھی اُس پر یہرہ جو روش ذلیل پیشے والی نازنین کو دیکھا ہے جو اپنے اُسی ذلیل کام میں سرگرمی دکھاتی ہوئی نظر کے سامنے سے نکل جایا کرتی ہے؟ تم بیٹھے ہوتے ہو اور وہ اپنی گردن جھکائے خلقی تبسم ناز کی ادائیں ظاہر کرتی محلہ بھر کی خاک چھانتی پھرتی ہے۔ اُسکا چھریرا قد۔ اُسکا روشن اور شباب کے نورانی رنگ میں رنگا ہوا نگین اور گورا چہرہ۔ اُسکی دلفریب مسکراہٹ۔ اُسکا کچھ کچھ اُبھرا ہوا سینہ۔ اُسکی روشن اور چمکتی ہوئی جبین ناز۔ اُسکی چلبلی اور شوخ آنکھوں کے تیر۔ اُسکی پیاری پیاری دلربا ادائیں اُسکا جھوم جھوم کے چلنا۔ کون چیز ہے کہ انسان دیکھے دل ہاتھوں سے نہ کھو بیٹھے۔ مگر زمانے نے اُسے ایک ایسے مقام پر رکھا ہے کہ قدردانی کرنا درکنار کسی سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ اُس غریب نازنین کا ہاتھ ہی بٹالے۔ لوگ مشتاق ہوتے ہیں۔ دلوں میں تمنائیں پیدا ہوتی ہیں۔ آرزوئیں ہر ایک کو اُسکی طرف متوجہ کرتی ہیں مگر قدرت نے اُسے کچھ ایسی حفاظت میں رکھا ہے کہ کسی کا ہاتھ اُس تک نہیں پہونچ سکتا۔ وہ باغ حسن کی ایک لالۂ خودرو ہے۔ بظاہر اسباب قدرت اُسکے ساتھ دشمنی کر رہی ہے۔ دھوپ کی تپش میں اُسکا گورا اور نازک چہرہ سانولا ہوا جاتا ہے۔ پھول کے ایسے پیارے پاؤں جو خدا جانے کیسے کیسے دلوں کو مسلتے ہوے چلتے ہیں بے روپ ہوے جاتے ہیں۔ نرم نرم ہاتھوں کا گدگدا پن اُس ذلیل کام کی نذر ہوا جاتا ہے جسپر اُسکی کمائی منحصر ہے۔ الغرض اسکا سارا حسن خاک میں ملا جاتا ہے۔ یہ سب تو لغو اور دل بہکانیوالی باتیں ہیں۔ اصل یوں ہے کہ جو خوشنما چیز خود بخود قدرت کی کارگذاری سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکے جذبات ساحرانہ اثر رکھتے ہیں۔ کوئی چیز ہو۔ پھول ہو۔ پھل ہو۔ درخت ہو۔ حسین ہو۔ جو ہو۔ اپنے مقام پر اور اپنی حیثیت سے قیامت کی تاثیر رکھتا ہے۔ اور ہم اُسکو لالۂ خودرو ہی کے لفظ سے تعبیر کرینگے۔

اسلام بھی سچ پوچھیے تو ایک قسم کا لالۂ خودرو تھا جو اتنے جوش و خروش کے ساتھ ترقی کر گیا۔ ظہور اسلام کے زمانے میں عیسائی اپنے باہمی اختلافات میں پڑے ہوے تھے۔ اور اُنکی نظریں اپنے اندرونی فسادات کی طرف متوجہ تھیں۔ آتش پرستوں کو قابل سلطنت

کوئی بادشاہ نہ تھا۔ ایک بادشاہ تخت سے اُترتا تھا اور دوسرا بیٹھتا تھا۔ دو عورتیں بیٹھیں اور قتل کرڈالی گئیں۔ ایسے وقت میں اسلام نے اس سرزمین سے ظہور کیا جہاں کسی کا خیال بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اور نہ ان سلطنتوں کو اُس طرف متوجہ ہونے کی فرصت تھی اسلام عرب ہی میں تدریجاً ترقی کرتا گیا اور ان طاقتور سلطنتوں کو خبر بھی نہ ہوئی۔ بیشک اسلام نے ایک نہایت خوشنما اور معطر پھول کی طرح اس زمین میں ظہور کیا جہاں نہ کسی قسم کے تکلفات تھے نہ کسی کو اُدھر کا خوف ہو سکتا تھا۔ رومیوں اور ایرانیوں کی غفلت کے دامن اور ایک ریگستانی صحرا کی گود میں پیدا ہوا۔ اور تعجب یہ کہ جس زمین میں اُس پھول کا پودا اُگا اُس میں کانٹے دار درختوں کی بھی بمشکل امید ہو سکتی تھی۔ ان باتوں نے زمانے کو اُسکی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ اور صرف ایمانی جوش اور دلی جذبات سے بخوبی شگفتہ ہوکر یک بیک اُس ترو تازگی کو پہونچا کہ جسکی نظر پڑی عاشق و دلدادہ ہو گیا۔ اسلام وہ قدرتی اور معجزنما جذبات ہی تھے جنھوں نے ساری دنیا کو مشرق سے مغرب تک اپنی خوبیوں کی طرف کھینچ لیا۔

ہائے افسوس اب یہ پھول مرجھایا جاتا ہے اور کسی کے بنائے کچھ نہیں بنتی مسلمانو اُٹھو۔ اس کمھلا جانے کے قریب پہونچے ہوے پھول کی خبر لو۔ ورنہ یہ پھول جس قدر خوشنما ہے اسی قدر جلد افسردہ ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

تیرِ نظر

ایک نظر اور! قربان نگاہ تو شوم باز نگاہ ہے! پہلی جادو بھری نظر نے بیتاب کر دیا تڑپا دیا۔ کلیجے میں ناسور ڈالدیا۔ کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی۔ مگر خدا اس ظالم شوق سے سمجھے کہ پھر بھی زبان سے یہی نکلتا ہے " ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا؛ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا؛ اور قیامت یہ کہ کسی نے وفا پسندی نہ سہی اپنے چلبلے پن ہی سے ایکبار چھوڑ سو دفعہ شوخ آنکھوں سے دیکھا اور شرما کے نظر نیچی کر لی۔ لیکن ساعت بساعت یہی التجا ہے کہ اکبار اور۔

آزادمنش سرکش ساقیۂ دہ یادل کے دست نگر۔ عجب ذوق و شوق سے گرد ساغر بادہ بیٹھے ہیں۔ کبھی ساقیۂ مہوش کو شوق کی نظر سے گھورتے ہیں اور کبھی ساغر مے کی

Marfat.com

بوتلون کو للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ اور شوخ طبع بہ کمال ساقیہ کا یہ عالم ہے کہ ترسا ترسا کے اور جھکا جھکا کے ایک ایک جرعہ عنایت کرتی ہے۔ غرضکہ آگ کسی طرح نہین بجھتی اور ہر طرف سے یہی آواز آتی ہے کہ "ایک جام اور" ایک ہی ایکدم کئی پوری بوتلین چڑھ گئین اور حرص اُسی حالت پر رہی۔ ایک پیاس ہے کہ کسی طرح بجھنے ہی کو نہین آتی۔

بس یہی عالم نگاہ ناز کے امیدوارون کا ہے۔ وہ پیاری صورت جو ہر وقت دل مین بسی رہتی ہے اور کبھی کبھی سامنا ہوجاتا ہے۔ چاہتے ہین کہ ایک نظر غلط انداز اور ڈال دے مگر اُس ظالم نے گویا قسم کھائی ہے۔ شوخی اور شرم دونون مل کر اُن رخسارون پر ایک پیاری مسکراہٹ پیدا کردیتی ہین جن پر شباب کا نوراتی روغن پھرا ہوا ہے۔ چلبلاہٹ اُسکے پہلو مین گدگدا دیتی ہے۔ اور بے اختیار گھبرا کے وہ گوشہ چشم سے ایک تیر مارتی ہے اور شرما کے نظر نیچی کرلیتی ہے۔ اُسوقت گویا لمبی لمبی پلکین اور سینے مین پیوست ہوجانے والی شعاع نظر دل و جگر کی بیتابی کی کھجلی دفع کرنے کے لیے بڑھکے سہلا دیتی ہین اور "آتش شوق تیز تر گردد" کا مضمون ہوجاتا ہے۔ بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے "ہاے ایک بار پھر یون ہی دیکھ لو"۔

نگاہ یار ہمیشہ تیر یا برق یا اسی قسم کی کوئی اور جگر دوز اور خانمان سوز چیز تصور کی گئی ہے۔ اور حقیقت مین ایسا ہی ہے۔ یہ کیا ہے کہ کسی جادو نگاہ نے جاتے جاتے مڑکے دیکھا اور یہان کلیجا تھام کے بیٹھ گئے۔ کسی نے نظر ناز سے ایک نگاہ غلط انداز ڈالی اور گویا جان نکال لی۔ پھر سمجھ مین نہین آتا کہ دلون پر ایسی ایسی چوٹین کھانے پر بھی لوگ کیون اس ظالم اور جانستان نگاہ کے آرزومند رہتے ہین۔

وہ آہنی تیر جو عرصہ کارزار مین اُڑتے پھرتے ہین اور جو بہادرون کے پاس سے بہادرون ہی کی طرف پیام مرگ لے لے کے جایا کرتے ہین۔ اُنکی آن بان اُنکا خوشنمائی کے ساتھ ٹوٹتے ہوے تارون کی طرح آسمان کے نیچے اُڑنا اور ایک نورانی خط ڈالدینا بھی آنکھون کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دلون کو اُنکی خوشنمائی کے ساتھ کوئی ایسا لگاؤ نہین ہوجاتا کہ بے اُنکی زیارت کیے رہا ہی نہ جائے۔ یہ نہین کہ عشق نے اس درجہ بیخود کردیا کہ چوٹ پر چوٹ کھاتے ہین۔ دل و جگر چاک ہوے جاتے ہین مگر زبان سے سوا اور سکے بس کا لفظ نہین نکلتا۔

اے پیارے تیر نظر! بتا تو سہی تجھ مین کیا بات ہے کہ تو چاہے کیسی ہی جانستان ہو کیا لے لیکن عشاق آرزو اور تمنا کے ساتھ تجھے اپنی گودی مین بٹھا لیا کرتے ہین۔ تو جن جگردوز تیورون سے جان لینے کے لیے بڑھتا ہے اُن سے عقلا کو ہمیشہ بچتے ہی دیکھا۔ اور شعرا اُن کی شکایت ہی کرتے رہے۔ مگر ہمیشہ جان فروش عشاق ان تیورون سے چاہے جان جاتی رہے بچا کیا منہ نہین موڑتے۔ ان ظالم تیرون نے بہت بڑا ظلم کیا۔ دنیا ہمیشہ انکی مار کھایا کی اور کھاتی ہے۔ موجودہ انصاف اور آزادی بخش گورنمنٹ نے ہر قسم کے اسلحہ چھین لیے مگر حسینون سے یہ ظالم اور دل کو صدمہ پہونچانے والے تیر کوئی نہیں چھین سکا۔ ہر طرف سے اطمینان ہوگیا مگر یہ جوروش ادا پری رخ نظر نازنے جو محفلون کی محفلین درہم برہم کر دیا کرتے ہین اسکا کوئی علاج نہین۔

اے ملکی نشانہ اُڑانیوالی آنکھو! کوئی دل نہین جو تمھارا زخمی نہ ہو۔ ہر جگر مین تمھاری پلکون کی پھانس چُبھی ہوئی ہے۔ اور جب کسی حسین کا خیال آتا ہے کھٹک اُٹھتی ہے۔ تمھارے لال لال ڈورون مین کیا سمیت بھری ہے اور تمھاری نظرون کے تیر کس قاتل زہر مین بجھے ہوے ہین کہ جو گھائل ہوا بے بسی سے تڑپ تڑپ کے جان ہی دیتے دیکھا تم بیگناہون ہی کو سزا دیتی ہو۔

مسلمانون اور یونانیون کی لڑائی پر ایک ترکی نظم جو مدتون قسطنطنیہ مین گائی گئی اُسنے تیر نظر کا عجب حیرتناک نمونہ دکھایا ہے۔ اُس مین نہایت خوبصورتی سے جنگ گاہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ یونانیون کا ایک قلعہ محصور ہے۔ ترکون کی فوج گھیرے ہوے ہے۔ رات کا وقت ہے۔ چاندنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور لڑائی نہایت شدت سے ہو رہی ہے۔ والیِ قلعہ کی بیکال دوشیزہ لڑکی ایوان شاہی یعنی اپنے باپ کے محل کے اونچے کنگرے پر چڑھی ہے کہ دیکھے کیسی جھنڈے کے نیچے والے کس جانبازی سے لڑ رہے ہین۔ اسکا عصمت کے سادے دلفریب رنگ مین رنگا ہوا بھولا چہرہ جو دھوین رات کے چاند کی شعاعون مین چمکا ہے۔ اُسکی نظر قلعہ کی کھائیون پر پڑی ہے جن مین پانی پر ماہتاب کا عکس جھلکا رہا ہے۔ پھر یہ نظر آگے بڑھ کے ترکی جھنڈے کے ہلال پر پہونچی ہے جسکی تابداری سے آنکھین جھپکی جاتی ہین۔ اور جھنڈے کے ساتھ اُس پرجوش لڑکی نے اُس ترکی نوجوان کو دیکھا ہے جو ہلالی جھنڈا ہاتھ مین لیے ہے۔ اس یونانی شاہزادی اور ترکی افسر دونون کو ایک حیثیت

سے اپنے اپنے حسن پر دعویٰ تھا - اور اس دعوے کو اسوقت کے اہتاب کی شعاعوں نے دونوں چہروں پر چمک کے اور اُبھار دیا ہے - افسر نے شاہزادی کو اور شاہزادی نے افسر کو دیکھا دونوں طرف سے تیر نظر چلے - اور دونوں دل گھائل ہوگئے - یونانی شاہزادی نے بیتابی کے ساتھ اپنے محل کے کوٹھے سے رومال ہلایا - اور جواب مین اُدھر ترکی نوجوان نے ہلالی نشان کو حرکت دی - لڑائی بڑی سرگرمی سے ہو رہی ہے - چند منٹ تک دونوں ایکدوسرے کو دیکھتے رہے ہین - اسکے بعد یکبیک ترکی افسر لڑائی کے ہجوم مین غائب ہوگیا ہے - ادھر اس ہجوم سے نکلتا تھا کہ پھر دونوں بسملان تیر نظر کی چار آنکھین ہوئین - یونانی شاہزادی نے رومال کے اشارے سے ترکی افسر کو قریب بلایا - یہ بڑھا ہوا گیا اور عین قلعہ کی دیوار کے نیچے کھڑا ہوگیا - شاہزادی نے تیر کمان ہاتھ مین لیا - ایک خط نکالا - خط کو تیر مین باندھا اور تیر کو کمان مین رکھ کے نوجوان کی طرف پھینکا - ہائے یہ تیر ترکی نوجوان کے سینے پر پڑا - اور نوجوان گھوڑے کی پیٹھ سے کھائی مین گرا - اور پانی مین ڈوب گیا - یہ نہین خبر کہ اس وفادار عاشق کش نازنین کے دل پر کیا گذری - ہان اس قدر معلوم ہے کہ اُسنے کوئی لفظ زبان سے نہین نکالا - کچھ دیر کے لیے ایک سناٹے مین آگئی اور اپنی حیرت انگیز نشانہ بازی پر تعجب کیا کی - اور اس سکوت مین جوش اسقدر ترقی کرگیا کہ اپنے باپ کے کوٹھے سے کودی اور عین اُسی مقام پر جہان نوجوان ترک گرا تھا کھائی مین گر کے ڈوب گئی - اُسوقت کسی کو اس سانحے کی خبر نہین ہوئی - مگر جب صبح ہوئی - دونوں فوجین دوبارہ میدان مین آئین - اور آفتاب نے مشرق سے اپنا چہرہ دکھایا - زرد زرد سنہری کرنین پہلے قلعہ کے کنگرون پر پھر شہر پناہ کی دیوار پر اور وہان سے اُتر کے قلعہ کی کھائی پر پڑین تو دو لاشین پانی پر تیرتی نظر آئین - دونوں چت پڑی ہوئی تھین اور باہم لپٹی تھین - جن مین سے ایک کے سینے پر ایک تیر لگا تھا اور اُسکے پرون کے قریب ایک خط بندھا ہوا تھا - ہاے یہ وہی نوجوان ترک تھا - اور اُس کی لاش سے لپٹی ہوئی یونانی شاہزادی تھی - اس سانحے نے لڑائی موقوف کرادی - اور ترکی و یونانی دونوں فوجین مل کر ان بے نصیب شہیدون کی مایوسانہ موت پر آنسو بہانے لگین - اسلیے نہین کہ انکی شاہزادی اور انکا افسر نذرِ اجل ہوا - اس سبب سے کہ دونوں تیر نظر کے گھائل ہو کے انتہاے شوق مین مرے -

———— ❊ ————

بوے وفا

سرگروہ عشاق حضرت قیس عامری کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ صحراے لق و دق مین ریگ روان کے تودون پہ بیٹھے معشوقۂ دلربا لیلیٰ کو یاد کر رہے تھے کہ دو مسافر ادھر سے گذرے۔ انکی پریشان صورت دیکھ کے ایک نے دوسرے سے پوچھا "یہ کون شخص ہے؟" دوسرے نے حیرت سے جواب دیا "تم اسے نہین جانتے! یہ لیلیٰ کا عاشق دلدادہ قیس ہے۔ جسکے عشق کی آج دُنیا مین دھوم مچی ہوئی ہے۔" یہ سُنکے اُس شخص نے میان مجنون کو غور سے دیکھا۔ دیکھتے دیکھتے اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور اپنے ساتھی کی طرف دیکھکے کہنے لگا "افسوس۔ اسکی معشوقہ لیلیٰ نے اسی کے عشق مین کُڑھتے کُڑھتے اور نازک دل پر کوفت اُٹھاتے اُٹھاتے کل جان دیدی۔ کیا سچا عشق تھا" وہ دونون تو اُنکی جانبازی پہ ہمدردی کرتے ہوے چلدیے۔ مگر لیلیٰ کی خبر مرگ نے ان پر جو اثر کیا ہوگا اُسکا اندازہ کرنا ہماری طبیعتون اور ہمارے خیالات کے پیمانے سے کہین زیادہ ہے۔ غرض دیر تک مجنون نے اپنے جنون زا ولولون کا انتہائی جوش دکھاکے نالہ کشی کی۔ اسی ذوق میں شورش عشق نے رُخ نجد کی طرف پھیر دیا۔ اُبھرتی ہوئی بیتابیون اور موت کی پیام لینے والی تمناؤن کو بڑی کوششون سے دل مین دباتا ہوا قبیلۂ بنو عامر کی طرف روانہ ہوا۔ پہونچکے لوگون سے پوچھا "قبر لیلیٰ کہان ہے؟" مگر کون بتا سکتا تھا۔ جو ایک شکستہ دل کا خون اپنی گردن پر لے وہ بتائے۔ آخر شوق قبرستان مین پہونچا یا قیس ہر ہر قبر کی مٹی اُٹھا اُٹھا کے سونگھنا شروع کی۔ یہان تک کہ ایک قبر پہ پہونچا جسپر ایک تخیلات کے باسی نوشگفتہ پھولون کی مرجھائی صورت دیکھکے بے اختیار زبان سے نکل جاتا تھا ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے   حسرت اُن غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

ایک نرم ہوا اُنپر افسردگی کا اثر ڈالتی تھی اور یہ گویا چاہتے تھے کہ مُرجھا مین مگر زبردستی خوش ہوے جاتے تھے۔ قیس نے اُس قبر کی مٹی بھی حسب معمول اُٹھاکے سونگھی اور یہ شعر پڑھا۔ ؎

یریدون یخفوا قبرہا من حبیبہا   وطیب تراب القبر دل علی القبر

(یعنی لوگ چاہتے ہیں کہ اسکی قبر کو اسکے عاشق سے پوشیدہ رکھیں حالانکہ قبر کی مٹی کی بو بھی قبر کو بتا رہی ہے) مجنون نے یہ شعر با واز بلند پڑھنا شروع کیا اور حسرت۔ یاس۔ بیتابی غرض و فور عشق کے کل نمونے اسی شعر کے پڑھنے مین اس حد تک دکھائے کہ پڑھتے پڑھتے دھم سے گر پڑا۔ دیکھا تو بیجان تھا۔

یہ کس نے جان دی؟ اُس شخص نے جو دنیائے عشق کا مسلم الثبوت بادشاہ تھا۔ اور جسکا نام تیمنًا و تبرکًا حسن و عشق اور ناز و نیاز کی دنیا مین ہمیشہ لیا جائیگا۔ کس نے جان لی؟ اسی ایک عربی شعر نے۔ اس شعر مین کیا سمیت تھی کہ بیچارے نے یون حسرت و یاس کے عالم مین جان دی؟ اُس قبر کی مٹی مین ایک طرح کی بو آتی تھی۔ اُسی بو کا اس شعر مین تذکرہ تھا۔ وہ بو کس قسم کی تھی؟ یہ تو نہین معلوم کہ کس قسم کی بو تھی۔ مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ اسی بو کو لوگ بوے وفا کہتے ہین۔

اے بیوفاؤن کے ستائے ہوؤ! تمھارا دماغ تو بوے وفا سے کاہیکو آشنا ہوگا۔ تمھاری۔ زندگی۔ تمھارا شوق روز روز کی وعدہ خلافیون سے دونون خاک مین مل گئے اور ملتے جاتے ہین۔ تم کیا جانو کہ وفا کیسی ہوتی ہے اور اُس مین کیا حظ ہوتا ہے مگر ہان اتنا پتہ دے سکتے ہین کہ جس چیز کی تمھین تمنا ہے اور جسکے تم آرزومند ہو وہ بوے وفا ہی ہے۔ ہاں اُس صحبت مین جہان کشمکش عشاق اور دلدادگان روے جانان بیٹھے بیتابیان اور یار کی بیوفائیان بتا رہے ہین وہان البتہ اس بو کا پتہ لگ سکتا ہے۔

موسم بہار مین نوشگفتہ پھولون پر عجیب عالم ہوتا ہے گر بوے گل کی بیوفائیان بتاتی ہین کہ ان پھولون سے کسی کو کچھ امید نہ رکھنا چاہیے۔ قدردان اور جوش جنون والے لطف اُٹھانے کے واسطے دور دور سے آکے صحن گلشن مین جمع ہوتے ہین۔ اور یہ بیوفا خوشبو خدا جانے کہان ماری ماری پھرتی ہے۔ اور کیا خبر کہ کس کی جستجو مین پھر اپنے ہی حواس کی طرح کدھر اُڑ جاتی ہے۔ ہان بوے وفا کا پتہ کچھ اُن پھولون سے البتہ ملتا ہے جو کسی کے گلے مین پڑے پڑے اور کسی کی کروٹون مین کچلتے کچلتے صبح تک مرجھا گئے ہین مگر بھینی بھینی خوشبو دے رہے ہین جو اس نزاکت پر یہ ستم اُٹھا کے باقی رہ گئی ہے اور اُس حسن و شگفتگی کی یادگار ہے جسنے کل اُن پھولون کو کسی بیوفا کے گلے کا ہار بنا دیا بوے وفا ہر اُس مقام پر آجاتی ہے جہان کسی نے بےبسی کے ساتھ عشق ...

صدمے اُٹھا کے جان دیدی ہو۔ وامن شمع میں صبح کے وقت دیکھو گے تو پروانوں کا ایک گنج شہیدان نظر آئیگا۔ ایک طرف ان بے زبان و بے بس عشاق کی لاشیں نظر آئینگی اور دوسری طرف اُس مظلوم رونے والی کے منجمد آنسو دکھائی دینگے جسنے رات بھر روتے روتے صبح کو ہچکیاں لے لیکے جان دی۔

بیحس دماغ اس موقع پر سوا ایک جلی ہوئی بو اور ایک چربی کی چراہند کے کوئی بات نہ پائیں گے۔ مگر جسکے دل و دماغ میں خدا نے اثر پذیر ہونے کا مادہ دیا ہے اُسکا ذوق سلیم صاف سمجھ جائیگا۔ اِن چیزوں سے بوے وفا آتی ہے۔ ایک طرف وہ وفادار ہیں جنھوں نے جل جل کے جان دی اور دوسری طرف وہ وفادار ہے جسنے روتے روتے موت کی ہچکیاں لیں اور دم توڑ دیا۔

ہر وہ چیز جو کسی کے تغافل سے مٹ گئی ہو اگر غور سے دیکھیے گا تو اُس میں بوے وفا ضرور ہوگی۔ بوے وفا کچھ قبر لیلیٰ اور قیس و یوسف ہی پر تمام نہیں ہوگئی۔ ہم ہر حالت میں بوے وفا کا کوئی نہ کوئی نمونہ پا جاتے ہیں۔

دیکھو یہ قبرستان جس میں اگلے آرام سے سو رہے ہیں اُن میں ایک سناٹا چھایا ہوا ہے ہر خموشان کا یہ سکوت یہاں والوں کی اُس وفاداری کا نشان دے رہا ہے جسنے انھیں مجبور کر دیا تھا کہ اپنے دوستوں اور احباب کے ساتھ بہت کچھ کر کے اُنپر قربان ہو جائیں۔ مگر افسوس ہے ہماری ناقدری ہمارے دماغ تک نہیں پہونچنے دیتی ورنہ انکی خاک میں وہی بو آرہی ہے جو قبر لیلیٰ سے آئی اور مجنوں پر اثر کر گئی۔

یہ ٹوٹے پھوٹے مکان اور خصوصاً یہ گرنے کے قریب پہونچی ہوئی مسجدیں بوے وفا کے اور بھی زیادہ ثبوت دے رہی ہیں۔ جنھوں نے تعمیر کیا تھا کچھ مدت انھیں آباد رکھکے پیک اجل ہو گئے۔ جنکے لیے بنائی گئیں زمانے نے اُنھیں انسے بہت پہلے مٹا دیا۔ ہاں یہ ہیں کہ اُنکے نام کے ساتھ ایک وفاداری کا عہد باندھ کے آج تک اپنے آپ کو دستبرد زمانہ سے بچا رہی ہیں۔ مٹتے مٹتے سنبھل جاتی ہیں۔ اور گرتے گرتے رُک جاتی ہیں۔ زمانہ کی تغیر پسند طبیعت میں کچھ ایسی بیوفائی ہے کہ وفاداروں کے ساتھ یہ ہمیشہ دشمنی ہی کرتا رہا۔ اُن لوگوں کا یہ ہرگز دوست نہیں جو گھڑی بھر کے لیے بھی کوئی وفاداری کا پہلو دکھا دیتے ہیں۔ یہ اندھیری رات کے تارے جو صرف چار پہر تک منتظران یار کا

Marfat.com

ساتھ دیدیا کرتے ہین اُنکے ساتھ پچھلے کو جو سلوک یہ کرتی ہے اُسکا حال سبھی جانتے ہین۔ بلاکشان ہجران کے ان وفادار دوستون پر کچھ ایسی بنجاتی ہے کہ صورتین اُتر جاتی ہین آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے ہین۔ آفتاب اُنکی ہمدردی کے لئے سحر کا گریبان چاک کرتا ہوا آتا ہے مگر زمانہ خدا جانے کہان چھپا دیتا ہے کہ اُنھین نہین پاتا۔ اصل پوچھیے تو ان پیارے پیارے جگمگاتے ہوے تارون سے ایک بے وفا آتی ہے۔ جو کسی وعدہ فراموش کے تازہ عہد کے دھوکے مین آجا نیوالون کی رات بھر مدد ہی کرتی رہتی ہے۔

زمانہ چاہے دشمن ہو یا دوست بے وفا ایک ایسی چیز ہے جو کسی حال مین اور کسی موقع پر ہو مزہ ہی دے جاتی ہے۔ جس مقام پر بے وفا کا کوئی موثر نمونہ نظر آئیگا وہان آپ دیکھین گے کہ کسی خستہ جگر کے دل کو تسلی بھی ہو گئی۔ دور اُفتادگان وطن۔ گھر بار۔ یار آشنا۔ عزیز اقارب سے جدا پڑے ہین۔ جنھین فلک نے کسی مہیب قلۂ کوہ مین پاشکستہ بنا کے بٹھا دیا ہے۔ اگر اُنکے خیالات کا اندازہ کیجیئے تو معلوم ہو جائے کہ بے وفا اُنپر کیا اثر کر رہی ہے اور کیا اثر کر گئی۔

وہ صحرانورد جو دوری وطن کے غم مین ہمت ہارے دیتا ہے۔ وہ آبلہ پا جو کوسہ بارہمک نہ پہونچ سکنے کے صدمے سے جان دیے دیتا ہے۔ وہ حرمان نصیب جو دشت فرقت کی باد سموم کے جھوکون سے پژمردہ ہوا جاتا ہے یہ سب کے سب جب کسی مقام پر ستانے کے لیے بیٹھین گے تو تنہائی کے عالم مین اُنکی نظر چارون طرف ڈھونڈھتی پھریگی کہ دیکھین اس حسرت نصیبی کے مقام تک کون کون ہمارا ساتھ دے سکا۔ اُنکی بدقسمت نظر کسی کو نہ پائیگی اور آخر ایک مایوسی کے ساتھ خود اُنھین کے اُس پر حسرت دل کی طرف رجوع کریگی جو دوستون اور بیوفاؤن کی ایک اُجڑی منزل ہے وہان اُنھین دو چار ایسے دوست اور ہمدم مل جائینگے جو اُنکی بیکسی کے مونس اور صحرانوردی کے رفیق ہین۔ یہ خوش ہو کر اُنکی طرف زیادہ توجہ کرینگے اور بے وفا اُنکے دماغ کو اسدرجہ محو کر دیگی کہ ایک بیخودی کے لہجے مین بیتاب ہو ہو کے کہنے لگین گے "اے میری وحشت تو بڑی کام کی نکلی۔ اے وحشتِ دل تونے خوب ساتھ دیا۔ اے خیال وطن اس تنہائی اور بلاکشی کے مقام نباہنا تیرا ہی کام تھا۔ اور اے یادِ جانان وہ خود تو بیوفا ہین مگر تو بڑی وفادار نکلی یہان تک ساتھ ہے۔ تمھین سچے ہمدرد نکلے۔ ہائے تم سے بے وفا آتی ہے"۔

حسن وعشق کی دنیا مین اس بو کی بہت زیادہ ضرورت ہے - ہر دلدادہ اور ہر حسرت زدہ کو یہی تمنا ہے کہ جسے چاہتے ہین اُس مین بوے وفا آتی ہو - مگر خدا جانے قدرت کو یہ کیا بھلا معلوم ہوا کہ یہ دلفریب اور خوش آیند بو اکثر اُسی مین ہوتی ہے جسکی صورت سے کسی دل کو لگاؤ ہو جاتا ہے - وہ زمانہ شاید اگلون ہی کے ساتھ تمام ہو گیا جب سیمتنون کی دلربا اداؤن سے بوے وفا آتی تھی - اب تو وعدہ خلافیان ادا اور مشق ستم ناز سمجھے جاتے ہین اس بو کی جستجو مین نکلنے والون کا گروہ بالکل منتشر اور پریشان نظر آئیگا - وہ جو دشتِ وحشت مین خاک اُڑاتے پھرتے ہین اسی بو کی تلاش مین ہین - وہ گم گشتہ راہ جنھین جنگل بیابان بھٹکاتا پھرتا ہے اسی بو کو ڈھونڈھنے نکلے ہین - وہ خراب وخستہ جنھین سراب دھوکے دے رہا ہے اسی بوے وفا کے شوق مین قدم بڑھائے چلے جاتے ہین -

اے ریگِ بیابان کیا کسی مین بوے وفا آتی ہے جو تو اس طرح خاک اُڑاتی دوڑی جاتی ہے؟ اے دشتِ وحشت کے بگولو کیا کہین بوے وفا کا نشان لگا ہے جو یون سر بشوریدہ ہے ہو؟ دنیا مین جو چیز ڈھونڈھے نہین ملتی وہ بوے وفا ہے - بوے وفا ایک ایسی شے ہے کہ ہر شخص اسکا متمنی ہے اور ہر دل مین اسکی آرزو ہے - ہزارون اسی دلفریب شے کے تجسس مین پھرتے پھرتے خاک مین مل گئے اور ہزارون ڈھونڈھ رہے ہین -

اے اہل اسلام! تمھاری بڑی بدقسمتی ہے کہ یہ بو جو کامیابی اور سچی مسرت کا سمان آنکھون سے دکھا دیتی ہے تمھین مل سکتی ہے اور تم نہین متوجہ ہوتے - مل سکنا کیسا تمھارے پاس ہے - مگر جب تم غور کرکے تلاش کرو جب تو ملے - ویران باغ اسلام جو تمھاری شکستہ حالیون کے ساتھ خود بھی جور زمانہ سہ سہ کے تمھارا ساتھ دے رہا ہے اگر دیکھوگے تو اسکی ہر ہر مرجھائی اور پژمردہ پنکھڑی مین بوے وفا آئیگی - اگر اس حسرت نصیب مسافر نے اپنی بیکسی کو اپنا مونس پایا تھا اور اُس مین بوے وفا آتی تھی تو تمھارے لیے تمھارا غربت زدہ اسلام ویسا ہی مونس ہے اور اُسی بوے وفا کو ظاہر کرتا ہے جو اُس مسافر کی بیکسی مین آتی تھی - خود تمھارا سا اسلام تمھاری بیکسی ہے -

یہ منہدم در و دیوار - یہ شکستہ اور گرے پڑے قدیم آثار - یہ گرتی ہوئی عالیشان کھنڈرین یہ خاک مین ملتی ہوئی سر بفلک عمارتین - اگر انکی سیر کروگے اور غور سے دیکھوگے تو انکی ہر ہر گری پڑی اینٹ سے بوے وفا آئے گی - کاش یہ بو جا کے دماغ مین بھی پہنچتا اور

ہم مجبور ہو کے متوجہ ہو جاتے کہ انھین پھر آباد کر کے اُس وفاداری کا معاوضہ کرین جو
اِن اسلامی یادگارون نے ہمارا ساتھ دینے مین دکھائی ہے۔

دشتِ وحشت

اے ستم کشانِ زمانہ کہان ہو؟ وہ زندہ دلی کی محفلین جن مین تمھارے دم سے
ہر وقت رونق رہا کرتی تھی سُست پڑی ہین۔ تمھارے دوست جن کی با مذاق طبیعتون
پر تمھارے پھڑکتے ہوے جلے تازیانے کا کام دیا کرتے تھے نہایت افسردہ ہو گئے ہین۔
ہائے صرف وہ آنکھون کے سامنے پھرنیوالی محفلین ہی نہین۔ دنیا کی تمام آبادی تم کو
خالی نظر آتی ہے۔ تمھارے سر پر یہ کیسا جنون سوار ہوا اور تمھارے دلون مین یہ کیسی
قسم کا جوش پیدا ہوا کہ تمام دوستانِ وطن اور یارانِ انجمن کا ساتھ چھوڑ کے تم غائب
ہو گئے۔ ہائے کدھر نکل گئے۔ تمھارا خیال جب دل مین آجاتا ہے ان آنکھون سے تھوڑی دیر
بہت دیر تک تمھین ضرور ڈھونڈ ولیتا ہے۔ تمھارا پتہ لگانیوالے اور تمھاری جستجو مین
بھٹکنے والے تھک گئے مگر تم نہ ملے۔ کس ساعت تم نے وطن سے قدم نکالا تھا کہ تمھاری
صحبتون کا مزا اُٹھائے ہوے یاد کرتے کرتے تھک گئے اور تمھین آنا نہ نصیب ہوا۔
سچ بتاؤ کبھی وہ لوگ بھی تمھین یاد آتے ہین جنکو بے تمھارے بزم عشرت درہم و برہم
معلوم ہوتی ہے؟ آبادی سے کیا تمھین بالکل نفرت ہو گئی؟ دشت وحشت کا سماں
تمھین ایسا بھاگیا کہ وہین کے ہو رہے؟

اے دشتِ وحشت! اور اے صحرائے بلا! تیری کشش مین ہمیشہ صدمہ پہنچا
کین؟ تجھ مین کیا ہے کہ جنون آوارگانِ ہجران تجھپر ایسے فریفتہ ہو جایا کرتے ہین
اس نہ ہونے پر تو یہ آفت ہے۔ کیا ہوتا اگر تجھ مین کوئی دلچسپی کی چیز ہوتی۔ تیری خاک
مین ہمارے بہت سے دوست چھپے ہوے ہین۔ تیرے بگولون کو آج بھی ہم اسی نظر
سے دیکھا کرتے ہین کہ ان مین کوئی ہمارا آشنا نکل آئے۔ چونکہ ہم تجھ سے آشنا نہین
تو بھی ہمین نہ جانتا ہوگا۔ مگر وہ آوارہ گرد جنھین اپنے وسیع دامن مین تو نے سراب
دھوکے دے دیکے پاشکستہ کر دیا ہوگا اور تھکا کے بٹھا دیا ہوگا اُنھون نے بیتابی
بے بسی کے لہجے مین بارہا ہمین پکارا ہوگا اور تجھے ہمارا نام یاد دلایا ہوگا جن بیکسی

Marfat.com

کی تو نے جان لی ہے اُن میں اکثر ہمارے آشنا نکلیں گے۔ ہم آباد دنیا سے آتے ہیں اور وہان کے رہنے والے ہیں کہ جو تجھ میں آیا ہوگا اور تیرے پھندے میں پڑا ہوگا وہیں سے آیا تھا اور وہین کا رہنے والا تھا۔ ہمیں تیرا شوق نہیں لایا ہے بلکہ ہم اپنے گذشتہ احباب کو ڈھونڈھنے آئے ہیں۔

ہاے کسی کا پتہ نہیں ۔ خدا جانے کدھر نکل گئے۔ اور کہاں ہو رہے ۔ اے خانمان برباد مسافرو! یہ دشت وحشت تمہیں دھوکا دیکے کہاں پہونچا دیتا ہے کہ پھر ہمیں تمہاری صورت نہیں نظر آتی ۔ یا تو دامن صحرا ہی میں کوئی ایسی دلچسپیان ہیں جو تمہارا دل لبھا لیا کرتی ہیں یا ہماری بامذاق صحبتون سے تم کچھ ایسے بدمزہ ہو کے گئے ہو کہ پھر آنے کو جی نہیں چاہتا ۔ کوئی بات ضرور ہے ۔ یاران انجمن کو داغ دیکے یک بیک غائب ہو جانا بیوجہ نہیں ۔ تمہاری انجمنیں اور تمہاری محفلیں بے تمہارے سست اور افسردہ پڑی ہیں ۔ جن مکانون میں تمہاری نشست رہا کرتی تھی اور جن مقامات پر تم جا کے ٹھہرا کرتے تھے تمہارے یاد کرنیوالے آجتک وہان جا کے رو لیا کرتے ہیں۔ کوئی ایسا بھی نہیں ملتا جو تمہاری خبر بتائے ۔ ہاے یہ بھی نہیں معلوم کہ تم زندہ ہو یا اس دنیا سے گذر گئے ۔ ریگِ روان کے ساتھ دوڑتے دوڑتے کیا تم بھی اُسی میں مل گئے؟

واقعی اگر قضا کوئی علمی اثر رکھتی ہے اور موت کسی نہ کسی وقت ضرور انسان کا کام تمام کر دیا کرتی ہے تو دشت وحشت کے چکر کھاتے ہوے بگولون اور چارون طرف تھپیڑے دینے والی بادِ صرصر کے جھونکون میں خدا جانے کس کس جسم کے ذرے خاک اڑاتے پھرتے ہونگے ۔ عالم عناصر کا نظام باندھنے والے فلسفیون نے یہ نہایت سچا خیال ظاہر کیا ہے کہ کرۂ زمین کی کل جاندار مخلوق خاک سے پیدا ہوئی ہے اور اُمید اور عمر کا زمانہ پورا کرکے پھر خاک میں مل جاتی ہے ۔ قائلین تناسخ نے بننے اور بگڑنے کا ایک تسلسل قائم کرکے اس مسئلے میں ایک اور جدت پیدا کر دی ہے ۔ مذہب والے اگرچہ تناسخ کے قائل نہیں ہیں مگر ایک حد تک اس بات کو ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا کی مخلوق خاک سے پیدا ہوتی ہے اور خاک میں مل جاتی ہے ۔ انکا یہ قول دلچسپی سے خالی نہیں کہ عرصۂ حشر میں اپنی دائمی زندگی کی قسمت کا فیصلہ سننے کے لیے جب لوگ اُٹھائے جائیں گے اُسوقت ایک ایک قبر سے خدا جانے کتنے اُٹھیں گے ۔ اے

Marfat.com

آوارہ گردانِ وشت بلا واقعی وہ عجیب وقت ہوگا جب اسرافیل صور پھونکین گے اور تم جس
کام کو ادھورا چھوڑ کے دنیا سے چلے گئے تھے پھر اُسی کام مین مشغول ہو جاؤ گے۔

اے دشت وحشت تو عجیب جوش پیدا کرنیوالا مقام ہے۔ جو تجھ مین گیا اور جو
تیری طرف سے آیا دونون کی طبیعتون مین قیامت کا جوش تھا۔ تیری بساطت اور تیری
سادگی کی حالت کچھ ایسے جذبات دل مین پیدا کرتی ہے کہ انکو مٹتے مٹتے بھی برسون ہو
جاتے ہین۔ تیرا پیدا کیا ہوا جوش جن رگون مین ہے وہ کبھی نہ نکلے گا۔ آباد اور پُرتکلف
دنیا اگر اسکو مٹانا بھی چاہتی ہے تو نسلین پلٹ کے اور زمانے کے صدہا ورق اُلٹ کے
کامیاب ہوتی ہے۔

عرب کے ریگستان اور صحرا جو کبھی مہذب دنیا مین استعجاب اور حیرت کی نظر سے دیکھے
جاتے تھے اُنھون نے جس قوم کے دل مین جوش پیدا کر کے بھیجا اُسکا جوش گو اب ٹھنڈا
مگر دنیا ہی جانتی ہوگی کہ کن مشکلون سے وہ ان پُرجوش دلون کے ٹھنڈا کرنے پر کامیاب
ہوئی ہے۔ کل تلکبرا اور اپنی تہذیب و ترقی کرنیوالی زمین نے اپنی ساری قرنہا قرن کی
کمائی اُسی قوم کے آگے ہدیتہً رکھدی تھی جسکو صحرائے عرب نے پُرجوش بنا کے اقطارِ عالم
روانہ کیا تھا۔ ساری دنیا مین اُسی قوم کی اُولوالعزمیون اور بلند پروازیون سے ایک
روشنی پھیل گئی تھی۔ جسکی بجھی ہوئی مشعلین اور گل شدہ شمعین جابجا اب بھی پڑی
آجاتی ہین۔ سواحل ملیبار و چین۔ اطرافِ افریقہ۔ جزائر بحرِ روم اور عموماً معرد
و عجم مین یہ شمعین اور مشعلین بکثرت نظر آئینگی۔ تم جہان جہان دیکھو گے کہ مسجدین ڈھتی
ہین۔ عمارتیں خاک مین مل رہی ہین۔ بڑے بڑے قلعے مسمار ہو رہے ہین۔ یقین کر
یہ انہیں پرجوش صحرا نشینان عرب کی یادگارین ہین۔ افسوس صرف اُس قوم کا جوش
ہی دنیا اور پرتکلف سامان جہان نے نہین مٹایا بلکہ اُنکا جوش فرو کرنے کے ساتھ
یادگارون کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔

اہل عرب کو جانے دو۔ کیونکہ یہ کہنے کا موقع ہے کہ وہان صحرائی اور سادے مزاج
کا جوش نہ تھا بلکہ اُنکے طبائع کو اُبھارنیوالے وہ ایسے پُراثر اور معجز نما خطبات اور
تھے جو نبوت کی زبان سے ظاہر ہوئے اور جنھون نے تمام دنیا کی تہذیبون کو بھی
کر کے دنیا مین ایک نیا نور اور نئی روشنی پھیلا دی۔ ہم تاتاری ریگستانون کی تعبیر

Marfat.com

کرائینگے۔ اور تم سے تسلیم کرائینگے کہ اس ریگستانی اور بے سبزہ زمین مین کوئی پیغمبر نہین مبعوث ہوا اور نہ کبھی کوئی مذہب قائم ہوا جسنے کچھ دنون زمانے کا ساتھ دیا ہو۔ مگر تاتاری ترکون کے دلون مین بھی زمانے نے کچھ ایسا جوش پیدا کر دیا تھا کہ جس وقت حدود ترکستان سے انھون نے قدم نکالا اُسوقت نہ کسی سلطنت سے بن پڑا کہ انکے جوش کو روک سکے اور نہ کسی مذہب سے ہو سکا کہ اُنکو روک دے۔ وہ اپنے پُر جوش اور پُر حوصلہ دلون کے ساتھ بڑھے اور برابر بڑھتے چلے گئے۔ جسنے اطاعت کی اچھا رہا اور جسنے مزاحمت کرنا چاہی خود مٹ گیا۔

ایشیا کی حدود سے نکل کر ذرا یورپ کی سیر کرو اور قدامت کی طرف متوجہ ہو۔ رومیون کی تہذیب۔ شائستگی۔ علمی ترقی۔ غرض کسی حیثیت سے اُنکی با جاہ و جلال سلطنت مین کوئی عیب لگا سکتا ہے؟ مگر جب ہم یہ پوچھینگے کہ گالیا والون نے اُنکے تخت و تاج کے ساتھ کیا سلوک کیا تو خواہ مخواہ منظور کرنا پڑیگا کہ تمام ترقی و شائستگی اس جوش کے ابھرنے سے خاک مین مل گئی۔ جسکو ایک غیر آباد سرزمین نے چند دنون مین پیدا کر دیا تھا۔

زمین کی اصلی حالت اور فطری صورت وہی ہے جو ایک لق و دق صحرا یا دشت وحشت مین پائی جاتی ہے۔ ہماری کاریگریان۔ ہماری صنعتین اور اپنی جدت پسندیون کا باغ لگا کے خدا جانے کس قدر آباد اور کس درجہ پُر تکلف بنا دیتی ہین۔ مگر وہ صنعتین استقلال کے ساتھ قائم نہین رہ سکتین۔ ہماری ہی طرح کبھی وہ بھی فنا ہو جاتی ہین۔ وہ بڑے بڑے مشہور شہر جنھون نے تواریخ کے ہزارہا ورق صرف اپنے تذکرون اور حالات کے بیان مین صرف کرا دیے۔ کبھی انکی جگہ پر ایک وسیع سبزہ زار یا صحرا تھا۔ بابل کا ہنگامہ آج بھی اسکے کارنامون مین اُسی شان و شوکت سے گرم نظر آئیگا جس طرح کہ دو ہزار برس پہلے گرم تھا۔ نینوا کی عظمت اگر صفحۂ زمین پر نہین رہی تو نہ رہے مورخین کے دلون پر قیامت تک نقش رہیگی۔ وہ سین بھولنے والا نہین ہے جب مدائن کے در و دیوار سے شاہان ایران کا جبروت ظاہر ہوتا تھا۔ ہستناپور کا نام زبان پر آتے ہی ابتک ایک رعب و دبدبہ کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ سب کچھ تھا مگر آج دیکھو تو کچھ نہین۔ وہی سمان ہے جو ان شہرون کے آباد ہونے سے پہلے انکی جگہ پر نظر آتا تھا۔ وہ کون سمان تھا؟ وہی جسے تم دشت وحشت اور فضا کی غیر آباد زمین پر دیکھا

Marfat.com

کرتے ہو۔

دار السلام یا باغ فردوس کے بچھڑے ہوے عاشق و معشوق آدم و حوا اسی دشت وحشت مین پھرتے پھرتے باہم مل گئے تھے۔ شاید اسی امید کا چہرہ خیالون کو نظر آتا ہے جو آجتک مبتلایان عشق جب وحشت اُچھلتی ہے اور جذبات عشق جوش کرتے ہین گھر چھوڑ کے سیدھے جنگل کا رُخ کرتے ہین۔

دشت وحشت مین اگرچہ آبادی نہین۔ بادی النظر مین سوا خاک اُڑنے کے کوئی چیز نہین نظر آتی مگر خدا جانے اسکی آب و ہوا مین کیا تاثیر ہے کہ دلی جذبات وہان نشو و نما پا کے نہایت ترقی کر جاتے ہین۔ بت پرستون کے نامور گھرانے کا وہ بمثل موحد ابراہیم جب اپنی وفادار حرم اور اپنے دودھ پیتے بچے کو صحراے حجاز مین ڈال گیا تھا اُسوقت وہان نہ آبادی تھی نہ کسی قسم کے انسانی پُر تکلف سامان تھے۔ مگر اُس بچے نے اُس ریگستان مین پرورش پا کے ایسا عمدہ نشو و نما پایا کہ چند روز مین کہ آباد ہوا۔ قبائل نے پہلے فرودگاہ بنایا اُس پاک سرزمین کو اپنا وطن بنالیا اور اُسی بچے (اسماعیل) کی نسل تھی جو یکایک صحرائی جوشون کے ساتھ بڑھ کے قریب قریب کل آباد دنیا کی مالک ہوگئی۔

افسوس عشرت پسندی نے ہماری طبیعتون سے وہ جذبات نکال ڈالے۔ ورنہ ہماری طبیعتون مین جو وہ سادے جذبات پائے جاتے تھے اور جنکی بدولت ہم ایک محنت پسند نسل تھے وہ نہایت قیمتی تھے۔ اے خدا تو ہمارے دلون سے یہ راحت پسندی نکال جو ترقی کے راستے مین ہمیشہ ہمارے پاؤن کی بیڑیان ہو جاتی ہے۔

خاموشی بگشت بدآموز بتان را
زان بیش دگر نہ اثرے بود فغان را

اس مین کوئی شک نہین کہ ہماری ہی خموشی نے قوم کے حرکات و سکنات پر برا اثر ڈالا۔ سمجھدارون کا سکوت ہمیشہ زہر کا کام کر گیا ہے۔ اور یہ سکوت بھی تو قیامت کا ہے۔ تھوڑا نہ بہت تقریبًا پورے پانچ چھ سو برس کا سکوت۔ اسکو خدا جانے کتنی صدیان گذر گئین کہ ہمارے قومی اسپیکرون اور مذہبی ناصحون کے ہونٹون پر مہر سکوت لگ گئی۔ ہاے کبھی وہ دن تھے کہ ہمدردان قوم کی پُر اثر آوازون سے تمام بزم سکون مین ہر وقت ایک

Marfat.com

زلزلے کی ایسی کیفیت طاری رہا کرتی تھی۔ عرصہائے رزم ہمارے پُرجوش اور آگ لگا دینے والے خطیبون کی صداؤن سے کانپ رہے تھے۔ اور مجالس عشرت مین ہمارے ہی جادو بیان بلبلون کی طرح چہچہایا کرتے تھے۔ جدھر کان لگائیے اُدھر ہمارے ہی اسلامی فصحا و بلغا کی آوازین آتی تھین اور مشتاقون کے کانون مین گونجتی تھین۔ اگلی صدیون مین یہ سکوت نہ تھا۔ اُن گذشتہ پُرجوش طبیعت والے معجز بیانون سے بے کہے رہا ہی نہین جاتا تھا۔ زمانہ شاہد ہے کہ اپنے جیتے جی اُنھون نے اپنی زبان نہین روکی۔ کہے گئے۔ اور کہلاتے رہے۔ گویا نچلا بیٹھنا جانتے ہی نہ تھے۔ پھر اثر کیونکر نہ ہوتا۔ اس بلا کا اثر تھا کہ شمشیر و سنان اکثر اُنکی زبان کے مقابل مین سست پڑ گئین۔ یہ یورپ جسکی نسل اُن دنون خواب غفلت مین پڑی تھی اسکے سواد مین اُنکی صدائین گونجین اور سب کے سب جاگ پڑے۔ جہان تک تاریخون مین ڈھونڈھیے گا یہی نظر آئیگا کہ انکے زمانے مین تمام دنیا کے ناصحون کی زبانون پر مُہر سکوت لگی تھی۔ اور سارا عالم خواب غفلت مین سو رہا تھا۔ انصاف کیجیے تو ساری دنیا اُنھین کی جگائی ہوئی ہے۔ اُنکی جادو بیانیون۔ اُنکی آہ و فغان کا اثر تھا کہ دنیا کا رُخ پلٹ گیا اور گویا ترقی کی ہوا چلنے لگی۔ ہائے بالکل سچ کہا ہے۔ ع۔ زین پیش دگر نہ اثرے بود فغان را" کیا اثر تھا! اور کیا مبارک اثر!۔

زمانے نے حسب معمول اپنا پہلا ورق اُلٹا۔ دیکھا تو وہ قدیم جادو بیان پیوند خاک تھے اور اُنکی نسل پر شراب عیش اور بادۂ عشرت کی بیہوشی طاری تھی۔ ایک خموشی تھی کہ باہمی صحبتون مین بھی سب کے سب اپنے چپکے ہی چپکے لطف صحبت اُٹھا لیتے تھے۔ خدا جانے آوازین پڑ گئی تھین یا کیا تھا کہ باہم ایک دوسرے سے ملتے وقت اگر کسی کی زبان سے کوئی موثر جملہ نکل بھی جاتا تھا تو اسکی آواز اسی دم کے ساتھ سننے والے کے کانون تک نہین پہونچتی تھی۔ غرض پوری قوم پر ایک پُرحسرت سکوت طاری ہو گیا تھا۔ جو اسوقت تو ایک قسم کا ذریعۂ راحت معلوم ہوتا تھا۔ مگر انتہا پر پہونچ کے دکھائی دیا کہ چپیون کے دامن مین صدہا حسرتین پوشیدہ تھین۔ اس سکوت نے قیامت ڈھا دی۔ ہر طبقہ اُن اغراض کے مناسب نہ رہا جو اُس طبقہ والون کے لیے ضروری ہین۔ واقعی یہ ہماری خموشی کا خاصہ ہے جو ہماری قوم پر طاری ہے۔ ذرا شک نہین

Marfat.com

۶ "خاموشی بانگشت بدآموز بتان را"۔ اور کسی کی نہین خاص ہماری خاموشی۔ اب رہا یہ
کہ بتون سے کون لوگ مراد ہین؟ ہمارے قدیم شعرا معشوق کو بُت کہتے آئے ہین۔
ایک وجہ مناسبت تو یہ ہے کہ مذہب عشاق مین معشوق کی پرستش ہی عبادت ہے۔ لہذا
بتون کی طرح معشوق بھی گویا ایک قابل پرستش چیز ہین۔ دوسری مناسبت شاید یہان
کے بتون سے تو نہ ہو مگر یونان جہان کی بت پرستی ہمیشہ عربی اور فارسی شعرا کی ہجو شعنہ
رہی ہے وہان کے بتون سے بخوبی پائی جاتی ہے۔ اور معشوق کو بت کہنے کا اصلی سبب
شاید یہی ہے۔ یونانی حسن کو قابل پرستش خیال کرتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ اُنکی دیویان
اور اُنکے دیوتا باعتبار حُسن کے اعلیٰ درجے کے خوشنما اور دلفریب بنائے گئے تھے۔ خلاصہ
یہ کہ معشوق ایک قسم کے بُت ہین۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ ہمیشہ جوانانِ قوم کا معشوق اُنکی قوم
ہوتی ہے۔ اگر اصل پوچھیے تو قوم دنیا کے کل مشہور لائقون اور ریفارمرون کی معشوقہ
رہی ہے۔ اسی خیال کی بنا پر قوم کا ہر ہر فرد ایک ایک معشوق یا شاعرانہ الفاظ مین
کہا جائے تو ایک بُت یا دیوی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شعر مین بھی ہمارے مذاق مین
غالباً "بُتان" کے لفظ سے شاعر کا مقصود نوجوانانِ قوم ہین۔ اور بالکل صحیح کہا ہے
کیونکہ جب تک ہم سے صداے آہ و زاری بلند رہی اور ہم قومی خرابیون کو دیکھ کے
بیصبری سے نالہ کشی کرتے رہے۔ اُسوقت تک قوم بھی سنبھلی رہی۔ اور جب سے
ہمنے سکوت اختیار کیا۔ ہمارے ناصحون اور واعظون سے خموشی ظاہر ہوئی لوگون
کو کوئی غیرت دلانیوالا اور راہ راست پر لانیوالا نہ رہا۔ تو گویا ہماری خموشی ہی نوجوانانِ
قوم کے لیے ایک ایسا اُستاد ہو گئی جو بُری باتون کی تعلیم دے۔ کتنے بڑے غضب کی
بات ہے کہ ہمین خبر بھی نہین ہوئی اور یہی نالایق اُستاد پانچ چھ صدیون سے ہماری
قوم کے نوجوانون کو تعلیم دے رہا تھا۔ یہ اُسی کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ اپنے قدیم کارنامون پر
اپنی قوم کو ہم جس قدر کامیاب اور بامراد تصور کرتے ہین اُسی قدر اب ہم مین نالائقیان
اور خرابیان پائی جاتی ہین۔ وہ لوگ جنھون نے ہمارے قدیم اسپیکرون سے سیکھ کر
اپنی قوم کو اُبھارنا اور ترقی دلانا شروع کیا تھا آج وہ اوج و عروج کے کل مراتب
طے کیے ہوے نظر آتے ہین اور ہم جو اُنکی نسل سے ہین جنکو اُنکی فرزندی پر ناز ہے اسقدر
غافل اور بیحس ہین کہ دیگر اقوام کے درد مند چِلّا چِلّا کے جگاتے ہین اور نہین جاگتے۔

اے ہمارے سکوت تو نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا - اے ہماری بے زبانی تو ہماری بڑی دشمن نکلی -

آج ہمارے سکوت کا یہ عالم ہے کہ ہم اپنی بے زبانی کی وجہ سے کسی سوسائٹی کے قابل نہیں ہیں - ہماری صحبتیں سست پڑی ہیں - ہماری انجمنوں میں سناٹا چھایا ہوا ہے اگر ترقی اور باہمی تبادلۂ خیالات یا اصلاحِ زندگی کے لیے کوئی انجمن قرار دی جاتی ہے تو دیسا ایک شخص بھی نہیں ملتا جو اپنے عام اغراض کو اُسی قدر زور کے ساتھ بیان کر دے جس قدر وہ ضروری ہیں - دس بارہ آدمی اگر فراہم ہو جاتے ہیں تو یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا چند مورتیں ایک دوسرے کی طرف رُخ کیے بیٹھی ہیں - نہ اسکے منہ میں زبان ہے کہ مافی الضمیر ادا کرے - نہ اُسکو الفاظ ملتے ہیں کہ شائستگی کے ساتھ اُسکی تائید کر لیجائے تائید ہو خواہ مخالفت سب قسم کے خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں مگر زبان تک نہیں آ سکتے - اگر ایک معمولی رزولیوشن پیش کرنا ہوتا ہے تو ایکدوسرے کی صورت دیکھتے ہیں - اور ہر شخص اُسکا پیش کرنا دوسرے پر ٹالتا ہے - یہ صرف ہماری خموشی کا نتیجہ ہے اگر اس سے چند روز پیشتر کے علما و فضلا اور زمانہ شناس سرگروہان قوم خود زبان کھولتے جاتے اور ہر موقع پر تہذیب و شائستگی سے کچھ کہدیا کرتے تو اُنکے قیمتی الفاظ ضائع نہ ہوتے جو کہتے ہوتے تو کچھ اُنسے بھی کہنا سیکھتے - یہ ہرگز نہ ہوتا جو ہو گیا کہ قوم بھر بے زبان ہو گئی اور بے زبانی کی وجہ سے ہماری قوم کے نوجوان واقعی بُت ہیں - کیونکہ معشوقیت کے ساتھ وہ بے زبانی اور سکوت کی ادائیں بھی بتوں سے ملتی ہوئی ہیں -

ہمارے اہلِ اسلام اپنے آپ کو ہمیشہ نسلِ عرب سے ثابت کرتے ہیں اور اس امر کو اپنا فخر سمجھتے ہیں کہ اُس مبارک گروہ کی اولاد سے ہیں جو حضرت رسول علیہ السلام پر جان نثار تھا اور جسنے سرزمین عرب کے جمیع اطراف سے سمٹ کر خاص دست مبارک جناب رسالتمآب صلعم پر بیعت کی تھی - کاش کبھی یہ بھی خیال کیا جاتا کہ وہ لوگ کتنے بڑے مقرر اور اپنی فطری جہالت میں بھی کیسے جادو بیان اور طلیق اللسان تھے - واقعی اُنکی زبان کسی موقع پر نہیں رُکتی تھی - جب کافر اور بت پرست تھے تب بھی ہمیشہ اپنی زبان آوری اور معجز بیانی کا امتحان کھلے میدانوں میں کھڑے ہو ہو کے دیا کیے اور جب اسلام لائے اُسوقت اُنکے الفاظ پہلے سے زیادہ موثر اور دل پر فتح پانے والے

Marfat.com

ہوتے تھے۔

غرض کوئی ایسا زمانہ نہ نظر آئیگا کہ وہ موجود ہوں جو برزبان دکھانے کا موقع آیا ہو اور اُن سے چپکا رہا گیا ہو۔ کیا آزادیاں تھیں اور کیا جوشش تھے۔ خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجمع عام میں پوچھا" اگر میں خلاف احکام شرع کروں تو تم کیا کرو؟" ایک آزاد بیان تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا" ہم تکلے کی طرح بل نکالدیں"۔ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پُر تکلف اور مہین لباس پہنے ہوئے جمعے کی نماز پڑھانے کو مسجد نبوی صلعم میں آئے اور ایک بہادر نے چلا کے کہدیا "اِن امیرنا یلبس لباس الفساق" یعنی ہمارا امیر فاسقوں کا لباس پہنتا ہے۔ یہ اُن آزاد زبان آوروں ہی کی برکت تھی کہ کسی کو خلاف احکام اسلام کرنے کی جرأت نہیں پڑتی تھی۔

یہ جو کچھ غفلتیں اور خرابیاں قوم میں پیدا ہوئیں اُنکا اصلی سبب یہ ہے کہ ابتداءً اعلیٰ و ادنیٰ سب پابند احکام اسلام تھے۔ اتفاقاً اگر کسی سے کسی قسم کی لغزش ہوجاتی تھی تو آزاد و نکتہ چینوں کی زبانیں کھل جاتی تھیں اور اُس ایک دُھن والی جماعت کی محفلوں میں ہرطرف سے پُرجوش آوازیں بلند ہوجاتی تھیں۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور خلافت دین بڑھتی گئی وہ آزادبیان تھک تھک کے ساکت ہونے گئے۔ آخر یہ منحوس خیال پیدا ہوا کہ" جسکا جو جی چاہے کرے ہم روکنے والے کون ہیں"۔ روز بروز یہ خیال پختگی پکڑتا گیا اور وہی لوگ جو رات دن اپنی قوم کے ناصح تھے خاموش ہوگئے۔ اودھر اُن لوگوں کو بھی آزادی حاصل ہوگئی جو مخالفت احکام قوم کی جرأت کیا کرتے تھے کیونکہ کوئی روکنے والا ہی نہیں رہا۔ بُرے حوصلے اور ناجائز آزادیاں بے روک ٹوک وقوع میں آنے لگیں۔

دیکھیے یہ سکوت کب تک قوم پر طاری رہتا ہے۔ موجودہ زمانے میں کچھ لوگ البتہ اُٹھ کھڑے ہوے ہیں جو بعض محفلوں میں اپنے ساتھ بعض رقیق القلب مسلمانوں کو بھی رُلا لیا کرتے ہیں۔ ورنہ وہ اثر باقی ہی نہ رہا کہ ایک پُرجوش خطیب نے کھڑے ہو کر کچھ کہا اور لوگ بیتاب ہو کے اسکی نصیحتوں پر عمل کرنے کو موجود ہوگئے۔ اور اب اول تو کوئی کہنے والا ہی نہیں اور کوئی ہے بھی تو وہ قدیم اثر کہاں سے لائے۔ حقیقت میں بالکل

سچ کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے ؎

خاموشی بانگشت بہ آموز بتان را   زین پیش وگرنہ اثرے بود فغان را

عمر رفتہ

ایک بڈھا بستر غم پر لیٹا ہوا دم واپسین کا انتظار کر رہا ہے۔ قبر میں پاؤن لٹکائے ہوے ہے۔ فرشتۂ اجل کی مہیب صورت اُسکی آنکھون کے آگے ہے۔ عالم ہستی کی دل بستگیون پر حسرت کے ساتھ نگاہ ڈال رہا ہے۔ دل مین امیدون کی آس پڑتی ہی اور مٹ جاتی ہے۔ آرزوؤن کو مایوسیان خاک مین ملا دیتی ہین۔ تمناؤن پر نا امیدیون کی اوس پڑ رہی ہے۔ بس یہ حال ہے کہ صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ موت کے اشتیاق مین پہلو بدل رہا ہے۔ کروٹین بدلتے بدلتے آنکھ لگ گئی۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک بچے نے آتے ہی اُسکا دامن پکڑ لیا۔ اگرچہ بچے کی صورت پر شگفتگی اور خندہ جبینی قربان ہوئی جاتی ہے۔ مگر کچھ عجب بھیا خفگی اور ہٹ کے ساتھ مچل مچل کر کہہ رہا ہے کہ تونے میری کچھ قدر نہ کی۔ خدا نے تجھے میری سرپرستی پر مقرر کیا تھا تو نے مجھے لے کے ملیا ناس کر دیا۔ دیکھ تو سہی قیامت کے روز تجھ سے کیسا بدلا لیتا ہوں۔" بڈھے نے کہا "آخر تو کون ہے۔ مجھے تیری صورت یاد نہین پڑتی۔" وہ بچہ کہنے لگا "افسوس تجکو ایسا بھول گیا۔ مین تیرا بچپن ہون جسے تونے کھیل کود کر گذران دیا۔" بڈھا اُٹھا چاہتا تھا کہ اُس بچے کو گود مین اُٹھا لے کہ اُسنے دامن جھٹک کر کہا "خبردار ایسا نہ کرنا اب تو مجھے کبھی نہ پاے گا۔"

اُس بچے نے کچھ ایسا جھٹکا دیا تھا کہ بڈھا چونک پڑا۔ اور اپنے بچپن کی آزاد منشی کا زمانہ یاد کر کے سراسیمہ و مضطر ہونے لگا۔ اس بے غمی اور بے فکری کے عالم کو خیال کرتے کرتے اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ عہد طفلی کی ساری بیباکانہ خود پسندیان اُسکی آنکھون کے آگے پھر گئین۔ وہ بیفکریان۔ وہ خود آرائیان۔ وہ ذرا سی چیز پر خوش ہو جانا۔ وہ ذرا سی بات پہ رو دینا۔ وہ تلون مزاجی۔ وہ فوری غم اور فوری خوشی انتہا کی ضد۔ وہ بلا کی ہٹ۔ وہ کسی کی بات کا نہ ماننا۔ وہ کسی کے کہنے مین نہ ہونا۔ وہ کسی کو دھیان مین نہ لانا۔ وہ کسی کو کچھ نہ سمجھنا۔ وہ وہ شفقت وہ مہر کا ولولہ۔ وہ سیر و تماشہ

کا شوق ۔ وہ کھیل کود مین لگا رہنا ۔ وہ دو گھڑی کے ہنسی ٹھٹھے مین سارا فہم غلط کر دینا ۔ وہ ماں باپ کی دلدہی ۔ وہ اپنی بے رخی ۔ وہ اُستاد کی مار ۔ وہ چھٹی کا انتظار وہ قمچیوں پر قمچیاں کھانا ۔ وہ سبق کا بھول جوں جانا ۔ وہ جمعہ کا روز ۔ وہ مجنوں کا جھتا سب کا خیال گذر گیا ۔ افسوس کہکر ابھی اچھی طرح چپ بھی نہین ہوا تھا کہ اسے اسکے ساتھ اپنے ماں باپ بھی یاد آ گئے ۔ اُنکی نظر محبت اور اُنکے دشت شفقت ۔ اک ذرا اپنڈا اچھیکا ہو جلنے پر اُنکی بیتابی اور گھبراہٹ ۔ تیز دوڑنے پر اُنکا ہان ہان کرنا ۔ شوخی اور شرارت پر دھمکانا ۔ گھڑی گھڑی مولوی صاحب سے کہدینے پر ڈرانا ۔ بار بار سمجھانا ۔ پکڑ پکڑ کے بٹھلانا ۔ سب باتین آنکھون کے آگے پھرنے لگین ۔ بڈھا جوش مین آکر چلا اُٹھا " ہاے میرے گذرے ہوے بچپن کی عمر تو اب تجھے نہین پا سکتا ۔ جبتک تو میرے پاس تھی مین تیری قدر نہ کر سکا ۔ ہاے مین نے تجھے ناقدری مین کھو دیا ۔ کاش کچھ تو پڑھ لکھ لیا ہوتا " اتنا کہکر وہ ڈاڑھین مار مار کر رونے لگا ۔ یہ پُر حسرت جملہ کہتا جاتا تھا " ہاے میرے ننھے سن مین اب تجھے نہین پا سکتا " اور روتا جاتا تھا ۔ روتے روتے پھر اُسکی آنکھ لگ گئی ۔

دیکھتا کیا ہے کہ ایک نہایت خوبصورت جوان کھڑا کہ رہا ہے " او بڈھے تو بڑا ظالم ہے مجھے خدا نے تیری ماتحتی مین دیا تھا کہ تو مجھ سا قوت بازو پاکر دنیا مین کچھ ملک و قوم کی قدر اور اُسکی خدمتگذاری کرے ۔ افسوس تو نے کچھ نہ کیا اور مجھپر بڑا ظلم کیا ۔ تیری نفسی پر ترس آتا ہے ۔ اب کیا بدلا لون " بڈھا کہنے لگا " مین نے تجھے کیا تکلیف دی ۔ کیون اس پیرانہ سالی مین ستاتا ہے ۔ تو ہے کون ؟ " جوان برافروختہ ہوکر بولا " ہاے تو مجھے بھول گیا ۔ جب خدا کے آگے تیری فریاد لیجاؤن گا تب مین تجھے یاد آؤن گا ۔ مین تیرا شباب ہون جسے تو نے بالکل خواب غفلت اور رندانہ مشربی مین ہاتھ سے کھو دیا " بڈھا شوق مین آکر چاہتا تھا کہ اس سے لپٹ جائے ۔ مگر اُس نے یہ جملہ کہا " اب مین تیرے ہاتھ ہرگز ہرگز نہین لگ سکتا " اور زور سے ڈھکیل دیا کہ بڈھا منہ کے بل گر پڑا اور بدحواسی مین اس زور چلایا کہ آنکھ کھل گئی ۔

چونکتے ہی اُسے اپنے شباب کا زمانہ یاد آ گیا جس مین وہ بازیچۂ اطفال سے نکل کر نوجوانی مین آیا تھا ۔ پہلے وہ اس زمانے کا غرور اور کسی کو نہ سمجھنا یاد کرکے بہت رویا ۔ پھر اپنے شباب کے جنون خیز دورون پر غور کرنے لگا ۔ اس زمانے کی بدمستیون کی تصویر بھی اُسکے آگے

ہو گئی اور وہ سارا جوش شباب نظرون مین پھر گیا - وہ پُر آرزو دل - وہ جوشِ سیہ مستی -
سے بھرا ہوا دماغ - وہ بےچین طبیعت - وہ چلبلا مزاج - وہ آشفتہ منشی - وہ مجوبانہ مسرت
بھرے قہقہے - وہ چہچہے - وہ دل ہاتھون سے جاتا رہنا - وہ کلیجا تھام لینا - وہ گفتگو مین ہوش
مین نہ رہنا - وہ پہرون آپ مین نہ آنا - وہ خودسری - وہ کسی کی نہ سننا - وہ اپنی ہی کرنا -
وہ جھانکنا تاکنا - وہ گلی کوچون کی خاک چھاننا - وہ جوانی کی اُمنگ - وہ صحرا نوردی کی
ترنگ - وہ بادیہ پیمائی کا ولولہ - وہ بڑھا ہوا حوصلہ - وہ دیدبازی کا چسکا - وہ کمسنون کی
صحبت کا چسکا - وہ جوشِ جنون - وہ سینۂ پُرخون - وہ سیہ مستی - وہ شاہد پرستی - وہ
ہم پر خم لنڈھانا - وہ بوتلین اُڑانا - وہ روز روز پری رخون کی گلیون مین پہونچنا - وہ حسینون
پر ایمان لانا - وہ رندون کی صحبت - وہ پیر مغان کی بیعت - وہ زاہدون پر پھبتیان - وہ
واعظون کا خاکہ - وہ دریا پہ ڈٹا رہنا - وہ رات رات بھر میخانون کے سامنے پڑا رہنا -
غرض سب جوانی کی کیفیتین سامنے ہو گئین - بےچین ہو کر پھر تڑپنے لگا - ابھی دو چار آہین
نہ کھینچی ہونگی کہ اُسے اُن مجلسون کا خیال گذرا جہان واعظ اور ناصح منبر پر بیٹھ کے
کلام کی باتین بتلایا کرتے تھے اور وہ الگ ہی الگ کترا کر نکل جاتا تھا - اُس وقت واعظ
گویا اسکی آنکھون کے سامنے تھا - وہ مقدس صورت - وہ نورانی چہرہ - وہ دستار فضیلت
لمبی داڑھی - وہ نیچا کرتا - وہ اونچا پائجامہ - وہ سیدھی وضع - وہ سادی پوشاک
دلدہی کرکے سمجھانا وہ نرم ملائم آواز سے خطاب فرمانا - وہ آیتون کی تفسیر کرنا - وہ احادیث
کا مطلب کہنا - وہ جنت کی ترغیب - وہ حورون کی چشم غزالین کا نقشہ کھینچنا - وہ انکی
وفاداری اور اطاعت کا چربہ اُتارنا - وہ شراب طہور کا شوق دلانا - وہ عسل مصفّٰی کے
بیان پر چٹخاریان بھرنا - وہ دوزخ سے ڈرانا - وہ وہان کے فرشتون کی بےرُخی کا
حال سُنانا - وہ آتش دوزخ کے شعلون پر کانپ اُٹھنا - وہ دوزخیون کے منہ اونکا
ابکائیان لینے لگنا - وہ دنیا کے جادو نگاہون کی مذمت وہ رندون کی فضیحت - وہ
وہ بار بار سمجھانا - اور وہ اپنا اس کان سُننا اور اُس کان سے اُڑا دینا - سب دھیان
مین آگیا - کہا ہزار افسوس ان باتون پر! اُس وقت مین نے کیون نہ خیال کیا؟ اے میرے
لئے ساری کام کی عمر ناحق اور بیہودہ گردی مین صرف کر دی - اے میری جوانی کی عمر کیا
مین تجھکو پھر کبھی پا سکتا ہون؟ افسوس! جوانی! مین نے تجھکو بالکل غارت کر دیا - مین

Marfat.com

اِن دونون کو خدا کے آگے کیا جواب دون گا؟" اسکے بعد وہ اپنی طرف آپ مخاطب ہوکر چلایا: "اے کمبخت بڈھے تو بڑا ناداں ہے۔ قیامت مین کہین تیرا پتہ نہ لگے گا" یہ کہکر وہ پھر چلا چلا کر رونے لگا۔ ہچکیان لیتے لیتے پھر اُسپر ذرا غفلت طاری ہوئی اور کچھ یونہی سا سو گیا۔

دیکھا کہ ایک ادھیڑ شخص کسی قدر شگفتگی کے ساتھ اُس سے ہاتھ ملا کر سامنے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ "اے مایوس بڈھے مین بھی کسی وقت تیرا ساتھی تھا۔ میرے سارے کام تیرے ہاتھ سے نکلتے تھے۔ مگر افسوس تو نے سوا اسکے کہ شب و روز میری اوقات ضائع کرے اور کچھ نہین کیا۔ تو بڑا بدنصیب بڈھا ہے۔ مین تیرا جس وقت ساتھی تھا اُسوقت زمانے بھر مین میرا سا کوئی کسی کا ساتھی نہ ہوتا ہوگا۔ مگر ہائے کسی نے اپنے اُسوقت کے ساتھی کو ایسا نہ ستایا ہوگا جیسا تو نے مجھے پریشان کیا۔ تو بڑا ظالم ہے۔ جس روز مجھے تجھ سے نجات ملی تھی اُسوقت مین نے خدا کا بڑا شکریہ ادا کیا تھا۔ دیکھ قیامت کو بدلہ لون گا۔ کیا کہتے تو بدلہ لینے کے قابل نہین رہا۔" بڈھا نہایت حیران ہوا اور عاجزی سے کہنے لگا "ہائے مجھ غریب بڈھے کو کیون مارے ڈالتا ہے۔ تو کون ہے مین تجھے جانتا ہی نہین؟" اس ادھیڑ شخص نے کہا "افسوس مجھکو اب تک تیرے ظلم یاد ہین۔ اور تو مجھے بھول گیا۔ مین تیرے ادھیڑ پن کے زمانے کی عمر ہون جسے لوگ سن کہولت کہتے ہین۔" بڈھا متفکر ہونے کو بڑھا تھا کہ اسنے اُسے اُٹھا کے دے مارا اور یہ کہکر "تیرے کھینچے سے زمانہ کہین پیچھے کھنچ سکتا ہے" چلدیا۔ بڈھا ابھی ہاتھ پاؤن سیدھے بھی نہ پایا تھا کہ گھبراہٹ کے مارے جاگ پڑا۔ آنکھ کھلتے ہی بڈھے کو اپنا ادھیڑ پن یاد آیا۔ اُسکو تمام وہ باتین یاد آگئین جنسے سن کہولت مین اسے سابقہ پڑا تھا۔ وہ ولولون کا بجھنے لگنا۔ وہ حوصلون کا ٹھنڈا ہو جانا۔ وہ دل کی ابتدائی پژمردگی۔ وہ گھر مین بیٹھ رہنے کا شوق وہ کوے یار مین جاتے جاتے پیرون مین درد ہونے لگنا۔ وہ آتش عشق کا کچھ کچھ دب جانا۔ وہ امنگون کی کمی۔ وہ رندی سے کبھی کبھی پرہیز۔ وہ بوتل بغل مین دبائے ہوے اِدھر اُدھر کا خوف۔ وہ جام لنڈھاتے وقت کسی کسی دفعہ عقبیٰ کا خطرہ۔ وہ دیدبازی کے وقت کہنے لگنا کہ بھئی قیامت کو کیا مُنہ دکھائین گے۔ وہ گنڈے دار نماز۔ وہ مسجد والون سے ربط ضبط۔ وہ مولویون کی ملاقاتین۔ وہ اللہ والون کی تلاش۔ وہ یارون کے جھگڑے مین تماشین۔ وہ حوروں کا انتظار۔ وہ رندون کے جلسے

نصیحت کا چھیڑ دینا۔ وہ مجھٹ پٹی مین مینجانے سے نکل بھاگنا۔ وہ زاہدون کی باتین دیکھکر حسینون
پر نگاہ ڈالنا۔ وہ جورو سے محبت بڑھانا۔ وہ لڑکے بالون کی فکر بڑھ جانا۔ سب سامنے تھا
بڈھے کو اسوقت اپنی باتون پر کچھ آپ ہنسی بھی آگئی۔ مگر ہنس کر پھر افسردہ خاطر بھی ہو گیا۔
دل مین کہنے لگا "گو یہ میرا زمانہ پہلے کے دیکھتے اچھا تھا۔ مگر پھر بھی کچھ نہ تھا۔ کیا تھا۔ یہ دوسری
بس کام کی" اتنا خیال کرکے وہ رونے لگا بڑھاپے کی دردمند آواز سے وہ اپنے اوپر
رو رہا تھا کہ اُسے وہ محفلین یاد پڑین جن مین وہ نصیحت پذیر ہونے کے لیے جایا کرتا تھا۔ مجلس
وعظ کا نقشہ اُسکی آنکھون مین پھرنے لگا۔ وہ وعدہ کا سرور۔ وہ وعید کا ڈر۔ وہ حورون
کی خوبیون سُن سُن کر شگفتہ ہو جانا۔ وہ جنت والون کی بڑی بڑی آنکھون کا تصور دل مین جانا
گنہگارون کی عاقبت کا حال۔ اور وہ اپنا دل ہی دل مین توبہ کرنے لگنا۔ وہ جی مین پیر
فروش کو گالیان دینے لگنا۔ وہ رندون کی شان مین کہنے لگنا کہ خدا سمجھے۔ وہ میخانون
کی طرف سے منہ پھیر لینا۔ وہ گھڑی گھڑی استغفراللہ کہنا۔ وہ دوزخ کے ذکر پر سہم جانا۔
کانپ کانپ اُٹھنا۔ وہ باغ بہشت کا جغرافیہ سنکر کھلجانا۔ وہ اندر ہی اندر طوبیٰ کے
پھل چکھنے لگنا۔ وہ دودھ کی نہرون پر منہ مین پانی بھر آنا۔ وہ مجلس وعظ سے اُٹھتے وقت
...سے توبہ کرکے باہر نکلنا۔ وہ باہر آکر پھر جی کا بھر بھرا اُٹھنا۔ وہ مجلس رندان کے
...کا پھر غالب آجانا۔ پیش نظر ہو گیا تھا۔ بڈھے سے صبر نہ ہو سکا ڈاڑھین مار مار کر
رویا کہ آنکھ لگ گئی تو سوتے مین بھی وہ چلا چلا کر رو رہا تھا۔ آنکھ لگ گئی تھی اور ہچکیان
...ہو رہی تھین۔ اسی عالم خواب مین روتے سوتے بہت دیر ہو گئی اور کسی طرح آنسو نہین
تھمتے۔

اُس نے دیکھا کہ ایک نہایت ضعیف العمر بڈھا پاس کھڑا ہوا کہہ رہا ہے "کیون رو رہا ہے؟
...پیغام آنیوالا فرمان بردار ہون۔ خدا نے مجھے اسلیے تیرے ہمراہ کیا ہے کہ تیری لذی
... گو میری عمر بہت کم باقی ہے مگر مین تیری زندگی بھر تیرا ساتھ دون گا۔ تو گھبرا نہین
...بتا کیا مصیبت پہونچی ہے جو تو یون بے حواس ہو کر حسرت کے ساتھ روتا ہے۔ بڈھے نے
...کہا میرے ہمدرد دوست مجھے معلوم نہین کہ تو کون ہے۔ افسوس یہ بھی مین نہین جانتا
کہ تیرا کیسا دوست ہے جو اپنے غم کا حال بیان کرون" وہ ضعیف العمر بڈھا بولا "اسقدر
...وہ بیقرار نہ ہو۔ میرے دل کو صدمہ پہونچتا ہے۔ مین تیرا بڈھا یار ہون۔ جسے تو بچپن

Marfat.com

کاٹ رہا ہے"۔ بڈھا اُٹھ کھڑا ہوا اور بغلگیر ہو کر بہت رویا۔ پھر جدا ہو کے بولا "اے میرے بڑھاپے اب تجھی پر خاتمہ ہے۔ میں نے اپنے پہلے تینوں ستونوں کو یونہی کھو دیا۔ ہائے وہ مجھے بار بار آکر دھمکاتے ہیں۔ میں اُنکو خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا؟ میں نے تجھے بھی کچھ ایسی راحت نہیں دی جو تو مجھ سے خوش ہو۔ کیا تو بھی انھیں کی طرح مجھ سے بدلا لینے کو موجود ہو گا؟" اسکے بعد بڈھے نے اپنا سارا حال کہہ سنایا۔

وہ ضعیف العمر بڈھا بولا "اچھے وقت میں میں تجھے یاد آیا۔ اب جو تو نے مجھے یاد کیا تو مجھے امید ہے کہ شاید وہ تیرے اگلے فرماں بردار بھی میری معرفت تجھکو معاف کر دیں۔ اگر تو میری بات پر خیال کریگا تو تجھے کچھ کھٹکا نہ رہیگا۔ میں تیرا تابعدار ہوں تو چاہے جو کام مجھ سے لے مجھکو کچھ عذر نہ ہوگا۔ مگر ان اگلے دو ستونوں کی طرح اگر مجھ سے بھی ویسے ہی کام لیگا تو ضرور میں بھی خدا کے آگے تیری فریاد لیجاؤں گا۔ جو میں اصل میں چاہتا ہوں اُسکے موافق چل۔ میرے راضی ہونے کے علاوہ وہ تیرے گذشتہ ماتحت جو اب دشمن ہو گئے ہیں وہ بھی معاف کر دینگے۔ انسان یہ خیال نہ کرے کہ عمر اُسکی دشمن ہوتی ہے۔ عمر آدمی کی ایسی سچی دوست ہے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی جانباز ہمدم و ہمراز نہیں مل سکتا۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ چاہو جتنا ظلم کرو وہ تمپر اپنی پیاری جان فدا کر دیتی ہے۔ تمھارے ساتھ ہی وہ دنیا کو چھوڑ دیتی ہے۔ لہذا عمر کبھی تمہاری دشمن نہیں ہے۔ تم خود اُسے اپنا دشمن بنا لیتے ہو۔ جس لیے وہ تم کو دی گئی ہے۔ اور وہ جو چاہتی ہے اگر اُسپر عمل کرو تو نجات کے سرسبز باغ کی سیر وہی کرائیگی۔" بڈھے کو یہ سنکر بہت کچھ امید پڑی اور وہ کہنے لگا "میں وہی کروں گا جو تو بتائیگا۔ مجھ سے زیادہ کون خوش نصیب ہوگا کہ میں نے اس پریشانی کی حالت میں تجھ ایسا ہادی اور رہبر پایا۔" تب اُس ضعیف العمر بڈھے نے کہا "اگر ایسا ہو تو تو پھر کبھو غمگین اور محزون نہ ہوگا۔ دائمی سرور کے تخت پر تجھے جگہ ملیگی اور آزادیِ دو جہان کا تاج تیرے سر پر رکھا جائیگا۔ میں اور وہ تیرے تینوں اگلے خادم تیرے تخت کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے ہونگے۔ میں کہتا ہوں کہ اگرچہ تو نے میرے زمانے میں صلاحیت اختیار کر لی ہے اور تو مجھ پر کوئی ظلم نہیں کرتا۔ تو نماز پڑھنے لگا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ حج کے ارادہ میں ہے۔ غریب نوازی اور غربا پروری کرتا ہے۔ اس سے میں ناز کرتا ہوں کہ میرا اچھے شخص کا ساتھ ہوا۔ لیکن یہ سب میرے ہی خوش کرنے کی باتیں ہیں۔ ایسی نہیں ہیں کہ

Marfat.com

ہاتھ کے ظلم رسیدہ اگلے دوست بھی وجد مین آکر تجھے معاف کردین - اُنکے خوش کرنے کے لیے ایسی باتین کرنا چاہیے کہ جوان ہمتی تیرے بڑھاپے پر قربان ہوجائے - کچھ قومی بھلائی پر کمر باندھ - آنکھ اُٹھا کر دیکھ تو سہی کہ قوم کا جہاز بھنور مین پڑ چکا ہے - ڈوبا چاہتا ہے قوم کی اصلاح کرنے مین ہزارون بچے - بوڑھے - جوان - ادھیڑ جب تیرے ہاتھ سے اپنے سنون کی قدر کرنے لگین گے تو وہ گذشتہ دوست جو ابھی تجھے دھمکا گئے ہین خود اس گستاخی کی معافی تجھ سے چاہنے لگین گے - اے بوڑھے دوست یہی باتین اب تجھے راحت پہونچا سکتی ہن - ورنہ آگے بڑھکر ہر ہر قدم پر تیرے لیے دقتین ہین - یہ اصلاح قومی نہین ہے جو تو برسوین دن دس پانچ محتاجون کو زکوۃ دیدیا کرتا ہے یا دو چار طالبعلمون کو روز کھانا کھلوا دیتا ہے - وہ کام کر جس سے تمام قوم کو فائدہ پہونچ سکے تیرا دھیان کیے اُسے خالی خیال کرنے سے بھی کچھ فائدہ ہو - اگرچہ یہ تجھے نہایت مشکل معلوم ہوگا - مگر ہمت باندھنے سے سب آسان ہوجاتا ہے ؎

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد　　اگر خارے بود گلدستہ گردد

یہ سن کر بڈھا ایسا خوش ہوا کہ بے تحاشا قہقہہ لگانے لگا اس مین اسکی آنکھ کھل گئی تو اپنے تئین بشاش اور ہنستا ہوا پایا اور اپنے بڑھاپے کو دعائین دینے لگا -

اب اُس نے خیال کرنا شروع کیا کہ مین کیا ہون - اور میری کیسی گذرتی ہے بڑھاپے کی بجھی ہوئی طبیعت اُسکے سامنے ہوگئی - وہ افسردہ دلی - وہ مایوسیون کا ہجوم وہ نامرادیون کا گھیر لینا - وہ اپنی بیدست و پائی - وہ انتہا کی بےبسی - وہ صورت کا بگڑ جانا - وہ دانتون کا رخصت ہوجانا - وہ طاقت کا جواب دیدینا - وہ بالون کا سفید ہوجانا - وہ کھال مین جھریان پڑ جانا - وہ چپکے چپکے چلنا - وہ جوانی کا خواب و خیال ہونا - وہ غذا کا ہضم نہ ہونا - وہ ہاتھ پیرون کا بیکار ہوجانا - وہ جوانون کے جلسے مین شریک ہوتے وقت شرم معلوم ہونا سب آنکھون کے سامنے پھر گیا - چاہتا تھا کہ بڈھا یہان پر ڈاڑھین مار مار کر روئے - مگر نہین - اسکے ہم عمر بڈھے نے ایسی تسلی دیدی تھی کہ وہ اسپر کچھ ملول نہوا اور اپنے کامون کو سوچنے لگا - اسے خیال آیا کہ دیکھنا چاہیے مین کیا کرتا ہون - فوراً وہ اُس گوشۂ تنہائی مین ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا - اُسے اپنا ایک کوٹھری مین بیٹھ رہنا - دنیا بھر سے منہ موڑ لینا - عبادت اور ریاضت مین مشغول

Marfat.com

ہوتا - یاد الٰہی میں مستغرق ہو جانا یاد آگیا - اسکے ساتھ اپنا نماز روزہ مجلس وعظ میں گریہ بکا - سفرِ حج کا ارادہ - محتاجوں کی حتی الامکان خبر گیری - یتیموں کی سرپرستی - فقیروں کو دینا - زائرین کی امداد کرنا - مسجدوں کی مرمت کرنا بھی یاد آیا تو بڈھے نے کہا بیشک میں قوم سے بالکل غافل ہوں - میری قوم تباہ ہوئی جاتی ہے - اور میں خاص اپنے لیے جنت میں ذخیرہ جمع کر رہا ہوں - مجھے اپنے حال پر افسوس کرنا چاہیے - میں ضرور اُس بڈھے کے قول پر عمل کروں گا جو خواب میں مجھے اچھی راہ بتا گیا ہے - بیشک وہ میرا بہت سچا دوست تھا - یہ کہکر اُس بڈھے نے کمر باندھی اور لٹھیا ٹیکتا ہوا کوٹھری سے باہر نکلا اور قوم کی حالت دریافت کرنے اور قوم کی کشتی کے ناخداؤں کے قوتِ بازو بننے کے لیے بہت تیزی کے ساتھ چل کھڑا ہوا -

اے اہل قوم دیکھو یہ بڈھا اس قدر ضعیفی پر بھی تمھاری خدمت کے لیے کس قدر تیز اور جلد جا رہا ہے - تمھیں ایسے بڈھے پر ناز کرنا چاہیے - مبارک وہ بڈھا ہے جو آخر عمر میں اس خدمت پر آمادہ ہو اور جسکو اس جانکاہی کے زمانے میں ہدایت ہو -

افسردہ دلی

خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے - دل پژمردہ کے آگے دنیا کے سارے غم و الم اور تمام مصیبتیں اور جان کا زیان ایک طرف اور دل پژمردہ ایک طرف - ایک افسردہ دل کے سکوت کے آگے لاکھوں نالہائے جگر شگاف پھیکے پڑ جاتے ہیں - یہ حسرت مندی کا بلا کا ہوتا ہے - کیسی ہی عیش و عشرت میں بسر ہو رہی ہو مگر دل افسردہ ہو گیا تو عیش بھی غم کا مزا ملتا ہے - ہزار وہ لتمندانہ نشے چڑھے ہوں مگر دلِ پژمردہ سارا نشہ کرکرا کر دیتا ہے -

یہ سب تو سنی ہے - مگر محفلِ عشرت میں کسی افسردہ دل کا آجانا بھی ستم ڈھا دیتا ہے - ادھر کوئی حسرتناک صورت دیکھی اور سرورِ عشرت خاک میں مل گیا "افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را"

حسرت مندی کی ہزاروں قسمیں ہیں اور ہونا ہی چاہیے - اسلیے کہ دنیا کے مصائب اور آلام بے انتہا ہیں - کونسی خوبی ہے جسکے لیے کسی رنج کا انتظار نہ کرنا

اگر وصل ہے تو فراق کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔ اگر دولت ہے تو افلاس کی صورت ہر وقت پیش نظر ہے۔ اگر صبح وطن ہے تو منزلِ غربت کی یاد بیچین کیے دیتی ہے۔ اگر نسیم بہار کے خوشگوار جھونکے چل رہے ہیں تو بادِ خزان کا گذر کسی نہ کسی وقت چہرے کو اُداس ہی کر جاتا ہے۔ اگر باغ جوانی سرسبز ہو رہی ہے تو دشتِ پیری کے بیہڑ میدان کا دھیان آ ہی جاتا ہے۔ سبزہ زارون مین جا کر دیکھو کہ ہرے ہرے پودھون کی مرجھائی ہوئی کونپلین یاد دلا دیتی ہین کہ مایوسی ایسی ہوتی ہے۔ ذرا باغون مین شام کے وقت ٹہلتے ہوے نکلو تو معلوم ہو کہ گل دوپہری کے مرجھائے ہوے پھول کس حسرت نصیب چہرے کی خبر دے رہے ہین۔ کبھی آنکھ کھُل جائے تو دیکھنا صبح کے جھلملاتے تارون کی اُتری صورت کسی سوگوار کی سراپا حسرت صورت کا پتہ بتلا رہی ہے۔ اُسی وقت تم مشرق کی جانب نگاہ اُٹھا کر غور کرنا کہ تعین آسمان کی پھیکی پھیکی رنگت اور رخِ سحر پر ہوائیان چھوٹتے دیکھ کر کسی ہمکنارِ یاس کے چہرے کا دھوکا ہوگا۔ ـــــــ

کس کے ماتم مین شب بسر کی ہے شکل اُتری ہوئی سحر کی ہے

غرض ہمکنارانِ یاس کی حسرتنا کی ہزارون قسم کی ہوتی ہے۔ ہر آفت مین جب تک ذرا سی بھی امید باقی ہے اُس وقت تک درد والم ہے مگر ادھر وہ امید منقطع ہوئی اور صورت پر مایوسی چھا گئی۔ اُدھر آس ٹوٹی اور اُدھر چہرے پر یاس برسنے لگی۔

دیکھو وہ نوجوان عورت کسی قریب المرگ کے سرہانے بیٹھی ہچکیان لے لیکے آنسو بہا رہی ہے۔ گو غم نے اُسکے سارے بناؤ بگاڑ ڈالے مگر ابھی اس امید پر کہ شاید اُکھڑی ہوئی سانس پھر سیدھی چلنے لگے زیور رہنین بڑھاتی ہے۔ گو بال اُسکی از خود رفتگی سے خود بخود کھلکے بکھر کے چہرے پر بکھرے جاتے ہین مگر ایک آس ہے جو اُس قریب المرگ کی اُکھڑی ہوئی سانسون مین اُلجھی ہوئی ہے۔ اُن ہاتھون سے جو ماتم کا کام دین گے اُنھین سمیٹ سمیٹ کر پیچھے باندھ لیتی ہے۔ ابھی تک نوخیز عورت کی صورت پر کبھی ایک یونہی سی امید کی وجہ سے یہ غمگین چہرہ بشاش ہو جاتا ہے۔ آنکھون سے آنسو بہاتی جاتی ہے اور اُس قریب المرگ کی سانس گنتی جاتی ہے۔

افسوس اب قیامت کا سامنا ہے یہ نیم جان دم توڑنے لگا۔ موت کی ہچکیان آنے لگی ہین۔ آنکھین پتھرا گئین۔ اسوقت اس حسرت مند عورت کے چہرے پر غور کرو۔ عجیب طرح کی حالتین طاری ہوتی ہین اور کیسے کیسے رنگ بدل رہے ہین۔ تم سمجھے کہ

Marfat.com

یہ تغیر کیسے ہیں؟ افسوس یہ امید و یاس میں لڑائی ہو رہی ہے - امید اسوقت یاس کا مقابلہ نہیں کر رہی ہے بلکہ رخصت ہو رہی ہے - بس اب دو ہی تین منٹ کی مہمان ہے غضب ہو گیا - بس یہی وقت ہے جو آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا - اُس جوانمرگ کا دم نکل گیا - اور اُسکی حسرت آلود آنکھیں اس نوجوان عورت کی طرف پتھرا کر رہ گئیں - اس سے بڑھکر زیادہ مشکل اب اس عورت کی صورت کا دیکھنا ہے - تم کو کیا معلوم کہ اس سانحہ کو دیکھتے ہی اُس نے کیا کیا؟ زور سے ایک چیخ ماری جس سے محلہ بھر چونک پڑا اور ایک دو ہتڑ سر پر مارا جسکی دلخراش آواز ہمنے بھی سنی تھی - پھر کوئی دوسری آواز نہیں سنائی دی - خدا جانے عین غم میں وہ نالہ کشی کیوں بھول گئی - آؤ اُسے دیکھیں زندہ ہے کہیں اُس جوانمرگ کا ساتھ تو نہیں دیا - خدا جانے کیسی ہے - ہاے افسوس زندہ ہے مگر فرط غم سے اُسکے آنسو رک گئے اور انتہاے مایوسی سے اُسکا دل افسردہ ہو گیا - اب یہ نہ کچھ کہتی ہے نہ سنتی ہے نہ روتی ہے نہ پیٹتی ہے مگر چہرے پر کی ایک یاس سب کے شور و شیون اور بکا و ماتم کو ہیچ کیے دیتی ہے - بس ایسی صورت ہے کہ دیکھنے کیلیے بھی جگر چاہیے -

صاحبو! یہ ایک قسم کی افسردہ دلی اور ہمکناری یاس تھی - جسنے سب سننے والوں تک کو پریشان کر دیا - اس قدر مختصر بیان سے بھی آنسو ٹپک پڑے -

یہ حسرت و مایوسی صرف ایک دم سے وابستہ تھی جس نے نہ معلوم کتنوں کو بیتاب کیا - ایک عمر بھر کی دوستی کا اقرار کرنیوالی عورت تھی جسکے دردمند دل نے خدا جانے کتنوں کو رُلا دیا - وہ افسردہ دلی کس غضب کی ہوگی جو ہزاروں اور لاکھوں کی غم آلود حالت سے وابستہ ہو - وہ چہرہ بلا کی افسردہ دلی کی خبر دے رہا ہوگا - جسے غیر محدود لوگوں کی مایوسانہ حالت نے پژمردہ کیا ہو -

آپ لوگ جانتے ہیں کہ وہ کون چہرہ ہے - وہ کسی سچے عاشق قوم کا چہرہ ہے جو قوم کی تباہی کو دیکھ کر حسرتناک ہو گیا اور وہ ایک جانباز قوم کا دل ہے جو قوم کی بربادی سے افسردہ ہو گیا ہے -

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہر طرح کی افسردہ دلی لوگوں پر اثر کر جاتی ہے بہتوں سب کے دل بیتاب ہو جاتے ہیں مگر اُس انتہا درجے کے یاس نصیب چہرے کو اور افسردہ دل کو کوئی دھیان میں نہیں لاتا جو قوم کی سوگواری میں ہمکنار یاس ہو رہا ہے - گو ایسے

چہرے اور ایسے دل ابھی قوم مین کم ہین مگر یہ نہین کہ نہون ضرور ہین - لیکن قوم کچھ پروا نہین کرتی - غور کیا جائے تو یہ بھی کچھ تعجب کی بات نہین ہے - قاعدہ ہے کہ جسکے لیے کوئی افسردہ دلی ظاہر کرتا ہے اُسے خیال بھی نہین ہوتا کہ یہ کون رونی صورت بنائے ہے. اس عورت کے پُر حسرت چہرے کو دیکھو اور اُس جوان کی بیکلی کو دیکھو خبر بھی نہین ہوتا ہجران نصیبون کو ہزار مایوسی ہو مگر کبھی یار نے بھی پوچھا ہے کہ یہ حالت کیون بنائی ہے؟ خدا ہماری قوم کو ہدایت دے کہ ایسے دردناک چہرون کی بات رکھ لے -

سفر کامیابی کی کنجی ہے

ہم کسی اُولوالعزم دنیا کے نیکنام مسافر کی لائف (سوانح عمری) دیکھکر حیرت مین آجاتے ہین جو ایک نہایت غریب گھرانے مین پیدا ہوا تھا - اُسکے خاندان کے تذکرے دلچسپی اور سربرآوردگی سے بالکل خالی تھے بلکہ وہ خود ایک ایسا شخص ہوگیا کہ اُسکے حالات کسی خاص خاندانی پارٹی کو وقعت اور عزت حاصل کرانے کی حد سے اس درجے تک بڑھ گئی کہ تمام روے زمین کی آبادی ایک اعلیٰ درجے کی قوت بشری کو اُسکی مضبوط ہمت اور اُسکے بشاش چہرے سے ظاہر ہوتے دیکھکر اسے اپنا سرمایۂ افتخار سمجھنے لگی - اُسکی کامیابیان زمانے کو چونکا چونکا کر بتانے لگین کہ انسان کا حوصلہ ان چھوٹے اور کمزور ہاتھ پیرون پر ترقی دینے سے کس درجہ وسیع ہو سکتا ہے - ہمارا خیال ہے کہ نیکنامی اور ساری دنیا کی عزت اور بزرگی کو اسکے قدمون سے بہت کچھ مدد ملی ہوگی - اور یہ بھی ہم دعویٰ کرکے کہہ سکتے ہین کہ جن استدلالات سے انسان تمام مافی الکون پر شریف اور واجب التعظیم ثابت کیا جاتا ہے اُنھین سے ایک اعلیٰ درجہ کی مضبوط دلیل وہ بھی ہوگی جو اس حوصلہ مند مسافر کی سوانح عمری سے استخراج کی گئی ہے - گو اسکے نقش قدم بھی بعد آنیوالے ہجوم خلائق کے پیرون نے مٹا کر رکھدیے مگر نہین اسنے اپنا نقش قدم تو تاریخ کے اُن مبارک صفحون پر جما دیا ہے جنپر زمانے کی عمر کا پورا حال لکھا جا چکا اور لکھا جاتا ہے اور ہمیشہ تک لکھا جائیگا اور جو شہیدان قوم کے ایسے گنج شہیدان ہین جسمین وہ ہمیشہ زندہ موجود رہینگے اور نسل انسان کے عام لائق لوگ ان سے اپنی طبع آزمائی کی نظیرین چُراتے رہین گے - اس اُولوالعزم مسافر سے ہماری مراد کلمبس ہے جسنے پہلے پہل امریکہ کا پتہ لگایا تھا -

Marfat.com

یہ حوصلہ مند عالی ہمت شخص جسکی نسبت ہماری ہندوستانی اصطلاح کے موافق کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنے تئین زمین کا گز بنا دیا تھا۔ بچپن ہی سے سفر کا ایک شائق نہین عاشق تھا۔ جب اسکا جہاز سمندر مین چلا جاتا تھا اور لوگ راہ کے پانی اور خشکی کا سراغ نہ لگنے سے مایوس ہوکر بے حواس ہو رہے تھے اُسوقت یہ مارے خوشی کے پھولا نہین سماتا تھا۔ یہ دل ہی دل مین خدا کا شکریہ ادا کرتا تھا کہ آج اسکی آرزو پوری ہوئی۔

ایشیا کے مغربی حصہ ملک عرب کی یہ مثل مشہور ہے کہ وہ کہا کرتے تھے "السفر وسیلۃ الظفر" ان کا یہ مقولہ گو کہ نہایت درجہ صحیح تھا مگر اور کسی قوم نے سفر کے ذریعے ایسی کامیابی نہ حاصل کی ہوگی جیسی کہ اُن لوگون نے حاصل کی۔ انکے سفر عالم مین اس امر کی بہت بڑی نظیر ہونگے کہ انسان خواہ وہ کیسے ہی افلاس اور ذلت کی حالت مین ہو مگر جب وہ اُلوالعزمی کے ساتھ سفر شروع کردیتا ہے اور غریب الوطنی کے تمام مصائب کو خندہ پیشانی کے ساتھ جھیل جاتا ہے تو وہ نہایت بیش بہا کامیابی حاصل کرتا ہے۔

اہل عرب کے سفر جس پریشان حالی کے ساتھ ہوے انکے مثل دنیا مین ہرگز نہ واقع ہوے ہونگے۔ پہلے پہل جس وقت وہ سواحل عرب کو طے کرنے نکلے تھے اُسوقت اُنکو دو دو روز مین ایک ایک خرما نصیب ہوتا تھا جو اُنکا قوت تھا۔ جب بلاد شام پہ وہ پہونچے تھے اُنکے پاس خیمہ ڈیرے وغیرہ کی قسم سے کوئی سامان نہ تھا تمام مصیبتین انھون نے اپنے سر پر لین۔ برف کو وہ اپنے سرون پر روکتے تھے۔ جن قوتون کا مقابلہ تھا اُنکو ابتدائی خیال پیدا ہوگیا تھا کہ یہ لوگ مصائب سفر کو اس بے سروسامانی کے ساتھ ہرگز نہ برداشت کرسکین گے۔ خصوص برف کے بالکل نہ متحمل ہوسکین گے۔ ہمکو ان سے مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے آسمانی بلائین جو ہماری مددگار بنکر اُنکے سرون پر نازل ہونگی وہ جلد اُنکے قدم اُکھاڑ دینگی۔ یہ خود بخود بھاگ جاوین گے۔ مگر اس جفاکش قوم نے ہرگز اسکا خیال نہین کیا بلکہ نہایت استقلال اور محنت کے ساتھ چھ چھ مہینے تک اُن لوگون کو گھیرے رہی۔ پچھلی لڑائی جو پاک شہر بیت المقدس کے واپس لینے کے لیے تمام اہل یورپ اور مسلمانون سے ارض فلسطین پر ہوئی تھی گو اُس مین یوروپین کو کامیابی نہین ہوئی لیکن انکی ترقی کا پہلا زینہ وہی واقعہ تھا کیونکہ یورپین مورخین خود معترف ہین کہ اس لڑائی کا نتیجہ ہوا کہ اہل یورپ ایشیا والون سے ملے اور انکو سفر کی

Marfat.com

عبادت پرستی اور تجارت کا سلسلہ بھی ان لوگون مین شروع ہو گیا۔

ہمارا خیال ہے کہ سفر کی خوبیان اس سے بڑھ کر اور کسی طریقہ پر ہرگز نہین بیان کیجا سکتین کیونکہ بیان پر یہ بات وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ سفر ایسی چیز ہے جسمین اگر ناکامی حاصل ہو تو بھی کوئی نہ کوئی دلچسپ فائدہ ضرور ہاتھ لگتا ہے۔

ہم اپنے ملک کو جو ہموطنون کو ایسی بیجا محبت کے ساتھ پسند ہے کہ کبھی اُسکے ترک کرنے کی جرأت نہین کرتے اور کبھی اُنکا جوش الفت سے بھرا ہوا دل اُسکی مفارقت کو گوارا نہین کرتا) ایک بہت بڑی دلگیر دولت فرض کرتے ہین جو کبھی ہاتھ سے نہ دیجا وے مگر اسکے ساتھ ہی یہ کہنا نہایت درجہ ضرور ہے کہ یہ دولت کن لوگون کے ہاتھ مین رہی۔ یقیناً یہ بیش قیمت اور قابل عزت بلکہ عزت حاصل کرانیوالی دولت ہمیشہ چند مسافرون کے ہاتھ مین رہی جو کبھی کبھی فتح کر کے چلے گئے اور اکثر اُسکو اقامت گاہ قرار دیکر اُسی جگہ سکونت پذیر ہو گئے۔ آرین مقدس جماعت نے اسکو فتح کیا اور اُسکے حاکم ہو گئے۔ حکومت کے ساتھ اُنھون نے اسے اپنا وطن بھی بنا لیا۔ پھر جب دوسرا دور شروع ہوا اسلامی فاتح قوم ابتداءً ایک بالکل غیر مانوس ملک کی مسافرت اختیار کر کے اس دولت کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ کچھ دنون یہ لوگ مسافر ہی بنکر حاکم رہے پھر یہین سکونت پذیر ہو کر اس ملک کے باشندے قرار پا گئے۔ اب تیسرا دور شروع ہوا اور برٹش فاتحون نے سب سے بڑا عظیم الشان سفر اختیار کر کے اُسکو اپنے ہاتھون مین لے لیا۔ جو آج تک مسافر ہین اور جنھون نے ابھی تک ہندوستان کو اپنا وطن قرار دینے کے قابل قدامت نہین حاصل کی ہے۔ بہر تقدیر ہندوستان عموماً غیر قومون ہی کا محکوم رہا کیا بلکہ ہمیشہ بڑی عزت کے ساتھ اُولوالعزم اور عالی ہمت مسافرون کی مہربانی کرتا رہا۔ سب سے بڑھکر عجیب و غریب حیرت پیدا کرنیوالا وہ خیال ہوگا جو اب مین بیان کرونگا اور جو اسوقت ہندوستانیون کے ذہن نشین نہین مگر انکی حالت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ لوگ جو سفر کو نہایت ہی برا اور غیر قابل قدر بلکہ بالکل بیفائدہ خیال کرتے ہین۔ جب اُس ملک کے باشندے ہین جو ہمیشہ مسافرون کو عزت کی سند پر جگہ دیا کیا ہے تو ان سے بڑھ کر کون حیرت انگیز قرار پا سکتا ہے۔ اگر اہل عرب وغیرہ جو سوائے ایک وقت کے ترقی آمیز بہاؤ کے ہمیشہ اپنے ملک ہی مین رہا کیے اور جنکے ملک نے غیر قومون کو اپنے وہان بہت کم جگہ

Marfat.com

دی تو چنداں بعید نہین۔ کیونکہ وہ ہمیشہ وطن دوستی اور اقامت وطن کے پابند رہے اگر نکلے بھی تو وہی نکلے کوئی دوسرا انکی سرزمین پر عزت کے ساتھ نہ آسکا۔ مگر ہمارے اہل وطن آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ یہان ہمیشہ وہی قومین جو مسافر بنکر آتی تھین بڑی عزت کے ساتھ رہین لیکن اسپر بھی وہ نہین سمجھتے کہ سفر کیسی بیش قیمت چیز ہے۔

مسلمان اگر اپنے اس دینی مرکز کی طرف رجوع کرین جو انکی شریعت کا مبدا ہے اور جس سے خدا کا مقدس قرآن مجید مراد ہے تو انکو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ سفر کیسی نادر اور عمدہ چیز ہے۔ قرآن بتا رہا ہے کہ "سیروا فی الارض"۔ یعنی زمین کی سیر کرو اصول شریعت پر اگر ہم غور کرین تو شاید یہ آیت فی نفسہ اپنے ظاہری حکم سے ہمکو سفر کرنے کی اجازت ہی نہین دیگی بلکہ سفر کرنے پر مجبور کر دیگی۔ یہ مسئلہ اصول فقہ کا مسلم ہے کہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا "سیر کرو" صیغۂ امر کا یہی منشا قرار پائیگا کہ سفر کرنا ہمپر واجب ہے اور بغیر اسکے ہم گنہگار قرار پائین گے۔

ہمنے یہ پست ہمتی کو ترقی دینے والی بات ملک مین دیکھی ہے جسکا ظہور اکثر اوقات انھین لوگون کی جانب سے ہوا کرتا ہے جو سفر کر چکے ہیں۔ در حالیکہ مین تجربہ کار کے لقب سے پکارے جاتے ہین۔ وہ لوگ اپنی جفاکشی کی داد خواہی کے لیے نوجوانون سے اکثر بیان کر چکے ہین کہ سفر مین بڑی تکلیفین ہوتی ہین۔ انسان طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ خرابی یہ ہے کہ وہ لوگ اسی پر اکتفا نہین کرتے ہین بلکہ نوجوانون کی جانب اکثر خطاب کر کے یہ بھی کہا کرتے ہین کہ سفر کی تکلیفین آپ لوگ ہرگز نہین اُٹھا سکتے اپنی ناتجربہ کاری سے آپ لوگون کو بڑے بڑے صدمے پہونچین گے۔ اس قسم کے امور عموماً نہایت زور دیکر بیان کیے جاتے ہین۔ اور ان باتون سے جو ہمارے ملک کے تجربہ کارون سے سُنے جاتے ہین۔ عام نوجوانون کے ولولون اور حوصلون کو نقصان پہونچتا ہے ہمارا خیال ہے کہ یہ بالکل غلط خیالات ہین۔ انسان جب سیر کرتا ہے عام اس سے کہ وہ کسی رُتبے اور درجے کا ہو اُسکو ہزار تکلیفین پہونچین اور لاکھ مشقتین اُٹھانا پڑین مگر وہ خواہ مخواہ اُسکے برداشت کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص فخریہ بیان کرے کہ مین سفر مین ایسی ایسی مصیبتون کا متحمل ہوا تو اُسکی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ ہم دریافت کرتے ہین کہ اگر وہ شخص متحمل نہ ہوتا تو کیا کرتا۔ انسان چاہے کوئی موجب مسافرت اختیا

Marfat.com

کریگا اسوقت اسکو تمام محنتین اور مشقتین اُٹھانے مین اپنی پوری ہمت اور جرأت صرف کرنا پڑیگی - فی نفسہ سفر کرنا البتہ انسان کے لیے ایک فخر کی چیز ہے اور سفر کی تکالیف کا متحمل ہونا اُس کی کوئی عزت کی علامت نہین ہے - کیونکہ یہ اتفاقاً اُسپر آ پڑی تھین جنکی برداشت کرنے پر مجبور کر دیا گیا - ہم اپنی قوم سے امید کرتے ہین کہ وہ ایسی ہمت کو پیدا کرنیوالی باتون کا بالکل خیال نہ کرین اور سفر کو اپنی ترقی کا ضرور سبب سمجھین جس پر اُنکے دین اور دنیاوی طرز معاشرت کے اصول منحصر ہین -

پھول

کیا چیز ہے - اور کس قدر خوش نصیب چیز ہے - کون محفل عشرت ہے جس مین اسکا گذر نہین؟ کون بزم طرب ہے جہان اس خوشنما چیز سے لطف نہین اُٹھایا جاتا؟ زیادہ تعریف کرتے بھی خوف معلوم ہوتا ہے - کیونکہ بلبل اگر پرانے خیالات کا جانور نکلا تو ہمین اپنی رقابت کا الزام دیگے موسم خزان کی شکایت کرتے کرتے ہماری بھی شکایت کرنے لگیگا - مگر کیا کیا جائے - جب قدرت اپنی کوئی بیش بہا صنعت نظر کے سامنے کر دیتی ہے تو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ تعریف کرنے لگین - پھول کے سوا اور کون چیز ہے جسپر قدرت نے اپنی کاریگری کا پورا زور صرف کر دیا ہو - ہونے کو تو ایک چھوٹی سی چیز ہے مگر خدا جانے خوشنمائی کسقدر کوٹ کوٹ کے بھر دی گئی ہے کہ جسکی آنکھ پڑ جاتی ہے اُسے بھلی ہی معلوم ہوتی ہے -

صحن چمن مین حسینان جہان اپنی تازہ فریبیون اور مشاطۂ قدرت کی چابکدستیون کا مقابلہ کرنے کو بیٹھے ہین - اُنکی رونق موسم بہار کے اُنہین حسن فروشون سے ہے جنھین لوگ "پھول" کے لفظ سے یاد کرتے ہین - دلفریب عروسان بزم قدرت یعنی پیارے پیارے خوشنما پھول اپنے بیمثل حسن خداداد مین کچھ ایسی کشش رکھتے ہین کہ دلدادگان یار جنکا دل جمال یار کے سوا زمانے کے کل حسینون سے ہٹ جاتا ہے وہ بھی جب کبھی وحشت دل ابھرتی ہے تو کوے جانان کے عوض صحن چمن مین نکل آتے ہین اور ان آنکھون کو بھلے معلوم ہونیوالے پھولون کو دیکھ دیکھ کے ایسے بیتاب ہو ہو کے بار بار اس مصرع کو زبان سے دہراتے ہین - "اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری" - باغ کی زینت صرف نظر فریب اور رنگ برنگ پھولون سے ہے - سہانے بہار زمانہ اور وقت صباح مین سطح ارض کے برجستہ

Marfat.com

سے ایک قسم کی بشاشت اور مسرت نمایاں ہوتی ہے - جانتے ہو کیوں؟ صرف اسوجہ سے کہ وہ ان قدرتی معشوقوں کے مسکرانے اور شگفتہ ہونے کا وقت ہوتا ہے۔ اسوقت یہ اپنے حسن عالم فریب پر ناز کرنیوالے پھول بے تحاشا ہنسنے پڑتے ہیں اور جوش خود پرستی کی ہنسی ان سے ضبط نہیں ہو سکتی - انکی اسوقت کی بہار دیکھنے کے قابل ہے - اور اسی وجہ سے انکے جذبات خدا جانے کس کس کو کہاں کہاں سے کھینچتے ہیں اور صحن چمن میں لا کے کھڑا کر دیتے ہیں -

نسیم جو نہیں معلوم کن جنگلوں کی ہوا کھاتی پھرتی تھی انکی سیر دیکھنے کے لیے آتی ہے اور نونہالان چمن کے ادھر اُدھر آہستہ آہستہ خوشخرامیاں کرنے لگتی ہے - نازک دماغ طیور اڑ اڑ کے آتے ہیں اور درختوں کی نازک نازک ٹہنیوں پر بیٹھ کے جوش سرور میں چہچہانے لگتے ہیں - نور سحر کی دھیمی دھیمی شعاعیں افق مشرق سے آتی ہیں اور تر و تازہ سبز پوش خوش قدان گلشن کے دامنوں سے چھن چھن کے رنگین پھولوں کی پنکھڑیوں پر پڑتی ہیں اور ایک نئی بہار پیدا کر دیتی ہیں - آسمان کے جھلملاتے ہوئے تارے اس دنیاوی بہار کو اپنی واپسین نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انکی کرنیں جواہر نما قطرہائے شبنم میں دلچسپ جھلکیاں دکھا دکھا کے زمین کو بھی آسمان کا نمونہ بنائے دیتی ہیں جسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ گویا تارے بھی خوشرویان چمن کی بزم سرور کے مہمان ہیں - وہ حسن پرست جنمیں نظربازی کا اور قدرتی صناعیوں کی قدردانی کا لپکا ہے اور کسی بات میں تو انکا دل نہیں لگتا مگر اسوقت ٹہلتے ہوے ادھر نکل آتے ہیں اور نوجوانان چمن کے آس پاس ایک لطف کے ساتھ ٹہلتے پھرتے ہیں - غرض ہر طرح کے زندہ دل مہمان جمع ہوتے ہیں اور انکی خاطر داری کے لیے پھولوں نے اپنی خوشبوئیں چاروں طرف کی فضا میں پھیلا دی ہیں - اور باغبان فطرت نے اپنی اس نکھری محفل کی رونق کے لیے بہار باغ پر تر و تازگی اور نظرفریب جلا پھیر دی ہے - مگر اس محفل کی ساری رونق کس چیز سے ہے؟ یہ کس کے جذبات ہیں جو ان زندہ دل مہمانوں کو دور دور سے یہاں کھینچ لاتے ہیں؟ ان سب کا اصلی مرجع شاہدان چمن یعنی پیارے خوشنما پھولوں کا جلوہ ہے -

یہ پھول اس سادگی پر ایسے شوخ واقع ہوے ہیں کہ صرف اپنی اداؤں سے دنیا کے ہر قسم کے حسن کا جلوہ دکھا دیتے ہیں - دیکھو گلاب کی نازک نازک اور تر و تازہ گلابی

Marfat.com

پنکھڑیان کس صفائی سے رخسار جانان کا حسن اُڑا لائی ہین۔ نرگس دھوکا دیکے زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ "مین پھول نہین ایک شوخ چشم کی چلبلی آنکھیں ہون" سوسن مسکرا مسکرا کے اپنے نیلگون ہونٹون سے اپنی شوخ رنگ مسی کی داد چاہ رہی ہے۔ اور عشق پیچان نے اپنی کاکلین پھیلا دی ہین۔ الغرض حسن و عشق کی دنیا کے پورے کرشمے شاہدان گل کی ناز آفرینیون اور نسیم سحر کی چالاک دستیون سے نمودار ہین۔

خندۂ گل کو ہمیشہ شعرا تبسم جانان تصور کیا کیے ہین۔ شعرا در کنار ہر قسم کے نازک دماغون نے پھول کو باغ قدرت مین سے منتخب کیا ہے۔ اور یہ انتخاب ایسا سچا ہوا ہے کہ آجتک کوئی نکتہ چینی نہین کر سکا۔ ہر موقع اور ہر محل پر آپ کو یہی نظر آئیگا کہ شاہدان باغ جو کسی موقع پر خود معشوق ہوتے ہین اور کبھی نوجوانان چمن کے نازک چٹکتے ہوے اعضا یعنی ٹہنیون کے زیور بنکے نمودار ہوتے ہین انکو ہر مذاق اور ہر سوسائٹی نے اپنے دلچسپی یا رونق کے لیے منتخب کیا ہے۔ وہ نازک ادا اور نازک دماغ جو اپنی دلربائیون اور دلبریون کی وجہ سے حسن و عشق کی دنیا مین خود بھی منتخب کیے گئے ہین۔ اُنھون نے اپنے سچے اور اچھوتے مذاق مین پیارے خوشنما پھولون کو دنیا بھر مین سے بطور عمدہ سامان حُسن کے چُن لیا ہے۔

غور کرنے کی جگہ ہے کہ یہ پھول کس کس طرح سے اور کس کس خوبی سے انکے کام آتے ہین۔ گلوے صفا مین پھولون کے ہار ہوتے ہین۔ کانون مین پھولون کی بجلیان ہوتی ہین۔ نازک کلائیون مین پھولون کے کنگن ہوتے ہین۔ اور بستر ناز پر اُنھین سراپا نزاکت پھولون کا بچھونا ہوتا ہے۔ پھولون کی قدر کچھ اسی وقت خوب ہو سکتی ہے جب کسی کے گورے گورے ہاتھون مین ایک نظر فریب گلدستہ نظر آئے۔ اور آرزومندان وصال کے دل مین ایک پُر جوش اور بیتابانہ حسد پیدا کر دے۔ موجودہ مہذب ممالک کی خوش وضع اور باکمال لیڈیان سر سے پانون تک پھولون سے آراستہ ہوکر جب بھری صحبتون مین اپنی ادائین دکھاتی ہین اُس وقت خیال مین آتا ہے کہ پھول قدرت کا کتنا بڑا قیمتی ہدیہ ہین۔ وہ نازک دماغ جنھین اپنے سچے ذوق پر ناز ہے ہمیشہ پھولون کی بھینی بھینی خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو تر و تازہ کیا کرتے ہین۔ پیارے پھول! تو حسینون کی صحبت مین ایک نازک مزاج مصاحب اور حسن پرستون کی محفل مین وہ بُت ہے جسے دیکھ دیکھ کے وہ خیالی پیکر اُ

کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچا کرتے ہیں - تو نازنینوں کی جان اور نازبرداروں کا ایمان ہے
اے کسی نہ کسی طرح ہماری دلچسپی کا سامان پیدا کرنے والی قدرت! تو نے پھولوں کے پیدا کرنے میں اتنی بڑی فیاضی دکھائی ہے کہ باغ دنیا کے عشرت پسند کبھی تیرا شکریہ ادا کرنے سے سبکدوش نہیں ہو سکتے - فرانس و انگلینڈ کے نازفروش مہوشوں کی ٹوپیاں اسی بینظیر اور سادے زیور (پھولوں) سے سجی جاتی ہیں جو خاص تیرے ہاتھ کا بنایا ہوا ہوتا ہے وہ سادہ مزاج کوہستانی دلربائیں جنکو زمانے نے اپنے پرتکلف سونے چاندی اور جواہرات کے زیور سے محروم رکھا ہے - اُنکے لیے تو نے اپنا قدرتی حسنِ دان کھول دیا ہے جس سے نکال نکال کے وہ خوشنما اور خوبصورت پھول اپنے سروں اور اپنے سینوں پر آراستہ کرتی ہیں - یہی وہ زیور ہے جو دنیا کے غریب سے غریب اور سادے سے سادے پریرخ کے کام آتا ہے - اور ہزار پرتکلف زیوروں سے زیادہ بہار دکھاتا ہے -

انصاف کیجیے تو پھولوں سے اچھا زیور دلرباؤں کو آجتک نہ نصیب ہوا - اگر عشرت پسندوں نے اپنی نازنین معشوقوں کو سونے چاندی سے لاد دیا ہے - اگر عالیشان محلوں کی نازفروش آبدار جواہرات سے اپنے حسن کی شعاعوں کو زیادہ رونق دے رہی ہیں تو ہوا کرو - وہ سادے حسن جو کوہستانوں اور صحرائی گانوؤں میں نظر آتے ہیں جنکی طرف سے نیچرو دنیا بھر کو لاپروا کر دیتا ہے اور خاص اپنی مشاطگی کے لیے منتخب کرتا ہے اُنکے سادے حسن کی رونق صرف اُنھیں خوشنما پھولوں کے ذریعہ سے نمایاں ہوتی ہے جن سے آفتاب کی صبح کی شعاعیں کھیلتی ہیں اور جنکے ساتھ نسیم سحر کے جھونکے شوخیاں کرتے ہیں -

اے پھول! تو اس سے بھی زیادہ ہمارے کام آتا ہے - تو ہماری زندگی ہی نہیں ہمارے مرنے کا بھی رفیق ہے - وہ کیا حسرتناک مقام ہوتا ہے جب دنیا انسان کو چھوڑ دیتی ہے ہماری ساری راحتیں تمام دولتیں ہر قسم کی دنیاوی دلچسپیاں ہم سے چھین لیتی ہے - ایک ٹوٹی ہوئی اور کم حیثیت قبر ہمارا بستر راحت یا مصیبت ہوتی ہے - ہماری پوری سناٹے کی اور مہیب اور خوفناک راتیں اسی گوشۂ تنہائی میں بسر کی جاتی ہیں صبح و شام یکساں ہیں - اس موقع پر نہ کوئی مونس ہوتا ہے نہ ہمدرد - نسیم سحر کے جھونکے بھی یہ قہر ڈھاتے ہوے آتے ہیں کہ رات بھر کی جھلائی ہوئی شمع کو موت کے تھپیڑے دے دیکر گل کر دیتے ہیں - اور تیری خوشبو کو ادھر ادھر اڑا لیجانا چاہتے ہیں اُسوقت ہمیں کسی طرف کسی ہمدرد کی صورت نہیں نظر آتی

ہان آفتاب سحر کی ہلکی ہلکی روشنی مین تو نظر آتا ہے اور دل کو ایک تسلی سی ہو جاتی ہے۔ نازک نازک اور پیارے پیارے پھولون کی چادر اُن یاس نصیبون کی قبرون پر بچھا دی جاتی ہے جنھون نے دنیاوی ناکامیون سے مایوس ہوکر نہایت حسرت و اندوہ سے جان دی ہے دنیا کے تمام سامان عشرت اور کل دلچسپی کی چیزین پہلی ہی منزل پر مسافران عدم کا ساتھ چھوڑ دیا کرتی ہین۔ عزیز و اقارب سب ساتھ چھوڑ دیتے ہین مگر اے وفادار عروسان چمن تمھارا ساتھ ہرگز نہین چھوٹتا۔

عموماً قبرون پر کچھ شگفتہ پھول لا کے ڈال دیے جاتے ہین یا وہ چھوٹے چھوٹے پھولدار درخت اُن قبرستانون مین لگا دیے جاتے ہین جن مین کشتگان ناز اپنی ستم کشی کی داد خواہی کے لیے روز حشر کے منتظر ہین لیٹے ہین۔ اس قسم کے سین دنیا مین بہت نظر آئین گے اور مسافران عدم کی ستین اور خاموش آبادی مین آپ کو اکثر ایسی ہی دلچسپی نظر آئیگی۔ لیکن اگر کبھی آپ نے وہ دلخراش گھڑی دیکھی ہوگی تو دل پر بہت بڑا اثر پڑ گیا ہوگا۔ جب کسی وفادار پری وش نے اپنے جان دادہ عاشق کی قبر پر کچھ دیر تک حسرت و الم کے ساتھ آنسو بہا کے تھوڑے سے پھول ڈال دیے ہونگے۔ اب یہ کون وقت ہے۔ جب دنیا کل عشق کا پیام لیجانیوالون کو بیکار کر دیتی ہے۔ نسیم سحر بیکار ہو گئی۔ پیک صبا بھی ایسا نہین رہا کہ کام آئے۔ غرض جتنے قاصد تھے اُن مین سے کوئی پیام پہونچانے کے قابل نہین رہا۔ ایسے نازک اور بیکسی کے وقت مین اے نازنین شاہان چمن تم کام آتے ہو اور وہ مبارک ور پیارا تحفہ ہوتے ہو جو باوفا معشوقہ کی طرف سے اُسکے شہید عشق یا کسی عاشق کی طرف سے اُسکے تغافل شعار خواب مرگ کا مزہ لوٹنے والی معشوقہ کے پاس بھیجا جائے۔ اے پھول! تو زندگی مین بھی اور مرنے کے بعد بھی ہمارے کام آتا ہے۔ ہمارے دوست انگریزی مذاق نے کا ہمکو واقف ہونگے ورنہ اُنھین معلوم ہوتا کہ منتظران حشر کے لیے پھول کیسے دلچسپی کی چیز ہوتے ہین۔ ہمارے قبرستان بھی ہماری قسمتون کی طرح سنسان پڑے ہیں۔ مگر کبھی ٹہلتے ہوئے انگریزی قبرستانون کی طرف نکل جاؤ تو معلوم ہو کہ پھولون سے اُس ہیئت اور سناٹے کے سین میں کیسا کام لیا جاتا ہے۔ وہان ہر قسم اور ہر رنگ کے پھول گویا آنکھون ہی آنکھون مین باہم باتین کرتے ہوتے ہین۔ ایک سکوت کا عالم ہوتا ہے اور یہ شوخ طبع نازنینان چمن اپنی ہنسی کے وقت بھی کچھ ایسی خموشی سے کام لیتے ہین کہ کسی کو کانون کان

خبر نہین ہوتی۔ ایسے سکوت کے وقت مین کوئی حسرت نصیب نازنین ومہ جبین آتی ہے اور اپنے جان دادہ ناز بردار کی قبر پر اندوہ وغم کی ادا سے بہت سے پھول کھرا دیتی ہے اور پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کرتی ہے۔ ایک اہل دل کے لیے یہ سین تھوڑا موثر نہین ہے اگر توجہ کرکے دل سے سنیے تو اُسکے نالہاے جگر خراش پر چھاتی پھٹ جائے۔

دنیا کے تمام مقامات کی رونق صرف پھولون سے ہے۔ شام ہوتی ہے۔ وہ شاہدانِ چمن جو آفتاب کے غروب ہونے کی خوشی مین کھلکھلا کھلکھلا کے ہنس پڑے تھے اُنکو رات اپنی گود مین لیکے چھپاتی جاتی ہے۔ تارے آسمان پر چمکنے جاتے ہین۔ اور تھوڑی ہی دیر مین آسمان کی کل وسعت شاہدانِ عالم بالا یعنی جگمگانے والے تارون سے بھر جاتی ہے۔ یہ سب نے مان لیا ہے کہ عالم بالا کی ساری دلچسپی اور بہار انھین نظر فریب تارون سے ہے قدرت کی فیاضیون نے ان تارون کے جواب مین سطح ارض پر سبزے کا فرش بچھا کے پھولون کے ایسے دلفریب اور نازک بدن شاہدون کو بٹھا دیا ہے۔ یہ پھول ہی دنیا مین ایسی چیز ہین کہ آسمان کے تارون کا جواب دیتے ہین۔ رات اور دن کے تغیرات ابتداے یہی بہار دکھاتے آئے اور قیامت تک یہی بہار دکھاتے رہین گے۔ کہ صبح ہوئی اور دنیا کے شوخ ادا چلبلی طبیعت والے پھولون نے ہنس ہنس کے آسمان کے تارون کو ایسا شرمایا کہ مارے شرم کے اُنھون نے اپنا منہ چھپا لیا۔ دن بھر ان عروسانِ چمن کا دور دورہ رہا اور شام ہوتے ہی پھر تارون کی باری آئی اور اُنھون نے اپنے جلوے مین ایک دلفریبی اور نورانیت پیدا کرکے پھولون کی رونق نظرون سے غائب کردی۔ اور وہ اہل دل جنھین دید بازی اور حسن قدرت سے مستفیض ہونیکا شوق ہے کسی کی مفارقت کی دشوار گھڑیان یون گذارنے لگے کہ بار بار نظر اُٹھاتے ہین اور مہوشانِ فلک کے جمال جہان آرا کی زیارت سے اپنا دل بہلاتے ہین۔

باغ قدرت مین پھول ایسے خوشنما اور نیچر کی ایسی مہتم بالشان صنعت نظر آتے ہین کہ جس بزم مین جو چیز زیادہ دلچسپ اور قابل توجہ ہو اُسے اس محفل کا ایک دلفریب پھول تصور کرنا چاہیے۔ باغ اسلام کے پھول ہمارے وہ قدیم نامور بانیان قوم تھے جو اُس اگلی محفل قوم کی زیب و زینت تھے۔ اُنھین کے قدم سے اُس قدیم سرسبز باغ اسلام کی رونق تھی جسکی گذشتہ رونق پر آجکل کے شکستہ حال اور غیر تربیت یافتہ مسلمان ناز کر رہے ہین۔

Marfat.com

اے باغ اسلام کے شاداب اور سدا بہار پھولو جن کی رونق قیامت تک باقی رہے گی۔ تمہارا وہ دلفریب رنگ جو دنیا میں جم گیا تھا۔ تمہاری وہ بارونق بہار جس نے تمام عالم کو اپنا خوبصورت زیور پہنا دیا تھا یہ سب چیزیں ایسی تھیں کہ گو نہیں ہیں مگر ہر گھڑی یاد آکے دلوں میں ایک درد پیدا کر دیتی ہیں۔ اے وہ خوبصورت پھولو جو خیالی اور تاریخی دنیا کی سیر کرنے والوں کو جا بجا نظر آجاتے ہو زمانے کی آب وہوا تمہارے کیا خلاف ہوئی کہ ہر طرح کے پھول کھلتے ہیں۔ دنیا کی سب دلچسپیاں موجود ہیں ایک نہیں ہو تو تم - تمہارے نہ ہونے سے اُن لوگوں نے گلزار عالم کی سیر کرنا ہی چھوڑ دی جو تمہاری خوشنمائی کے والہ وشیدا تھے۔ اے باغبان قدرت کیا تجھے نہیں معلوم ہوتا کہ بغیر اُن پھولوں کے تیرا باغ بالکل بے رونق ہو رہا ہے؟ جس طرح ہو سکے اور جہاں سے ہو سکے وہی بہار دکھا جسکے ہم مشتاق ہیں۔

بزم قدرت

دنیا کی سب محفلیں تغیرات زمانہ سے درہم وبرہم ہو جاتی ہیں مگر خدا کی مرتب کی ہوئی محفل جس میں انقلابات عالم سے ہر روز ایک نیا لطف پیدا ہوتا رہتا ہے ہمیشہ آباد رہی اور یونہی قیامت تک کبھی رہیگی۔ یہ وہ محفل ہے جس کی رونق کسی کے مٹانے سے نہیں مٹ سکتی۔ وہ پُرغم واقعات اور وہ حسرت بھرے سانحے جن سے ہماری محفلیں درہم وبرہم ہو جایا کرتی ہیں اُن سے بزم قدرت کی رونق اور دوبالا ہو جاتی ہے۔ ہماری صحبت کا کوئی آشنا حرماں نصیبی میں ہم سے بچھڑ کے مبتلائے دشت غربت ہو جاتا ہے تو افسوس ہماری انجمنیں سونی پڑی رہتی ہیں۔ ہمارے عشرت کدوں کا کوئی زندہ دل قدر اجل ہو جاتا ہے تو سالہا سال کے لیے وہ ماتم کدہ ہو جاتے ہیں۔ مگر جب ذرا نظر کو وسیع کرو اور خاص صدمات کا خیال چھوڑ کے عالم کو عام نظر سے دیکھو تو اسکی چہل پہل ویسی ہی رہتی ہے بلکہ نئی نسل کے دو چار پُرجوش زندہ دل ایسے آٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ دنیا کی دلچسپیاں ایک درجہ اور ترقی کر جاتی ہیں۔ کسی فلسفیانہ مذاق والے شاعر کا قول ہے "دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز یہ کم نہ ہونگے　چرچے یہی رہینگے افسوس ہم نہ ہونگے" جسنے کہا ہے بہت خوب کہا ہے۔ بزم قدرت ہمیشہ یونہی دلچسپیوں سے آباد رہیگی ہاں

ہم نہ ہونگے۔ اور ہماری جگہ زمانہ ایسے نعم البدال لاکے بٹھا دیگا کہ ہماری باتین محفل والون کو پھیکی اور بمزہ معلوم ہونے لگین گی۔

شاعری کے لحاظ سے دیکھو۔ ہومرنے ایک طرف اور رامائن کے مصنف نے دوسری طرف نہایت شیرین آوازمین شعرخوانی شروع کی اور اُس بزم والون کو محو کر دیا۔ زمانہ آگے بڑھا تو دونون نہ تھے اُنکی جگہ صحراے عرب والے بڑھ بڑھ کے رجزخوانیان کر رہے تھے آخر اُنسے بھی محفل خالی ہوئی اور ابو نواس وغیرہ کا زمانہ آیا جو خلفاے عباسیہ کے دربار سے نکل کے بزم عالم کے تمام ممبرون سے صدا ے تحسین ومرحبا سننے لگے۔ چند روز اپنا فرض ادا کرکے اُنھون نے کنج عدم کی راہ لی تو شعراے ایران زمین کا دَور ہوا اور فردوسی و نظامی نے بزم عالم کی غزلخوانی کا چارج اپنے ذمے لیا۔ ان مین سے کسی کی نسبت کوئی کہہ سکتا ہے کہ کسی ادنیٰ درجے پر تھا؟ سب سخن سنج اور سب زندہ دل تھے۔ بزم قدرت کی دلفریبی کی۔ لوگون کو خوش کیا اور دوسرے کیلیے جگہ خالی کرکے چل دیے۔

الغرض یہ محفل کبھی خالی نہین رہی۔ کوئی نہ کوئی ضرور رہا جو اس بزم کی رونق کو ترقی دیتا رہا۔ اسی مقام سے یہ نازک مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے کہ زمانہ کی عام رفتار ترقی ہے ایک قوم آگے بڑھتی اور دوسری پیچھے ہٹتی ہے۔ تنزل پذیر قوم کے لوگ اپنے مقام پر جب اطمینان سے بیٹھتے ہین زمانے اور ملک کی شکایتون کا دفتر کھول دیتے ہین اور انکو دعویٰ ہوتا ہے کہ زمانہ تنزل پر ہے مگر اصل پوچھیے تو تنزل صرف اُنکی غفلتون اور راحت طلبیون کا نتیجہ ہے۔ دنیا اپنی عام رفتار مین ترقی ہی کی طرف جا رہی ہے۔

اے وہ لوگو جو زمانے کی شکایت مین زندگی کی قیمتی گھڑیان فضول گزار رہے ہو ذرا بزم قدرت کو دیکھو تو کہ کس قدر دلکش اور نظرفریب واقع ہوئی ہے۔ تمھارے دل مین وہ مذاق ہی نہین پیدا کہ ان چیزون کی قدر کر سکو۔ یہ وہ چیزین ہین کہ انسانی جوش کو بڑھاتی ہین اور طبیعت مین وہ مفید حوصلے پیدا کرتی ہین جنسے ہمیشہ اچھے نتیجے پیدا ہوے اور ہونگے۔

اندھیری رات مین آسمان نے اپنے شب زندہ دار دوستون کی محفل آراستہ کی ستارے کھلے ہوے ہین اور اپنی بے ترتیبی اور بے نظمی پر بھی عجب بہار دکھا رہے ہین۔ دیکھو ان پیارے خوشنما تارون کی صورت پر کیسی زندہ دلی اور کیسی تروتازگی پائی جاتی ہے آسمان ایک کامران عاشق کی طرح انھین اپنی گود مین لیے بیٹھا ہے اور لطف صحبت اُٹھا

ا ہے - یکایک ماہتاب کا ایسا حسین اور نورانی مہمان مشرق کی طرف سے نمودار ہوا اور بہ
نور سے گورے تارے اپنی بے فروغی پر افسوس کر کے غائب ہونے لگے - ماہتاب آسمان کے
نیلگون اطلسی دامن مین کھیلتا ہوا آگے بڑھا - ماہتاب اگرچہ ہماری طرح دل داغدار لیکے آیا تھا
مین خوش خوش آیا اور ہمارے غربت کدون کو روشن کر کے بزم قدرت مین نہایت لطیف
و خوشگوار دلچسپیان پیدا کر کے خوشی خوشی صحن فلک کی سیر کرتا ہوا مغرب کی طرف گیا اور
غائب ہو گیا - ابھی آسمان کو اُس مہمان کا انتظار تھا جس پر نظام عالم کا سارا کاروبار چل
رہا ہے - اور جسکی روشنی ہماری زندگیون کی جان اور ہماری ترقیون کا ذریعہ ہے - آفتاب
بڑی آب و تاب سے ظاہر ہوا - رات کا خوبصورت، محبت چاند اپنے اُترے ہوے چہرے کو
چھپا کے غائب ہو گیا - اور آسمان کا اسٹیج بزم قدرت کے دلفریب ایکٹرون سے خالی ہو گیا -
افسوس ہم مین بہت کم ایسے ہین جن مین وہ سچا ذوق ہو جو انسان کو بزم قدرت کا
قدردان بنا دیتا ہے ورنہ قدرت ہماری دلچسپی کے لیے ہر روز اور ہر جگہ اپنی جانفزا محفل آراستہ
کرتی ہے - یہ صبح و شام کے جذبات کیون جنون انگیز دلولون کو اُبھار دیا کرتے ہین ؟
اس لیے کہ بزم قدرت کے ممبر اس وقت اپنی آزادہ نشیبون کو سرگرمی کے ساتھ
دکھاتے ہین -

خوابِ شب کا مزہ اُٹھانیوالون کی آنکھین کھُل کھُل کے افق مشرق کی طرف متوجہ ہوئی
ہین - آفتاب کی شعاعین آسمان کے دور پر چڑھتی ہوئی نظر آتی ہین - اسکے ساتھ ہی مُرغان
سحر کے نغمے کی آواز کانون مین آتی ہے اور آنکھین مل کے دیکھا ہے تو ہماری نظر کی خیرگی
کی وہ شمع حقیقت مین جھلملا رہی ہے - یک بیک وفور طرب نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا -
گھنٹے بجے - چڑیان چہچہائین - موذنون نے اذانین دین - اور تمام جانورون کی مختلف
صداؤن نے مل کر ایک ایسا ہمہمہ پیدا کر دیا کہ نیچر کی رفتار مین بھی تیزی پیدا ہو گئی -
مناظر نیچر کے چابکدست کاریگر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوے - نسیم سحر اٹکھیلیان کرتی ہوئی
اُٹھی اور رعنا بط و متین غنچون کے پہلو مین گدگداتے گئی - صبح کا ہلکا ہلکا نور اُن چہرون کی
دلفریبی کو اُبھارنے لگا جنکے ناز و اُنکی وعدہ وفائی کی بدولت رات ہی بھر کی صحبت عیش
مین گزر گئے تھے - وہ نازک دست حنائی جنکی ہار کامیاب عشاق کو نصیب ہوئی تھی اس وقت
اُدھر سے لہرانیوالی زلفون پر پہونچے اور انھین ایک ادا سے سمیٹ کے کانون کے پیچھے

کردیا - شمع سحر کی مانند شعاعین اُن آنسوؤن کے موتیون پر پہونچین جن پر رات کی گرد نور
ین زلفون کے تیل نے ایک آبدار ملمع پھیر دیا تھا - اُتری ہوئی صورت والے تارے آ
پر جھلملا رہے ہین - پاس نصب شمع اپنے شہیدان محبت پروانون کی لاشون کے ڈھیر پ
حسرت مندانہ وضع اور صورت سے آنسو بہا رہی ہے - ایک طرف مہمانان شب کی مداہنی
مختلف اداؤن مین ظاہر ہو رہی ہین - دوسری طرف گذشتہ شب کے عیش پرست عش
ہجران نصیبی کے اندیشے سے اپنی بے لبان اور بیان عجب پُرسوز لہجے مین ظاہر کر رہ
ہین - الغرض قدرت نے اپنی پوری بہار کا نمونہ آشکارا کر رکھا ہے۔

اُدھر شام ہو گئی ہے اور نیچر نے دوسری قسم کی کیفیت دکھانا شروع کی ہے۔ د
کے تھکے ماندے محنت و مشقت سے فراغت کر کے گھرون کو چلے ہین - سانولی رات ایک نکیل
دلربا کی طرح آرزومندون کی مہمان بنی ہوئی ہے - ادھر پچھلی رات کے سوئے ہوئے تار
آسمان پر بیدار ہو ہو کے آنکھین کھولتے جاتے ہین - ادھر اُنکے جواب مین دنیا والے
چراغ روشن کر رہے ہین - دنیا کی تمام زندہ مخلوق نے اپنے کاروبار پورے کر کے ایک
ہنگامہ بپا کر رکھا ہے - گویا آنیوالی سنسان گھڑی کا معاوضہ پہلے ہی پورا کر لینے
غرض سے معمول سے زیادہ شور و غل شروع کر دیا ہے - اہل مذہب اپنی عبادتو
مشغول ہین - بازاروالون نے ایک شور مچا رکھا ہے اور گویا ساری رات کی خاموشی
عوض اسی وقت جی کھول کے باتین کر لین گے -

صبح اور شام دونون ایسے وقت ہین کہ اہل عالم کے اطمینان اور بیفکری کی و
بزم قدرت مین ایک قسم کی چہل پہل پیدا ہو جاتی ہے - ورنہ نیچر نے اپنی محفل کے لیے کوئی
وقت نہین معین کیا ہے - خدا کی قدرت کا باغ ہر وقت تر و تازہ اور ہر گھڑی رونق پر
ہے - کون وقت ایسا ہے کہ آپ کسی مقام پر کھڑے ہو جائین اور اپنی نظر کو ذرا اِدھر اُدھر
کارخانہ قدرت کی سیر کے لیے اِدھر اُدھر دوڑانے لگین اور وہ سمان نہ نظر آ جائے جسکی
آپ کو مدتون نہ بھولیگا - ہر محفل کی رونق اُسکی چہل پہل اور اہل محفل کی شوخ طبعی پ
ہوتی ہے مگر بزم قدرت ایک ایسی محفل ہے جس کی رونق ہر صورت اور ہر حال کے منا
اُنھین چیزون سے ہو جاتی ہے جو وہان موجود ہین -

ہمین اُن محفلون کا نمونہ دکھانے کی کچھ ضرورت نہین جن مین بہاری اور برسات د

شوخیون اور باتون سے ایک لطف پیدا ہو جاتا ہے - ایسی بزم کی زیارت کا اتفاق ہر ایک کو ہو چکا ہوگا - کون ہے جو اپنے احباب مین بیٹھ کے ہنسا بولا نہین - کون ہے جو محفل جانان کی دلفریبیون کا مزہ نہین لوٹ چکا ہے - کون ہے جو دنیا کی مختلف صحبتون مین شریک ہو کے دنیا کو ہر پہلو سے نہین آزما چکا - یہ سب وہ چیزین ہین جو آبادو دنیا مین نظر آجاتی ہین - اور تمدن اور سوسائٹی نے کسی نہ کسی موقع پر ہمارے دوستون کو ضرور ان چیزون کی زیارت کرادی ہے - جو محفل زیادہ غور کے قابل ہے وہ وہ محفل ہے جو بادیہ صحرائی اور کوہستانی مقامون مین قدرت کے اہتمام سے مرتب ہوتی ہے اور نیچر جذبات سے ہر رنگ کے زندہ دل ممبرون کو فراہم کرتا ہے اور کچھ ایسا دلچسپ سامان مہیا کر لیتا ہے کہ وہ سامان آبادی مین ہرگز نصیب نہین ہو سکتا ہے -

دیکھو اُس وسیع صحرا مین اُن پُرجوش مسلمانون کا قافلہ چلا آتا ہے جو کہ معظمہ سے اور زیارت مسجد نبوی کے لیے مدینۂ یثرب کی طرف ایک ذوق و شوق سے چلے جاتے جابجا پہاڑیان ایک سکوت اور متانت کے ساتھ سر اُٹھائے ہوے بزم قدرت کا دیکھ رہی ہین - ریگستان نے سفید براق فرش سطح زمین پر بچھا دیا ہے جسمین اونٹون کے قدم کوسون تک نقش و نگار بناتے چلے گئے ہیں - نصف سے زیادہ رات گذر چکی ہے - ماہتاب آسمان کی پوری بلندی پر نہایت شگفتگی کے ساتھ جلوہ افروز ہے - اور رپہلا فرش بزم قدرت کے باذوق ممبرون کے لیے صدہا کوس تک پھیلتا چلا گیا ہے - آہستہ آہستہ چل رہی ہے اور گویا خشکی کے جہازون (اونٹون) کو نہایت کامیابی اور مقصد وری کے ساتھ بڑھائے لیے جاتی ہے - ایک ایسا سکوت زمین و آسمان پر طاری ہے کہ خود بخود آنکھون مین نیند بھری آتی ہے -

حُدی کی آواز مین صحرائے بزم قدرت کے ہر سونے والے کو جگا رہی ہین اور قافلہ والے یون جا رہے ہین کہ ہچکولے کھاتے سو جاتے ہین اور سوتے سوتے چونک پڑتے ہین - ایسے مقامات پر لاکھون آدمیون کا گذر ہوا کرتا ہے مگر جو دلچسپی قدرت نے وہان پیدا کر رکھی ہے اُس پر کسی کی نظر نہین پڑتی - اگر کوئی دیدۂ بصیرت سے دیکھے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر انسان تمام کارخانۂ قدرت پر تعمق سے نظر ڈالے تو ایک گھڑی مین وہ سب سے بڑا خداشناس ہو سکتا ہے - افسوس کہ ہمین دیدۂ بصیرت نہین نصیب - اے خدا

Marfat.com

تو ہمیں وہ آنکھیں دے جن سے ہم تیری قدرت کو دیکھ سکیں۔

سفرنامۂ ہستی

بچپن

کریں سیرِ دنیا عدم سے نکل کر
یہ خواب اپنی آنکھوں سے دیکھیں چل کر

دنیا میں جس روز قدم رکھا تھا خدا جانے کیسی منحوس ساعت تھی کہ کبھی گھڑی بھر بھی آرام سے بیٹھنے کی فرصت نہ ملی۔ نیرنگیٔ زمانہ نے دم بھر چین نہ لینے دیا۔ خدا جانے کیا وحشت سر پر سوار ہوئی کہ عدم کے شہ نشین پر بیٹھے بیٹھے بٹھائے ارادہ کر لیا کہ لاؤ ذرا باغِ ہستی کی ہوا کھا آئیں۔ دیکھیں تو سہی کہ اس چھوٹی سی بستی میں ہمارے ساتھی آکر کیسے دھندے سے لگے ہیں۔ اول تو عدم کی بےغمی کے عالم میں بیٹھے بیٹھے بےفکری سے ہاتھ پاؤں کچھ بیکار سے ہو گئے تھے دوسرے ہم سے پہلے آنے ہوؤں کی شوقِ ملاقات نے پہلو میں ایک گدگدا یا کر آتے ہی بن پڑی۔ بیخود ہو کر نہ نفع و نقصان کا خیال کیا نہ افکارِ دنیوی کو سمجھے بوجھے بس چل کھڑے ہوئے۔ وہاں کی بےفکریوں سے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس مختصر سفر میں کس کس چیز کی ضرورت ہے اور ہمیں کیا کیا سامان ساتھ لیلینا چاہیے صرف اپنی کم بینی و دو گوش چلنے کا اتفاق ہوا۔ جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس عالم میں داخل ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ ہماری اتنے دنوں کی امیدواری بیکار تھی۔ نہ ہمارے پاس وہ ہاتھ پاؤں تھے جو یہاں کام آتے ہیں نہ وہ صورت تھی جو ہمارے ساتھیوں نے یہاں آکر حاصل کی ہے نہ ہمارا وہ مزاج تھا جس کو اس پردیس کی ہوا راس آئے۔ نہ وہ دل تھا جس میں یہاں کی آرزوئیں رہ سکیں نہ وہ جگر تھا جو یہاں کے صدمہائے جانکاہ اٹھا سکے۔ پھر آتے تو کیا منہ لیکر۔ بڑی خیریت گذری کہ اس نو مہینے کی امیدواری نے ہم میں ان سب چیزوں کے ساتھ دنیا کے نشیب و فراز جھیل جانے کی صلاحیت بھی بخوبی پیدا کر دی تھی۔ واقعی جس ملک میں جائے وہاں کے رسم و رواج دریافت کئے جائیے مٹی ہی خراب ہوتی ہے۔

خیر صاحب اس عالم میں داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہی وہ عالم نظر پڑا کہ

Marfat.com

گھبرا اُٹھے۔ کچھ ایسے مکروہات دنیوی دکھلائی دیے کہ بے تحاشا چلا چلا کر رونے لگے۔ اِس وقت ہمین معلوم ہوا کہ ہاے۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

ان مکروہات زمانہ کو دیکھکے ہمارے بہت سے ساتھی اِسی جگہ سے واپس گئے۔ رونا کیسا اُنھون نے سانس تک نہ لی اور اس مقام سے اپنے وطن کو پھر پڑے۔ اے ہمارے وہ ساتھیو! جنھون نے اپنے سفر ہستی کو اسی مقام پر ختم کر دیا۔ اور یہین سے اپنے اُلٹے پانوُن واپس گئے۔ بھئی تم بہت اچھے رہے۔ اس بکھیڑے سے خوب بچے۔ ہمارا اختیار چلتا تو ہم بھی تمھارا ساتھ دیتے۔ قسمتون مین تو یہان کی کوچہ گردی اور بلاکشی لکھی تھی پھر کرتے تو کیا۔ سچ کہتے ہین تقدیر نے لاچار کر دیا ورنہ بھلا یہ دنیا رہنے کے قابل ہے؟ لاحول ولا۔

چلے تو کچھ دنون یہان رہکر ہمنے یہان کی ظاہری محبت جتلانے والون کی طرف آنکھ اُٹھاکر بھی نہین دیکھا۔ اپنے اُنھین دوستان عدم کے خیال سے باتین کیا کیے۔ دو چار ہینے اِسی طرح جی بہلایا جسکو لوگ سمجھے کہ رجال الغیب تھپکیان دے دیکر ہمین خوش کر رہے ہین۔ بھئی واللہ یہان کے لوگ بھی عجب فطرتی ہین چھوٹی چھوٹی عمدہ عمدہ چیزین دکھا کر اُنھون نے آخر اپنی طرف متوجہ کر ہی لیا۔ یہ تو ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی تھی کہ عالم وجود کا ارادہ کرتے وقت ہمنے یہان کی زبان نہین سیکھ لی تھی جسکی وجہ سے بہت کچھ دقتین اُٹھانا پڑین مگر ہم یہان کے فریب دینے والون سے کچھ ایسے متنفر تھے کہ برسون اشارے سے بھی بات نہ کی مگر یہان کی فسون سازیون سے بھی خدا کی پناہ ادھر تو دو ڈھائی برس چپکے بیٹھے بیٹھے ہم بھی تنگ آ چکے تھے اُدھر وہ لوگ بھی شب و روز ہمکو اپنی طرف متوجہ کیا کرتے تھے اور پھر ان لوگون کی صحبت مین ہمین یہان کی زبان بھی کچھ ٹوٹی پھوٹی آ چلی تھی۔ غرض ان سب امور نے ملکر کچھ ایسا ولولہ اور جوش دل مین پیدا کر دیا کہ مجبور ہو کر ہمین بولنا ہی پڑا۔ اتنا ہمین یاد ہے کہ ہماری اُن بھولی بھولی باتون پر جو ہم سے پہلے آئے ہوؤن کی عاقبت اندیشی کی باتون سے کسی قسم کا لگاؤ نہین کھاتی تھین۔ یہان کے لوگ نہایت خوش ہوتے تھے۔ اور یہ بھی یاد پڑتا ہے کہ ہمکو تو ملک عدم کی بیفکری کا اُسوقت تک مزا نہین بھولا تھا۔ دنیاوی افکار اور ہا تھ دھو رنج و الم کو کبھی دھیان مین نہین لاتے تھے۔ ہماری اس حالت پر یہان کے تمام عزیز و خویش اکثر رشک کیا کرتے تھے اور انکو بھی اپنی بیفکری کا عالم یاد آ جایا کرتا تھا۔

تھوڑی صحبت کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ یہان ہمارے اگلے عالم فنا کے ہوش و حواس ہوا

ہماری وہان کی تمام سوشیل حالت محض بیکار ہے - وہان کی طرح بیخوف وبے ہراس بیٹھنا یہان نہین کام آتا ہے - وہان کی ایسی یکجائی مطلق اور صرف کسی کے خیال مین پڑے رہنے کی حالت یہان کے لیے نہین ہے - یہان تو رغبت و نفرت اور غم و عشرت کے بغیر کام ہی نہین چلتا - ممکن کہان کہ یہان رہین اور بے چلے پھرے بسر ہو سکے یا بے کہین آئے جائے گذر جائے - زبان ہلانے کے ساتھ ہی آنکھ اُٹھا کر جو دیکھتے ہین تو معلوم ہوا کہ ہمین کرورون باتین ابھی حاصل کرنا باقی ہین بلکہ ابھی ہم اس قدر بھی نہین سمجھ سکتے ہین کہ خوبصورت وضع کے دنیاوی طرز معاشرت کے لیے ہمکو کس قدر سامان جمع کرنا چاہیئے - بڑی مصیبتون سے گر پڑکے چلنا سیکھا ہزارون دقتون سے غلطیان کر کرکے کچھ کچھ ہوش و حواس سنبھالے - پہلے پہل جو یکبالکل اجنبی ملک مین آنے کا اتفاق ہوا تھا تو آب و ہوا بالکل ناموافق ہوئی - مر مرکے جئے سیکڑون مرتبہ دوبارہ زندگی پائی - خدا خدا کرکے وہ زمانہ کٹا - جس مین جان کے لالے پڑے تھے اور اسکے ساتھ ہی وہ تعلیمین بھی ختم ہوگئین جنکی غایت تمام دُنیوی تعلیمون کے مبادی کا حاصل کرا دینا بھی گئی تھی - افسوس کہ دنیا کے جانکاہ جھگڑون کا اس مقام پر خاتمہ نہین ہوا تھا ابھی ہم کو اس سے زیادہ کشمکش مین پڑنا پڑا تھا - پہلے تو ہمین عالم معاصرین قدم رکھتے ہی ہزارون مذاہب دکھائی دیے - ہر مذہب کے ہادی خدا جانے کس کس قسم کے دلائل پیش کرکے اپنی طرف بلانے لگے - بعض کہنے لگے کہ عقل سے کام لو - بعضون کو دیکھا کہ وہ جسمانی ترقی کو لغو سمجھ کر چلا چلا کر کہ رہے ہین کہ جوگ اور تصوف کو اختیار کرو - اس مین بھی ہزارون قسم کے اختلافات باہمی تھے - غرضکہ ہر گروہ کا یاتی ہمین اپنی طرف جذب کرنے مین پوری قوت صرف کیے دیتا تھا - چونکہ اِس سے پیشتر ہمکو اُن لوگون کے ساتھ جن کی معرفت ہم دنیا مین بُلائے گئے تھے کسی قدر اِدھر اُدھر سیر کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا اسلئے ہمکو اِن مختلف صداؤن سے وہ وقت یاد آگیا جب ہم کسی شہر کی سرامین ٹھہرنے کے لیے گئے تھے اور ہر طرف سے بھٹیاریان ہمکو پکارتی جاتی تھین اور آپس مین لڑتی جاتی تھین - اس کشمکش اور اینچا کھینچی مین دَم گھٹنے لگا - یا تون ہین کہ کسی طرف بے جانے بوجھے اُٹھ نہین سکتے - ایک انتشار ہے کہ روح گھبرا رہی ہے - گریہ ایک واجب التسلیم درخواستین معلوم ہوتی تھین کہ یہان حیرت اور تذبذب سے دم بھر بھی کام نہین چل سکتا تھا - دل نے بڑی اُلجھن کے بعد یہ معاملہ عقل کے حوالے کر دیا گر غور کیا تو

Marfat.com

ابھی ہماری عقل کو بھی اسقدر پختگی نہین حاصل ہو سکی تھی جو ایسے پیچیدہ مسئلون مین رائے زنی کر سکتے - آخر الامر مجبور ہو کر جن لوگون کی تعلیمون سے اسوقت تک ہوش و حواس سنبھالے تھے اُنھین کی تقلید سے یہان پر کام نکالنا پڑا - بھئی منصف مزاج تم جانتے ہو کہ اسوقت ہم بے دست و پا تھے - ہمارا بس نہ تھا -

اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو اُسکا الزام تم ہمین نہین دے سکتے ہو - آخر تم بھی جانتے ہو کہ مذہب کا معاملہ تھا - تھوڑی ہی توجہ کی تھی کہ تمام اُس مذہب والے ہمین روز بروز جنت اور دوزخ اور اپنے بانیون کے وعدہ وعید کے سبز باغ دکھانے لگے - رفتہ رفتہ اُس تقلیدی خیال کو انھون نے خیال یار کی طرح ہمارے دل مین ایسا جما دیا کہ ہمارا ہر کام خوف و رجا سے وابستہ ہو گیا - ہر بات پر غلطی کا خوف لگا رہتا تھا - ہر قدم پر ٹھوکر کھانے کا ڈر تھا - ملک عدم کی آزادی اور بےفکری کیا معنی وہ ملک بھی بھول گیا - دنیا کا پہلا سبق مذہب ہے - ادھر اسکو لیا اور اُدھر آزادی کو مایوسانہ الوداع کے ساتھ رخصت کیا - آزادی کا مزا تو کچھ وہین خوب تھا جہان چپکے بیٹھے بیٹھے ہم بھی میٹھی نیند لیا کرتے تھے - بےفکری کو رخصت کرتے وقت ہمنے یہ بڑا دردناک جملہ کہا تھا کہ پیاری بےفکری اب ہم تجھ سے تھوڑے دنون کے بعد شہر خاموشان مین ملین گے زندگی مین ملنا تو معلوم اب مر کر تیرا ساتھ ہوگا - اسے ہمارے ملک کے دوستو! جب سے تمھارا ساتھ چھوٹا ہے اور جس وقت سے ہمنے سفر ہستی پر کمر باندھی ہے کوئی ہمزبان بنکر دوست کوئی تمھارا ایسا سچا رفیق نہین ملا - عجیب بیکسی مین زندگی گذر رہی ہے - بےبسی سے جان عاری ہے -

اس رنج بیکسی کی یارب خبر نہ پہونچے
جائے نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین

دنیا مین ایک یہ بھی عجب بات نظر آئی کہ جس قدر زمانے کے ساتھ ساتھ ہم آگے بڑھتے گئے اُسی قدر زیادہ دقتین اور بے انتہا پیچیدگیان پیش آتی گئین خدا جانتا ہے کہ کس بلا مین گرفتار ہین پہلے پہل سمجھے تھے کہ صرف زبان ہی سیکھ لینے سے بات بنجائیگی مگر آگے بڑھکر معلوم ہوا کہ اور بھی ہزارون ایسی ضروری باتین ہین جن کے بغیر کام نہین چل سکتا - اس مین ابھی پوری تکمیل نہ ہوئی تھی کہ مذہب والا گروہ نظر آیا - گروہ تو ایک ہی تھا مگر راستے ہزارون - بڑی مصیبت کے بعد غریبان بھی جن لوگون کے ہمراہ آئے تھے

Marfat.com

اُنکا ساتھ دینے میں مطلب نکل گیا - اب اس راہ میں قدم رکھ لیا تو آگے بڑھکر جب اس میں بھی لاکھوں بے انتہا گلیاں دکھائی دیں تب اور زیادہ الجھن پیدا ہوئی جنکا جغرافیہ سیکڑوں کتابوں میں بیان کیا گیا - پھر بھی پورا نہ ہوا - اب گھبرا رہے ہیں اور جہیں ہیں گر کچھ بن نہیں پڑتا - اِس گوگو کے عالم میں تحصیل علوم کے بھی بے انتہا رستے سامنے پڑ گئے - خدا کی پناہ - اب تو ہم سہم کے رہ گئے - زبان ہلانا مشکل ہو گیا -

کچھ ایسے فتنوں پہ فتنے اُٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اُٹھا
اُٹھی قیامت بھی ساتھ میرے بتوں کے کوچے سے تنگ ہو کر

جوانی

اے ہمارے ہمسفرو! اور لے ہمارے ساتھ ساتھ باغ ہستی کی ہوا کھانیوالو! کہو اس بے ثبات اور خیالی عالم کی تر و تازہ ہواؤں کے جھونکوں میں تم سو تو نہیں گئے - اپنا تھوڑا سا حال اور چند منزلوں کی سوانح بیان کرکے ہماری تو آنکھ لگ گئی تھی - خیر اگر جاگتے ہو تو متوجہ ہو - اگر سو گئے ہو تو کلمہ پڑھ کے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھو - تھوڑا بہت اور سُن لو -

بشنو ز جنون عشقبازان　　خونین نفسان جگر گدازان

دنیا میں آکر سب سے بڑی الجھن یہی ہوئی کہ ہائے ہم ایک اور سیکڑوں راستے - ایک سر و ہزار سودا - کیجیے تو کیا - متوجہ ہوجیے تو کدھر - وقت کون؟ جس میں ہمکو کچھ ہوش و حواس نہیں - نئے نئے آئے ہوے - ابھی پوری طرح یہاں کے نشیب و فراز سے واقفیت بھی نہیں - کرتے کیا؟ چل کھڑے ہوے - ہماری یہ حالت تھی کہ زمانہ کی سڑک پر قدم اُٹھائے چلے جاتے ہیں - ایک طرف مذہب کا باغ لگا ہوا ہے نہایت عمدہ عمدہ تر و تازہ پھول پھل لگے ہوے ہیں - جابجا کچھ عالیشان عمارتیں بنی ہوئی ہیں جو سجدہ گاہ سمجھی جاتی ہیں - انھیں عمارتوں کے کنوؤں سے اس باغ کے سرسبز پودوں کی آب رسانی کیجاتی ہے - ادھر اُدھر سیدھی سادی وضع کے لوگ کچھ تو بڑے بڑے عمامے باندھے اور کچھ ایسے جن کی صورت پر یونھیں تقدس آبی اور صلاحیت برستی ہے ٹہل رہے ہیں - قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وسیع باغ کی باغبانی اِنھیں لوگوں کے سپرد ہے جس قدر یہ لوگ باغ کی آراستگی میں مشغول ہیں اُسی قدر زمانے کی سڑک پر چلنے والوں

Marfat.com

کو اپنی طرف متوجہ کرنے پر بھی کمر ہمت باندھے ہین - مگر یہ ایک ہی باغ نہین ہے ہزارون ہین - گو ڈانڈا سب کا ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے لیکن ہوا اور فضا ہر ایک کی دوسرے کے خلاف ہے - ویسی ہی شکل او روضع اور گفتگو باغبانون کی بھی اپنی اپنی حد کے لحاظ سے بدلی ہوتی ہے -

دوسری طرف بڑی بڑی عالیشان کوٹھیون اور لق ودق محلون پر بلا کے سحر نگار انشا پرداز اور معجز بیان اسپیکر اور لکچرار بیٹھے انتہا درجے کے فسون سازیون سے اپنی جاب بٹھلا رہے ہین - دنیاوی عروج ہین - لوگ ایسی کامیابیان دکھلا رہے ہین کہ ہر شخص کا بے اختیار انھین مین جا ملنے کو جی چاہتا ہے - کچھ ایسے مضبوط سامان ان لوگون نے کر رکھے ہین کہ دیکھنے والون کو ہستی کی بے وقعتی بھولی جاتی ہے - آخر ہماری ہی طرح بھی اس عالم کی ہوا کھانے آئے ہین مگر وہ دلبستگیان پیدا کر رکھی ہین کہ اپنی طرح دوسرون کو بھی خواب دنیا کا واقعی ہونا سمجھا دیتے ہین -

شاہراہ زمانہ کے دونون طرف والون مین اگر سرسری نگاہ سے دیکھا جائے تو ... معلوم ہوگی - اے ہمارے بعد سفر کرنیوالو! تم دیکھو گے کہ باغ مذاہب کے باغبان ... سامنے والون کو کافر اور ملحد اور فاسق و فاجر کے لقب سے یاد کرتے ہونگے اور اُنکے مقابل دنیا کی شہ نشینون پر سیڑھیان لگا کر چڑھنے والون مین بعضون کو تم ایسا چھٹا ہوا ... پاؤگے کہ وہ باغ مذہب کی خوبصورت کیاریون پر ٹہلنے والے سادہ لوحون پر ... آوازے کستے ہونگے - ایسی پھڑکتی ہوئی پھبتیان کہتے ہونگے کہ تمھین بھی ہنسی آجائیگی -

مگر ان مین کے متین اور عالی دماغ کچھ ایسی اصلاح قومی مین مشغول ملین گے کہ اپنا کام چھوڑ کر مخالف جماعت کی گالیون کو بھی دھیان مین نہ لائین گے - وہ خیال بھی نہ کرینگے کہ یہ لمبی داڑھیون والے عمامہ باز کیا کہہ رہے ہین -

باوجود اس قدر دشمنی کے غور سے دیکھو تو دونون فریق آپس مین ایک دوسرے کے ذرا نبرد ابھی نظر آئین گے - ترقی قومی اور اصلاح ملکی والون مین سب کے سب بعد آنے والی حالت (جس سے اصلی وطن ملک عدم کا واپس جانا مراد ہے) کے لحاظ سے بستان مذاہب کے عالیقدر کیاریان سینچنے والون کو خالی عزت ہی کی نگاہ سے نہین دیکھین گے بلکہ مقتدائی اور پیشوائی کا مسند اُنکے لیے خالی کر دین گے - ادھر یہ باغ مذہب کے سادہ لوح

Marfat.com

اوج وعروج کیا معنی عزت وآبرو تک کو اُن ظاہری دشمنون کے ہاتھ مین دیدینگے - ترقی کرنا تو درکنار تم دیکھوگے کہ اپنے چندروزہ سفر مین چلنا اور ہوشیاری سے کام کرنا بھی نہ آتا ہوگا -

اس جھگڑے مین کہان تک پڑین - غرضکہ ہمارا تو ابھی نادانی کا عالم تھا اور یہان یہ مختلف باتین دیکھین - دم گھٹنے لگا - لیکن ہزار ضبط اور کشمکش مین تھے اُچکتے پھاندتے اور عالم ہستی کی نیرنگیون کو دیکھتے بھالتے چلے ہی گئے - اب وقت آگیا کہ ہمین بھی دنیا مین آئے ہوئے دیر ہوچکنے کی وجہ سے ہوا موافق آگئی - ہاتھ پاؤن بھی ہمنے اچھی طرح نکال لیے ہوش وحواس بھی بخوبی سنبھال لیے - جس علم کا اس ملک مین چرچا تھا وہ بھی تھوڑا بہت سیکھ لیا -

پہلے تو زمانے کی سڑک کے دونون طرف والے جب ہمین اپنی طرف بُلاتے تھے تو ناسمجھی کا عذر چل جایا کرتا تھا - اب یہ معقول عذر بھی ہاتھ سے گیا - عجب کشمکش و پیچ مین پڑگئے - بھئی آزادی کی قدر کرنے والو! تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ بڑا مشکل کام تھا - ہر مقام کی لغزشون سے گر پڑکے بچ گئے تھے - اسوقت تک ہر ایک کی دست درازیون سے دامن بچاتے نکل آئے مگر ہائے یہ سانحہ بہت بڑا سانحہ تھا - ہر دلعزیز آزادی! اس انقلاب مین ہمین تجھکو بھی چھوڑنا پڑا - جس طرح پابندی کو چھوڑکر ہمنے اُس سے شہر خاموشان مین ملنے کا وعدہ کیا تھا اسی طرح اس موقع پہ یہ پُرحسرت وعدہ ہمنے آزادی سے بھی کرلیا - اور ادھر اُدھر دونون جانب غور کرنے لگے کہ کدھر کو رُخ کرین -

خدا جانے مزاج مین خودپسندی اس قدر کہان سے آگئی تھی ننھے سے سن مین اگرچہ مروت کے مارے اپنے سن رسیدہ اور واجب التعظیم ساتھیون کے کہنے پر بے سوچے سمجھے تقلیداً ایمان لاچکے تھے مگر یہان پر ہمنے اپنی رائے ہی سے کام لیا - مذاہب کے باغون پر نظر دوڑاتے دوڑاتے ایک نہایت ہی عمر اور قرآن وحدیث کے اسپیکر کی سادہ روئی اور سیدھی سادی وضع کچھ ایسی دل کو بھا گئی کہ چندروز کی اطاعت اور شاگردی کے بعد اُس کے ہاتھ پر بیعت کرکے شاہراہ زمانہ کے دوسری جانب جھک پڑے -

اے دوستان قدیم! اسوقت تک تمھاری یاد ہردم دل مین تھی - تمھاری صحبت کا کچھ خیال ابھی تک تھا -

کہاں تک وہ اہلِ وطن کی صحبت وطن کو چھوٹے ہوئی تھی مدت
کسی کسی کی تھی یاد صورت خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

مگر افسوس کہ اب تمھین بھی بھولے جاتے ہین۔ دُنیاوی ترقی کے زینون پر چڑھنے مین کچھ ہم ایسے مشغول ہوا چاہتے ہین کہ خدا ہی ہے جو تمھارا دھیان رہے۔ شرابِ جوانی کا نشہ بھی ہمین زیادہ ہو چلا ہے۔ تم کیا اگر ہمین اپنا قدیم وطن بھی (جہان تم ہو) یاد رہے تو غنیمت ہے کسے یاد رہا ہے جو ہمکو یاد رہیگا۔ پہلے سے کہے رکھتے ہین معاف کرنا۔ اتنا کہکر ہمنے کہا کہ اے یادِ رفتگان! خدا حافظ۔ خود اُنسے تو بچھڑے ہین اب تجھ سے بھی رخصت۔ تیس چالیس برس کے بعد ہمین گورِ غریبان مین ڈھونڈھنا۔ ساتھ چھوڑا اور شاہراہِ روزگار کی دوسری طرف والی کوٹھیون کے آس پاس دُنیاوی عروج کو ترقی دینے والون کے جھنڈے کے نیچے جا کھڑے ہوے۔

پوچھا بھئی تم مین کون کون لائق ہے؟ کس کس کے جھنڈے گڑے ہوے ہین۔ کوئی دنیا بھی ہے جسنے ہمارے زمانے کے دل ہاتھ مین لے لیے ہون؟ سب کے سب افسردہ ہو کر بولے۔ کس وقت مین آئے ہو۔ کب اس جھگڑے مین ملے ہو جب کوئی نہ رہا۔ کچھ ایسی یاس اور حسرت سے ان لوگون نے جواب دیا کہ دل کھٹا ہو گیا۔ بڑی خیریت گذری کہ کسی نے یہ بھی کہدیا۔ بیدل نہ ہونا چاہیے۔ کیا غم ہے۔ یہ مقام تو کر دکھانے کا ہے کچھ تم ہی کر دکھاؤ۔ خالی غم مین ہاتھ پر ہاتھ رکھے اگر سب بیٹھے رہین گے تو گذرے ہوؤن کا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ وہ نہین تو تم ہی قومی خدمت پر کمر باندھو۔ ان باتون سے یون ہی سی آس پڑی۔ جسکے سہارے پر ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوے۔ ہمت کر کے ملک کی غلامی اور رہبری کا کام اپنے ذمے لیا۔ وہ ہمارے رحمدل دوست جنھون نے ہمارے دنیا مین قدم رکھتے ہی ہمین ہاتھون ہاتھ لیا تھا جنکے دامنون مین ہمنے پرورش پائی تھی جو ہمارے روئین روئین پر عاشق تھے جن کے حسنِ تعلیم سے ہم دنیا کا نیک و بد پہچاننے کے قابل ہوے تھے ایسے ساتھ ہوے کہ پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ مروت نے ہمین تو کچھ کہنے نہ دیا۔ اور اُنکی دلدہی اور لگاوٹ نے پاؤن مین زنجیر ڈال دی۔ یہان تک بھی غنیمت تھا۔ جو خود وہ اکیلے ہوتے کسی دن تو عالمِ عدم کی ایسی تنہائی کا مزا آنے کی اُمید پڑتی۔ ادھر ہماری جوانی کی اُمنگین پہلو مین گُدگدا رہی تھین۔ شباب کے ولولے دل مین جوش کرنے لگے تھے اُدھر اُن بزرگ منشون نے

زور اور دباؤ ڈالا - حالت زمانہ پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ فطرت اُسی کی مقتضی ہے جسکی یہ فرشتہ خصال بزرگ فرمایش کر رہے ہین - نہ رہا گیا - کتخدائی کی فولادی زنجیر ایک اور پاؤن مین پڑ گئی کسی نیک سیرت حور طلعت نے ایسا باوفائی کا ساتھ دیا کہ مر کر بھی نجات نہ ملی - خدا کی پناہ دنیا بھی عجب قید خانہ ہے - جہان طبیعت اپنی فطرتی حالت پر رہ ہی نہین سکتی - اے ابھی تک بستر عدم پر فارغ البالی سے پاؤن پھیلا پھیلا کر سونیوالو! اگر ابھی خوشی چاہتے ہو تو کبھی دنیا کا نام بھی نہ لینا - ہمنے بڑی بیوقوفی کی جو یہان چلے آئے - خدا کے لیے کہین تم ارادہ نہ کر بیٹھنا -

معاذ اللہ - ہم سمجھتے تھے کہ اس زندانِ بلا کے انکار کا انھین تک خاتمہ ہو چکا ہے مگر نہین ابھی بہت سے طوق ہمارے گلے مین پڑنا باقی تھے - جو رفتہ رفتہ پڑتے گئے - خلاصہ یہ کہ خنیق مین دم ہے -

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا ہمنے جانا تھا کہ بس اب تو یہ ناسور گیا

تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ چند ملکِ فنا کے بسنے والے (خدا جانے عالم ارواح مین کہان اُنسے جان پہچان ہو گئی تھی) ہماری طرح باغ ہستی کی سیر کرنے کو اپنے وطن سے چلے تھے بے تکلف ہمارے ہی یہان چلے آئے - اب اُنکی حالت پر جو نظر کرتے ہین تو دنیا مین آنے کو تو چلے آئے مگر جیسے ہم تھے ویسے ہی یہ بھی ہین - نہ ہوش و حواس ہین نہ عقل ہے نہ تیرہ ہے چلنا پھرنا کیسا بات نہین کر آتی ہے - عادتِ زمانہ یہی ہے کہ جو جس کسی کے وہان آیا اُسکی عام تربیت اور تمام دنیا کی باتین سکھانا اُسی کے ذمے ہوتی ہین - پھر طبیعت کو فطرت کی جانب سے لگاؤ بھی ویسا ہی پیدا ہو جاتا ہے - غرض یہ عدم آباد کے دوست ہمارے سر پڑے - دوسرے اُنکو تو ابھی فنا کی بنگریان بھولی نہ تھین - اُنکی فکر بھی سب ہمارے ہی نصیبون مین لکھدی گئی -

این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر

اے یاران عدم! دیکھتے جاتے ہو کیسی مصیبتین سر پر آ رہی ہین - بھلا مفر کی بھی کوئی صورت ہے - کچھ کھا کے لیٹ رہین گے تو تم کیا سارا زمانہ بیصبر کہیگا - بس نہین سوجھ -

منحصر مرنے پہ ہو جسکی اُمید ناامیدی اُسکی دیکھا چاہیے

چند روز انھین زنجیرون مین پھنس کر ہمنے عالم ہستی کے زندان بلا مین بسر کی - دنیا عجب

مقام ہے۔ رہنے سے دل کی وہ حالت ہو جاتی ہے کہ ایک حالت پر ٹھہرنا گناہ سمجھتا ہے۔ دل ہی دل میں لاکھوں ایسی امیدیں اور آرزوئیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ کیا مجال جو انسان گھڑی بھر بھی چین لے سکے۔ جیسی یہ بستی ہے ویسے ہی آدمی کے خیال بھی ہو جاتے ہیں۔ سینے میں اس قدر تمناؤں کا ہجوم ہو جاتا ہے کہ کبھی پوری ہونے کو آتی ہی نہیں۔

یکتن دخیل آرزو و دل یہ کہ دعا نہم ۔۔۔ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

بیٹھے بٹھلائے ایک روز شامت نے گھیرا تو اس بارغ ہستی کی نیرنگیاں دیکھنے کے لیے اِدھر ادھر تماشاگاہ عالم پر نظر دوڑانے لگے۔ کچھ تو بے چینی دل کی خود رفتگیوں نے زور کیا۔ کچھ نشۂ جوانی نے اُڑا۔ اصلاح ملکی والے حلیم الطبع جادو بیانوں کی کمیٹی کی سرحد سے نکل کھڑے ہوئے۔ پہونچے کس گلی میں جہاں حسن و عشق کی مزہ دار اشارہ بازیاں ہو رہی تھیں تھوڑی دیر تک تو سیر و تماشا ہی رہا مگر آخر ایک پری شمائل سے نگاہ جو لڑ گئی تو زخمی ہو کر گرنا کیا معنی ایڑیاں رگڑنے لگے۔ عالم شباب کے جوش و خروش نے سینے میں ایک آگ لگا رکھی تھی جسکو اُس کافر نگاہ نے اَور بھڑکا دی۔ اے گوشہ نشینان عدم! سفر ہستی میں یوں تو سب ہی جگہ قیامت کا سامنا تھا مگر اس مقام پر خدا یاد آگیا۔ اُسوقت کا سماں ابھی آنکھوں میں بندھا ہے۔ ایک فتنۂ محشر کی چلمن کی آڑ سے دزدیدہ نگاہی کلیجے میں چبھی تھی اور ہم تڑپ تڑپ کے کہہ رہے ہیں۔

دزدیدہ فگندی بمن انداز نگاہے ۔۔۔ قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے

اے ایک ہی پہلو میں صبح کر دینے والو! تم ہی کچھ مزے میں ہو۔ یہاں تو اگر رات بھر کے زمانہ کروٹ بدلتا ہے تو ہم ہزاروں بدل دیتے ہیں مگر ہائے پھر بھی چین نہیں پڑتا۔

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں ۔۔۔ جو جل اُٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

ایسا مزہ دار اُلجھاؤ تھا کہ جوانی بالکل اسی کی نذر ہو گئی۔ برسوں انتظار ہی میں نالہ کشی کا اتفاق رہا۔ ایک فراق یار کے جانگزا صدمے نے سارا دنیا و تی عیش و عشرت بُھلا دیا۔ غرض اپنے جانکاہ جھگڑوں میں رہے۔ شباب کی کچھ قدر نہ کرتے پائے تھے کہ باغ جوانی کے خوشنما اور تر و تازہ پھول خزان پیری کی سرد مہریوں سے مرجھانے لگے۔ نشۂ جوانی اُترنے لگا اور خمار شروع ہوا۔ صبح پیری کی منحوس صورت دیکھتے ہی چہرا اُتر گیا۔ مُنہ اتنا سا نکل آیا۔ اے پیر دمغن وہ مزے کا درد تھا کہ گو جوانی اس میں گنوا دی مگر آرزو نہیں پوری ہوئی۔

Marfat.com

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت ہو رات دن ۔ بیٹھے رہیں تصور جانان کیے ہوے

اے بلاکشان غربت کا فسانۂ غم سننے والو! بہت بیتاب ہو چکے ذرا دم لیلو - بازیچۂ طفلا
سے نکل کر باغ جوانی کے اندر شباب کے بنگلے مین شب وصال کے مزے لے رہے تھے کہ ...
پیری نے منہ دکھلایا ۔ اُمنگون کے ساتھ اڑیان رگڑنے اور سسک کر مرنے کا حال بھی ...
تو اسوقت نہ بیان ہو سکے گا - پھر کبھی سن لینا -

نہ حد جامم ہو باقی نہ اندر دل ہوس مانده ۔ بیا ساقی کہ این ویرانہ از بسیار کس مانده

دستے و ہم بیار کہ بدست می رود
دستے بدل نہم کہ دل از دست می رود

کس قیامت کا شعر ہے! افسوس اب تو ہندوستان سے فارسی کا مذاق اُٹھتا جاتا ...
اس شعر پر داد دینے والے بھی انصاف سے پوچھیے تو کم نکلین گے - وہ دور تو اب کہان جب
ہمارے مشاعرے خود خاک پاک شیراز پر خیمک زنی کر رہے تھے - اور ہموطنون کے قلم سے
جو کچھ نکلتا تھا ایران زمین کے شوخ طبع عالی دماغون کے لیے لٹریچر کا ایک دستورالعمل ...
تھا - خسرو اور فیضی کے ایسے قادر الکلام پیدا ہون ایسی تو ہماری قسمت کہان - رہے سہے
پچھلے دور مین ایک میرزا نوشہ کے دم سے فارسی کا مذاق کچھ باقی تھا - جب سے وہ اُٹھ گئے
بالکل سناٹا ہو گیا -

اس شعر کو اگر غور سے دیکھیے تو معلوم ہو کہ کس لطف اور کس مؤثر ذوق مین ڈوبا ہوا ...
نہ کوئی نازک خیالی ہے نہ کوئی بلند پروازی ہے - شاعر نے صرف ایک واقعہ نظم کر دیا ہے جس
ذریعے سے اُسے اپنی بیتابی اور انتہائی رندانہ مشربی کی تصویر دکھانے مین پوری کامیابی
حاصل ہو گئی ہے - جسکی وجہ سے جو اثر اس واقعے کا اصلی سمان دیکھکر اُسپر پڑا ہو گا وہ
اثر ہر اس شخص پر پڑ جاتا ہے جو اس شعر کو ذوق و شوق سے پڑھے -

ظاہری الفاظ مین اس شعر کا مقصود اسی قدر ہے کہ "یار ایسا بدمست ہو رہا ہے
اُس سے سنبھلا نہین جاتا - لہذا مین نے اپنا ایک ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیدیا ہے کہ کہیں
گر نہ پڑے - مگر اُسکی بدمستی کی ادائین میرے دل پر ایسا اثر کر رہی ہین کہ ہاتھ سے نکلا جاتا
لہذا دوسرا ہاتھ مین نے اپنے دل پہ رکھ لیا ہے - بے مذاق زاہدان خشک کو تو کچھ مزا ...

Marfat.com

ہوگا۔ بلکہ رندانہ شوخ طبعی یا شہوت پرستی کا الزام دیں تو کچھ عجب نہین۔ ہان پاکباز صوفیون یا آزاد مشرب رندون سے پوچھیے کہ یہ شعر سُنکے اُنکے دل پر کیا گذر گئی۔ پاکباز صوفی بھی مضمون کو خدا جانے کہان سے کہان کھینچ لے جایا کرتے ہین۔ اگرچہ اُنکے ذوق سلیم اور بیقرار طبیعت کی ہم بھی داد دیتے ہین۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہین گے کہ وہ اپنے لطف کے لیے اس شعر سے وہ ظاہری معنی ہرگز نہ مراد لین گے جو ہمارے خیال مین ہین اور ہماری سوسائٹی کو مزہ دے جاتے ہین۔ وہ تو توحید کے اصول کی طرف لیجائین گے۔ اور نئے نئے نکات پیدا کرکے اس شعر کو ایک بڑی شرح کا متن بنا دینگے۔ ہان اپنے اصلی ظاہری جذبات کے ساتھ یہ شعر جن لوگون پر اثر کریگا وہ ہم سے بیتاب و بیقرار آزاد مشرب رند ہین جنہین نہین معلوم کیا کیا یاد آگیا ہوگا۔ ہماری سوسائٹی کے خاص خاص دوست اس شعر کو غور سے پڑھین تو اُنھین خود اپنی زندگی کے خدا جانے کون کون پُرحظ اور سراپا عیش لمحات یاد آجائین۔ جنھنے کسی بدمست پریوش کے نازک جسم کا جوش سرور مین نسیم کے جھونکون کے ساتھ جھومنا دیکھا ہے اور خرامِ ناز سے محشر بپا کردینے والون کے پیارے پیارے پاؤن کی لغزشین جنکی نظر سے گذری ہین وہی سمجھ سکتا ہے کہ شاعر کتنا رنگ مین ڈوبا ہوا ہے اور حُسن کی اداؤن مین سے کس مجتہدانہ نگاہ سے اُسنے اس پیاری ادا کو انتخاب کیا ہے۔

سادی طبیعت والے بے حظ اور بےحس کیا جانین کہ دلربایانہ حرکتون کے ساتھ دوپٹے کے نازک اور ہلکے ہلکے آنچل جب ادھر اُدھر لٹک پڑے ہونگے تو جان نثارون کے دل پر کیا گذر گئی ہوگی۔ ہائے کیا پیارا سمان دکھایا ہے۔ جنھین اپنے حُسن پر غرور تھا جوشِ مستی مین خود فراموش ہوگئے ہین۔ جو اپنی جوانی پر ناز کر رہے تھے اور اپنے اُبلے پڑتے ہوے شباب پر خود فریفتہ ہوے جاتے تھے اُنھین نشۂ بادۂ گلرنگ نے بیخود بناکے ایسا منکسر المزاج کردیا ہے کہ قدم قدم پر گرے پڑتے ہین۔ کوئی تو الگ بیٹھا ان مستانہ اداؤن سے لطف اُٹھا رہا ہے اور کسی کو پیاری صورت کے گر پڑنے پر ترس آگیا تو لپک کے پیارے پیارے گورے ہاتھ ہاتھ مین لے لیے اور سنبھالنے لگا کہ خدانخواستہ اپنے دلدادہ عاشقون کے دل کی طرح کہین گر نہ پڑین۔ جوش سرور کی بے تکلفی مین سیاہ تاب بالون کا جوڑا کُھل گیا ہے۔ زلفین چاند سے چہرے پر شب تار کی طرح بکھر گئی ہین۔ نشے کے جھونکون

Marfat.com

اور مستانہ لغزشوں مین پیارے پیارے لچکتے ہوے قد کے ساتھ زلفین بھی ادھر اُدھر جھک پڑتی ہین - ان اداؤن نے اُس سنبھالنے والے پر ایسا بے صبری کا اثر کیا کہ دلِ بیتاب سینے مین تڑپا اور چلا کہ زلفِ گرگیر مین اُلجھ کے رہ جائے - اُس از خود رفتہ دل کے سنبھالنے کے لیے اُسنے دوسرا ہاتھ سینے پر رکھ لیا کہ کمبخت کہین دغا نہ دے جائے - اور اسی عالم مین اُسکی زبان سے نکلا ہے

"دستے بہم بیار کہ بدست می رود دستے بدل نہم کہ دل از دست می رود"

اس مین کوئی شک نہین کہ ساقیۂ باہوش کی صحبت عجب مزے کی صحبت ہوتی ہے - تہذیب - تکلف - یہ سب باتین ایک گھڑی بھر مین نذارد ہو جاتی ہین - اور اُنکی جگہ خلوص اور بے تکلفی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اُسکا لطف کوئی اُن ہی لوگون سے پوچھے جو اِن صحبتون مین شریک رہے ہین - تمام صحبتون کا قاعدہ ہے کہ اُن مین کسی قسم کی برہمی پیدا ہوئی اور وہ صحبتین بھی بگڑ گئین - مگر خراباتون یا ساقیۂ دریادل کی بزم مین یہ عجب معجز نما کیفیت ہے کہ ادھر اُس مین برہمی پیدا ہوئی اور لطف ترقی کرنے لگا یہی وہ صحبت ہے کہ جو جو برہم ہوتی جاتی ہے وہ وہ مزے پر آتی جاتی ہے - یہ بزم بلاشبہ کسی آفتِ جان کی زلفِ پیچان ہے جسکی شان مین خدا غریقِ رحمت کرے مومن مرحوم فرما گئے ہین - ع بگڑنے مین بھی زلف اُنکی بنا کی - خیر اور صحبتون سے ہمین کیا غرض مگر اتنا ضرور کہین گے کہ حُسن کے لیے جوشِ مستی یا جامِ صہبا کے ہوشربا اثر سے عمدہ زیور آج تک دنیا نہین ایجاد کر سکی - سچ کہا ہے ع حُسن را پروردگارے عشق رہ پیغمبرے - گوری رنگت کے نیچے سے گلگون کی اصلی سرخی کا استر پیدا ہو جانا - اور جبین ناز اور گلابی رخسارون پر جوشِ مستی کے نور کا چمک اُٹھنا - پاؤن کی وہ بے اختیاری کی لغزشین - اور خود رفتگی کی اداؤن کے ساتھ وہ خود فراموشی کی پیاری باتین ایسی نہین ہین کہ انسان اپنے دل پر قابو رکھ سکے -

یہ وہی ہین جن کے پنجۂ نگارین تک جب ہاتھ پہونچایا ہوگا جبین ناز پر غصہ کی شکنیں پڑ گئی ہونگی - اور جھنجلا کے ہاتھ جھٹک دیا ہوگا - یہ وہی ہین کہ کبھی کسی کو اپنی دل رُبا ادائین دیکھنے کا موقع ہی نہ دیتے تھے - ادھر دوپٹہ سینۂ صاف سے سرکا اور اُنھون نے آنکھ بچا کر سنبھال لیا - ادھر جوڑے کی بندش ذرا ڈھیلی پڑی اور انھون نے پھرتی

سے از سر نو جوڑا باندھ لیا۔ یا آج عالم بیخودی مین بے تکلفیون کی کوئی انتہا ہے۔ بال بکھرے ہین تو بلا سے۔ اور سینۂ صافی اور پیارے شانون پر زلفون کے نشان بنے جاتے ہین تو کچھ پروا نہین۔ اور حُسن کا پردہ دار دوپٹہ سر کے کہان سے کہان ہو رہا ہے تو اسکا بھی خیال نہین۔ اس بے تکلفی کی کوئی انتہا ہے۔

اس مین شک نہین کہ نشۂ صہبا پریوشون یا ہر طبیعت مین وہ دلربا عالم پیدا کر دیا کرتا ہے جو ہر حالت مین اور ہر موقع پر مزے سے خالی نہین ہوتا۔ غور سے دیکھیے تو عمر کا مستانہ جوش جسے شباب کہتے ہین اور موسم کا وقت جب رہ رہ کے دلون مین خود فراموشی کی گدگدی ہونے لگتی ہے جسے بہار کا لقب دیا گیا ہے ان مین بھی وہی کیفیت پائی جاتی ہے جو مے گلگون کے اثر سے نمایان ہوئی ہوگی۔

آہ نوجوانون کی وہ بے تکلفی جب جوش جوانی اُنھین کسی حالت پر قرار نہین لینے دیتا اور خود رنگیان روز کسی نہ کسی نئے پہلو سے ظاہر ہونے لگتی ہین۔ کبھی تو شاہد پرستی کے جذبات غالب آگئے اور کبھی بے پروائی اور خود فراموشی اس درجہ ترقی کر گئی کہ کسی کا کچھ خیال نہین۔ اس سے زیادہ لطف اُس مقام پر نظر آتا ہے جہان نسیم سحر کے جھونکون سے دامان چمن جھومنے لگتے ہین۔

الغرض جوش مستی کا نمونہ جہان نظر آجاتا ہے مزا دے جاتا ہے۔ پیر میفروش کی صحبتِ ہم جس لطف اور بے تکلفی کی خبر دیتی ہے وہ اگر اور کہین نظر آئیگی تو وہین جہان اسی قسم کے جوش کے نمونے نظر آجایا کرتے ہین۔ گرمی اداؤن کا مزہ کوئی اُن دلون سے پوچھے جو حسن و عشق کی دنیا مین ہر چیز کی سیر کر چکے ہین۔

برسات مین یہ کالے کالے بادل جو بے ترتیبی اور سراسیمگی سے جھومتے ادھر اُدھر چلتے ہین۔ اندھیری راتون کے یہ جگمگاتے تارے جو سطح فلک پر کسی شگفتہ مزاج ماہ لقا کے اُترے زیور کی طرح جا بجا بے تکلف بکھرے پڑے ہین۔ قدرتی سبزہ زارون اور باغبان قدرت کے لگائے ہوے باغون مین چھوٹے بڑے درخت جو بے قرینہ ایک بے تکلفی کے ساتھ ادھر اُدھر پھیلے ہوے ہین۔ اور اس طرح کہ کوئی سر اُٹھائے کھڑا ہے تو کوئی سربسجود ہے۔ کوئی محو حیرت ہے تو کوئی جھوم رہا ہے۔ کوئی فرش زمین پر محو خواب ہے تو کوئی زلف پریشان [illegible] آرزو بانہون کی طرح دوسرون سے لپٹا ہوا ہے۔ کسی طرف دو چار جھوم جھوم کے ایک

دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین - اور کسی جگہ پہاڑیون سے آنیوالی پاکیزہ چشمون سے لہراتے شفاف پانی کو کسی کی پُرچین جبین تصور کرکے کوئی جھاڑ جُھک جُھک کے چوم رہا ہے - یہ سب ایسی بے تکلف صحبتین ہین کہ سوا اُن مزاج والون کے جن مین خود فراموشی کا ذوق پیدا ہوگیا ہے اور کہین نہ نظر آئین گی -

اُن لوگون کی خود فراموشی زمانے کو یاد ہوگی جو ایک سادہ اور بے تکلف مزاج لیکے عرب سے چلے تھے - جنھون نے دنیا کی پُرتکلف اور آراستہ صحبتون کو بڑی بے وقعتی کی نگاہون سے دیکھا تھا - غور سے دیکھیے تو وہ ملک بھی اُن دنون اسی قسم کا ایک باغ تھا - جسکی آبیاری قدرت کے سوا کسی کو کرنا نہین نصیب ہوئی تھی - اسلام اسی سادگی کے سین اور اُسی بے تکلف دنیا سے نکل کے زرخیز سرزمینون اور آراستہ محفلون مین پہونچا زمانے کی رفتار اور تقدیر کے انقلابات نے اُس پُرتکلف صحبت والون کے دل مین تکلفات عالم کا مزہ پیدا کر دیا جو اصلی فطرت سے بہت ہٹا ہوا تھا - تواریخ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہی بے تکلف صحرائی نسل ابتدا مین کیسی سادی طبیعت رکھتی تھی اور دو سو برس بعد اُس مین تکلفات کس انتہائی درجے کو پہونچگئے تھے - خلافت راشدہ کے مقابل بنی عباس خلافت کو لاکے قائم کیجیے تو معلوم ہو کہ دنیاوی تکلفات کس حد کو پہونچ گئے تھے - لوگون نے دولت اور عشرت کو بھی ایک قسم کا نشہ مانا ہے - اور فی الحقیقت ایک حد تک یہ صحیح ہے - دولت و عشرت سے جو بیخودی انسان پر طاری ہوجاتی ہے اُس سے کبھی وہ مجنونانہ حرکات ظاہر ہوجایا کرتے ہین جو متوالون سے بھی بمشکل ظاہر ہوتے ہونگے - آخر خلافت بنی عباس پر یہ نشہ ایسا سوار ہوا کہ اُنکی بیخودیان اور غفلتین زمانے کو ہمیشہ یاد رہینگی - اسلامی تاریخ کے پچھلے فرمانروا اُن ہی پر منحصر نہین ہر رئیس اور ہر امیر نے بادۂ عشرت کے نشہ مین بدمست ہوکر ایسے ویسے تہلکے لیے ہین کہ اُس حالت کے بعد جیسی و حرکت ہوکے گر پڑنا لازمی

سچ کہا ہے بانیِ اسلام نے کہ " ہر نشہ والی چیز حرام ہے " - یہ بدمستیان جب تک صرف صحبتون مین ایک مزہ پیدا کرنے پر محدود رہین غنیمت تھین کیونکہ کوئی ظاہری دنیاوی ضرر نہین محسوس ہوتا تھا - مگر اخیر مین تو یہ قیامت ہوگئی کہ اپنا ہوش اور اپنے نیک و بد کا بھی خیال نہ رہا - آج ہمدردان اسلام نے خدا جانے کب کے بدمست رئیسانِ قوم کو ان کے بازوؤن سے اُٹھایا ہے تو یہ عالم ہے کہ ہاتھ کے سہارے پر بھی بمشکل ٹھہر سکتے ہین - نہ

مین لغزش ہوتی ہے اور قدم قدم پر گرے پڑتے ہین - اور اُنکی عبرت ناک حالت دیکھ کے وہ غم اُٹھانے والے ہمدرد اور بیتاب ہوے جاتے ہین - بار بار بیصبری کے جوش مین اُن کی زبان پر یہ شعر جاری ہے کیونکہ خود اسکا نمونہ ہو رہے ہین -

دستے وہم بیار کہ بدست می رود دستے بدل نہم کہ دل از دست می رود

قدرِ ہر نعمت است بعدِ زوال

بنی اسرائیل کو جب بخت نصر تاجدار نینوا کے ہاتھون ذلت نصیب ہوئی تھی اور نینوا مین غلامی اور قید کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اُس زمانہ مین انھین سرزمین شام کے دریاے اردن کی روانی - صحراؤن کے پہاڑون کی چوٹیان اور قومی برکتین اور آزادیان اکثر یاد آیا کرتی تھین - اور اُنکے تمام زن و مرد وطن کی تمام برکتون کو یاد کر کے راتدن رویا کرتے تھے - یہ چیزین جو مصیبت کے زمانے مین یاد آتی تھین اُس خوشی اور راحتون کے وقت جب بنی اسرائیل فلسطین کے ریگستانون پر آزادی سے سیر کیا کرتے تھے اور جب انکو ہر طرح کی مسرت اور بے فکری حاصل تھی کبھی نہین یاد آتی تھین - وہ فسادات اور وہ شاہزادیان جنھون نے صدہا انبیا اور خدا شناسون کو خاک و خون مین ملا دیا تھا - بنی اسرائیل کے دلون پر اس قدر غالب آگئی تھین کہ اپنی آزادی اپنے وطن اپنے سچے دین اور خدا کی اُن خاص رحمتون کو جو اُنکے ساتھ مخصوص تھین بالکل خیال مین نہ لائے - مگر [illegible] عالم مین اور خیرہ آنکھون مین یہ چیزین بالکل بے قدر نظر آتی تھین - مگر جب قید کی مصیبت مین پڑے - بت پرست اہل نینوا کی غلامی مین مبتلا ہوے - غلامی کی مشقتون نے ہاتھ پاؤن [illegible] ڈالے تب معلوم ہوا کہ وہ سرزمین شام کے وسیع اور کشادہ ریگستان - وہ [illegible] کی [illegible]یان - وہ نہرین بہتی ہوئی نہر اردن - وہ یہودیہ کے جنگل - وہ صحراے شور - وہ [illegible]دان اور فلسطین کے آباد شہر سب خدا کی نعمتین تھین - مگر افسوس اُنکی قدر اب ہوئی جب [illegible] سوا اسکے کہ یاد کر کے روئین اور کیا کر سکتے تھے؟

یہی تو ہمارے جد امجد حضرت آدم جب جنت کی نہرون کے کنارے سیر کر کے پھرتے تھے اور طوبیٰ کے خوشگوار سایہ مین اپنا جوڑا سرو کے ساتھ فارغ البالی سے عیش اور شراب اور [illegible] پاک اثر سے مسرور ہو کے میوؤن کے لطف اُٹھایا کرتے تھے اُن دنون [illegible] کی [illegible]

رفتار میں وہ راحت و عشرت کے سامان اُنھیں ایک معمولی چیز معلوم ہوتے تھے - اور اسی عیش و عشرت کی بیقدری نے ایسا ازخود رفتہ کیا کہ شیطان کے کہنے میں آگئے - خدا کے حکم اور وعدے کو بھول کر وہ پھل کھا لیا جسکی ممانعت کی گئی تھی - مگر جب دنیا میں پھینکے جانے کے بعد غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ تمام عیش و عشرت کے سامان جو باغ خلد میں نظر آیا کرتے تھے سب خدا کی بیش بہا نعمتیں تھیں جو اب اس دنیاوی زندگی میں نہ نصیب ہونگی باغ عدن میں جو نعمتیں نظر آتی تھیں اُنکو یاد کرکے آدم و حوا کو عمر بھر آرام نہ نصیب ہوا

اور واقعی انسانی طبیعتیں ایسی بے پروا پیدا کی گئی ہیں کہ کسی نعمت کی قدر اُس وقت نہیں ہوتی جب وہ موجود ہوتی ہے - ہر لطف اور ہر عیش اُسی وقت یاد آتا ہے جب غم سے دوچار ہونے کا اتفاق ہوتا ہے - وطن کے صحراؤں میں کیسی فضا اور وہاں کے دوستوں میں کیسی وفا ہوتی ہے - مگر دونوں اُسوقت یاد آتے ہیں جب غریب الوطنی کے عالم میں ابنائے زمانہ سے کوئی سرد مہری دیکھنے کا اتفاق ہو یا کسی کوہستانی بیابان کی ایک کھڑکھڑی چٹان پر بیٹھ جائیے - جب لوگوں سے بد سلوکی عیاں ہوتی ہے اور جس دروازے پر جائیے ایک نئی ذلت کا سامنا ہوتا ہے اُسوقت یاد آتا ہے کہ یاران وطن کیسے وفادار تھے -

غور سے دیکھیے تو انسان کی عمر انھیں پچھتاؤں میں گذر جاتی ہے اور نجات نہیں ملتی جوانی میں افسوس ہے کہ ہائے بچپن کس مزے اور لطف کا زمانہ تھا - بڑھاپے میں رو رہے ہیں کہ ہائے جوانی - اور مرنے پر بھی پچھتائیں گے کہ ہائے زندگی خدا کی نعمت تھی ہم سے اسکی قدر نہ ہو سکی - کس غفلت میں گذار دی ؟ وہ تو کہیے بچپن میں کچھ سوچنے سمجھنے کی عقل نہ تھی - ورنہ اُس زمانے میں بھی حسرت ہوتی کہ آہ ازل کی فارغ البالی اور یکسوئی اور وہ محویت یا خود فراموشی کا عالم ہاتھ سے نکل گیا - خدا کی فیاضیوں نے انسان کے لیے ہر موقع اور ہر محل پر اپنی نعمتیں مہیا کر دی ہیں مگر وہ ایسا ناقدرا ہے کہ ہر نعمت کی عین وقت پر قدر نہیں کرتا بلکہ اُسکے جاتے کے بعد صرف افسوس کیا کرتا ہے - دیکھو جوان کو اپنی جوانی کی قدر نہیں - اِن ارادوں - اِن حوصلوں - اِن ہمتوں کا شکریہ نہیں ادا کرتا وہ صرف بچپن کے جاتے رہنے کا افسوس کر رہا ہے - بوڑھا اپنی بیگناہی کی زندگی اور توفیق توبہ اور ذوق عبادت کا شکر نہیں کرتا مگر جوانی کے جانے پر آنسو بہا بہا کے رو رہا ہے - اور تادم

کہتے ہین وہ حرمان نصیب غریب الوطن جو کوہسارون مین دن بھر ٹکرا کے اب تھکا ماندہ ایک خارستانی زمین پر بیٹھ گیا ہے اگرچہ اسکی مصیبت کے سب قائل ہین مگر غور کریے تو یہ پھیلا ہوا دامن صحرا - یہ خوشنما پہاڑیان جو عجب لطف سے سلسلہ وار کوسون تک ہم آغوش ہوتی چلی گئی ہین - یہ پاک و صاف چشمے اور یہ تر و تازہ مفرح ہوا اوکہین نہ نصیب ہوگی یہ سب خدا کی نعمتین ہین - مگر گذشتہ مصیبت نے آنکھون پر ایسے پردے ڈال دیے ہین کہ ان مین سے کسی کی طرف خیال نہین لیجاتا - صرف گذشتہ عشرتون - وطن کی صحبتون - اور بچھڑے ہوے دوستون کو یاد کرکرکے رو رہا ہے - اسوقت شاید یہ زمانے کا گلہ اور برہم ہوگا کہ ہماری مصیبت کو مصیبت نہین جانتے - مگر ہم یاد دلائے دیتے ہین کہ ایک دن آنیوالا ہے جب ایسے سبزہ زارون اور کھلے میدانون کو ڈھونڈھے گا - یہ نعمتین ہین مگر بعد یاد آئینگی -

آہ! دنیا کو جہان تک آزمایئے گا اسی مرض مین مبتلا نظر آئیگی کہ ہر شخص گذشتہ باتون یاد کرکرکے رو رہا ہے - ان ظاہری غمکدون سے غرض نہین جہان کسی دوست آشنا یا عزیز کے مرجانے پر صدائے نالہ و زاری بلند ہے - کیونکہ موت نے وہان ایک ظاہری انقلاب کرکے دلون کو ایسا صدمہ پہونچا دیا ہے کہ انکا رونا ایک حد تک جائز بلکہ واجب ہے - افسوس ان مقامون کا ہے جہان گذشتہ نعمتون پر افسوس تو بڑی شد و مد سے ہو رہا ہے مگر اسکا خیال کسی کو نہین آتا کہ موجودہ نعمتون کی قدر کی جائے - ہم جس وقت غور کرین قدرت کی فیاضیان اور خدا کی نعمتین ہمارے لیے موجود ہوتی ہین - مگر آہ ہم کیسے بے عقل ہین کہ انکی طرف توجہ ہی نہین کرتے - امیری اور فقیری دو ایسی متضاد حالتین ہین کہ ہر حالت اپنی حد تک اور اپنے مقام پر فخر کی ہے - امیرون کو حسد ہے کہ "ہاے فقیرون کی زندگی کس فارغ البالی اور اطمینان سے گذرتی ہے؟ نہ کوئی غم ہے نہ کوئی فکر ہے - نہ کسی چیز کے ہونے کی خوشی ہے - نہ کسی چیز کے نہ ہونے کا قلق ہے - اس بے پروائی نے ایک زمانے کو انکا محتاج بنا دیا ہے اور وہ اپنے خیالی سرور مین مست ہو رہے ہین" لیکن اسکے مقابل مین دیکھیے تو فقرا کو امیرون کی سراپا لذت زندگی پر بھی انتہا درجے کا حسد آتا ہے - انکے دل سے یہ خیال کسی وقت نہین نکلتا کہ "امیرون کی کس ناز و نعم مین بسر ہوتی ہے - خدام ہر وقت دست بستہ کھڑے ہین اور اشارون پر دوڑتے ہین - پیک اقبال اور گردش گردون انکی نازبرداری درکنار الٹی وہ خود نازبرداری کر رہی ہین" یہ وہ خیالات ہین جو ہر امیر اور

ہر غریب کے دل مین ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتے رہتے ہین۔ اب کون کہ سکتا ہے کہ ان خیالوں کی بنا پر فقیری ایک امیر کی نظر مین خدا کی نعمت نہین ہے اور امیری ایک فقیر کی نگاہ مین نعمت نہین۔ ضرور ہین۔ مگر افسوس تجربہ ثابت کرتا ہے کہ یہ سب خیالات جھوٹے تھے۔ اس طرح پر دیکھیے۔ جب خدا نے کسی امیر کو فقیر یا فقیر کو امیر کر دیا ہے۔ دونون کے قدیمی خیالات کی بنا پر دونون کو گویا ایک نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگی اور چاہیے تھا کہ دونون خدا کے شکر گذار ہوتے۔ سچ تو یون ہے کہ دونون ناشکرے ہین۔ اب موجودہ نعمتون کی کوئی قدر نہین کرتا۔ ہر ایک ایک صدمہ مین مبتلا ہے۔ جسکی کوئی انتہا نہین۔ امیر کے گذشتہ خیالات اور حسد دل سے نکل گئے۔ اور بعوض اُنکے وہ اپنی امیرانہ زندگی کو یاد کر کر کے بیتاب ہو رہا ہے۔ انھین اب معلوم ہوا کہ جن حالتون اور کیفیتون مین تھے وہ خدا کی نعمتین تھین مگر افسوس اُنھون نے کسی کی قدر نہ کی۔ واقعی سچ ہے۔ ع قدر ہر نعمت ست بعد زوال۔ اب اس سے زیادہ واضح ثبوت کون ہوگا۔

دنیا کو قدرت ہی نے شاید اس دھندے مین لگا دیا ہے کہ گذشتہ عشرتون اور کامیابیون پر افسوس کیا جائے ورنہ یہ عام غفلت کہ کوئی اس سے خالی نہین ہے وجہ نہین معلوم ہوتی اگر دنیا مین یہ مرض نہ ہوتا جسے ایک قسم کی وباے عام کہنا چاہیے تو واقعی لوگون کو بڑی خوشی اور اطمینان سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملتا۔ مگر پھر بھی ایک طرح سے دیکھا جائے تو ان حسرتمندانہ پچھتاوُن نے اکثر موقعون پر لطف پیدا کر دیا ہے۔

دیکھو اُس حسرت نصیب آرزومند وصال کی سوتے سوتے آنکھ کھل گئی ہے۔ اور عجب درد کے لہجے مین اُسکی زبان سے نکلا ہے۔

یہ کسنے عین مزے مین جگا دیا ہمکو ابھی تھے خواب مین اُنکے گلے لگے ہوئے

یہ بیتابیِ عشق اپنے مقام پر مزے کی ہے۔ ادھر دیکھو اگر تمھارا پہلے وہان گذر ہوا ہوگا تو کبھی جوانی اور اُس سن کے انتظار مین جب اُمنگین سینے سے اُبھری پڑتی ہین بہتون کو منتین مرادین مانتے اور بہتون کو دست بدعا پایا ہوگا۔ اور کبھی ناز و ادا کی گرم بازاری خوش نصیبون کی کامیابیان اور بتیابون کی بیقراریان اور نالہ کشیان دیکھی ہونگی۔ مگر آج اسی گلی مین کوئی ٹھنڈی سانس بھر کے کہ رہا ہے۔

گیا حسن خوبان دل خواہ کا ہمیشہ رہے نام اللہ کا

Marfat.com

یہ تو کسی دردمند کی صدا تھی - خود انھین دیکھو جن پر انقضاے شباب اور جوبنون کے ڈھل جانے سے کڑی گذر گئی ہے - وہ پیارا نازک چہرہ جو کبھی حسن پرستون کا قبلہ تھا اور سوا پھران نصیبون کے دل کے اور کہین اُسکا جلوہ نظر ہی نہ آسکتا تھا - چپلے گندمی رنگ اور اُسپر ہلکی ہلکی گلابی رنگت کی جھلک نے عالم کو والہ و شیدا بنا لیا تھا - اُسی پر ایک افسردگی کی دھوئی ہوئی سفیدی عیان ہے - وہ شوخ اور چلبلی ادائین جو دلبری کے فن مین حسینان جہان پر فوقیت لے گئی تھین آج اُن مین ایک ایسی پژمردگی اور بےلطفی پیدا ہو گئی ہے کہ وہی جو کل دل و جان سے خریدار تھے آج ترس کھا کھا کے آنسو بہا رہے ہین - وہ فسون ساز اور فتنہ پرداز آنکھین کچھ اس بےبسی کی ندامت سے جھکی پڑتی ہین کہ دنیا کے تمام دلفریب سامانون سے نفرت ہوئی جاتی ہے - آہ - وہ خرام ناز اور مستانہ لڑکھڑا لڑکھڑا کے اور جھوم جھوم کے چلنا تو خدا جانے کیا ہوا اب اُسکی جگہ وہ پھیکی اور بےمزہ چال ہے کہ حسن و عشق کی دنیا مین قیامت آئی جاتی ہے -

خیال کرنے کی جگہ ہے کہ جبکہ حسن عالم آشوب کے ساتھ سرد مہر زمانے نے یہ سلوک کیا ہے اُسکے حسرت نصیب اور پیارے چہرے کو دیکھکے دلون پر کیا گذر جاتی ہوگی؟ اس چہرے پر حسرتون اور ارمانون کے ہجوم مین کہین کہین گذشتہ حسن کی جھلکیان نظر آجاتی ہین جن مین اُن قدیم جذبات کی جگہ اب یہ اثر پیدا ہو گیا ہے کہ جسکی آنکھ پڑ جاتی ہے ایک ناگہانی اور روح فرسا الم مین مبتلا ہو جاتا ہے - افسوس دنیا کی جانب سے ایسے ہی نمونے دیکھکے نفرت ہو جاتی ہے -

آہ - یہ بھی ایک اسی بات کا نمونہ تھا کہ گذشتہ نعمتون پر کوئی حسرت ظاہر کرنے کو کہا گیا - مگر ابھی اس سے بھی زیادہ اس امر کے نمونے دیکھنا باقی ہین - ہم تو پہلے ہی کہہ چکے کہ ساری دنیا اس مرض مین مبتلا ہے -

کسی نے ہمارے عالم و فاضل مہربان مولوی شبلی صاحب پروفیسر محمڈن کالج کو اسلامی تعلیمی کانگریس مین نہایت ہی پُر درد آواز سے یہ شعر پڑھتے سنا تھا -

یاد آن رونق بازار بغداد ۔۔۔ یاد آن گرمی ہنگامۂ نیشاپور

خدا نے جو نعمتین مسلمانون کو دی تھین بہت زیادہ بھول جائین مگر زمانے کو نہین بھول سکتین - مگر اصل یہ ہے کہ سوا اُس خاص گروہ کے جنھین بلا واسطہ تعلیم نبوت نصیب

ہوئی تھی بعد بہت کم ایسے مسلمان ہوئے جنھون نے اُس دولت علمی کی قدر کی جو خدا کی طرف سے انکو مرحمت کی گئی تھی۔ بنی امیہ اور بنی عباس دونون خاندانون کے دور مین جس افراط سے خدا کی نعمتین مسلمانون کے ہاتھ لگی تھین اسی قدر بے پروائی اور بدقدری سے وہ تلف بھی کی گئین بعض کی قدر دانی اور ترقیان بھی مشہور ہین مگر عموماً ان نعمتون کی ویسی قدر نہیں ہوئی جیسی ہونا چاہیے تھی۔ افسوس ناشکر اور غافل فرمانروا ون نے اُن دولتون کو کھو دیا۔ ہماری غرض سلطنت سے نہین ہے۔ بلکہ اُس پاک نفسیون۔ آزادیون۔ فیاضیون۔ اور قدیم اسلامی علمی ترقیون سے ہے جو سب خدا نے ہم کو مرحمت کی تھین۔ خیر وہ تو گئین مگر افسوس اب بھی ہم جہان تک غور کرتے ہین مسلمانون کو اسی مین مبتلا پاتے ہین کہ گذشتہ نعمتون کے زوال پر ہر لحظہ افسوس کرتے رہین۔ کسی کو اس طرف توجہ کرتے کم دیکھا کہ پھر اپنے آپ کو خدا کی نعمتون کا مستحق بنائے۔

کوئی روکنے والا نہین ہے۔ آزاد گورنمنٹ نے ترقی کے راستے کھول دیے ہین۔ علمی مدارس جا بجا کھلے ہوے ہین۔ ہمدرد قومی اسکول بھی کھولے جاتے ہین مگر ہم لوگون مین ایسے لوگ ہی نہین جو سوا گذشتہ نقصانون پر افسوس کرنے کے پھر ترقی کی طرف توجہ کرین اور یہی حالت دیکھ کے مجبوراً ہمین بھی اُنکا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ اور انتہائے حسرت سے یہ مصرعہ زبان سے نکل جاتا ہے

"قدر ہر نعمت ست بعد زوال"

آدھی رات

یون تو امیر اللغات مین یہ ایک لغت قائم کیا گیا ہے مگر نظر سے گذرتے ہی آنکھون کے آگے قدرت کا وہ عجائب خانہ پھر گیا جو روز آدھی رات کو سجا جاتا ہے۔ گرمی کا موسم اور آدھی رات کا وقت ہے۔ شام ہی سے شعبان المعظم کی چھبیسوین شروع ہو چکی ہے اسلیے قدرتی لمپ ابتک نہین روشن کیا گیا ہے البتہ تارے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہین کہ دنیا مین کیا ہوتا ہے۔ شبنم گر رہی ہے اور رات بھیگ گئی ہے۔ کبھی کوئی جھونکا ہوا کا آجاتا ہے جو نہ خوب ٹھنڈا ہی ہوتا ہے نہ بہت گرم۔ اب در و دیوار کے دیکھنے اور زمین سے آنچ کے نکلنے پر بھی اوس پڑ گئی ہے۔ لوگ اپنے اپنے کوٹھون۔ آنگنون۔ اور چارپائیون پر اپنے

دُکانوں کے نیچے لب سڑک سو رہے ہیں۔ گہری نیند نے دین و دنیا کے دھڑکوں سے اس وقت آزاد کر دیا ہے۔ کھٹمل۔ پسّو۔ مچھر غافل پا کے مزے سے خون پی رہے ہیں اور سونے والے کھُجا کھُجا کے رہ جاتے ہیں۔ اُدھر سے اِدھر اِدھر سے اُدھر کروٹ بدل لیتے ہیں۔ بالکل سناٹا پڑ گیا ہے۔ ہاں کبھی کبھی پہرے والے اپنی معمولی بھیانک آواز سے چیخ اُٹھتے ہیں "جاگو او سونیوالو"۔ روشنی بخش چیزوں کا جوبن اس وقت شباب پر ہے مگر جن سڑکوں پر نئی روشنی عمال میں پھیلی ہے اُنپر نقلی ہنکس اور ہر کہیں لالٹینیں اپنی اندھی روشنی سے چراغ سحری معلوم ہوتی ہیں یا ہندوستان کی مجموعی ترقی کا اندازہ۔ کہیں بیٹے کی شادی رچی ہے اندر طرح طرح کی عورتوں کا ہجوم ہے ڈھول پر ڈھول ٹوٹ رہے ہیں۔ جی توڑ توڑ کے سہرے گائے جاتے ہیں۔ باہر محفل آراستہ ہے۔ نوشاہ نارنجی جوڑا پہنے کسی انمول مسرت میں ڈوبا اور جوشِ شوق تیز تر گرد: کے مضمون میں مبتلا مسند پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ سامنے ایک نازنین ماہرو جبین ناچ رہی ہے۔ عزیز احباب جمع ہیں عطر الائچی حقّے پان کا دور ہے ہر شخص کے دل میں خوشی اور بےفکری کا جوش ہے جو چہروں سے پھوٹ نکلا ہے۔

کسی گھر میں اکلوتی بیٹی کا ماتم ہے۔ بیس برس کی عمر میں جوان دنیا سے اُٹھ گئی ہے اُسکے ننھے ننھے بچے کیسے بلک بلک کے روتے ہیں۔ وہ کیا جانیں مرنا جینا کیا ہے۔ اُنکو تو یہی منہ چ[illegible] تان پاس جائیں گے۔ ہائے جوانا مرگ بیٹی کی لاش پر چادر پڑی ہے۔ ماں زمین پر بیٹھی بکھرے سر اور سر پر ہاتھ رکھے ڈاڑھیں مار مار کے روتی ہے۔ ہائے مری نازوں کی پالی ہائے میری چاند سی بیٹی مجھے دھوکا دے گئی۔ بیچارہ باپ ضبط میں بہت پامردی کر رہا ہے مگر پھر بھی اولاد کا غم غالب آ ہی گیا ہے اور آنکھوں سے نکل کر منہ دھو نیوالے گرم گرم آنسوؤں کے ساتھ اُسکی بھاری مردانی آواز میں ہائے افسوس کے نعرے دیکھنے سُننے والوں کے کلیجے ٹکڑے کیے دیتے ہیں
دُکھ درد واٹ کراہ رہے ہیں جنکی آہ آہ اور ارے اللہ سے تیمار داروں کو بھی سکتہ ہو سکتا ہے۔ کسی کو کھانسی چین نہیں لینے دیتی اُٹھ کے بیٹھ گیا ہے۔ کوئی پڑھتے پڑھتے کتاب ہی پر سر رکھ کے سو گیا ہے۔ جج صاحب کے ہاں بہت سے مقدمات تجویز لکھنے کو باقی ہیں۔ سامنے لیمپ جل رہا ہے۔ اب تک کرسی پر ڈٹے میز پر ہاتھ کی کہنی ٹیکے اور ہتھیلی سے پیشانی تھامے بیٹھے۔ سامنے مثل رکھی ہے۔ اپنے ہاتھ میں قلم ہے جو فلسکیپ کے تختوں پر سرپٹ جا رہا ہے۔
چوک کے کمروں پہ اب بھی گھنگھروؤں کی چھما چھم اور طبلے کی ٹھمک ہے۔ کہیں شطرنج اور گنجفے

Marfat.com

کے شوقین بُھٹے ہین -
کوئی رنگیلا جوان کہین سے گھر آتا ہے اور دھیمی آواز سے دروازہ کُھلوا رہا ہے کہ گھر
کے بڑے بوڑھے جاگ نہ پڑین - کہین میان بی بی ایک پلنگ پر لیٹے گھر کے انتظام - اولاد کی
تعلیم اور اُنکے شادی بیاہ کی صلاحین کر رہے ہین - کوئی کسی کے گلے مین باہین ڈالے
چین سے سو رہا ہے - ایک گھر مین کوٹھے پر چور پہونچ گئے ہین ایک نے نیچے اُترنے کو رسی
لٹکائی ہے دوسرا کوٹھری کی چھت کاٹ رہا ہے تیسرا ابھی تاک جھانک کر رہا ہے کہ مال کہان
رکھا ہے - سامنے والے کمرے کے دروازے کُھلے ہین - بی بیوی دن بلا کا نکھار کر رہی ہین کسی پر
چڑھائی ہے اور چتونین کہے دیتی ہین کہ آج کوئی اللہ کا بندہ نہ بچیگا - کسی چھوٹے سے مکان
کے صحن مین تختون پر پُرتکلف فرش بچھا ہے - وصل کے عیش کا سامان جمع ہے - ایک دلدادہ
آہٹ پر کان اور دَر پر نظر لگائے کسی کا منتظر بیٹھا ہے - ادھر ہم اپنی کیا کہین آدھی رات ہو
پچھلا پہر اِس عالم ہی مین تین بجتے - افسوس -

نہ اِس پہلو مین ہی کوئی نہ اُس پہلو مین اے حسرت — ادھر دیکھو ادھر خالی اُدھر دیکھو اُدھر خالی

انجام

یہ بہتون کو کہتے سنا ہوگا کہ "خدا انجام بخیر کرے" مگر جب اُن کہنے والون کے دلون کو
ٹٹولیے اور اُنکے خیالات کا اندازہ کیجیے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر شخص نے اپنے مذاق
اور اپنے مسلمات کی بنا پر اِس جملے سے کچھ اور ہی معنی مراد لیے ہین - اور اُسکے ذہن مین انجام
کوئی نئی ہی چیز ہے - افسوس دنیا کا یہی عام مغالطہ ہے جسنے ملکون اور قومون مین باہم عداوتین
پیدا کر دی ہین - دیکھو وہ صحرا نشین ہندو جوگی جسنے دنیا کو ہر پہلو سے آزما کے اور اہل دنیا کے
خیالات کا ہر طرح اندازہ کر کے اس عالم کون و فساد سے نفرت ظاہر کی ہے - اور تمام دنیاوی
سامان عشرت پر بے پروائی اور دولت کی لات مار کے اُس تنہائی کے مقام مین آ کے بیٹھ رہا ہے جہان
سوا خدا کے کسی کی حکومت نہین - اپنی روزی حاصل کرتے وقت اگرچہ وہ دیکھتا ہے کہ اُس
شوق کی چیزین یعنی گھاس پات ہر مقام پر کثرت موجود ہین - اور پھر لطف یہ کہ کوہسار گویا
دامن اُسکی طرف بڑھا کے کہہ رہے ہین کہ یہ ہدیہ قبول کیجیے - اور تختۂ صحرا جیسے اپنی نعمتین
وسیع خوان مین لگا کے اُسکے سامنے پیش کر رہا ہے کہ لیجیے خدا نے یہ آپ کے پاس بھیجا ہے

Marfat.com

ان مین بھی وہ کفایت شعاری کو صرف کرتا ہے - اور جس قدر ضرورت ہوتی ہے اُسی قدر لے لیتا ہے - اسی کی تقلید مین اُس رومن کیتھلک راہب نے دنیا کی تمام لذتین اپنے اوپر حرام کر لی ہین - دنیا کا حُسن اور دولت کا سامان اپنی دلفریبیان دکھا دکھا کے اُسکے دل مین ایک طمع پیدا کرتے ہین لیکن اُسنے ان سب چیزون کی طرف بظاہر اس بے پروائی سے دیکھا ہے کہ لوگون کو اسپر حسد آتا ہے - یہی بے پروائی اور لذائذ دنیوی کی نفرت وہ مسلمان صوفی دکھا رہا ہے جسنے گویا عالم کو چھوڑ دیا ہے اور صرف ایک قادر مطلق کے خیال مین اپنے آپ کو سب طرف سے کھینچ بلکے گوشہ تنہائی مین بیٹھ رہا ہے - یہ سب لوگ ایک ہی خیال - ایک ہی دُھن مین محو ہو رہے ہین - دنیا کے لوگ جو روز روز کی امیدون مین ناکامی کے صدمے اُٹھا کے عاجز آگئے ہین اُنکی اس بے پروائی کو ایسا بھلا سمجھتے ہین کہ اُنکے خیال مین ان لوگون سے زیادہ کوئی حق پسند اور راہِ راست پر چلنے والا نہین - کیا عجب کہ اپنے خیال مین وہ انھین لوگون کی حالت کو وہ حالت تصور کرتے ہون جس سے اپنے جملہ "خدا انجام بخیر کرے" مین لفظ "انجام" مراد لی ہے - انکا دل چاہتا ہے کہ خود اُنکا بھی یہی انجام ہو - اور وہ بھی دنیا کو یون ہی چھوڑنے پر قادر ہو جائین -

اگرچہ انجام کا لفظ ہر اُس مقام پر صادق آتا ہے جہان کسی کام یا کسی واقعہ کا خاتمہ ہو جائے مگر چونکہ حقیقی اختتام معاملات وہی ہے جسے لوگ موت کہتے ہین - اور جو دنیا کے تمام تعلقات قطع کر دیا کرتی ہے - اس خیال سے اکثر لوگ جب کبھی کہتے ہین "خدا انجام بخیر کرے" اُس سے یہی مراد ہوا کرتی ہے کہ مرتے وقت انسان اچھی حالت مین ہو - اچھی حالت کیا چیز ہے ؟ عموماً لوگ جسکی نسبت کہتے ہین کہ یہ اچھی حالت مین ہے اُس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ متمول ہے اور دنیا کی خواہشین پوری کرنے مین اُسے تھوڑی دقت ہوتی ہے لیکن موت ایک ایسی چیز ہے کہ اُسوقت جب جان نکلتی ہے دولتمندی اور بے دولتی عشرت اور عسرت - اطمینان اور تنگدستی سب برابر ہوتے ہین - اسی وجہ سے تمام دینی مقدس دل اُسوقت کا بخیر ہونا اس سے مراد لیتے ہین کہ انسان کی اخلاقی حالت اور روحانی خوبیان ترقی پر ہون - اور اس خیال کا پُرجوش معتقد ہو جو افسوس کرنیوالون کے خیال مین حق اور زیبا سمجھا گیا ہے - افسوس ! کچھ ایسا تفرقہ پڑ گیا ہے اور اختلاف مذاہب نے موت کے اُس وقت کے حالات بیان کرنے مین ایسا اختلاف کیا ہے کہ یہ جملہ نکلتا تو ہر شخص کی زبان سے ہے لیکن

Marfat.com

غرض ہر شخص کی جدا ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اپنے ایک خوش اطوار مسلمان مرنیوالے دوست کی نسبت کہتا ہے "کیا اچھا شخص تھا! توحید کا معتقد تھا اور رسالتِ محمدی پر ایمان رکھتا تھا۔" اُدھر دوسرا عیسائی اپنے واصل بحق مسیحی دوست کی نسبت کہہ رہا ہے "کیا اچھی موت ہے! مسیح کا خون ایسے ہی لوگوں کی نجات کے لیے ہے۔" وہ یہودی اپنے رخصت ہونیوالے دوست کی لاش کے سرہانے افسوس اور درد کے لہجے میں کہہ رہا ہے "کیا خوش نصیب تھا۔ خاص اسرائیلی شریعت اور موسوی تعلیم پر گیا۔" قدیم اصول ژند کا معتقد اور خوش خیال موبدان فارس کا پیرو اپنے کسی دوست کو دخمے میں رکھنے کو لیے جاتا ہے اور آنسو بہا بہا کے کہہ رہا ہے "کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے۔ ہمارے حق شناس وخشوروں (پیمبروں) کے آئین کا کس استقلال سے پابند رہا۔" یہ تو دخمے میں غائب ہوگیا اور اسکی جگہ چند برہمن اپنے کسی ہوکو دیجانے والے عزیز آشنا کو لیے چلے آتے ہیں۔ دریا کنارے جلانے کو لیے جاتے ہیں اور کس حسرت سے آپس میں باتیں کرتے جاتے ہیں کہ "سیدھا بیکنٹھ جائیگا۔ دیوتا اور مہاتما اسے اپنی برکتوں میں لے لینگے۔ اور دوسرا جنم اسکے لیے جنت کا مزا دیگا۔" ان سب کی زبان سے جتنے جملے سُنے گئے سب ایک شرح کی حیثیت سے تھے جنکا متن یا خلاصہ اسی قدر تھا کہ "خدا نے انجام بخیر کیا۔"

اگرچہ سب کو معلوم ہے مگر پھر بھی کسی کو نہیں معلوم کہ اصل میں انجام بخیر ہونا کیا چیز ہے کیا خوب کہا ہے۔

خبرم نیست کہ منزلگہِ مقصود کجاست این قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

اس موقع پر بانگ جرس سے مراد بانیان مذاہب کا فرمانا ہے۔ اُن لوگوں نے اپنی روحانی تعلیم سے سیکھکے جو کچھ بتایا دنیا اُسی کو حق سمجھتی ہے اور اُسی پر مذاہب کی بنیاد قائم کی گئی لیکن ہمیں اس مسئلے پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ یہی کیوں نہ کہدیں کہ ٹھیک ٹھیک انجام کا اچھا ہونا اس امر کا نام ہے کہ لوگ اُسے اچھا سمجھیں اور وہ دنیا سے نیکنام جائے۔ ا فی الحقیقت یہی ہے کہ ان سب لوگوں کا انجام اچھا ہوا جنہیں ابھی آپ نے اُنکے ہم مذہبوں کو افسوس کرتے اور حسن ظن قائم کرتے دیکھا تھا۔

موت کا مسئلہ چھوڑکر سردست یہ دیکھنا چاہیے کہ ہر کام کا انجام اچھا ہونا کیسا ہو جو کام بخیر و خوبی تمام ہو جائے۔ جسکے نتیجے پر کوئی خوش ہو اور غیروں کو حسد معلوم ہو

Marfat.com

اُسکا انجام بخیر ہوا - دنیا مین روز سیکڑون امور کی ابتدا ہوتی ہے اور خدا جانے کتنے اہم معاملات انتہا کو پہونچ جایا کرتے ہین - لیکن چونکہ اُنکا اثر خاص اور شخصی ہوتا ہے اسلیے نہ عام کو اُنکے نتیجے کی خبر ہی ہوتی ہے اور نہ عام طور پر اُنپر دلچسپی ظاہر کیجاتی ہے -

دیکھو جو لڑکا پندرہ بیس برس ہوے پڑھنے کو بٹھایا گیا تھا اُسنے آج ایم اے کی ڈگری پاس کی ہے یا اُسی طرح ایک اُسی کے ہم عمر طالب علم نے اپنی شرقی تعلیم سے فراغت پائی ہے اور آج اُسکے سر پر علما و فضلا کے مجمع عام مین فضیلت کی پگڑی باندھی جا رہی ہے - دیکھو وہ خوش ہے کہ وکالت مین پاس ہوگیا - ذرا اور آگے خیال دوڑاؤ دیکھو وہ پریشان حال جو خدا جانے کب سے دوڑ دھوپ رہا ہے اور کتنے لوگون کی سفارش اُٹھوا چکا ہے آج خوش ہے کہ اُسے ایک منصفی کی معقول جگہ مل گئی - دیکھو وہ جسنے ایک مدت سے عشق خانہ خراب پرست زندگی سے منہ پھیر لیا تھا اور جسکی آرزوئین اور تمنائین روز ایک نئے حیلے اور ایک عجیب طعن آمیز چھیڑ چھاڑ سے ٹالی جاتی تھین آج وہ اپنی مراد مین کامیاب ہوا - اور کسی وفا فراموش جفا شعار نے آج اقرار کرتے کرتے وعدہ پورا کیا ہے - واہ! کیا خوش نصیب شخص ہے - اور اُسکے عشق کا انجام کیسا اچھا ہوا - اس سے بھی زیادہ توضیح کے ساتھ مختصر باتین کیون نہ سُنیے - بیمار نے شفا پائی - وطن آوارہ کو سواد وطن نظر آئی - بچھڑے ہوے خوش خوش ملے ہین - چلتے چلتے تھک جانیوالے منزل پر پہونچے - صبح سے جان پر کھیلنے والے سپاہیون کو اسوقت شام کو فتح نصیب ہوئی - طوفان کی مصیبت اُٹھائے ہوے ز کو دور سے ساحل کی صورت ایک سیاہی مارنیوالے خط کی وضع مین دکھائی دی - یا یہی تمناؤن کا صاف نقشہ دکھا دین کہ اتنی کوششون کے بعد ہمین مسلمان شریف گھرانون مین ایک ہونہار لڑکا نظر آیا - یہ سب وہ باتین تھین اور وہ معاملات تھے جنکا انجام بخیر ہوا لیکن یہ تمام باتین صرف "انجام بخیر" ہونے کی اصلیت ظاہر کرنے کے لیے بیان کر دی گئین ورنہ زمانہ تو کچھ ایسی نامرادیون سے دوچار کراتا ہے کہ یہ سب واقعات ہماری نظر مین وہی اثر رکھتے ہین جو کسی گوری پری پیکر کی تصویر اہل حبش کے دل مین پیدا کرگئی - کیونکہ جو چیز شاذ و نادر ہی نظر سے گذرتی ہو اُسکا بیان قصہ اور کہانی سے زیادہ ہرگز وقعت نہین رکھتا -

ہماری عام تمناؤن کا وہی انجام ہوتا ہے جو مجنون کے عشق - لیلی کی جتیابیون اور فرہاد کی کوہکنی کا انجام ہوا تھا - صاف معلوم ہو رہا ہے بلکہ آنکھون سے دکھائی دیتا ہے کہ

Marfat.com

ہمین اپنے تمام معاملات مین اسی قسم کے نتیجون کا امید وار رہنا چاہیے۔ جسنے کہا ہے خوب کہا ہے "صورتِ یاس بھی بن بن کے بگڑجاتی ہے" آرزو بر آنا۔ تمناؤن مین کامیاب ہونا۔ اور کسی امر کا انجام بخیر ہونا کیسا۔

ہم اگلے واقعات اور گذشتہ تاریخ مین دیکھتے ہین کہ عموماً مصیبتین اور نامرادیون کے حالات چونکہ بہت کم پائے جاتے تھے۔ لہذا دلون مین ایک درد کا اثر پیدا کرنے کیلیے وہ صرف داستانون اور بے اصل قصون کے ذریعے سے بیان کردیے جاتے تھے۔ بخلاف اسکے آج وہ زمانہ ہے کہ ہمین اپنی قوم مین دراصل تو ہر طرف سے نامرادی ہی نظر آتی ہے یا بعض اوقات دل کی تسلی کے لیے ہم کامیابی کی داستانین بیان کرکے جی خوش کرلیا کرتے ہین۔ واقعی اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ ہمین اپنی کوشش مین اچھے انجام کا امیدوار ہی نہ ہونا چاہیے۔ اگر ہمکو جستجو ہے اور ہم تلاش کرتے ہین کہ ہمین ایسے معاملات اور ایسے موقعے ملین جن مین انجام اچھا یا خاتمہ بخیر ہوا ہو تو ہمین اپنے شہر کے قدیم داستان گویون کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ ہاے! اکثرون نے نہ سنا ہوگا کہ ہمارے داستان گو جنھون نے اپنے اور اپنی قوم کے دُکھے ہوے دلون کے خوش کرنے کے لیے ٹریجڈی کا پارٹ چھوڑ دیا ہے اور رات دن کامیڈی ہی بیان کرتے رہتے ہین اُنکے بیان مین ہمین کیسی کیسی اعلیٰ درجے کی کامیابیان اور کیسی کیسی دلفریب آرزومندیان نظر آتی ہین۔ ہمارے داستان گو جس وقت کوئی واقعہ بیان کرنے کو بیٹھ جاتے ہین اُسوقت اُنکی زبان جن واقعات کا سمان دکھاتی ہے اور جن حالتون کی تصویرین آنکھون کے سامنے کھینچتی ہے انکو اگر کوئی تعلق تھا تو صرف اُسی زمانے سے جسے یورپ عہد وسطیٰ کہتا ہے اور جس مین ہمارے سوا کوئی ناکام اور نامراد تھا ہی نہین۔ اور جو کوئی نظر اُٹھا کے دیکھتا تھا اُسے دنیا بھر مین ہمین ہم نظر آتے تھے۔ مگر افسوس ہماری تاریخی داستانین اب داستان گویون کی گپ ہوگئی۔ قاعدے کی بات ہے کہ جو امر ذہن کو مستبعد معلوم ہوتا ہے اُسکو انسان کا دل بڑی مشکل اور بڑی دقت سے قبول کرتا ہے۔ چونکہ اب ہم دنیا بھر سے زیادہ پست ہمت اور ادنیٰ درجے پر معلوم ہوتے ہین لہذا ہمارے حالات بالکل ویسی ہی داستان یا کہانی خیال کرلیے گئے ہین جسکی صحت پر سننے والے درکنار خود بیان کرنیوالے کو بھی وثوق نہین ہوتا۔ خیر یہ گذری ہوئی باتین یاد آسکے ہمین اپنے موضوع بحث سے ہٹا لیجا رہی تھین ورنہ ہماری غرض اس مقام پر صرف اتنی تھی کہ وہ دن گذر گئے جب ہمین کسی معاملہ کا

انجام بخیر نظر آتا تھا - اب تو یہ حال ہے کہ دُنیا تو دُنیا ہمین اسکی بھی امید نہین کہ عقبیٰ مین خاتمہ بخیر ہو -

عالم بیخبری طرفہ بہارے بودہ است
حیف صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم

واقعی عجب عالم تھا - کیسی کیسی بہارین نظر سے گذر رہی تھین اور کیا کیا لطف حاصل ہو رہے تھے - آہ! کس صحبت مین تھے اور کون پہلو مین تھا - آرزوئین کس اطمینان سے پوری ہو رہی تھین - نظر کے سامنے کیسا دلچسپیون کا سامان تھا مگر افسوس! صد ہزار افسوس! آنکھ کُھلی تو کچھ نہین! وہی ہم اور وہی گوشۂ تنہائی - وہی دلِ پُر آرزو - اور وہی نہ آنیوالی تمنا! آہ! ادے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد! کسی نے کیا خوب کہا ہے

یہ کسنے عین مزے مین جگا دیا ہمکو؟ ابھی تھے خواب مین اُنکو گلے لگائے ہوے

خواب اور اِنہ خود رفتگی کا عالم عجب دنیا ہے - اس خیالی دنیا مین جو سمان نظر آجاتا ہے تازہ لطف دکھانے کے ساتھ دل مین ایک نئی حسرت پیدا کر دیتا ہے - یہی ایک ایسا عالم ہے جسمین بے دولت اور بے ثروت کے انسان دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ لذائذ پر کامیاب ہوتا ہے - اعلیٰ اور ادنیٰ - بادشاہ اور فقیر سب اس عالم مین برابر ہین - دنیا کے مختلف اور حد سے زیادہ متضاد طبائع اسی عالم کے ذریعے سے اعتدال پر لائی جاتی ہین - بادشاہ افلاس اور احتیاج کا خواب دیکھتا ہے اور فقیر خواب مین بادشاہ ہو جاتا ہے - واقعی جسنے یہ شعر کہا ہے انسان کی طبیعت کا بہت اچھا اندازہ کیا ہے - وہ عالم تو ایک فوری حسرت پیدا کر ہی دیتے ہین جن مین انسان کسی عالم محوشی یا بیخبری کی حالت سے چونک کے وہ سخت صدمہ اُٹھاتا ہے جو کسی دلربا اور خود فرض کے چھوٹ جانے یا شب وصل مین سپیدۂ صبح کے نظر آجانے سے پہونچا ہو تو پہونچا ہو - زیادہ افسوس اُس موقع پر ہوتا ہے جب انسان اپنی واقعی اور حقیقی مسرتون کا خیال نہین کرتا اور اُنکی دلچسپیون مین خور رہتا ہے مگر جب وہ سامان عیش چھین لیا گیا اُن گذشتہ راحتون کو اسی طرح یاد کرتا ہے جس طرح اُس جاگ پڑنے والے نے خواب کی باتون کو یاد کر کے آہ کھینچی تھی -

دیکھو عالم شباب کن اُمنگون اور کامیابیون کا زمانہ ہے اس زمانے مین بھلا کسے خیال

آیا کہ قدرت نے ہمین کتنی بڑی دولت دی ہے - ہاتھ پاؤن کی قوت اور ذہن کی تیزی سے اُسکے حوصلوں مین جو ترقی ہوگئی ہے وہ درکنار حسن و عشق کی دنیا نے کیسے بھُلاوے سے رکھے ہین - سیکڑون معشوق جنکی آرزو مین زمانے کو تباہ کیے ہوے ہین - وہ اپنی خودپسندی کو بھول کے اُسکے چاہنے والے بنے ہین - یہ کتنا بڑا ترقی کا زمانہ ہے اور کیسی مقصد وریون مین گذر رہی ہے - عالم شباب کی مزیداریون مین محو رہنے والا اُس عیش و سرور کے زمانے مین تو کچھ خیال نہین کرتا مگر جب یہ زمانہ ہاتھ سے نکلجاتا ہے اور دل یکایکی بیٹھنے سا لگتا ہے اور ولولے فرو ہوجاتے ہین اُسوقت اُن گذشتہ عشرتون کو خواب کی طرح یاد کرتا ہے اور نہایت حسرت کے ساتھ دردمندی کے لہجے مین کہہ اُٹھتا ہے " آہ!

عالم بے خبری طرفہ بہارے بودہ است | حیف صد حیف! کہ ما دیر خبردار شدیم

جس طرح انسان کی عمر کا عمدہ زمانہ اُسے ناکام کرکے حسرتمند اور اندوہناک بناتا ہے اُسی طرح قومون کی کامیابی و ترقی کا سمان اُن دونون دلون مین ایک داغ حسرت پیدا کردیتا ہے جب وہ ترقی دامن چھڑا کے ہاتھ سے نکلجاتی ہے اور قوم کی قوم یکایک پہلے سرور کی خودرفتگی سے چونکتی ہے - بعض عربی مورخین نے کیا خوب کہا ہے کہ جس طرح انسان کیا معنی ہر دنیاوی چیز کی عمر ہوتی ہے اُسی طرح قومون کی بھی ایک عمر ہوتی ہے - جو قومین کہ اپنی ابتدائی ترقی ہی مین تباہ ہوگئین وہ وہ تھین جنکی عمر خدا نے تھوڑی ہی رکھی تھی - اُنکی نسبت یہ کہنا چاہیے کہ بچپن ہی مین مرگئین - اور جو خوب ترقی کرکے اور دنیا مین اپنی ناموری کے پھریرے اُڑا کے تباہ ہوئین وہ وہ قومین ہین جنکو خدا نے پوری عمر دی تھی - اور اپنی عمر کے کامیاب کا پورا لطف اُٹھا کے برباد ہوئین - تاریخ ایسی بہت سی قومین دکھاتی ہے جو ناموری کے میدان مین اپنی اپنی باری کے وقت مین کوس لمن الملکی بجا رہی تھین -

وہ پرانی قوم جو ہندوستان مین آریہ کے لفظ سے یاد کیجاتی ہے اُسکے قدیم عروج کو یاد کرو - جسکی سطوت اور جبروت کے خیال سے دوسرون کے اعضا مین لرزہ پڑجاتا تھا - جو انسان تو انسان دیوون اور جنون کو اپنا شکار خیال کرتی تھی اور جسکے ایک ایک بہادر نے تن تنہا صدہا دیوزادون کو خاک مین ملا دیا اور جسکی بہادری کی تاریخ دنیا مین آج ایک رزمیہ کہانی معلوم ہوتی ہے - اُسکی اُس زمانے کی اُمنگ اور اولوالعزمیون کو دیکھو اور پھر خیال کرو کہ بعد زوال یا مسلمانون کے حملے کے بعد جب اُسنے اپنی گذشتہ ناموریون کو یاد کیا ہوگا تو اُسکو

Marfat.com

اپنی اولوالعزمیاں کیسا دلفریب کا خواب نظر آتی ہونگی اور اولوالعزم قوم آریہ کے ازخود رفتہ بہادرون کو اُس عشرت کے خواب نے یاد آکے کیسا پریشان کیا ہوگا اور اُنکے دِلون پر کیا گذر گئی ہوگی جب یاد آیا ہوگا کہ افسوس وہ لطف و عشرت اور وہ آزادی و ناموری ہاتھ سے اختیار سے جاتی رہی تھی۔ اُسوقت کی حسرتناکی کا اندازہ ہر قوم اپنی اُس حالت سے کرے جب اُسکی ناموریان بھی ایک خواب پریشان نکلی ہون۔

مصریون کا دربار بھی کچھ اس سے زیادہ نیکنامی کی خبر دے رہا ہے۔ اہل مصر نے اپنے عروج کو کس انتہائی ترقی پر پہونچا دیا تھا۔ اب سے زیادہ کیا ہوگا کہ عشرت نامعقد دری جو ایک بالکل بے استقلال چیز ہے اُسنے انھین اس درجہ ازخود رفتہ بنا دیا تھا کہ خدائی کے دعوے ہونے لگے اور فرعون نے دربار نے شاہی دربار سے گذر کے خدائی دربار کی حیثیت اختیار کرلی مگر غرق فرعون کے بعد اُنھین معلوم ہوا کہ وہ کس خواب مین تھے اور زمانے نے اُنھین دھوکا دیکے کہان سے کہان پہونچا دیا تھا۔

یہی معاملہ یونان و روم اور بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آیا۔ ان سبھون نے بڑی باری وہی دولتمندی کا خواب دیکھا ہے جو ہر کامیاب قوم دیکھا کرتی ہے۔ ان مین سے کون ہے جو اپنے خواب عشرت سے چونکا اور اُن ناپائدار خیالی عشرتون کو یاد کرکے نہین بیتاب ہوا؟

اُن لوگوں کو خواب سے انھین لوگون نے جگایا جو اُن کی عشرتون کے چھیننے والے اور اُنکے سامان راحت کے لوٹنے والے تھے۔ رومیون نے یونانیون کی عشرت پرست تعدی دراز کیا اور جب خوب جی بھر کے اُنھین تباہ کرچکے تب انکو اُنکی غفلتون سے جگا دیا کہ گذشتہ عشرتون کو یاد کرکے روئین۔ بنی اسرائیل کی قوم مین بھی راحت طلبیان حد سے گذر چلی تھین۔ خداترس اور حق شناس پیغمبر قتل ہونے لگے۔ خون ریزیون کا بازار گرم ہوگیا۔ زنا اور عیاشی انکی نورانی اوصاف پر غالب آگئی تو خدا نے نینوا کے بادشاہ بخت نصر کا ایسا ظالم فتحمند اُنپر بھیجا جسنے اُنکو قید کرکے اپنا غلام بنایا۔ اور نسلِ اسرائیل کی تمام شرافتون پر ذلت و غلامی کی خاک پڑ گئی۔

ان سبکے بعد اہل اسلام نے جو ترقی کی وہ شاید سب سے زیادہ تھی۔ اُنکا خواب جس قدر دلچسپ اور دلفریب تھا اُسی قدر دلفریب کسی کا خواب نہین ہوسکتا۔ ایسی کامیابیان

کے دھوکے مین اُن پر سب سے زیادہ غفلت طاری ہوئی اور اسی وجہ سے اُنکا خواب نوشین جس بہار کا سمان دکھا رہا تھا اور آرزوؤن کے باغ پر اُنھون نے جو رونق اور تروتازگی دیکھی تھی وہ دنیا مین کسی اور کو نصیب نہین ہوئی۔ اُس عالم محویت مین گویا قوم اسلام کے ہر فرد کی زبان پر یہ شعر جاری تھا

فلاطون فلکلے باشد زیونانے کہ من دارم　　مسیحا رشک میدارد زدرمانے کہ من دارم

کسی قوم نے اپنے ابتدائی نشوونما کے وقت ایک ہی قوم کو تباہ کر کے اُسکے خزانون پر دسترس پایا ہوگا مگر اہل اسلام نے اُن تمام قومون کے خزانون پر قبضہ کر لیا جو اُنکے سامنے آئین۔ تھوڑی تھوڑی دولتون نے تو قومون کو ازخود رفتہ بنا دیا تھا یہ تو بہت بڑی دولت کا سامان تھا۔ آخر مسلمان بھی اُسی نیند مین سو گئے جسمین سب قومین سوئی تھین۔ اور جیسی وہ اعلیٰ دولت تھی ویسی ہی اُنکی نیند بھی غافل تھی۔ اب مدت کے بعد جب قوم کے بعض بعض لوگ جاگنے لگے ہین۔ افسوس مدت تک تو اُن جاگنے والون پر ایک حیرت طاری رہی کہ آہ یہ کیا تھا اور اب کیا ہے۔ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے۔ اب قوم کے بہت سے جاگنے والون نے اپنے گذشتہ عروج کو خوب اچھی طرح یاد کر کے یہ شعر زبان سے نکالا ہے۔

عالم ہمگی ہمہ طرفہ بہارے بود است!　　حیف! صد حیف!! کہ ما دیر خبردار شدیم

صبح چمن

آخری دور خواہ کسی امر مین ہو لوگون کو پسند نہین ہوتا۔ بدمستان خرابات بڑے ذوق و شوق سے جام لنڈھاتے ہین اور ساقیہ دریادل کی منت و سماجت کر کے اُسکے نازک ہاتھون سے جام لیتے ہین۔ مگر کیا بات ہے کہ پچھلا جام جس مین دُرد کی آمیزش کا خیال ہوتا ہے اُسکو مُنھین بلانوشس میکشون مین سے ہر ایک ایک دوسرے پر ٹالنے لگتا ہے۔ پیالہ اور جام سے گلگون سے انکار کرین! اگرچہ یہ ہے کہ وہ جام دور کے خاتمے پر ہوتا ہے۔ زندگی کیسی پیاری چیز ہے۔ کس کو درازیِ عمر کی تمنا نہین۔ کون نہین چاہتا کہ دنیا یون ہی گذرتی جائے اور وہ ہمیشہ یون ہی جیتا جاگتا بنا رہے۔ بلکہ یہ اور لطف ہے کہ جو جو زندگی بڑھتی جاتی ہے وہ وہ اُسکی ہوس بھی بڑھتی جاتی ہے۔ مگر دیکھیے وہی بوڑھا جسکو اگرچہ اپنی زندگی کے متعلق خدا جانے کیسی کیسی تمنائین ہین مگر حیرت کی بات ہے کہ اسکو اپنی زندگی اجیرن معلوم ہوتی

Marfat.com

ہے اور کبھی کبھی جھنجلا کے اپنی موت کی دعا مانگنے لگتا - اسکا بھی یہی سبب ہے کہ بوڑھاپا زندگی کا آخری دَور ہے - وہی معشوقہ ابتداءً جس کی ناز آفرینی مین گذرا کرتی تھی اب آخر مین بلاے جان ہوگئی ہے - یہ تو سب طول طویل زمانے کی باتین تھین تھوڑی دیر بھی جس صحبت مین زیادہ بیٹھے رہیے آخر دل اُکتا اُٹھتا ہے - ان سب سے طبیعت کو اس لیے وحشت اور نفرت ہوگئی کہ آخری دَور آگیا تھا -

مگر صبح میں کیا بات ہے کہ سوا پہلوے جانان مین رات بسر کرنیوالون کے اور سب کو اسوقت عجب لطف حاصل ہوتا ہے - اُنکا تو ہمین بھی افسوس ہے جن سے کوئی چھوٹ رہا ہے اور وہ کسی دلربا سے بچھڑ رہے ہین - لیکن دنیا کی عام حالت پر نظر ڈالیے تو کون ہے جو صبح دلفریب سمان دیکھ کے محو حیرت نہین ہو جاتا ہے - صبح کا سمان عام طور پہ دلفریب ہوتا ہی مگر خاص صبح چمن - اُسوقت کا سمان دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - مگر افسوس اُس سے لطف اُٹھانیوالے بہت کم ہین -

ہجران نصیبون کی رات بھر تڑپتے تڑپتے اسوقت آنکھ لگ گئی ہے - زاہد جاگا ہے مگر وہ گھر مین فریضۂ صبح ادا کرنے کی تیاریان کر رہا ہے - پابندان دین مین سے جن جن کی آنکھ کھل گئی ہے اُنکو ذوق عبادت مین یہ توفیق کہان کہ صحن چمن کی زیارت کرنے جائین - رؤسای نامور و دولتمند دنیادار جو بظاہر دنیاوی سامان راحت کے زیادہ مشتاق معلوم ہوتے ہین اُنکی آنکھون پر کچھ ایسی غفلت کے پردے پڑے ہین کہ ابھی تک اُنکی نیند نہین ٹوٹی - بے خبر پڑے خراٹے لے رہے ہین - برہمن تڑکے اُٹھے تھے - مگر اُنھین بید خوانی یا بتان دیر کی زیارت سے اتنی مہلت بھی نہین کہ ذرا دو قدم چلکے پریزادون کے اُس جھرمٹ کو دیکھ لین جو ہار دن بان مین دریا کے کنارے کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے - جب ان اصلی بتون اور دلفریب بتون ہی کی زیارت نہ کی تو وہان کیون جانے لگا تھا جہان صبح چمن نے ایک نیا سمان باندھا ہے - مسافر تڑکے اُٹھے تھے اور جس اصرار و تاکید سے اُنھون نے سراؤن کے پھاٹک کھلوائے ہین اُس سے خیال تھا کہ بس یہی صبح چمن کا لطف دیکھین گے - مگر افسوس یہی اُن بے انتہا سڑکون پر پڑ گئے جو زلف جانان کی طرح اپنی پیچیدگیون مین رکھنے کے سوا کبھی منزل مقصود پہ پہونچنے ہی نہین دیتین - آہ! اُن قافلون کو بھی اسوقت کی قدرتی بہار سے حظ نہین ملتا جو پچھلی رات سے چلے ہین اور ریگستان کے ٹیلون یا کوہستانی دردان

مین برابر چلے جا رہے ہین۔ اُنکے مسافرون پر تو نیند سوار ہے۔ اونٹون کی مستانہ رفتار سے جو ہچکولے پہونچتے ہین اگرچہ وہ بار بار چونکا دیتے ہین مگر نیند ایسی غالب ہے کہ پھر فوراً آنکھ لگ جاتی ہے۔ ساربان جسے ہوشیار رہنا چاہیے وہ بھی اونگھ اونگھ کے گرگر پڑتا ہے اب ایسی حالت مین اگر اس قافلے کا کسی چمن کی طرف گذر بھی ہو تو یہ خمار آلود مسافر کیا خاک لطف اُٹھا سکتے ہین۔ دنیا کے کاروباری اپنی محنت مزدوری کی طرف متوجہ ہوگئے۔ جس کے خیال مین رات کو اکثر اُنھین بدخوابی ہوگئی تھی۔ کسان جو معمولاً تڑکے اُٹھتے ہین اور ہرے ہرے کھیتون پر گذرتے ہین جنپر صبح چمن کا سمان ہنین تو ایک قسم کا دھوکا ضرور ہوتا ہے مگر اُن غریبون کو نہ اتنی سمجھ ہے کہ ان کیفیتون سے لطف اُٹھائین اور نہ اتنی مہلت ہے کہ ان سامانون کو غور سے دیکھین۔ وہ تو ہل اپنے کندھے پر رکھے نیند کے خمار مین جھونکے لیتے ہوے چلے جاتے ہین۔

صبح چمن کا سمان اور اُسکی بہار دیکھنے کے قابل تھی مگر افسوس کوئی ہنین جو اُسکی دلچسپیون سے حظ اُٹھائے۔ اُس مقام کی بہار واقعی دل پر بہت بڑا اثر ڈالتی ہے جہان قدرت نے مخلوق کے محظوظ کرنے کے لیے اپنی پوری کوشش صرف کردی ہے۔ یہی وہ خوشنما منظر ہے جسکی خوبصورتی نے اجرام فلکی کو شرمندہ کر دیا ہے جو رات بھر اپنے حسن اور اپنی دلفریبیون پر ناز کرتے رہے تھے۔ ماہتاب کا چہرہ ماند ہوگیا ہے اور اُسکی گوری رنگت پر ایک ایسا پھیکا پن طاری ہوگیا ہے کہ دیکھنے والون کا دل ہٹا جاتا ہے۔ تارے جگمگاتے جگمگاتے جھلملانے لگے ہین اور اب جھلملانا بھی موقوف ہوا بلکہ اُنکے نور مین کچھ ایسی کمزوری پیدا ہوگئی ہے کہ اپنی اُتری صورت صبح کے آسمان کی ملگجی رنگت مین چھپانا چاہتے ہین اور کسی طرح ہنین چھپتی۔ بزم عالم بالا مین یہ برہمی جس چیز نے پیدا کی ہے وہ دنیا کی دلفریبیان ہین جو چار پہر تک گویا اپنا سنگار کرنے کے لیے رات کے سیاہ پردے مین چھپی رہی تھین۔

یون تو عموماً دنیا عجب ناز فروشی کے عالم مین ہے مگر صحن چمن پر جہان عروس بہار ہزارون ناز و ادا سے جلوہ آرا ہے ایسا عالم ہے کہ دیکھنے والے محو حیرت ہوے جاتے ہین۔ سفیدۂ صبح کے ساتھ آفتاب کی گرمی کا اثر پاتے ہی وہ برودت اعتدال پر آئی جسنے رات بھر وصلت گزینون کو لپٹائے رکھا تھا۔ وہ نہر جو صحن چمن مین لہرا رہی ہے اُسپر تارون کی جگہ اب صبح کی روشنی پہونچی ہے اور اُسکی لہرین نسیم سحر کے خرام ناز کے ساتھ ساتھ کنارون

تک جا جاکے اُن سرنگون جھاڑیون کو تھپیڑے دے رہی ہین جو پانی کے آئینے مین صبح کی پیشانی کے عکس کو اصلی خیال کرکے بوسہ دینے کے لیے جھک گئی ہین غنچے چٹکنے لگے ہین۔ اور انکے چٹکنے کی آواز نے مرغان چمن کو بیدار کر دیا ہے جنھون نے اپنے نشیمنون سے آنکھ کھولتے ہی صبح کی بہار دیکھی ہے اور اسوقت کی قدرتی بہار نے ایسا از خود رفتہ بنا دیا ہے کہ رہ رہ کے چہک اُٹھتے ہین اور اُن لوگون کو پکارنے لگتے ہین جو آئین اور عروس بہار کی مرح سرائی مین اُنکا ساتھ دین۔ پھول مسکراتے مسکراتے جوش سرور مین زیادہ ہنس پڑے ہین۔ اور خندۂ گل کی آہٹ پر نسیم بڑے ذوق و شوق سے اس تڑکے کے اندھیرے مین ایسی اندھون کی چال چلنے لگی ہے کہ قدم قدم پر معشوقان چمن یعنی نونہالون کو ٹھکراتی ہے اور گھڑی گھڑی گستاخی کر بیٹھتی ہے۔ اور اس گستاخی پر کچھ ایسی نادم ہوتی ہے کہ چلتے چلتے ٹھٹک سے جاتی ہے۔

آفتاب نسیم سحر سے بھی زیادہ صحن چمن کی زیارت کا مشتاق تھا۔ افق مشرق کی طرف اُسکی روشنی اور نمایان ہوئی۔ اور وہ سیاہ چادر دفعۃً چاک ہوگئی جسے حیادار معشوقان اوڑھے ہوے تھے۔ اب دیکھیے تو وہ بہار اور وہ کیفیت نظر آرہی ہے جو دنیا بھر مین نظر نہ آئیگی۔ یہی وقت صحن چمن کی سیر کا تھا مگر افسوس دیکھنے والا کوئی نہین۔ اس تھیٹر کے ہیرو خود ہی اپنا تماشا دکھلا رہے ہین اور خود ہی دیکھ رہے ہین۔

مسافر جو تڑکے چلے تھے آبادی سے دور نکل گئے ہین۔ قافلہ والے کسی پہاڑی کے سایے مین فریضۂ سحر ادا کرنے کے لیے ٹھہرے ہین۔ اہل مسجد اپنے اعتقاد مین خشوع خضوع کے ساتھ خدائے واحد کے سامنے دست بستہ صف باندھے کھڑے ہین۔ اہل دیر بتون کے سامنے مصروف عبادت ہین اور بڑی مستعدی اور سرگرمی سے ناقوس اور گھنٹے بجا رہے ہین۔ جو تارون کی چھان مین کبھی کی مانی ہوئی منت پوری کرنے کے لیے مسجد کے طاق بھرنے گئی تھین وہ قیامت خرامی کے ساتھ بیداری شب کے خمار مین جھومتی ہوئی اندھیرے ہی مین گھرون کو نکل گئی ہین۔ آہ! نازک بدن ہمسائیون کا قول جنکے نازک جسمون کے ساتھ کی ہمرون نے کسی خوش نصیب عاشق سے بھی زیادہ دست درازیان کی تھین۔ وہی منہ اندھیرے واپس گیا۔ یہی وہ لوگ تھے جو صحن چمن کی زیارت کرتے یا اُسکی رونق دوبالا کرتے۔ مگر اس طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ آہ! صبح چمن کی دلچسپیون مین جو دلفریب کیفیت؟

Marfat.com

اُسکا دیکھنے والا کوئی نہین۔

آفتاب کی نازک نازک کرنین سبزۂ خوابیدہ کو اُسی طرح جگا رہی ہین جس طرح کوئی نازبردارو لدادہ اپنی محوِ خواب دلربا کو جگائے۔ یہی کرنین صحن چمن کے سبز مخملی فرش پر لوٹتی ہوئی اُن نازک اور سادگی کی بہار دکھانیوالے پھولون پر پہونچی ہین جھون نے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی اپنے حسنِ نظرفریب پر اترا کے مُسکرانا شروع کیا تھا۔ معشوقان چمن یعنے مسکرانے والے غنچون کو ادھر تو یہ شوخ اور گستاخ کرنین چھیڑ رہی ہین اُدھر نسیم سحر بار بار آتی ہے اور پہلو مین گدگدا دیتی ہے اور ان چھیڑ خانیون کا نتیجہ ہے کہ اُن غنچون کی ہنسی جو ابھی جوش سرور اور خودنمائی کی ہنسی تھی اب ندامت و شرم کی ہنسی ہوگئی ہے۔ ان پھولون کے وہ رنگین لباس جو قدرت نے پہنادئے ہین کچھ اس بہار اور اس لطف پر ہین کہ باغ مین جو ہے گویا انھین کے جمال جہان آرا پر متحیر ہو کے دم بخود کھڑا رہ گیا ہے۔ بیلین جو پیچ و تاب کھانے والے بیتاب عاشقون کی طرح سرو قدان چمن سے لپٹی جاتی ہین اُنکی ان بیتابانہ اداؤن نے حسن و عشق کی دنیا مین ایک نیا جوش پیدا کردیا ہے۔ پھولون کا گہنا جو نونہالان باغ کو قدرت کی کاریگری نے پہنا دیا ہے اس سے دنیاوی پرتکلف زیورون کی توہین ہوئی جاتی ہے نہر نے جو ناز فروشان باغ کے دامنون کے نیچے لہراتی چلی جاتی ہے اپنے ہجوم شوق کی اداد کھانے کے علاوہ چمن کے ہر ناز فروش کے نیچے ایک آئینہ خانہ بنا دیا ہے کہ اپنے حسنِ عالم آرا کو دیکھے اور مشق ناز مین اور جدت دکھائے۔ یہ عالم دیکھکے اُن سن رسیدہ بڑے بڑے درختون سے بھی نہین رہا جاتا جو مدتون سے کسی کے گلے لگانے کے لیے گویا آرزو کی گود پھیلائے کھڑے ہین۔ نسیم سحر کی رفتار مستانہ کے ساتھ اُنکے دل مین واقعی ایک اُمنگ پیدا ہوتی ہے اور جھوم جھوم کے ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے لگتے ہین اور ایک دوسرے کی شاخون کو چومنے لگتے ہین۔ انکی حرکت نے اُن طائرون کو بھی چونکا دیا جو ہنوز اپنے نشیمن ہی مین بیٹھے نغمخوانی کر رہے تھے۔ یہ خود فراموشی کی گھڑی اُنپر بھی اثر کر گئی اور آشیانون سے نکل نکل کے باغ کی دلفریبیون کا تماشا دیکھنے لگے اور عروسان چمن یعنی پھولون کو اُنکے حسن خداداد پر مبارکباد دینے لگے۔

اسوقت صحن چمن کا لطف کچھ اس درجہ ترقی کر گیا ہے کہ تمام سامان کی مجموعی حالت پر نظر نہ ڈالیے بلکہ ہر چیز کو تنہا دیکھئے اور اُسی کی دلفریبیون پر غور کیجیے تو بھی دل پر ایک زخم لگی

کا اثر پیدا ہو جائیگا۔ دیکھیے پھولون کی ہنسی اور غنچون کا چٹکنا اپنی جگہ پر کیا لطف دکھا
رہا ہے۔ اس سے قطع نظر کرکے صرف اُنکے تر و تازہ رنگ ہی کو ملاحظہ فرمایئے جو آنکھون
مین کھبا جاتا ہے۔ دنیا اُس قدرتی رنگ کا کوئی دوسرا نمونہ آنکھین تو آنکھین خیال
کے سامنے بھی نہ پیش کر سکے گی۔ درختون کی سبزی کی بہار سب سے الگ ہے۔ اور
نظر فریبی مین نئی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اُن آنکھون پر کس قیامت کا ستم کر رہی ہے جو کسی
کو دھانی لباس مین دیکھ چکی ہین۔ نہر جو کسی کی چین جبین کا نقشہ اُڑا لائی ہے یہی کیا کم
ہے۔ وہ پہاڑی نہر جس مین وہان کی سادہ مزاج دوشیزہ لڑکیان صبح و شام ہاتھ
منہ دھویا کرتی ہین اور جن کے حُسن کی کشش آشفتہ مزاجون کو دُور دُور سے وہان
کھینچ لیجاتی ہے اور اُن کو کوہستانی درون مین ٹھوکرین کھلواتی ہے اُن نہرون کو اگرچہ
اپنی خوش قسمتی پر بہت بڑا ناز ہوگا مگر اسوقت تو اس نہر کو زیادہ دعوی ہے جو خوشقدانِ
چمن کے پانون چومتی ہے اور اُنکے عکس کو اپنی گود مین لیکے بہا گئی ہے۔ یہ بیلین جو
تسلسل کا سمان دکھا رہی ہین اور کاکل جانان کی طرح دلون کو اپنے پیچ مین اُلجھائے
ہوئے ہین اُنکی بہار اور اُنکی یہ مستقل مزاجی کی ادا کہ جس خوبرو کے گلے پیٹین بس اُسی سے
لپٹ کے رہگئین کیا کم دلفریب ہے۔ مرغانِ چمن جو اپنے آشیانون مین نغمہ سرائی کرتے کرتے
زمین آکے باہر نکل کھڑے ہوے ہین اور ہر شاخ پر اور ہر پھول کے قریب بیٹھ کے جی بھر
کے اشتیاق ظاہر کرلیتے ہین تو آگے بڑھتے ہین۔ یہ بھی لطف سے خالی نہین۔ یہی وہ
نغمہ کشان چمن ہین جو آشفتہ مزاجون اور دلدادگان یار کی طبیعت برہم کردیا کیا اچھے
ہے مطلق اور عشق سے آزاد رہنے والون کو بھی مبتلاے عشق کرلیا کرتے ہین۔ نرگس
کو تو تمنے سنا ہی ہوگا کہ لطف چمن کو آنکھون ہی آنکھون مین دیکھا کرتی ہے۔ مگر ہمارے
سے ذرا اس امر کا تو خیال کرو کہ کس ناز و ادا سے دیکھتی ہے۔ شبنم نے گلاب کو کیا
دھو دھا کے اور صاف کرکے آراستہ کردیا ہے کہ وہی خوبرو جنکے رخسارون کا رنگ
اس نے اُڑا لیا ہے۔ ان پھولون سے آراستہ ہوکر اور بن سنور کے جلوہ گاہِ عالم مین
آئی ہین۔ ان تمام سامانون کی اصلی بنا عروس بہار ہے جو اندرون صحن چمن کی مہمان ہے
اور رنگینی و دلفریبی کے لیے مجلس چمن کا ہر ممبر زندہ دلی سے اچھا لطف بر آتے جانے والے
کی مطمح نظر کیے دیتا ہے۔

افسوس یہ سب سامان اچھے تھے۔ مگر اُس حال مین جب کوئی سیر دیکھنے والا ہو تو
یہان قومی باغ کی پژمردگی نے دلون کو کچھ ایسا متفکر اور افسردہ بنا دیا ہے کہ اگر اتفاقاً
اس طرف کسی کا گذر بھی ہو جاتا ہے تو اُسے ان سامانون مین کوئی مزہ نہین آتا۔ ہمارے
ہمقومون کی افسردہ دلی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ ڈر ہے کہین انکی بیدلی کا اثر ان
شوخ طبعان بزم چمن پر نہ پڑ جائے اور وہی قول نہ صادق آئے جو اکثر سنا جاتا ہے کہ ع
"افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را"

شد پریشان خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا

مشہور ہے کہ اگلے دنون اگر کوئی بادشاہ کوئی عجیب خواب دیکھتا تھا تو تمام کاہن
اور نجومی طلب کیے جاتے تھے اور اُنسے اُس خواب کی تعبیر پوچھی جاتی تھی۔ تعبیر کیا پوچھی
جاتی تھی وہ ایک ایسی بلا مین مبتلا ہو جاتے تھے کہ کسی طرح مفر ہی نہین ہو سکتا تھا۔ صرف
یہی نہین کہ تعبیر کہین بلکہ اُسکے ساتھ یہ بھی قیدین ہوتی تھین کہ بادشاہ کی مرضی کے
ہرگز خلاف نہ ہو۔ اگلی دنیا مین انھین خوابون کی وجہ سے بڑی بڑی خونریزیان ہوگئی
ہین۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوا کہ شہر بلکہ ملک بھر کے تمام کاہن اور منجم بیدریغ تہ تیغ ہوے۔ اور
کبھی منجمون نے کوئی فقرہ بنا کے اپنا پیچھا چھڑا لیا تو ملک پر ظلم ہونے لگا۔ اسی کی نظیر مین
فرعون مصر کا خواب ہے جو ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اُسنے دیکھا تھا۔ منجمون
نے تو کہدیا تھا کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل مین پیدا ہونیوالا ہے جو زوالِ دولت کا باعث ہوگا
اس تعبیر نے غریب بنی اسرائیل کو غلامی کے سوا اس نئی مصیبت مین ڈالدیا کہ اُنکے بچے
بے پرسش مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی قتل کر ڈالے جاتے تھے۔ کچھ اسی خواب پر منحصر
نہین ہے اسی قسم کے سیکڑون خواب دیکھے گئے اور ہزارون بندگان خدا پر آفت نازل ہوگی
اب اس مہذب دنیا نے وہ مظالم تو موقوف کردیے مگر خواب کا اثر اب بھی باقی ہے
اور بڑے بڑے علما و اذکیا کو اب بھی تعبیر کہنے کی تکلیف دی جاتی ہے۔ اس سے ہمین بنیاد
سروکار نہین کہ خواب کا فی نفسہ کوئی اثر ہے یا نہین اور تعبیر واقعیت سے کوئی علاقہ رکھتی
ہے یا صرف ایک ضعیف الاعتقادی ہے۔ لیکن اتنا تو ہم بھی جانتے ہین کہ جب کبھی کوئی عجیب
اور نیا خواب دیکھا ہے تو دل مین آگئی ہے کہ کسی سے اسکی تعبیر بھی سنتے اور خدا

مین ایک امید سی پیدا ہو جاتی ہے۔ یا کسی قسم کا خوف پیدا ہوتا ہو اور کسی بُرائی سے روکتا ہو۔
اسلام کے نزدیک خواب کیا چیز ہے؟ اگرچہ اسکا فیصلہ کرتے وقت اکثر لوگ ہم سے خفا ہو جائین گے گر ہم صاف صاف کہنے مین ذرا تامل نہ کرینگے۔ ہمارے دین اسلام کے نزدیک اصل مین خواب کوئی چیز نہین جو کچھ ہے تعبیر ہے۔ اور وہ بھی صرف اسلیے کہ کسی بزرگ کے کلمات تعبیر سُنکے ہر شخص اپنے دل مین ایک آیندہ خوشی کا امیدوار ہو جائے تاکہ اُسکے دل کو تقویت ہو اور اُسے ہمیشہ ایک اطمینان حاصل رہے۔ شارع دین اسلام نے اس امر کا بہت سچا اندازہ کر لیا تھا کہ خواب انسان کے دل پر بہت بڑا اثر کیا کرتا ہے لہذا ضرورت ہے کہ کوئی لائق اور مقدس مسلمان اُسکے خیالات کو بُری باتون سے پھیر کے ایک عمدہ معتقدوری اور اُمید کی طرف لے آئے۔
اسکے سوا کہین ثابت نہین کہ اسلام نے خواب کو کوئی واقعی امر مانا ہے۔ اپنے دعوے کے ثبوت مین ہم جناب رسالتمآب صلعم کا ایک فیصلہ پیش کر سکتے ہین جو صاف طور پر بتا رہا ہے کہ خواب صرف امیدواری کی پوری استعداد پیدا کر دیا کرتا ہو۔ اور وہی استعداد آخر مین تکمیل مرام بھی کرا دیتی ہے۔ ایک عورت ہر سال جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر ایک خواب بیان کرتی تھی اور آپ ہمیشہ تعبیر مین فرما دیا کرتے تھے کہ تیرے ایک لڑکا ہوگا۔ خدا ایسا ہی ہوتا تھا۔ چنانچہ اُس عورت کے بہت سے لڑکے ہوے۔ ایک مرتبہ وہ عورت جب حاضر ہوئی تو جناب عائشہؓ تشریف رکھتی تھین اور خود آنحضرتؐ نہ تھے۔ اُس عورت نے اپنا خواب حضرت صدیقہؓ کے سامنے بیان کیا۔ اُنھون نے کچھ ایسی اُلٹی تعبیر کہدی کہ وہ عورت روتی ہوئی گھر گئی۔ جب جناب رسالتمآب صلعم تشریف لائے جناب عائشہ نے اُس عورت کا واقعہ آپکے سامنے دوہرایا۔ آپ کو نہایت صدمہ ہوا اور فرمانے لگے کہ وہ ہر سال میرے پاس آتی تھی اور مین تعبیر مین کہدیا کرتا تھا کہ تیرے لڑکا ہوگا وہ خوش خوش جاتی تھی اور خدا اُسکو لڑکا دیتا تھا۔ اب تم نے اُسکا دل توڑ دیا اور بیشک وہی ہوگا جو تم نے کہا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
جناب یوسف علیہ السلام نے قید خانے مین جن لوگون کے خواب کی تعبیر فرمائی تھی اُن کی نسبت اکثر مفسرین اور عبداللہ بن مسعود کے ایسے فقیہ اور جلیل القدر صحابی کی رائے ہے کہ اُن لوگون نے اصل مین کچھ خواب نہین دیکھا تھا بلکہ یوسف علیہ السلام کی آزمایش کے لیے اُنھون نے یکایک خواب بنا کے سُنا دیا تھا۔ اور جب حضرت یوسف کی زبان سے تعبیر سُنی تو وہ شخص

جسکی نسبت قتل کا حکم لگایا گیا تھا اُسنے صاف کہدیا کہ مین نے تو خواب واب کچھ نہین دیکھا تھا۔ صرف تمھارے دھوکا دینے کے لیے مین نے ایک بات بنائی تھی جسکی جواب مین یوسف علیہ السلام نے کہا کہ "اب تو جو ہونا تھا ہوا مین نے جو حکم لگایا ہو اُس مین سرمو فرق نہ آیگا" چنانچہ صبح ہی کو وہ امر ظہور پذیر ہوا جو حضرت یوسف نے فرما دیا تھا۔

اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواب اصل مین کوئی چیز نہین ہان اتنی واقعیت ضرور ہے کہ انسان کے خیال اور اعتقاد پر کچھ ایسا اثر ہو جاتا ہے کہ وہ بڑے ہی ذوق اور شوق سے اپنی آیندہ آرزو کا امیدوار ہو جاتا ہے اور اپنے تئین اُس آرزو کے قابل بنا لیتا ہے۔ یا اگر بُری تعبیر بتائی گئی ہے تو کسی بڑی خرابی سے بچنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور یہ دونون ایسے امور ہین کہ جب دل سے اور سچی ہمت سے ہونگے۔ ممکن نہین کہ اُنکا اثر نہ ظاہر ہو۔ یا دوسرے الفاظ مین کہا جائے کہ خواب سچا نہ ہو جائے۔

اب ایسا زمانہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبائع خواب کو بالکل بے اصل اور لغو خیال کرنے لگی ہین انکی نسبت ہم اتنا ضرور کہین گے کہ اُنکی فلاسفی نے دنیا کو بالکل ناامید کر دیا۔ وہ آرزومندی کا شوق دلون سے جاتا رہا جب سے یہ خیال پیدا ہوا کہ خواب صرف ایک ڈھکوسلا ہے اور اُسکی تعبیر مغلانی کی کہانی۔

مگر اسکا ضرر اگر کچھ ہو سکتا ہے تو یورپ پر بلکہ یورپ پر بھی نہین کیونکہ وہان کی طبائع مین ترقی کا ایک ایسا جوش پیدا ہو گیا ہے جو شاید کسی اور طرح ممکن ہی نہین۔ اس خیال سے جو کچھ مصیبت پڑی صرف اُن لوگون پر جو ایشیا مین پیدا ہوے اور مغربی تعلیم کے اثر سے بجاے اسکے کہ خود ترقی کرین صرف اُن قدیم مصلحت آمیز امور کا باطل کرنا آ گیا۔

ایک عرصے کی غفلت یا جہالت کے بعد جن لوگون کی آنکھ کھل گئی ہے اُنکو اپنا قدیم سطوت و دبدبہ اور اپنی اگلی ترقی دنیا موری ایک خواب ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس خواب کو وہ دردانگیز اور عبرت آمیز الفاظ مین ہر بزرگ اور ہر مقتدا ے قوم کے سامنے پیش کر رہے ہین اور پوچھتے ہین کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ مگر تعبیر کون بتائے ہا تعلیم یافتہ جماعت تو مجنون خیال کر کے انکی بات بھی نہ سُنیگی۔ ہان چند پرانے وقت کے بڈھے باقی ہین جنپر زمانے نے اثر نہین کیا اور امید ہوتی ہے کہ اگر یہ تعبیر کہین گے تو اچھی ہوگی۔ مگر اُن مین باہم ایسے اختلافات پڑے ہوے ہین کہ ہماری قسمت کا فیصلہ کرتے وقت یہ تو درکنار کہ ہمدردی اور غمگساری سے

Marfat.com

کام لیں آپس میں لڑے مرتے ہیں۔ ایک کچھ کہتا ہے تو دوسرا کچھ۔ ایک امید دلاتا ہے تو دوسرا مایوس کر دیتا ہے۔ ایک ہنسا دیتا ہے تو دوسرا رُلاتا ہے۔

آہ! اپنا خواب اس مقدس گروہ کے سامنے لیکے ہم گئے اور بہ ہزار منت و سماجت سب کے سامنے اپنی مصیبت اور اپنی واجب الرحم حالت کو ظاہر کیا مگر اُنھوں نے اپنی باہمی لڑائی اور رنجش کو اس حد تک طول دیا کہ ہمیں اپنا خواب بھی بُرا معلوم ہونے لگا۔ اور دنیا سے جی ہٹ گیا۔ افسوس ان بزرگوں کو ہماری بیکسی اور ہماری مظلومی پر ترس بھی نہ آیا۔ چاہے کسی اور کو اپنا خواب راس آگیا ہو ہمیں تو اپنا خواب خوابِ پریشان معلوم ہونے لگا۔ آہ! کیا خوب کہا ہے کسی نے ع شد پریشان خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا۔

افسوس ان مقتدایانِ اسلام کے آپس کے فساد نے ہمارے اُس خوابِ عشرت کو پریشان تو کر ہی دیا ہے مگر اب ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ خواب کا سماں ہمارے ذہن سے بھی اُتر جائے مدت کی بات کیسے یاد رہی ہے جو ہمیں یاد رہیگی۔

عمر دو روزہ

دو روزہ ہی کہیے۔ کیونکہ دنیا کی اتنی بڑی طول طویل عمر میں سے انسان کو اپنی زندگی کے لیے اتنی تھوڑی محدود وسعت ملی ہے تو اُسے دو روزہ نہ کہیں تو کیا کہیں؟ اور قطع نظر اسکے یہ کتنی بڑی خرابی ہے کہ کوئی اعتبار نہیں۔ قضا جس وقت آ جائے اُسی وقت جانو کہ زندگی تمام ہو گئی۔ اس سے غرض نہیں کہ اس دارِ فانی میں کتنے دنوں رہنے کا اتفاق ہوا۔ مگر خیال تو کرو کہ ایسی دو روزہ عمر میں انسان کیا کیا کر لیتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ موت کو بھول کے دنیاوی دلچسپیوں کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ ستم تو یہ کہ خود زندگی کی ماہیت پر غور کرتے کرتے یہاں تک لغزش کھا جاتا ہے کہ سوا اس دنیاوی زندگی کے کسی دوسری زندگی کا اقرار نہیں کرتا۔ حتی کہ اُسکے نزدیک یہی موت آخری اور اصلی موت قرار پا گئی ہے۔ اس امر کا تصفیہ آج تک دنیا میں کوئی نہیں کر سکا کہ آیا یہی چند روزہ زندگی زندگی ہے یا دنیا سے جانے کے بعد انسان کسی دوسرے عالم میں زندہ موجود رہتا ہے۔ یہ دنیاوی موت جو دنیا سے بدا کر دیتی ہے اسکا حال بہت لوگوں نے دریافت کرنا چاہا مگر آج تک کسی کو نہ معلوم ہوا۔ قدرت نے اس طلسم کا کھلنا اُسی وقت پر منحصر رکھا ہے جب خود انسان اُس عالم میں ہو۔

Marfat.com

خیر چاہے موت کے بعد کوئی زندگی ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو ہماری غرض تو صرف دنیاوی عمر سے ہے جس مین ہمین ایسے ایسے سامان راحت نظر آ رہے ہین کہ کسی طرح چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔ کسی پیاسے کو پانی کے دو گھونٹ پی لینے دیجیے پھر دیکھیے کہ پیاس کسقدر ترقی کر جاتی ہے اور وہ شخص کس قدر بیصبر ہو جاتا ہے۔ ہزار جھلّے دیدیکے چھینیے مگر وہ اپنی قوت بھر کٹورا مُنہ سے جدا نہین ہونے دیتا۔ علیٰ ہذا القیاس کسی فاقہ مست اور بھوکون مرنے والے کو جب تک کھانا کھانے کو کچھ نہ دیجیے غنیمت ہے مگر ادھر دو ایک نوالے حلق سے اُترے اور آتش شوق تیزتر گردد کا مضمون صادق آگیا۔ چلیے تو تھوڑا بہت ضبط تھا بھی اب ضبط کہان۔ وہی حال اس دنیاوی عمر کا ہے۔ جب تک اسکے لطف سے نہین واقف تھے اسکی کچھ پروا بھی نہین تھی مگر جو اسکے مزون سے واقف ہوتے گئے وہ دل گرویدہ ہوتا گیا اور شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا مین چاہے کتنے ہی دنون رہے مگر آخر وقت یہی معلوم ہوتا تھا کہ دو تین روز سے زیادہ دنیا مین رہنے کی مہلت نہین ملی۔

اے عمر دو روزہ! اگرچہ تو ہمین دو ہی تین دن اپنا مہمان رکھتی مگر ان دو دنون مین ہم جو سامان راحت دیکھتے ہین وہ ایسے نہین کہ مرنے کے بعد کبھی بھول جائین۔ تیری فرودگاہ مین آنے کے وقت ہمنے جن لوگون کو اپنا میزبان پایا اُنکی شفقتین تیری مہمانداری کا پہلا نمونہ تھین۔ آہ! وہ کیسے رحمدل اور مہربان بلکہ صورت کے عاشق تھے کہ ہماری ایک ذراسی تکلیف بھی اُنکے دل کو نہ برداشت ہوتی تھی۔ اُسوقت کے بعد سے یہ ہوا کہ ہم نظر بڑھا بڑھا کے اور سرائے دنیا مین وسیع صحنون مین پھر پھر کے دنیاوی سامانون کو دیکھنے لگے۔ اصل یہ ہے کہ جو چیز ملی وہ دلربائی کی ایک خاص ادا رکھتی تھی۔ آہ! اُن دنون یہ آسمان کے تارے اور یہ آفتاب و ماہتاب کیسے بھلے معلوم ہوتے تھے جب ہم جوش و خروش سے اُنکی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اپنے خیال مین گویا اُنسے باتین کرتے تھے۔ اُسکے بعد جب ہمنے دنیاوی سبزہ زارون اور موسم بہار کے شگفتہ پھولون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ظاہر مین فوق البھڑک ہونے کی وجہ سے تارے صرف بچون کا کھلونا تھے۔ آہ! یہ عالم اور یہ لطف تارون مین کہان جو موسم بہار کے باغون مین ہے۔ جوانان چمن کا نظر کو تر و تازہ کر دینے والا خوشگوار رنگ۔ غنچون کا تبسم ناز۔ اور پھولون کا ہجوم شوق مین

Marfat.com

بے انتہا ہنس پڑتا۔ طیور کی مستانہ تانین اور وفورِ طرب سے بیخود ہو ہو کے چہچہا اٹھنا۔ نسیم کا رقص اور مستانہ روی اور اسکے دلفریب رقص پر جوانانِ چمن کو بار بار حال آنا۔ یہ ایسی کیفیتین تھین جنسے مزے اٹھانے کے لیے یہ عمرِ دوروزہ کیا کافی ہو سکتی تھی بعض باغ دیکھے تھے اور بعض کے دیکھنے کی ہوس تھی۔ آہ! بالکل یہی مضمون تھا کہ ع

کچھ نکالی تھی ہوس کچھ اور بھی ارمان تھے۔

بعض سیاحون کی زبانی کوہسارون کی کیفیت اور پہاڑون کے پہلوؤن سے آبشارون اور چشمون کے نکل نکل کے بہنے کی بہار اور خودرو درختون کی سادہ مزاجی اور وہان کے آزاد اور بیخوف طیور کی چہلیون کا حال سنکے ایسے مشتاق ہوے تھے کہ رہ رہ کے دل مین شوق ابھرتا تھا اور بار بار جی مین آتا تھا کہ تمام تعلقات دنیاوی چھوڑ کے ہم بھی وہین چلے جائین جہان ایسے لطف نظر آتے ہین مگر افسوس زمانے نے مہلت نہ دی اور دو دن کی زندگی مین کہان کہان جاتے؟ جب اپنے دلی خیالات کی جانب متوجہ ہوتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا چیز اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

جوشِ جوانی مین جب ولولے حد سے بڑھے جاتے تھے اور رنگین خیالی جنت کی طرف اڑائے لیے جاتی تھین بارہا دشت نوردی اور اس آزادی کی سرزمین سے ملنے کو کچھ ایسا جی چاہا کہ حقیقت مین ہمکو کچھ پروا نہ ہوتی اور کوئی تعجب نہ تھا جو ہم تمام علائقِ دنیا کو چھوڑ چھاڑ کے چلے جاتے۔ مگر دنیا نے اس پر تکلف اور آبادی مین جہان ہم مقیم تھے ایسی نئی نئی دلچسپیان نظر کے سامنے پیش کین کہ ہزار چاہا مگر گھر سے دو قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ باغِ جوانی نے دلی جذبات مین ایک جوش پیدا کر دیا۔ اور شباب کی بہارون نے جن پریوشون کو حسن و جمال اور ناز و ادا مین یکتا تیار کرا دیا تھا انھین مین سے وہ ایک ایسی بلاخیز اور خرمنِ جان مین آگ لگا دینے والی صورتین پیش کر دین کہ دل ہاتھ سے نکل گیا۔ اور عشقِ خانہ برانداز نے تمام لطف اور موسمِ بہار کی سب دلچسپیان بھلا دین۔ اور گویا نظر کو یقین آگیا کہ دنیا مین جو کچھ ہے یہی ہے۔ واقعی اب معلوم ہوا کہ وہ چمن فی نفسہ کوئی چیز نہین۔ قدرت نے انھین صرف وصل یا حسن کے استقبال کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان سب چیزون مین جبھی لطف ہے جب کوئی پہلو مین بھی ہو حسن کی قدردانی تو بعد کی باتین ہین ابتداءً بارگاہِ حسن تک دسترس حاصل ہوتے

Marfat.com

تو بھی عمر نوح چاہیے - پریوشون کے وعدے اعاذ اللہ قیامت کا آنا برحق ہے اور
ستم شعار ناز فروشون کے وعدے پورے ہونے مین کلام ہے - خوبرویون کی کل
فردا ے قیامت خیال کیجاتی ہے اور یہان عمر اتنی تھوڑی کہ دوروزہ ! اور پھر اس
دوروزہ عمر مین بھی یہ ناپائداری کہ جو سانس آتی ہے غنیمت ہے - پوری پوری عمر
کی امیدواری مین ایک شب وصل نصیب ہوئی اور وہ بھی عمر دوروزہ کی طرح
ایسی تھوڑی کہ بات کرنے کی نوبت نہ آئی اور صبح ہوگئی -

اصل یہ ہے کہ دنیا مین رہنے کے لیے بہت تھوڑی مدت ملی - یہ ایسا مقام
ہے جسپر صرف ایک سرسری نظر ڈالیجائے یا رواروی کی سیر کیجائے ! خدا کی قدرت
کا پورا مظہر دنیا ہے - راستبازی و بددیانتی کفر و ایمان کے امتحان کا یہی مقام
صنعت ایزدی پر انسانی کاریگری کے نقش و نگار دنیا ہی مین بنائے جاتے ہین
پھر ان کامون کے لیے یہ مختصر سا زمانہ کیا کافی ہو سکتا ہے ؟ یہی کیا کم ہے کہ دنیا مین
آتے ہی انسان یہان کے مختلف علائق کو دیکھ کے گھبرا اُٹھتا ہے اور بے اختیار
اُسکی زبان سے نکل جاتا ہے - یک سر و ہزار سودا - اُس سے بنتا ہی نہین کہ کیا
کرے اور کدھر متوجہ ہو - نہ کہ عمر کی کمی کا ایک جانگزا خیال اُسکے دل کو حیران
پریشان کردے - ان تمام باتون کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہان آنیوالون مین اکثر یہان
دلچسپیون کی صورت دیکھتے ہی گھبرا اُٹھتے ہین کہ کیا کرین اور کسکی طرف متوجہ ہون
اسی گھبراہٹ مین مختصر سی زندگی جسے عمر دوروزہ کہتے ہین پوری ہوجاتی ہے اور
ویسے ہی دنیا سے رخصت ہوجاتے ہین جیسے کہ آئے تھے - آہ دنیا سے جانے والو
مین بہتون کی زندگی کے کارنامے دیکھے جائین تو صاف معلوم ہوگا کہ اُنھون
کچھ نہین کیا - نہ کوئی دنیا کا کام کیا کہ آیندہ نسلون کے لیے اپنی کوئی یادگار چھوڑ
نہ کوئی عقبیٰ کا کام کیا کہ وہان اطمینان سے گذرتی - اگرچہ اس قسم کے لوگون
حالات گمنامی کے پردے مین آگئے مگر غور کرنے سے ایسے نمونے بہت سے ل جائینگے
واقعی قدرت کی کمی عمر کے اس قانون نے دنیا کو بھی بہت نقصان پہونچایا - بہت
ایسے لوگ جو کچھ کر سکتے تھے اُنکی زندگی کے حالات دیکھکے صاف معلوم ہوتا ہے کہ
مختصر سی عمر مین اُنھون نے جو کچھ کیا تھوڑا نہ تھا - اور اگر زندگی کسی قدر بڑھ جاتی

Marfat.com

بہت کچھ کرتے - آہ! اُنکے مرجانے کا صدمہ دنیا کو ہمیشہ رہیگا -

ہمارے زمانۂ سول سروس کے امتحان مین جو کمی عمر رکھی گئی تھی اُسپر تمام ہندوستان نے غل مچایا - اگرچہ اس مدت مین وسعت دلانے کی کوشش سبھی نے کی مگر اب نیشنل کانگرس والے اپنی جگہ پر خوش ہو رہے ہین کہ کانگرس ہی کی وجہ سے اس کوشش مین کامیابی ہوئی - خدا کرے ایسا ہی ہو اور نیشنل کانگرس ہی کی کوششین سعی مشکور ہون - مگر ایک سول سروس کیا چیز ہے؟ قدرتی انتظام نے بھی عمر کا قانون مقرر کرکے تمام ترقیون کے راستے روک دیے ہین - جسکا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا مین آنے تو کچھ کرنے کے لیے ہین حالانکہ اصل مین کچھ کر نہین سکتے - کوئی خدا کی اعلیٰ عدالت سے اس بات کا خواستگار کیون نہین ہوتا کہ عمر دوروزہ نے ہمارے حوصلے پست کر دیے ہین - ترقیون کے جتنے راستے ہمین دکھائے گئے ہین سب آسان تھے بشرطیکہ عمر مین کچھ مہلت ملتی لہذا ہماری دنیاوی زندگی مین زیادہ وسعت دیجائے - زیادہ نہین - عمر دوروزہ جیسے دو روز ہین ویسے ہی چار روز تو ہو جاتے - نیشنل کانگرس اپنے خیال مین اپنے آپ کو زیادہ کامیاب تصور کرتی ہے تو اس بارے مین ضرور کوشش کرے - اور ہم بھی وعدہ کرتے ہین کہ ہم ہی نہین سارے مسلمان اُس روز نیشنل کانگرس کے ممبر ہونے لگے جس روز کانگرس اس مضمون کا رزولیوشن پاس کرکے خدا کی سپریم گورنمنٹ تک پہونچا دی - ہمارے جوان ہمت سرسید کی جانب سے کھٹکا ہوگا کہ شاید اسوقت بھی نہ شریک ہونگے ہم ذمہ دار ہین کہ اُنکو زبردستی شریک کر دینگے کیونکہ زیادہ عمر کی چاہے اُنکو اپنے لیے ضرورت نہ ہو مگر ہمکو اُنکی عمر مین ترقی ہونے کی ضرورت ہے - اس مین کوئی شک نہین کہ اُنکی عمر مین برکت ہونا اُنکے لیے نہین بلکہ ہمارے لیے ضروری اور مفید ہے -

دُنیا

اگر خیال کیجیے تو دنیا اس عالم کے ہر مخلوق کی مادر مشفقہ ہے - اسکی گود ہمیشہ قسم قسم کے ہزار ہا بچون سے بھری رہتی ہے - پھر یہ بھی دیکھیے کہ انسان جو اپنے آپ کو دنیا کے تمام فرزندون سے زیادہ لائق اور افضل بتاتا ہے اُسکی دلچسپی کے لیے اس شفیق مان نے کیسے کیسے دلچسپی کے سامان فراہم کر رکھے ہین - پہلے یہی کیا کم ہے کہ صرف ہم سب بچون کے

Marfat.com

کے خوش کرنے کے لیے قیام کہان کیا ہے۔ آسمان کے نیچے۔ جہان عالم علوی کے تمام لطف ہر وقت پیش نظر رہتے ہین۔ آفتاب اپنی کرنون کے نیزے ہاتھ مین لیے کس شان و شکوہ سے روز برآمد ہوتا ہے اور ہمارے تاریک گھروندون کو اپنے چہرے کے عالم افروز نور سے روشن کرکے غائب ہو جاتا ہے۔ رات کو ماہتاب اپنی معتدل اور خنک روشنی کی چادر بچھاتا ہوا افق مشرق سے نمایان ہوتا ہے اور دنیا کے اُن دلفریب منظرون مین خوشنمائی کی جان ڈال دیتا ہے جن مین رات کی ٹھنڈی ہوا نے فرحت تو ضرور پیدا کر دی تھی مگر اندھیرے کی وجہ سے سب لطف بیکار تھے۔ منتظمانِ عالم بالا آسمان کی پیشانی پر روز تارون کی کی افشان چھڑکے دکھاتے ہین اور زبان حال سے دنیا کے بچون کی طرف خطاب کرکے کہتے ہین "دیکھو یہ اُس مشاطہ گری کا نمونہ ہے جسکی نظیر سے سبق لے کے تم اپنی دنیاوی معشوقہ دلرباؤن کے حسن مین دلبری کا اثر اور زاہد فریبی کا جذب پیدا کر سکتے ہو"۔ آہ دنیا نے اپنی سکونت کے لیے کتنا اچھا مقام منتخب کیا۔ جہان بزم فلک کی برہمی پر اگر آسمان آنسو بھی بہاتا ہے تو اُنکے قطرے تمھاری نگاہ کے سامنے قدرتی معشوق یعنی نونہالان چمن یا نازک پھولون کا دلفریب مرصع زیور بنکے نمودار ہوتے ہین۔ بلکہ اس سے بھی ترقی دے کے کہا جائے تو اُن گوری پیشانیون کا پسینا بنجاتے ہین جو دل از دست دادہ عشاق کے چومنے سے عرق آلودہ ہو کے شرم سے نیچے کو جھک پڑین۔

آسمانی دلچسپیون سے قطع نظر کیجیے تو وہ سامان کیا کم ہین جو زمین کے قریب رہتے ہین۔ آہ یہ ہوا جو کبھی نسیم بنکے آتی ہے اور جوانان چمن مین ایک بیخودی اور وجد کی کیفیت پیدا کرکے ہمارے پاس آتی ہے۔ خیر ہمارے دل مین تو ایک خفیف سی ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے مگر وہ جو ہمارے پہلو مین بیٹھی مشق ناز کرتی ہوتی ہین نہ پوچھو کہ انپر کیا گزر جاتی ہے۔ دوپٹہ کا ایک آنچل ایک طرف اُڑا اُسے نہ سنبھالنے پائی تھین کہ دوسرا آنچل شانے سے سرک کے سینے پر پھیلتا ہوا چلا۔ گھبرا کے دونون ہاتھون سے دوپٹہ سنبھالنے لگین۔ ہوا کا ایک اور گستاخ و شوخ طبع جھونکا آیا اور زلفین کھل کے رُخ زیبا پر بکھر گئین اور شرم و ندامت اور بیکسی اور گھبراہٹ نے ہمین وہ تماشا دکھایا کہ دُنیا اگر کسی اور جگہ ہوتی تو ہرگز نہ نظر آتا۔ یہ تو ہوا کی شوخ ادائیان تھین مگر یہ ہوا جو گلزار عالم کی جان ہے جب ذرا متانت کے ساتھ ہمین مسرور کرنا چاہتی ہے تو اور ہی کیفیت نظر آتی ہے۔ یہ ہمارے پاس سے ہماری موکل

Marfat.com

بجلی جاتی ہے اور ہر چہار طرف اُفقِ فلک سے ٹکرا کے گھنگھور گھٹاؤن کو کھینچ لاتی ہے اودھر یہ عالم دیکھکر ہماری بیخودی ہمارا ہاتھ کسی کی گوری گردن سے ہٹا کے گلوے مینا مین ڈال دیتی ہے - دَور چلتا ہے اور حسن وعشق دونون مین ایک جوش کی آگ پیدا ہوتی ہے جسے جھوم جھوم کے چلنے والا اور ہواے سرد کا بُلایا ہوا مہمان ابر پانی ڈال ڈال کے بجھاتا ہے اور جنون کے قریب پہونچے ہوے ولولون کی حرارت مین اعتدال پیدا کرنے لگتا ہے - لیکن پھر بھی تو پُرشوق طبیعتین روکے نہین رُکتین - ہمنے اپنا ہاتھ روک لیا تو کیا ہوا ہمارے شباب کے خیالات اپنی بے نظیر معشوقہ کی پُرجوش لگاوٹون کی طرف متوجہ ہی ہوجاتے ہین خدا یہ کوئی اُنھین سے پوچھے کہ اپنی خیالی آزادی کی اُمنگون مین وہ کیا کیا کر گذرتے ہین -

خیر یہ تو خارجی سامانِ عشرت تھے خود دنیا نے اپنے مختلف منظرون مین جو کیفیت پیدا کی ہے اُسکا لطف کچھ اس سے بھی بڑھا ہے - صحنِ چمن اور صبحِ گلشن کا سمان ہمارے احباب نے بارہا دیکھا ہوگا - وہان کی دلچسپیان ایسی نہین ہوتین کہ دنیا کے سوا اگر کوئی اور مان ہو تو اُسکی کوشش سے بھی ملجاتین - وہ موسم جب باغون پر بہار ہوتی ہے اور سبزپوشان کی اُمنگون کے نشے مین جھومتے ہوتے ہین جب بلبل کا خوشگوار شور اور طیور کا آزادی کے ساتھ اُڑ اُڑ کے چہچہانا دیکھنے والون کے دلون کو قابو سے نکالے دیتا ہے کسقدر لطف سے بھرا ہوتا ہے - دنیا کے اور تمام لطفون کو بھی جانے دیجیے - اُن لوگون کی بھولی اور پیاری صورتین کیسی ہوتی ہین جو کبھی کبھی ترس کھا کے کسی کا زیب پہلو بنجانا گوارا کرلیا کرتی ہین اُنکی ادائین - اُنکے ناز - اُنکے کرشمے - اُنکی دلفریب اور جانستان باتین - اُنکی شوخیون پر بار بار غالب آجانیوالی حیا - اور پھر کسی کسی وقت جی کڑا کرکے اُنکا شوخ بنجانا یہ سب ایسے سامان ہین کہ ہمین دنیا کا ہمیشہ شکرگزار رہنا چاہیے جو احباب حُسنِ بے نظیر کے دیوانے ہین اور اس بے نظیر سراپا حُسن کی تعریف مین ہر وقت اپنی فصاحت اور اپنے زبان وقلم کے زور کو صرف کردیا کرتے ہین اُنھین چاہیے کہ مادر دنیا کے دل وجان سے احسانمند ہون جسنے اُنکی دلچسپی اور پُر لطف زندگی کے لیے یہ شوخ ادا اور دلربا ناز فروش پیدا کردیے ہین -

انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ ابتداے عمر کی مختلف کیفیتون مین سے صرف وہ مسرتناک اور دردانگیز واقعات یاد رہجاتے ہین جنسے دل کو کبھی صدمہ پہونچا تھا - خوشی کی گھڑیان ایک نسیم کے جھونکے کی طرح آتی ہین اور گذر جاتی ہین - اور چند روز بعد اُنکا لطف خیال مین

مین بھی کم باقی رہتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے عام دنیا مین یہ ناشکری پیدا ہوگئی ہے کہ باوجود ان تمام دلچسپی کے سامانون کے دنیا کے شکرگذار بہت ہی کم نظر آتے ہین جسے دیکھیے اُسی شکایت ہی کر رہا ہے۔ شعرا کے کارنامے زوال دنیا اور پیر فلک کی مذمت اور ان دونون کے ظلمون کی شکایت سے بھرے ہوے ہین۔ عقلا اور مذہب والون کو بھی دنیا پر لعنت و نفرین ہی کرتے دیکھا۔ اُنکا کہنا اس پہلو سے جائز ہوسکتا ہے کہ دنیا کی کرشمہ سازیون نے جو اکثرون کو خدا اور عاقبت بلکہ دنیاوی انجام کار سے بھی غافل کر دیا لہٰذا وہ دنیا کی نفرت دلون مین پیدا کرکے لوگون کو ان خرابیون سے بچانا چاہتے ہین۔ افسوس اُن لوگون پر ہے جو خدا کی نعمتون کی ناشکری کرتے ہین اور بے وجہ ہر وقت شکایت کرکے دُنیا کو بُری بُری تشبیہین دیکر بدنام کرتے ہین۔

کیا نہین سنا کہ دنیا بیچاری بارہا ایک فاحشہ عورت بتائی گئی۔ پھر اس اتہام فحش کے ساتھ اُسکی بے وقعتی کو یون ترقی دی گئی کہ فاحشہ ہونے کے ساتھ اگر وہ جوان ہوتی تو ایک بات تھی۔ افسوس کہ وہ بڑھیا ہے۔ مرنے کا زمانہ آگیا اور اپنے فحش سے نہین باز آتی۔ آہ! یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ جو لوگ کہ اپنے اخلاق کو نہین درست رکھ سکتے اور جنکا نفس اُنپر غالب آجاتا ہے وہ اپنی شامتِ اعمال کو دنیا بیچاری کے سر تھوپ کے علٰحدہ ہو جاتے ہین۔ اے دوستو۔ کسی کو الزام نہ دو۔ کسی کی خطا نہین۔ نہ بیچاری دنیا ملزم ہے اور نہ پیر فلک گنہگار کہا جا سکتا ہے۔ جو کچھ کیا دھرا ہے سب تمھارا ہی ہے۔ دوسرون کو الزام دینے سے اپنی زبان روکو اور خود اپنی طرف دیکھو کہ جن گناہون اور لغزشون سے بچنے کی تم مین پوری قوت تھی اُن مین تم خود مبتلا ہوگئے۔

ہم اور ہمارے کمالات

واقعی ہمنے اپنے کمالات کو کبھی قدر کی نگاہ سے نہین دیکھا ورنہ آج ہم اپنے او اسقدر نادان ہوتے کہ خدا کی تمام مخلوق ہمین اپنے سے ادنی اور پست معلوم ہوتی۔ مگر مخلوق کی نسبت تو ہم مین سے اکثر محققون نے فیصلہ کر دیا کہ عموماً بلا استثنا ہم سے ادنیٰ درجہ پر ہے مگر وہ فرشتے جنکی نورانیت اور خدا ترسی مذہبی پیرایہ پر پیرون (واعظون) کے بیان سے کمال پر نظر آتی ہے اگر ہم کبھی اطمینان سے بیٹھ کے اپنی اور اُنکی حالت کا اندازہ کرتے تو

ہونے سے بہت ادنیٰ درجے پر معلوم ہوتے۔

ہم کون ہیں؟ اس سوال کو فلسفہ اور تصوف والوں نے نہایت مشکل کر دیا ہے۔ اصل بھی یہ ہے کہ جب ماہیت اور اصلیت پر غور کیا جائے تو بڑی بڑی دقتیں پیش آجاتی ہیں لیکن ہم تو عرضی طور پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں زیادہ بکھیڑوں سے کیا غرض؟ بس اس قدر کہدینا کافی ہے کہ ہم خدا کے مظہر قدرت ہیں۔ عالم علوی اور ملکوت سے غرض نہیں۔ عالم عناصر پر غور کیجیے تو نیچر کا سارا کارخانہ ہمارے ہی ہاتھوں چل رہا ہے۔ ہم نہ ہوں تو قدرت کا کھیل جو سالہا سال سے اس انتظام اور خوبی سے چل رہا ہے ایک گھڑی بھر میں بگڑ جائے۔

اس امر پر بھی غور کیجیے گا کہ خدا نے ہمیں اپنے کارخانۂ قدرت کا کس طرح منیجر کیا۔ دوست ہی دیکھیے کہ ہمنے کیا کیا ترقیاں کیں اور کہاں کہاں پہونچے۔ حضرت آدم ہم ہی میں تھے جنکا ملائکہ نے کبھی سجدہ کیا تھا۔ اور جو باغ عدن میں رکھے گئے تھے۔ جنکی دلچسپی کے لئے حوا کی ایسی جلیس پیدا کی گئی۔ ہم ہی میں سے نوح کا ایسا جلیل القدر اور مستقل پیغمبر تھا جو پورے ہزار برس تک کسی مخالفت اور کسی آفت کی پروا نہ کی اور آخر اُس تمام عالم کو درہم برہم کر دینے والے طوفان میں ایک کشتی کے ذریعے سے نجات پائی۔ وہ آگ کو گلزار بنا دینے والا پیغمبر ابراہیم انسان ہی تھا جسنے بڑے بڑے مصائب کے بعد آخر کامیابی حاصل کی۔ موسیٰ کا ایسا اولوالعزم شخص جسنے فرعون والوں کے ایسے زبردست ظالموں کے پنجے سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی ہمارا ہمقوم تھا۔ وہ جن و انس پر حکومت کرنیوالا مشہور پیغمبر سلیمان جسکے موکل بلقیس کا تخت اُڑا لائے تھے ہم ہی خاکساروں کا قومی بھائی تھا۔ جسنے مُردوں کو زندہ کیا اور مریضوں کو شفا دی یعنی یہودیوں کے ہاتھ کا بیکس مظلوم مسیح ہم ہی لوگوں میں سے تھا۔ اور آخر وہ پچھلا بندۂ خدا جس نے آسمان کا سفر کیا اور اہل عرب کی ایسی وحشی قوم کو ایسا شائستہ بنایا کہ دنیا کی مہذب اور تعلیمیافتہ قومیں اُسکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھنے لگیں وہ بھی انسان ہی تھا۔

یہ انسانی کمالات کے وہ نمونے تھے جنکی نسبت اعتقاد ہے کہ کسبی نہیں بلکہ وہبی یعنی صرف خدا کی دین ہیں۔ اگرچہ افضلیت ثابت کرنے کے لیے یہ کمالات کافی ہیں مگر آؤ ہم اپنے کسبی اور محنت و مشقت سے حاصل کیے ہوئے کمالات پر بھی ایک نظر ڈالیں۔ ہمارا

معمولی نشوونما جس طرح ہوتا ہے اُسکو سبھی جانتے ہین۔ ورغالبًا دنیا کے ہر مخلوق کا نشوونما اُسی قانون نیچر سے ملتا جلتا ہے جو ہمارے نشوونما کا باعث ہے۔ ہان فرق اتنا ہے کہ اس نشوونما کے ساتھ ساتھ ہمنے جو کمالات حاصل کرلیے وہ خدا کی اور کسی مخلوق کو نصیب نہین قدیم اور جدید یا پہلے اور پچھلے نامورون کے کارنامے دیکھو کہ اُنھون نے کس عمدگی سے ترقی کی اور اپنی تدریجی رفتار ترقی مین کہان سے کہان پہونچے۔

کیا یہ حیرت انگیز ترقی نہین ہے کہ ایک لڑکا گڑریون کی نسل سے پیدا ہوا اور بڑھتے بڑھتے دنیا کا ایک بہت بڑا باجبروت شہنشاہ ہوجائے؟ کیا یہ کوئی معمولی عروج تھا کہ ایک شخص نے کسی طرح ایک چھوٹی سی حکومت حاصل کی اور آخر ترقی کرتے کرتے صفحۂ دنیا پر ایک فتحمندی کا سیلاب بہادیا؟ ایسا سیلاب کہ ہند و عرب۔ ایران و روم سب اُس سیلاب مین آگئے۔ یہ مشرقی دنیا کے قدیم اولوالعزمون مین چنگیز خان اور تیمور کی طرف اشارہ تھا۔ یورپ اپنے پچھلے عہد مین جن جن نامورون کو اعلیٰ ترقی کے اسٹیج پر دکھا رہا ہے اگر علمی اور فلسفیانہ ترقیون سے قطع نظر بھی کرلیا جائے تب بھی صرف سلطنت اور کامیابی کے لحاظ سے وہ زمانے کے لیے حیرت انگیز نظیر ہین۔ ایک شخص جو کبھی ایک معمولی سپاہی کبھی فوجی افسر کبھی ممبر پارلیمنٹ نظر آیا تھا آخر ایک خودسر شہنشاہ ہوگیا۔ یہ وہ دلچسپ تغیرات ہین جو تقدیر کے پردے سے ظاہر ہوتے رہے اور انسانی زندگی کا مدار سچ پوچھیے تو صرف اسی قسم کی تبدیلیون پر ہے جو تقدیر کے دامن مین چھپی رہتی ہین۔ ہر انسان غور کرے تو اپنے آپ کو اُسی مقام اور اُسی محل پر پائیگا جہان سے بارہا اُسی کے کسی بھائی کو تقدیر نے اُٹھا کے تخت سلطنت پر بٹھلا دیا۔ اصل یہ ہے کہ اگر انسان خود ہی ہاتھ پانون توڑ کے بیٹھ رہے تو اور بات ہے ورنہ قسمت اُسکو ترقی کا راستہ دکھانے یا اعلیٰ درجۂ کمال تک پہونچانے کے لیے ہر وقت مستعد رہتی ہے۔

وہ ابتدائی منزل جہان سے تیار ہو کے لوگ چلتے ہین یعنی وہ عمر جو مان کے آغوش شفقت میں گذرتی ہے جتنے نامور جتنے بہادر جتنے اہل کمال جتنے بادشاہ اور جتنے فقیر گذرے ہین اُس منزل اور اُس عمر مین سب ایک ہی حالت اور ایک ہی وضع مین نظر آئے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ امیری کے تکلفات یا غریبی کی بیکسیون نے عارضی طور پر دونون حالتون کو جدا جدا کر دکھایا مگر اصل مین سچ پوچھیے تو دونون کی حالت ایک ہی تھی۔ ذاتی قویٰ اور

Marfat.com

ذاتی خواہشین دونون مین برابر تھین لیکن رفتار عمر نے جو جو آگے بڑھایا اور اس منزل سے جو جو دور ہوتے گئے وہ وہ معلوم ہوتا گیا کہ اس راہ مین ہمین کسقدر تیز جانا چاہیے۔ کیونکہ جن کمالات کی طرف ہماری آرزوئین اور خواہشین متوجہ ہوئین وہ اگرچہ بادی النظر مین بہت نزدیک معلوم ہوتے تھے مگر غور سے دیکھا تو بہت دور تھے۔

آہ! دنیا کو سب لوگ ایک عالم خواب بتاتے ہین۔ اور واقعی یہ بات کسی قدر سچ بھی معلوم ہوتی ہے۔ جب زندگی کا کوئی اعتبار نہین اور وہ احباب جو صحبتون کی رونق اور انجمنون کی جان تھے یون ہی بیٹھے بیٹھے ہماری محفلون سے غائب ہو جاتے ہین تو اسکا کیا اعتبار۔ اگر موہوم نہین ہے تو موہوم ہی خیال کرنا چاہیے۔ پھر اس خواب دنیا مین انسان کیا دیکھتا ہے؟ اُسکے خیالات اُسے فنا کے عالم محویت سے اس دنیا مین پھیر لاتے ہین اور وہ اپنی خمار آلودہ آنکھون سے دیکھتا ہے کہ ہماری ہی طرح یہان صدہا انسان پریشان و سرگردان پھرتے ہین۔ کھڑے کا ہیکو ہین کسی طرف چلے جا رہے ہین بلکہ جنہین چلنے کی قوت نہین ہے وہ اپنے آپ کو جلد جلد کوشش کر کر کے چلنے کے قابل بنا رہے ہین۔ کہ جس طرح اور جس قدر جلد ممکن ہو ہم بھی سب کا ساتھ دین۔ آہ! اس روانگی کا شوق دلون مین اسقدر جوش و خروش پیدا کرتا ہے کہ جنکے پاؤن مین نقصان ہے یا لنگڑے لولے ہین وہ بھی گو گرے پڑتے ہین مگر ہمت نہین ہارتے۔ اُسی طرح گرتے پڑتے بلکہ زمین پر لوٹتے چلے جاتے ہین۔ یہ تماشا اسے حیران کر دیتا ہے۔ اپنے دل سے وہ بار بار سوال کرتا ہے کہ یہ کون لوگ ہین کہان جا رہے ہین کیون جا رہے ہین؟ لیکن افسوس اُسے کوئی جواب اپنے دل سے نہین ملتا۔ اپنی ہی طرح اور بھی بہت سے لوگون کو وہ اس راز کی جستجو مین حیران و پریشان پاتا ہے۔ آخر اُسکا دل کہتا ہے کہ رسم زمانہ ہی ایسی معلوم ہوتی ہے۔ جو کچھ ہو۔ تم بھی ان لوگون کے ساتھ ہو لو۔ کسی موقع پر تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ کیون اس جفاکشی کے ساتھ چلے جاتے ہین۔ اپنے دل مین یہ فیصلہ کر کے وہ بھی ان لوگون کے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اب جو وہ غور کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے ہمراہی لوگون مین اگرچہ بہت سے خالی ہاتھ بھی ہین مگر عموماً ہر ایک کے ہاتھ مین وہ کوئی نہ کوئی آلہ ضرور پاتا ہے۔ یہ آلات صرف اس طرح سے ان لوگون کے ہاتھ مین پہنچ گئے کہ دنیاوی ہمسفرون مین سے اُن خاص لوگون نے جو اُسکے ابتدائی میزبان اور مہماندار تھے انھین دے دیے تھے۔ انسان عام اس سے کہ خالی ہاتھ ہو یا کوئی کسی قسم کا آلہ اُسکے ہاتھ

مین ہو مدتون بھی اُسکے ذہن مین نہین آتا کہ اس آنے سے کیا کام لیا جاتا ہے - اکثر اوقات انسان اپنے ساتھیون کو دیکھتا ہے کہ جس دنیاوی مقصد کو جو کوئی اُنسے پوچھتا ہے تو اگر اُنھین معلوم ہوتا ہے تو بتا ہی دیتے ہین مگر بڑی خرابی یہ ہے کہ اپنے اس سفر کی رفتار مین اُنھین اس قدر عجلت منظور نظر ہوتی ہے کہ کسی کو کچھ بتائین تو کیونکر؟ اور پھر اپنے حواس جمع کر کے بتائین بھی تو کیا؟ حواس تو کسی کے ٹھکانے ہی نہین - خلاصہ یہ کہ انسان اپنے ابتدائی سفر دنیا مین دیکھتا ہے کہ سب لوگ ایک نامعلوم غرض کے لیے کسی طرف چلے جاتے ہین - اور اُنکے ذوق و شوق نے اُنھین اس درجہ پریشان کر دیا ہے کہ کوئی اُسکی طرف متوجہ نہین ہوتا - رفتارِ عمر مین کسی قدر ترقی کر کے اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مین یہ لوگ ہماری طرف سے بے پروا نہ تھے بلکہ خود ہم مین کسی امر کے سیکھنے کی صلاحیت نہ تھی - اُسوقت تک ہوش و حواس ہی اس قابل نہ تھے کہ کسی کے بتانے سے کسی امر مین ہمکو واقفیت کا سبق مل سکتا ابتدائے عمر مین انسان کی عموماً یہی حالت ہوتی ہے - اگر لوگ بتانے کا قصد بھی کرتے تو اُس زمانے مین اُنسے کسی قسم کا فائدہ نہ ہوتا - اسلیے کہ دنیا کی رفتار مین بہت سے ابتدائی مدارج ہوتے ہین جن مین انسان بے کسی کے بتائے اپنی حالت کے مناسب دوسرون کی حرکات و سکنات سے ترقی کا سبق لیا کرتا ہے - بس اُس مین جو جو صلاحیت آتی جاتی ہے وہ وہ لوگ اُسکی طرف متوجہ ہوتے جاتے ہین اور وہ اپنی زندگی دنیا کے اغراض اصلی کو سمجھتا جاتا ہے

انسان کے ذہن مین اس موقعے پر یہ خیال آتا ہے کہ جب کل بنی نوع انسان کی عام رفتار مین ایک ہی غرض ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ سب کا منشا ایک مقام پر پہونچنے کا ہے تو یہ کیا بات ہے کہ سب لوگ مختلف قسم کے آلات اپنے ساتھ لیے ہوے ہین؟ اور آخر اپنے ذہن ہی سے یا اپنے ہمراہیون کے بتانے سے وہ اس سوال کا جواب پا جاتا ہے - اور اُسکے خیال مین تصوف کا یہ معرکہ آرا مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ تمام مافی العالم مین چاہے کتنا ہی اختلاف بلکہ تضاد ہو اور تمام مخلوق کے خیالات چاہے کتنے ہی جداجدا ہون مگر سب کا مرجع ایک ہی چیز ہے - انسان یہ ایک ایسا اعلیٰ اور دقیق مسئلہ حل کرتا جسکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اُسنے خود نہین حل کیا بلکہ خدا کے کسی فرشتے یا سروش غیب نے اُسے بتا دیا - اُسکو قدرت یعنی نیچر کے کارکن زبان حال سے بتاتے ہین کہ جس امر کو تمام انسان بلکہ ہر چیز دل کے سچے جوش سے حاصل کرنا چاہتی ہے وہ کمال ہے -

Marfat.com

اب پھر وہ اپنے ہمسفروں کی رفتار کی طرف متوجہ ہوا۔ دیکھتا ہے کہ سب اُسی جوش و خروش سے بڑھتے چلے جاتے ہین۔ بہت سے تھک گئے ہین گر ہمت کا ذوق و شوق سستانے کی اجازت نہین دیتا۔ بہت سے ٹھوکرین کھا کھا کے گر پڑتے ہین چوٹین لگتی ہین مگر اسکا ذرا خیال نہین کرتے پھر سنبھل کے اُٹھ کھڑے ہوتے ہین اور آگے کو روانہ ہوتے ہین۔

انسان کو سفر مین علاوہ اپنی ماندگی کے اور بھی بہت قسم کی دقتین پیش آتی ہین۔ ابتداءً تو یہ کیا کم خرابی ہے کہ جس راہ سے یہ سب لوگ گذر رہے ہین اُسکے ادھر اُدھر بہت سی سڑکین چلی گئی ہین اور ایسے ایسے اُلجھاؤ واقع ہین کہ اُنسے بچکے یا انکو چھیل کے نکلنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ابتدا ہی مین اے سر راہ ایک ایسا مقام نظر آتا ہے جہان ایک سکوت اور خموشی کا عالم طاری ہے۔ ہوا کے جھونکے جو آتے ہین وہ ظاہر مین تو بڑے خوشگوار محسوس ہوتے ہین لیکن غور سے جو کوئی خیال کرتا ہے اُسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ اِس ہوا مین یہ نہایت بُرا اثر ہے کہ ہاتھ پاؤن مین خود بخود سنسناہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور سب قوائے جسمانی پر سستی غالب آجاتی ہے۔ یہان چند لوگ بیٹھے نظر آتے ہین جن کی سستی اس قدر ترقی پر ہے کہ معلوم ہوتا ہے اُنکی طرف دیکھنا بھی اُنپر بار ہے۔ جمھائیون پر جمھائیان چلی آتی ہین اور گھڑی گھڑی اُونگھ کے گر گر پڑتے ہین۔ اس طبیعت کے لوگون کا خاصہ ہوتا ہے کہ جس کام کو کرنا منظور ہے اُس مین خواہ مخواہ دیر کر دیتے ہین۔ لیکن یہ لوگ بخلاف اپنی مزاجی کاہلی کے اپنی طرف سے گذرنیوالون کو اپنے پاس بُلانے مین نہایت ہوشیار معلوم ہوتے ہین۔ تمام گذرنیوالون کو نہایت گرمجوشی کے ساتھ مگر انھین کاہلی کی اداؤن سے اپنی بلائے جان خوشگواری کا مزا دکھا کے بُلاتے ہین اور کہتے ہین کہ کہان جاتے ہو ادھر آؤ۔ کہان چلتے ہو۔ یہ راحت اور کہین نہ نصیب ہوگی۔ دیکھو کس الیمان کا مقام ہے اور کیسی خنک ہوا چل رہی ہے۔ دیکھو تھکے ہوئے ہو۔ چلے آؤ۔ ورنہ پچھتاؤ گے"۔ جس ذوق و شوق سے لوگ اپنی غرض اصلی کی جانب جا رہے ہین اگرچہ اُنکی کشش ابتک بدستور باقی ہے۔ مگر سب کے دل مین ان لوگون کے بُلانے سے کچھ تذبذب سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اکثر لوگ قصد کرتے ہین کہ اب کون زیادہ مصیبت اُٹھائے چلو انھین کے پاس دو گھڑی بیٹھ کے دل بہلائین۔ انسان دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگون نے اپنے دل پر جبر کرکے اس خیال کو رد کر دیا مگر بعض دھوکا کھا کے چلے بھی گئے۔ افسوس

انکو پھر اپنی تمنا پوری کرنا نصیب نہ ہوا۔ روز بروز زیادہ کاہل ہوتے چلے گئے۔ انسان خود دیکھتا ہے کہ جو لوگ شاہراہ عزم کو چھوڑکے ذرا بھی انکی طرف بڑھے ہوا کے جھونکون نے اُنھین اس قدر کاہل کر دیا کہ چلتے چلتے گر پڑے۔ آہ پھر ترقی کرنا اور آگے قدم بڑھانا کیسا اُنھین اپنے مقام سے اُٹھنا بھی تو نہ نصیب ہوا۔

یہ عالم دیکھ کے انسان اپنی عقل کی طرف خطاب کرکے پوچھتا ہے کہ یہ کون مقام ہے؟ اور یہان یہ کیسا جادو چل رہا ہے۔ جسکے جواب مین وہ فرشتۂ غیب کی زبان سے سنتا ہے بلکہ جسکی آواز خود اُسکے دل سے آتی ہے کہ "یہ کاہلی کا طلسمی کارخانہ ہے۔ اصل مین سوا ناپاکی اور دناءت کے کچھ نہین مگر ظاہر مین ایک عجیب لطف و آرام کا محل معلوم ہوتا ہے"

جو مسافر اس پُرخطر مقام سے نکلجاتے ہین اُنھین آگے بڑھ کے بہت سے راستے نظر آتے ہین۔ فرشتۂ عقل کی نصیحتون پر چلنے والا شخص تو ہر جگہ لغزش سے بچ جاتا ہے مگر جو لوگ دھوکا کھاجاتے ہین وہ اُن مقامات کی مصائب مین مبتلا ہوکے راستے ہی مین رہ جاتے ہین۔

الغرض بعد خرابی بصرہ انسان کامیابی کی انتہائی منزل پر پہونچتا ہے۔ وہان وہ خیال کرتاہے تو اپنے ہمسفرون مین سے بہت کم لوگون کو پاتا ہے۔ کیونکہ جتنے ہمراہی تھے اُن مین سے اکثر بلکہ قریبًا کل مختلف قسم کی آفات مین مبتلا ہوگئے تھے وہ اپنے ہمراہیون کی ناکامی پر افسوس کرکے پلٹ کے پیچھے دیکھتاہے اور خیال کی عینک آنکھ پر لگاتا ہے؟ آہ! دیکھتا کیاہے کہ دُنیا کے کل مسافر اُس عالیشان اور بلند مقام کے بہت نیچے پڑے ہین اور طرح طرح کی بلاؤن نے اُنھین اس طرح اپنی رسیون مین جکڑ لیا ہے کہ آگے بڑھنے کا قصد نہین کرسکتے۔ انسانی طبیعت کے اصلی مقتضا کی وجہ سے اُسے اپنے ساتھیون پر بہت افسوس آتا ہے۔ اور اُسکی رقت قلبی اس قدر ترقی کرجاتی ہے کہ آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین۔ یکایک اوپر سے خوش آیند اور دلفریب باجون کی آوازین آنے لگتی ہین اور اُسکے دل کو خود بخود یقین آجاتا ہے کہ یہ میری کامیابی پر قدرت کی جانب سے مجھے مبارکباد دیجا رہی ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے اور ایک ایسا عالم وجد اُسکے دل پر طاری ہوجاتا ہے کہ اپنے احباب کی ناکامی کا غم اور دوستون سے چھٹ جانے کا ملال بھی

بھول جاتا ہے اپنے چند ہمراہیون کو وہ دیکھتا ہے کہ عمدہ سڑون مین بخیر مقدم کی صدائین نکلے وہ از خود رفتہ ہو جاتے ہین اور جوش وخروش کے ساتھ اس بے پروائی اور بے احتیاطی سے اوپر کو چڑھنے لگتے ہین کہ بڑی بڑی چٹانون سے جو اُس مقام پر کثرت سے موجود ہین ٹھوکرین کھا کھا کے گرتے ہین اور ٹھیک اُس مقام پر پہونچ جاتے ہین جہان سے روانہ ہوے تھے - لوگون کو ان چٹانون کے صدمے سے کثرت گرتے دیکھکر انسان بدحواس ہو جاتا ہے اور اپنے رہبر یعنی فرشتۂ عقل سے پوچھتا ہے کہ یہ کون لوگ ہین اور کیون گر گر پڑتے ہین - جواب مین معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ خود فراموش لوگ تھے جو اپنی کامیابی پر جو صرف تائید غیبی سے ہوئی تھی اس بے سلیقگی اور خود رفتگی کے ساتھ خوش ہوے کہ مزاج مین غرور پیدا ہو گیا - جنھون نے دنیا کے اور بندون کو ذلت کی نگاہ سے دیکھا -

ان تمام لغزشون سے بچکے تین چار ہی شخص تھے جو اُس اعلیٰ منزل مین داخل ہوگئے جسکا ارادہ کرکے سب روانہ ہوے تھے - وہان اُنکو اُنکی کامیابی پر مبارکباد دی گئی - باغ اُمید جو انسان کو ہر مقام پر اپنے قریب معلوم ہوتا ہے مگر اس طلسمی طریقہ سے کہ جو اُسکی طرف بڑھتے جایئے وہ وہ پیچھے ہٹتا جاتا ہے - اب یہان پہونچکے معلوم ہوتا ہے باغ امید کا پھاٹک یہی ہے جہان انسان ان تمام مصائب اور جانفشانیون کے بعد پہونچتا ہے -

یہ کمال کا درجہ ہے - کون ہے جو اپنی اغراض مین درجۂ کمال کو نہین پہونچنا چاہتا مگر اُن مین کتنے ہین جو پہونچ جاتے ہین ؟ بہت کم - ہمارے بیان کے موافق یہ کامیابی کا پروگرام ہے - انسانی کمالات کی انتہائی منزل تک پہونچنے کے لیے ایک ایسا مقتول کا راستہ طے کرنا پڑتا ہے کہ قدم قدم پر طرح طرح کی آفتون کا سامنا ہوتا ہے اور جگہ جگہ پر لغزش ہوتی ہے - اے وہ لوگو جو اس دنیاوی زندگی مین کمال حاصل کرنا چاہتے ہو خوب ہوشیاری سے چلو ورنہ قدرت دنیا کی وسیع آبادی مین سے جن چند لوگون کو درجۂ کمال تک پہونچنے کے لیے انتخاب کرتی ہے اُن چند مین تمھارا شمار ہونا نہایت دشوار ہے نیچر نے ایک کمپٹیشن کا امتحان مقرر کر دیا اُس امتحان مین پاس ہونا - انصاف یہ ہے کہ انسانی قوت سے بہت زیادہ اور نہایت دشوار بلکہ بے تائید یزدی غیر ممکن ہے -

شمع سحر

کہتے ہین کہ ستم زدہ کی آہ و زاری مین قیامت کا اثر ہوتا ہے۔ شاید صبح جو مقبولیت دعا کا وقت بتایا جاتا ہے اسکو بھی اس اعتقاد سے کچھ تعلق ہو کیونکہ صبح کے دلکش منظرین ایک عجیب حسرت پائی جاتی ہے۔ یون تو صبح کے تمام سامان دل کو غم مین مبتلا کر دینے والے ہوتے ہین مگر آہ شمع سحر مین خدا جانے کیا اثر ہے کہ نگاہ کے سامنے آتے ہی بیچین کر دیتی ہے دونون شمعون پر بڑی حسرت پرستی ہوتی ہے۔ وہ بھی جو ہماری رات کی محفلون کی رونق رہی تھین یعنی جو زمین پر ہین۔ اور وہ بھی جنھون نے بزم فلک کو رات بھر دنیا والون کا محسود بنا دیا تھا۔ یعنی جو آسمان پر ہین۔ یہی ایسی حسرت مندی اور بیکسی کا نمونہ ہوتی ہین کہ اگر انکی مایوسانہ حالت کا واسطہ دلا کے کسی مقصد کے لیے دعا مانگیے تو کارکنان قدرت ایسے سنگدل نہین ہین کہ اُس دعا کو قبول نہ کرین۔ آہ! کوئی اس ظالم شمع کی صورت تو دیکھے۔ اسکی وہ شعاعین جو کسی کے تیر نظر کی طرح ہر وقت ہماری طرف متوجہ رہتی تھیں اب وہ بھی اپنی بیکسی پر روتے روتے اس درجہ مایوس ہوئین کہ نیچے جھکتا گیا زمین مین گڑی جاتی ہین۔ افسوس! اسوقت اسکی نگاہ کہان پہونچی ہے جہان اسکے شہیدان تغافل یعنی پروانون کی لاشون کا ڈھیر ہے۔ اب تو آہ یہ سب جان دے چکے۔ کاش اسنے انکی زندگی مین انکی طرف یون نظر پھیری ہوتی۔ سحر کی خنک ہوا اگرچہ دلون مین ایک فرحت اور تر و تازگی پیدا کرتی ہے۔ مگر اُس سے بدرجہا زیادہ رنج اور صدمہ ہوتا ہے جب اسوقت رخصت ہونے والے مہمانان شب کی حسرت بھری صورتین نظر کے سامنے آجاتی ہین۔

وہ کون کون مہمانانِ شب ہین جو اسوقت دل نہین چاہتا مگر مجبوراً دنیا سے رخصت ہوتے ہین۔ پہلے تو ان تارون کو دیکھیے جو ہر موقع اور ہر محل پر اپنی خوشنمائی کا یکسان تما دکھاتے ہین۔ یہ تذکرے بھی خیال کیجیے تو شمع سحری انھین بزم علوی یعنی عالم افلاک کے مقدس اور معصوم گروہ والے انھین شمعون کی روشنی مین بیٹھ کے رات بھر خدا کی تسبیح و تہلیل مین مشغول رہتے تھے اور اگر جنت آسمان ہی پر ہے تو انھین حورون کے نورانی رخسارون اور چمکتی ہوئی پیشانیون پر اپنی شعاعین ڈالنے کا بھی موقع ملتا رہا ہوگا۔ خیر وہان کا سامان چونکہ ہماری نظر سے نہین گذرا لہذا اُن پاک محفلون سے جدا ہونے کا صدمہ

Marfat.com

چاہے تارون کو ہو مگر ہمکو نہین - ہم تو اُن پریوش ہم پہلوون کے حُسن جہان افروز کا عالم یاد کر رہے ہین جنھون نے گرمی کی شدت یا اُس سے تنگ آکے کمرون کو چھوڑ دیا تھا اور اُن وسیع اور کشادہ صحنون مین آکے بیٹھی تھین جہان صرف ان آسمان کے تارون کی روشنی تھی - قدرت ایک طلسمی بہار دکھا رہی تھی - تارے اُنکے چہرون کے سامنے تھے اور اُنکے دلفریب چہرے تارون کی نظر کے سامنے - ماہتاب نے اُنکی نفاست طبع کے مناسب اپنی چاندنی کا فرش بچھا دیا تھا - ان سب سامانون کو اور اُن لطیف محفلون کو اجرام فلکی کی ہلکی ہلکی روشنی رونق دے رہی تھی - بلکہ نہین خود اُن دلربا‌ؤن کے پیارے نورانی چہرے رونق دے رہے تھے - اگرچہ شب بھر کوشش کی گئی کہ شمع قریب نہ آنے پائے کیونکہ اُسکی صورت صبح ہوتے ہی حسرتمند ہو جاتی ہے اور اُن دلون کو اور دُکھا دیتی ہے جو کسی کے رخصت کرنے کا صدمہ اُٹھا رہے ہین - لیکن آہ! اس مصیبت سے ان آزاد مشربون اور شمع کی صحبت سے بھاگنے والون کو بھی نجات نہ ملی - اُسوقت جبکہ نسیم کے جھونکے آنے اور چمنون مین طیور چہچہانے - اگر شمع نہ تھی تو یہ تارے ہی شمع بنگئے - انکی آخری صورت اور انکی اُسوقت کی پھیکی رنگت جنھون نے دیکھی ہوگی - کوئی اُنکے دل سے پوچھے کہ ان آسمانی گلدان شمع سحر نے اُنکے دل اور اُنکی نگاہون کے ساتھ کیا سلوک کیا - شمع سحر کی اصلی حالت بلکہ اُسکا اثر دکھانے کے لیے ہمین چاہیے کہ گذشتہ شب کی لطف انگیز بلکہ ہر قسم کی صحبتون کا ایک مختصر سا خاکہ دکھائین تاکہ معلوم ہو کہ ظالم شمع سحر کیسی موثر چیز ہے - اور وہ محفلین کیسی تھین اور پھر اسکی وجہ سے کیسی ہوگئین - وہ مدت کے حرمان نصیب جن کی آج آرزو پوری ہوئی ہے جوش مسرت مین قدرت کا شکر ادا کرنا کیا خودی سے گذرے جاتے ہین انکی سراپا عیش صحبتون کو دیکھو - بیقراری ہے اور خود فراموشی - بادۂ عیش ہے اور مدہوشی - چند سراپا اخلاص ہین - دل دنیاوی افکار کو بھولے ہوئے ہین - پری وشون کی نازبرداریان اور ساقیۂ دلبا دل کی مغنیئین اور خوشامدین اپنے اپنے محل پر جوش مسرت کو اُبھار رہی ہین ادھر پیارے گلون مین ہین اور ہاتھ جام مے گلگون کے استقبال مین حد سے بڑھتے چلے جاتے ہین - رہ رہ کے دلون مین جوش بیخودی بڑھتا ہے اور ساقیۂ بیجال کی خوشامد کرانا ہے - ان صحبتون کی رونق اُن شمعون سے ہے جنکی نازک شعاعین ایک طرف تو اُن بیخودون یا دل از دست دادہ عشاق کی گھڑی گھڑی بیقرار ہو جانیوالے اور نازفروشون کے ہرجائی

بدلجانے والے چہرون پر پڑتی ہین اور دوسری طرف اُن مہوشون کی دلربا صورتون پر پڑتی ہین جنپر شراب تند کے اثر نے حسن کا نور اور زیادہ چمکا کے عرق آلود کر دیا ہے۔ یہ چہرے کبھی تو جام صہبا کے جوش سے شوخ اور بے تکلف ہو جاتے ہین اور کبھی پھر اپنی حالت اور صورت کا خیال کر کے شرمندہ ہو جاتے ہین۔

استغفراللہ! یہ تو بالکل غیر مہذب اور رندانہ مشربی کی صحبت تھی۔ ہمکو اس صحبت سے چاہے کتنا ہی لطف حاصل ہوا ہو مگر ہمارے مہذب اور پاکباز بلکہ متقی ناظرین اور احباب کیا کہین گے۔ اچھا آپ ہی کا زاہدانہ مذاق سہی۔ دیکھیے وہ حضرت زاہد اور ملنگ برابر ہی وہ جناب واعظ جو توبہ توبہ ابھی اُس پہلی رندانہ صحبت سے خدا جانے کیس ذلت اور بیعزتی کے ساتھ نکالے گئے تھے اُدھر مسجد کے پہلو مین مصروف عبادت ہین دل چاہے ملچا للچا کے کہین جاتا ہو اور بیعزت بہ ہو کے نکالا جاتا ہو مگر اس مین شک نہین کہ اپنی ظاہری وضع اور ریائی حرکات سے یہ خدا ترسی کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھا رہے ہین وہ صاف اور نکھری روشنی والی شمع تو انھین کہان نصیب ہان طالبعلمون کے ہاتھ کی بنائی ہوئی مہین بتیون کا چراغ فاصلے پر رکھا ہوا ہے۔ ماند شعاعین تھوڑی بہت روشنی ہر جگہ پہونچا دیتی ہین۔ مگر آہ! اُنکے چہرے کو کوئی نفع نہین ہوتا۔ سب کچھ ہے مگر اسکو کیا کرین کہ انھون نے اپنی پیشانیون پر زبردستی رگڑ رگڑ کے گھٹے ڈال لیے ہین ہان وہ دوسری صحبت اگرچہ بادی النظر مین خشک نظر آتی ہے مگر اُس مین ایک وماغ لطف و مسرت ہے۔ وہ کون؟ جسمین علما و فضلا کا مجمع ہے۔ اگرچہ ہم سے بیمذاقون کو وہان شاید بڑی سفارشون سے جگہ مل سکے۔ لیکن اس مین شک نہین کہ اُن صحبتون مین ایک اعلیٰ درجے کی متانت۔ سنجیدگی اور عالمانہ داب و وقار پائے جاتے ہین وہان کوئی دلچسپی کی چیز نظر آئے یہ تو دشوار ہے۔ مگر ہان دیکھو دو چار اہل علم اپنے عالمانہ فنون مین ڈوبے نظر آتے ہین۔ کتاب کے مطالعہ مین مصروف ہین اور قدیم مذاق کے شکستہ حال چراغ کی دُھندلی روشنی مین وہ اپنی آنکھون سے محنت لے رہے ہین۔

زہاد و علما کی دونون صحبتون مین اگرچہ شام ہی سے کوئی لطف و مذاق کا سامان نہ تھا انکی افسردہ بزم کے چراغ بھی کچھ ایسے بجھے بجھے سے تھے کہ انکی طرف متوجہ ہونے کو بھی جی نہین چاہتا۔ لیکن صبح کے وقت خیال کیجیے جبکہ سفیدۂ صبح غالب آجاتا ہے

اور اس بیکسانہ چراغ کی لو جھلملا جھلملا کے دم توڑنے لگتی ہے۔ چہرہ اُترتا گیا ایک ایسی
بے روپ سفیدی نورانیت کے پردے میں غالب آجاتی ہے کہ چراغ کی صورت دیکھ دیکھ
کے خود اپنی زندگی سے دل پھیکا ہوا جاتا ہے۔ یہ جتنی محفلیں دکھائی گئیں ان میں سے
ہر ایک اپنی اپنی وضع سے ایک رنگ پر تھی۔ رند دین و دنیا بھولے ہوئے تھے اور
رخِ جاناں کے پروانے بنتے جاتے تھے۔ زاہد یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ عالم کتاب دیکھ
رہا تھا۔ ان میں سے سب نہیں تو بعض ایسے ضرور ہیں کہ دنیا میں ہر شخص اُنکی یاد اُنکا
اور ہمیشہ قائم رہنے کا آرزومند ہوگا۔ ابھی اگر دنیا والے بڑے کاموں میں پھنسے تھے تو
کیا اللہ میاں کو یہ بھی برا معلوم ہوتا تھا کہ اُنکی یاد اور عبادت کی جا رہی تھی۔ مگر آہ یہ سب
صحبتیں کیسی برہم ہوئیں۔

شروع تو زاہد و عابد سے ہوئی۔ رات کی یاد الٰہی نے کچھ ایسا سماں باندھ دیا تھا
کہ اسکا بھی خیال نہ تھا کہ وضو ہے یا شکست ہو گیا۔ جب تک افق مشرق سے صبح نے اپنا
بھی گریبان چاک کیا تھا اور دنیا پر کوئی اثر نہیں پڑنے پایا تھا اُسوقت تک غنیمت تھا مگر
ادھر ہولے ہولے صبح نے چراغ کی لو کو زیر و زبر کیا اور اُدھر روشنی کے غلبہ نے اُسپر ایک حسرت
طاری کر دی۔ جب معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی۔ اور ساتھ ہی وضو کا خیال آیا۔ یہ یکبارگی
تو مسجد کی فصیلوں کی طرف روانہ ہوئے کہ استنجا اور طہارت سے فراغت پا کے شریک
جماعت ہوں۔ مگر یہ نہ پوچھو کہ اُن رندانِ بلاکش کی برہمی صحبت کیسی تھی جنہوں نے رات
کسی فکر کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہ دیا تھا۔ اُنکی صحبت کا سماں اسوقت دیکھنے کے قابل ہے جنپر
بدمستی غالب آ گئی تھی وہ جابجا گرے پڑے ہیں اور رخصت ہونیوالے تاروں نے اُنھیں جگا
جگا کے صبوحی کا شوق دلاتے ہیں۔ وہ پریوش جو رات بھر ہم پہلو رہے تھے اُنھوں نے
شب بیداری کے بعد اسوقت اُکتا کے انگڑائیاں لی ہیں اور اُن پروانوں کو دیکھا ہے
جنہوں نے دامن شمع میں تڑپ تڑپ کے دم توڑ دیا ہے۔ اسکے بعد شمع کی صورت پر نظر کی
ہے جو نسیم سحر کی شوخ اداؤں سے جھلملا رہی ہے اور اپنی آخری زندگی کے خیال سے
بالکل سفید ہوئی جاتی ہے اس عالم نے اُن مہوشوں کو بھی چونکا دیا جو جمائیاں لے لے
کے دوپٹہ اور دلائیاں سنبھالتی ہوئی اُٹھی ہیں۔ اور چاہے کوئی مانے یا نہ مانے انھوں
نے اُسی قسم کا سلوک کرنے کی قسم کھائی ہے جو گذشتہ شب بھر شمع اپنے جان پر وانوں

Marfat.com

کے ساتھ کرتی رہی تھی۔

اب اس محفل مین سوا تڑپنے اور بیقرار ہونے کے اور کچھ نہین۔ دیکھو یہ سب محفلین کس لطف اور کس مزے کی تھین۔ اصل پوچھیے تو اپنے رنگ پر ہر صحبت اچھی تھی۔ مگر ذرا اس وقت سحر بلکہ وقت سحر نہین شمع سحر نے انکو کس حسرت کے ساتھ درہم و برہم کر دیا۔

شمع سحر مین کچھ یہی بات نہین کہ جہان کسی قسم کی رونق اور دلچسپی ہو اسکو مٹا دے بلکہ یہ تو وہ ظالم چیز ہے کہ اگر کسی ایسی جگہ روشن کر دی جائے جہان ہائل سناٹا اور ہو کا عالم ہو اور کسی قسم کا لطف نہ ہو تو وہان بھی یہ اپنا سامان حسرت دکھا دیگی۔ دیکھو وہ صحرا جہان انسان کا گذر نہایت دشواری سے ہوتا ہے۔ کسی جلا وطن صحرا نشین نے ایک طرف جھونپڑا ڈال لیا ہے۔ اُس جھونپڑے مین رات بھر ایک چراغ روشن رہتا ہے جو اگرچہ بہتون کو غول بیابانی کا دھوکا دیکے ڈرا دیا کرتا ہے مگر بہت سے ایسے بھی ہین جنکو اپنی بیکسی کی جلا وطنی اور صحرا نوردی مین سستانے اور دم لینے کی جگہ مل جاتی ہے۔ وہی چراغ جسکو ہمیشہ سناٹے ہی مین گذر جاتی ہے شاید کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ایک سادہ دل کے خلق اور معمولی مگر سراپا خلوص میزبانی اور ایک انتہا سے زیادہ شکر گذاری کی مہمانی کا سمان نظر آتا ہے۔ اُس چراغ کی شعاعین ایسے دو لوگون کے چہرون پر ضرور پڑی ہونگی جن مین سے ایک تو بے تکلف مہماندار ہے مگر دوسرا مصیبت زدہ ہجران نصیب اور غریب الوطن ہے جو اس راحت کو اپنی نعمت اور اپنے حوصلے سے بہت زیادہ خیال کرتا ہے۔ اگرچہ اس چراغ کو اس قسم کے ساوے لطف کی صحبتین بہت کم نصیب ہوتی ہین مگر یہ معمولی قاعدہ ہے کہ روز صبح کو یہی چراغ کسی حرمان نصیب کا چہرہ یا کسی غربت زدہ کا دل بجھا تا ہے۔ وہی جنگل اور صحرا جسپر رات بھر اور دن بھر ایک خوف اور وحشت برسا کرتی تھی اسوقت دو گھڑی کے لیے حسرت برس جاتی ہے۔

آہ! غول بیابانی رات کے اندھیرے مین مسافرون کو بہکا کے خدا جانے کہان نکال لے گئے۔ اگر اسوقت وہ ہوتے تو اُنپر بھی یہی عالم طاری ہوتا۔ اُنکے چراغ جو صحرا کے پُرہول سین مین خوف کو ترقی دیتے رہتے ہین انکو بھی اس سے نجات نہین کہ صبح کا اثر انھین اپنے رنگ مین رنگ دے۔ ہان دیکھو جگنو جنکا شب بھر یہ عالم رہا کہ جس درخت پر جا کے ٹھہرے اُسے سرو چراغان بنا دیا اور اُنکی کیفیت پر اکثر شعرا کو خیال آفرینی کا موقع

Marfat.com

(نکـ)ل گیا۔ یہ آزاد جانور چونکہ رات کو اکثر باغوں اور مرغزاروں کے چراغ بنے رہے تھے لہذا اسوقت انھین دیکھیے کہ انپر بھی وہی شمع سحر کا عالم طاری ہے۔ اُنکی تھوڑی سی روشنی جو سچ پوچھیے تو بے کے جھونجھ ہی کے لیے موزون ہے وہ بھی صبح کو ماند پڑتے پڑتے نگاہ کے سامنے سے غائب ہوجاتی ہے۔ آہ! ان سب مقامات کی تو آپ نے سیر کی مگر اُس شمع کو نہین دیکھا جو پہلے ہی سے حسرتناک اور شمع سحر بنی ہوئی تھی۔ وہ شمع گور غریبان ہے۔

گور غریبان پر ہر وقت ایک وحشت برسا کرتی ہے مگر اسوقت کی حسرت عجب قیامت خیز اثر رکھتی ہے جب وہ دھندلی اور ماند روشنی والی شمع جو رات بھر ماتم زدون کا مرجع بنی رہی تھی اسوقت زبان حال سے کہنے لگتی ہے کہ میرے دامن کے نیچے وہ نامراد مرنیوالے آرام کر رہے ہین جنکے ساتھ دنیا سخت سلوک کرتی رہی تھی اور مفلوک غریبی نے تنگ حال اور آوارہ گرد رکھا۔ اسکے بعد کہتی ہے اے انسانو! اگر میری بدنصیبی کو بدشگونی تصور کرکے تم مجھ سے دور دور رہے اور میرے قریب نہ آئے تو کیا ہوا۔ دیکھو میرے جان نثار پروانون مین سے کتنون نے یہان آکے جان دی ہے اور نامراد جانیوالون کے پاس جلبے جنکی حسرت کا سمان مین ہر وقت نہین دکھایا کرتی ہون شمع نے یہ جملہ کسوقت کہا اُسوقت جبکہ صبح کے افتاب کی کرنین اُسے بے رونق اور بے نور بنانے دیتی تھین اور وہ خود بھی رخصت ہو رہی تھی۔

آہ! شمع سحر جس جگہ اور جس موقع پر ہو اُسکا حسرت اندود اثر چھپائے نہین چھپتا اسکی صورت بتا دیتی ہے کہ اب وہ نہایت زیادہ یاس نصیب بنگئی ہے۔

مُردم ز فرطِ ذوق و تسلی نمی شوم
یا رب کجا برم لبِ خنجر شناسے را

آہ! بس ہمارا یہی حال ہے۔ زمانے کے ستم اور تقدیر کے ظلم اُٹھاتے اُٹھاتے اس درجے کو پہنچ گئے مگر دل کا ذوق خود پسندی اب بھی اُسی حالت پر ہے طبیعت ہزار مٹ ہی ہو اور دل کو کسی کی مشق ستم مین لاکھ مزا آتا ہو مگر کبھی نہ کبھی انتہا سے بھی مین زبان سے اُف بھی نکلا تھا ہے۔ ہماری شامت تو دیکھیے کہ تقدیر نے ڈھکیلتے ڈھکیلتے کس

کوٹھے مین گرا دیا لیکن اس رفتار تنزل پر چلنے کے ولولے اب بھی ویسے ہین - دلدوز اور جگر گداز تیر نظر کا وار سینے پر لیکے جس طرح کوئی لذتِ ستم اُٹھانیوالا زخم جگر کھاکے ایک منہ کی سسکی بھرتا ہی اور جوش مین آکے کہہ اُٹھتا ہے ؎ قربان نگاہِ تو شوم باز نگاہے اُسی طرح شاعر نے اس شعر مین اپنے جوش تشنگی کو دکھایا ہے اور کہاہے کہ اس ذوق ستم مین جان پر بنگئی مگر ہاے تسلی نہین ہوتی - خدایا اس زبان کو کیا کردن - یہ کسی طرح نہین مانتی کہ خنجر ناز کی تعریف ہی کیے جاتی ہے -

حقیقت مین جنھین بے رحمی اور ستم آزمائی یار کا مزا ملا ہوگا وہ سمجھ گئے ہونگے کہ شاعر کس قدر رنگ مین ڈوبا ہوا ہے - عشق کے سچے مذاق کو کس حد تک پہونچگیا ہے اور کس بیتابی و بے بسی کے لہجے مین اپنی جفا پسند طبیعت کی شکایت کرتا ہے - اور سب سے زیادہ ستم تو یہ ہے کہ اسکا لطف کچھ اُنھین لوگون کو اتا ہے جو صورتِ زیبا کے دیوانے ہجر کے ستائے - یا وصل کے آرزومند ہین - ہاے! اُن بڑی بڑی نشیلی سیاہ آنکھون کو کیا معلوم کہ اُنکی نگاہِ سینہ شگاف کسی پر کیا ستم کرتی ہے اور کس پر کیا قہر ڈھا دیتی ہے ؟ اُنھین اپنی صورت بھلی معلوم ہوتی - اپنی دلربا صورت کی آراستگی اور اپنے دلفریب کرشمون کی رونق دوبالا کی اور وہ پیاری دلون مین جا بسنے والی صورت اُن لوگون کو دکھادی جن مین حُسن پرستی کا لپکا ہے - اپنے نزدیک تو اُنھون نے احسان کیا تھا کہ خدا کی اعلیٰ صناعی کا نمونہ اپنی صورت کے جلوے مین بچین اور قدردان آنکھون کو دکھا دیا - مگر ہاے اُنھین اسکی خبر نہ ہوئی کہ اُس صورت نے کیا کیا ستم ڈھا دیے - نگاہ نے کسپر بجلی گرائی - خنجر مژگان کس کے دل مین پیوست ہوگیا - زلفین کس کی گلوگیر ہوئین اور پنجہ حنائی نے کسکا خون کر ڈالا - یہ وہ باتین ہین جو حُسن کی کرشمہ سازیون سے روز ظاہر ہوا کرتی ہین - مگر افسوس حسینون کو اسکی خبر بھی نہین ہوتی - یہ مظالم برداشت کرتے کرتے عشاق کے وکیل یعنی شعرا اس قدر بیتاب ہوے کہ اُنھون نے سارا الزام بچاری بھولی صورت والیون ہی کے سر رکھدیا - سچ پوچھیے تو وہ بچاریان مصداق نیکی بر باد گنہ لازم زبردستی کو ماخوذ کر لی گئی ہین - اُنکی کیا خطا - اگر آپ کا دل ہی ایسا ہے کہ خواہ مخواہ لطف کو قہر اور ناز کو ستم بنا لیتا ہے تو اسکو وہ بچاری کیا کرین -

ذرا عشاق کی حالت تو دیکھیے کہ انکے گروہ میں کس زبردستی کی بیتابیان ہوتی ہین

کسی نے ذرا کوٹھے پر کھڑے ہو کے کسی پڑوسن سے دو باتیں کین۔ آپ نے کسی طرح دیکھ پایا۔ اتفاقاً اُسکی نظر بھی آپ پر پڑ گئی اور غریب بے عصمتی کے خوف سے گھبرا کے بھاگی۔ آپنے اُسے غمزہ و ناز سمجھا۔ اُسکی اُسوقت کی شرمیلی اور خوف بھری نگاہ کو آپ نے تیر نظر کے لفظ سے تعبیر کیا اور بے تکلف کلیجا پکڑ کے بیٹھ گئے۔ یہ بھی کوئی بات ہے کہ زبردستی خواہ مخواہ کو عاشق ہین اور پھر اُسکی ہر حرکت کو ناز۔ انداز۔ غمزہ۔ ادا خیال کر کر کے لگے شکایتون کا طومار باندھنے کسی کا آنچل شانے سے ڈھل کے اٹک پڑا اُسنے سادی وضع اور معمولی طور پر پھر سنبھال کے دوپٹہ اوڑھنے کی کوشش کی اور آپ ہین کہ جوش عشق مین جامے سے باہر ہوے جاتے ہین۔

اسی قسم کے صدہا واقعات ہین جنسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حسینون کی کوئی خطا نہین خطا اُن لوگون کی ہے جو خوبرویون کے حرکات و سکنات پر گرویدہ ہو جاتا کیا خوف رسوائی سے منہ چھپانے والی پریوشون کے پیچھے پڑ جاتے ہین۔ عشاق یا دل بیتاب والون کی بے اعتدالیون نے سچ پوچھیے تو کمسن پری رخون کو منہ کھولنا دشوار کر دیا ہے۔ اسلیے کہ انکی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے وہ ہر دلدادہ کے لیے کہنے کو تو پیام مرگ اور حقیقت مین ہوے مدہوشی لیے ہوے آتا ہے۔

مگر بیچارے عشاق کیا کرین وہ اپنے دل کے ہاتھون مجبور ہین۔ وہ تو بہت چاہتے ہین کہ اُن خیالات سے اپنے دل کو روکین مگر کیا کرین جب وہ مانے بھی۔ اس مین اُنکی کیا خطا ہے۔ کسی نے ترچھی نظر سے دیکھا اور اُنکا دل قابو سے نکل گیا۔ کسی کی بھولی صورت دیکھی اور اُن کا دل مچل گیا۔ کسی کو خبر بھی نہین کہ یہ ہین کون اور کیون اس قدر گھبرائے ہوے ہین مگر آپ ہین کہ جوش عشق مین حد سے گذرے جاتے ہین۔ اور پھر لطف یہ کہ اُس غریب نے ترس کھا کے اپنی حیرت دفع کرنے کے لیے اگر کبھی پوچھ لیا کہ آپ کون ہین تو آپ کی الفت اس ہمدردی کے جملے کو دوسرے پیرایے مین لے گئی اور تغافل شعاری سمجھے۔ انھین مصائب اور انھین خرابیون کا خیال کر کے شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔ اور یہی ایک شعر کے ذریعے سے دکھا دیا ہے کہ معشوق اور حسینان جہان درکنار، خود عشاق جگر افگار بھی اپنے دل اور اپنی زبان کے ہاتھون کس قدر تنگ ہین۔ دنیا مین کون ہوگا جو منہ پر تلوار کھانے اور ہنسے شکریہ ادا کرے۔ خنجر کلیجے مین چبھا جاتا ہو۔ اور وہ اُس خنجر کے

کاٹ کی تعریفون کا پُل باندھدے - یہ وصف اگر ہے تو صرف دنیاے عشق کے ازخود رفتہ مجنونون مین - جس طرح کوئی سٹری سودائی لڑکون کے ہاتھ کے ڈھیلے کھا کھا کے روز چور ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے دن اُسی شوق مین نکلتا ہے بلکہ اگر لڑکے نہین بولتے تو خود چھیڑ کے اُنھین اپنی طرف متوجہ کرلیتا ہے اُسی طرح یہ بیماران نگاہ ناز تیر نظر اور خنجر مژگان کے زخم دل و جگر پر اُٹھاتے ہین اور پھر جوش مین آکے کہہ اُٹھتے ہین -

قربانِ نگاہے تو شوم باز نگاہے

اُن ناموروں اور بہادرون کا نام ترقی نیکنامی اور عزت کی سب سے اونچی لمبنچوٹی پر لکھا گیا جنھون نے ہر حملہ مین آگے قدم بڑھایا اور ہر دفعہ تیغ و سنان کا زخم کھاکے اور آگے بڑھے - اگر دشمن نے اُنپر ایک کاری وار کیا تو اُنھون نے اُسکے دل پر اپنی شجاعت کا نقش بٹھانے کے لیے اپنا سینہ اور آگے بڑھا دیا کہ اپنے دل مین آرزو نہ رکھے دوسرا وار بھی کرے - واقعی ایسے لوگ بہت بڑی بڑی عزتون کے مستحق تھے اور ایسے تھے کہ اُنھین کے میدان رزم مین آنے پر سلطنتون کا تغیر و تبدل اور بڑے بڑے شہنشاہون کی تقدیرین منحصر تھین - زمانے نے ایسے لوگون کے ساتھ بُرا سلوک بھی نہین کیا - کیونکہ زمانے کے گذشتہ ورق آج بھی اُنکے نام اپنا فخر سمجھکے بلکہ دنیا کی پیشانی کا ٹیکا بناکے پیش کر رہے ہین -

حیرت ہے تو اس بات کی کہ مظلوم شہیدان تغافل اور دلدادگان یار جو جان دینے اور تیر نظر کھانے پر اس سے بڑھ بڑھ کے مسرت اور دلچسپی ظاہر کرتے ہین اُن غریبون کو زمانے نے وہ عزت نہین دی جو میدان جنگ کے نبرد آزماؤن کو دیگئی - کیا عشق کا دنگل ناموری کا اکھاڑا نہین ہے - یا اُس مین سوا فرہاد و مجنون کے اور کوئی اس رتبے کا نیکنام ہوا ہی نہین کہ زمانہ اُسپر فخر کرتا - اور بیچارے فرہاد و مجنون نے اگر اپنے جنون انگیز دلون اور عشق کی گرمجوشیون مین ناموری پیدا بھی کرلی تو کیا ہوا - اُنکے عہد مین زمانے نے اُنپر جو جور و ستم کیے اُنکا تو ذکر ہی نہین بعد بھی اگر اُنکے ذکر کو دلچسپی کے ساتھ یاد کیا تو اُن دلدادہ عشاق نے جو کسی بیوفا اور تغافل شعار کے سامنے اپنے جوش عشق کی بتیا بیان ظاہر کرنے کے لیے کوئی عمدہ مثال ڈھونڈھتے تھے - یا شعرا نے جو عشاق کے وکیل ہین - عام دنیا نے جس طرح اور فن کے ناموروں کو نیکنامی اور مقبولیت کا خلعت دیا ہے ان غریب دل از دست دادہ عشاق کو کسی نے نہین دیا - ان کس مپرسیون نے انکی امیدین اور خاک مین

لادیں۔ ابتداءً انھوں نے بہت کوشش کی کہ اپنے پُرآرزو دل کے مرقع سے اُن حسینوں کی تصویریں نکال ڈالیں جو اُنھیں کبھی کسی وقت ایک حالت پر قرار نہیں پکڑنے دیتیں اور آخر مجبور ہو کے اُنھوں نے وہی شعر زبان سے نکالا جسکو ہم اس مضمون کے سرے پر بیان کر چکے ہیں کہ ؎

مردم ز فرطِ شوق و تسلی نمی شوم　　یارب کجا برم لبِ خنجر ستاے را

آہ! کیا ذوق ہے! اور کیا شوق ہے! جب ہی تو عشاق میں یہ کمال ہے کہ ہجوم بیتابی اور ذوق بیقراری میں معشوقوں کی اُن ستم آمیز اداؤں کا خیال بھی نہیں کرتے جو ظاہر میں چاہے کتنی ہی بھولی معلوم ہوتی ہوں اور سادگی کو لیے ہوے ہوں مگر اصل میں بلحاظ ستم زدہ عشاق کے دیکھیے تو اُنکا ہر پہلو کسی نہ کسی جانستان جور و ظلم کو لیے ہوتا ہے۔ زمانہ حیرت میں ہے کہ ان جفا کشوں کو کیا مزا ملتا ہے جو شب و روز بڑی تمناؤں کے ساتھ آرزومند رہتے ہیں کہ وہی جفا شعار جو ابھی اپنے جفا و جور سے دل و جگر کو زخمی کر گیا ہے پھر آکے اُسی طرح تیغ ادا کے دو ایک ہاتھ اور لگا دے۔

اگر سچ پوچھیے تو عشاق کا یہ ذوق و شوق کوئی نظیر اور مثال نہیں رکھتا۔ ہاں اگر کوئی مثال ہے تو ہماری ادبار نصیب قوم کی۔ کیونکہ مسلمانوں کو ایک زمانے تک اسباب اقبال کے ساتھ مؤانست کا سابقہ رہنے کی وجہ سے کچھ ایسی محبت ہوگئی ہے کہ کم نصیبی کے جور سہتے سہتے عاجز آگئے مگر ہمت و استقلال سے خدا سمجھے اُن حرکات و سکنات سے جو باعث زوال تھے کسی طرح باز نہیں آتے۔ زمانہ مٹاتا جاتا ہے اور اُسکے جور کو ناز معشوقانہ خیال کرکے خود بھی اُسکے ساتھ شریک ہوے ہیں اور اپنے اوپر اور ظلم کرتے جاتے ہیں۔ ہاں اُن میں سے دو چار دوسری قوموں کی ترقیاں دیکھ کے خواب نوشین سے چونکے ہیں اور تمام قوم کو جان بوجھ کے خود اپنے ہاتھوں اپنے اوپر ظلم کرتے دیکھکر اُنکے دل و جگر میں ایک شورش پیدا ہوئی ہے۔ اور بے اختیار چلا کے کہہ اُٹھتے ہیں ؎

مردم ز فرطِ شوق و تسلی نمی شوم　　یارب کجا برم لبِ خنجر ستاے را

برسات

کس قیامت کا موسم ہے۔ ہاے رنگین مزاج شاعر غالب نے ایک موقع پر مناجات

کرتے کرتے جوش مین آکے جنت اور موعود باغ فردوس پر نکتہ چینی شروع کردی اور سب باتین تو خیر مگر اس نکتہ چینی مین یہ کس قدر چبھتا ہوا مصرع لکھدیا ہے ع یہ بستی ابر و باران کجا ؛ واقعی اگر جنت مین یہ لطف ابر و باران نہ ہوا تو شراب طہور سے نفرت ہوجائیگی اور کنار رواں کسی زندہ دل کا دل ہی نہ لگیگا - لیکن ہم اطمینان دلاتے ہین کہ غالب کو چاہے نہ یقین آیا ہو مگر ہمارا دل تو گواہی دیتا ہے کہ وہان یہ برسات کے پُر لطف دن اور مزے دار راتین ضرور ہونگی - نہ ہونا کیسا - اگر یہی کیفیت نہ ہوئی تو ساری دلچسپیان خاک مین مل جائین گی -

موسم باران وہ موسم ہے کہ جس مین خدا جانے کتنے دلون کے ولولے خود بخود اُبھر آتے ہین اور نہین معلوم کتنی توبائین ٹوٹ جاتی ہین - آہ! یہی وہ دن ہین کہ کسی جور و ستم سے چاہے کتنا ہی بگاڑ ہوگیا ہو - ادھر ذرا ابر گھر کے آیا اور ملاپ ہوگیا - اور کسی وقت کے ملاپ مین تو اتنا نقص بھی ہوتا ہے کہ مدتون کے بخار ہی نکالتے نکالتے اور شکوہ و شکایت ہی کرتے کرتے صبح ہوگئی - مگر ابر کی یہ مستی اس قسم کی فضول تضیع اوقات کی طرف بھی نہین متوجہ ہونے دیتی - کیا خوب کہا ہے اور اُس سے خدا ہی سمجھے جسنے کہا ہے ؎

گلے لپٹے ہین وہ بجلی کے ڈر سے
الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے

عالم باران مین قطع نظر اُس لطف کے جو ابر ورعد سے حاصل ہوجایا کرتا ہے وہ کیفیت اور زیادہ جوش جنون کو ترقی دلادیا کرتی ہے جو نازنین مہمان شب یا ہم پہلو پری رخ اور دلربا کی دلکش اداؤن سے پیدا ہوجاتی ہے - شوق نے آرزومندون کو ہمکنار بنادیا ہے اور برسات کی خنکی اُس ہمکناری کو اس درجہ ترقی دلا رہی ہے کہ اور بھیچ بھیچ کے لپٹے جاتے ہین - اُس پر یہ غضب کہ بار بار بجلی کا چمک جانا اور قیامت ڈھا رہا ہے اُس چہرے پر جو بڑی کوششون اور بڑی خوشامدون سے شگفتہ بنایا گیا تھا خوف کی زردی چھا گئی اور اضطراب کی شکنین پڑ گئین - وہ آغوش جو کسی حیا پسند نے خدا جانے کس عالم از خود رفتگی اور کس حالتِ ذوق وشوق مین دل حیا فراموش کے ہاتھون بے اختیار ہوکر ایک آرزومند کے گلے لگانے کے لیے پھیلا دیا تھا - آہ! یہ ستم شعار بجلی چمکی اور خوف کی بے اختیاری نے یک بیک پھر اُس آغوش کو یون ہی خالی خولی سمیٹ دیا - بجلی چمکتے وقت اُس کندنی رنگ اور اُس گوری پیشانی کو دیکھیے جس پر یہ آسمانی برقی روشنی ایک

Marfat.com

نیا نورانی پانی پھیر دیتی ہے۔

اور موسمون مین انسان کبھی اتفاقی ہی کوئی ایسا سین دیکھ سکتا ہے کہ دل ازخود رفتہ ہوجائے۔ گر برسات کے موسم مین جہان کوئی چھینٹا پڑگیا آشفتہ مزاجون کے لیے ہرطرف ایک قیامت بپا ہوجاتی ہے۔ اودی اودی گھٹا ئین جو میکدے کے نکلے ہوے برہم مزاجون کی طرح ہوا کے ساتھ ساتھ آسمان کے کونون پر ادھر ادھر بھٹکتی پھرتی ہین اُن کا ہر چہار طرف جھوم جھوم کے چلنا اور بعض بعض جگہ اُنکے نازک دامنون سے جو کسی کی محرم کی طرح جابجا سے سکے ہوے اور نکلے ہوے نظر آتے ہین دھوپ یا چاندنی یا شفق (جیسا وقت ہو) کے رنگ کا پھوٹ پھوٹ کے نکلنا۔ یہ ایسی کیفیتین ہین جو ہر جگہ اور ہر موقع پر دکھائی دے جاتی ہین۔ دیکھو ایک بہت بڑا امیر اپنی لب دریا کی کوٹھی مین بیٹھا یہی سراپا مسرت دیکھ رہا ہے۔ اور ایک ولی غریب اپنے جھونپڑے سے گردن نکالے اس عالم بہار کو دیکھ رہا ہے

وہ کھیت جو اپنی سیرابی کی آرزو مین ہمیشہ بارش کے مشتاق رہتے ہین اور جن کے دہقان ہر لحظہ اُسی دُھن مین سر اُٹھا اُٹھا کے آسمان کی صورت دیکھا کرتے ہین انکی صورت کو خیال کرتے رہیے برسا درکنار اگر ابر کا کوئی ٹکڑا بھی آفتاب پر آجاتا ہے تو اُنکی کیا صورت ہوجاتی ہے۔ اُنکی سبزی آنکھون کو ہمیشہ صبح و شام کے دلفریب اوقات مین ٹھنڈک پہونچاتی تھی مگر پانی کا ایک دو ٹکڑا پڑ جانے کے بعد دیکھیے کہ وہ سبزی کس قدر شگفتہ۔ کسقدر شاداب۔ کس قدر نظر فریب بنکے عاشق مزاجون کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہے۔ باغون اور کھیتون کا سمان اس موسم مین ایسا نہین ہوتا کہ اچھا خاصہ انسان انکی سیر کرنے کے بعد اپنے آپے مین رہے۔ باغون کو اگرچہ انسانی کارگیرون نے پیدا کردیا ہے۔ قدرت کی سادی کارگیری مین انسان نے اپنی اصلاح کرکے جابجا رنگ برنگ کے پھول لگا دیے ہین۔ وہ سادہ بن جو ایک وسیع صحرا یا ایک کوہستانی مرغزار مین باغبان قدرت نے پیدا کردیا تھا۔ وہ انسانی دستکاری کے عمدہ نتائج دکھانے والے باغون مین نہین ہے۔ مگر پھر بھی قدرت اپنی شفقت سے باز نہین آتی۔ اور موسم بہار کا جانفزا اثر اُن باغون تک بھی پہونچا ہی دیتی ہے۔ دیکھو پھولون کے رنگ کس جوبن پر ہین۔ اور اُنکی سرخی کس طرح آنکھون مین کھبی جاتی ہے۔ پانی کے قطرے پھولون کی نازک پنکھڑیون اور نوجوانان چمن کی ہری ہری کونپلون پر اس بدلی کے دن کی ہلکی روشنی مین جواہرات اور موتیون کی طرح جھلک رہے

ہین اور اُس قدرتی زیور کا کام دے رہے ہین جو شاطۂ نیچر نے عروس بہار یا شاہدان چمن کو پنہا دیا ہے۔

باغ ہی پر کیا منحصر ہے اس موسم مین جہان کھڑے ہو جایئے ایک ایسی سینری (منظر) نظر آجاتی ہے کہ خود بخود ایک از خود رفتگی کا اثر دل مین پیدا ہونے لگتا ہے۔ نہرین جنھے کو تو ہمیشہ بہتی تھین اور اُنکے پانی کی وجہ سے اُنکے کنارے کنارے سرسبزی اور تر و تازگی

ہین اور اُس قدرتی زیور کا کام دے رہے ہین جو شاطۂ نیچر نے عروس بہار یا شاہدانِ چمن کو پنہا دیا ہے۔

باغ ہی پر کیا منحصر ہے اس موسم مین جہان کھڑے ہو جایئے ایک ایسی سینری (منظر) نظر آجاتی ہے کہ خود بخود ایک از خود رفتگی کا اثر دل مین پیدا ہونے لگتا ہے۔ نہرین جنھے کو تو ہمیشہ بہتی تھین اور اُنکے پانی کی وجہ سے اُنکے کنارے کنارے سرسبزی اور تر و تازگی کا ایک اثر ہمیشہ ہی رہتا تھا۔ مگر یہ لطف سوا برسات کے اور کب ممکن ہے کہ کثرتِ آب سے دریا گویا جوش کھا کھا کے چھلکا پڑتا ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ہماری ہی طرح وہ بھی اپنے آپ سے باہر ہوا جاتا ہے۔ شہر کی گلیان اور سڑکین جن مین موسمی اثر بہت کم محسوس ہوا کرتا ہے ان مین ذرا ایک پانی کا چھینٹا پڑ جانے کے بعد دیکھیے کہ کتنے دلون مین ایک گدگدی سی اُٹھتی ہے اور خود ہی سے گذر گذر کے ملار کی لمبی لمبی تانین اُڑانے لگتے ہین اور ہر سننے والے کی آنکھون کے سامنے گویا برسات کا فوٹو اُتار کے رکھ دیتے ہین۔ اپنے مجنون کا ذکر جانے دیجیے ہم تو جانورن تک کے ممنون ہین اُس پپیہے کی آرزو خدا پوری کرے جو پرسون ہمارے پڑوس مین ایک درخت پر آکے بیٹھ گیا تھا اور "پی کہان پی کہان" کی رٹ لگا دی تھی۔ اس ظالم ہجران نصیب پپیہے کو بھی جانے دیجیے اس فصل مین کوئل ہمپر کس قدر مہربان ہو گئی ہے کہ صرف ہمارے جوش دل مین ایک ولولہ پیدا کرنے کے لیے اُسنے گویا اُس درخت پر اپنا نشیمن بنا لیا ہے اور شب روز مین اکثر اوقات اپنی مستانہ آواز سے کوئی نہ کوئی ایسی چیز گا دیتی ہے کہ ہمین برسات کا سمان گھر بیٹھے آنکھون سے نظر آجایا کرتا ہے۔

افسوس! ہماری شامتِ اعمال یا اہل شہر کی بے سلیقگی اور میونسپلٹی کی غفلت نے گلیون اور سڑکون پر اتنی کیچڑ پیدا کر دی ہے کہ ہر قدم پر گر پڑنے کا اندیشہ ہے ورنہ گھر سے نکلتے ہی روح افزا موسم کے جلوے دیکھیے۔ کہین تو وہ منظر نظر آتے جہان عالیشان عمارتون۔ درختون کی

سبزی۔ زمین کی شادابی۔ دریاؤن کی روانی۔ آسمانون کی نیلی نیلی گھٹاؤن نے آپس مین مل کے دلفریب سمان پیدا کر رکھے ہین۔ اور اسی ضمن مین کہین نہ کہین دو ایک وہ نازک مزاج اور رنگین طبع صورتین بھی نظر آجاتین جنھون نے اپنے لباس مین موسم کے مناسب ترمیم کی ہے۔

ہلکے ہلکے دھانی دوپٹے زیب بدن کیے ہین۔ اور خود فراموشی کے عالم مین کوٹھون پر آ کے کھڑی ہو گئی ہین۔ ادھر ہون کی آنکھ بچا بچا کے گھٹاؤن کے جھومنے ہوا ے لطیف و سرد کے ادھر اُدھر سرگردان پھرنے کا تماشا دیکھ رہی ہین۔ اور پھر اُس پر یہ ستم کہ وہ تو اس ہوا کی مشتاق بنکے آئی ہین اور ہوا گستاخیان کر رہی ہے۔ دوپٹے کا آنچل ادھر ہوا سے اُڑا اُسے سنبھالنے بھی نہ پائی تھین کہ پیشانی کے کچھ کھلے ہوے بال اُڑکے آنکھون پر بکھر گئے۔ جھنجلا کے اُنھین ناز و ادا سے ادھر اُدھر کانون کے پیچھے کیا تھا کہ دوپٹے کے دونون آنچل لٹک کے زمین چومنے لگے۔ اور اُن جوبون کی ایک جھلک صاف نظر آئی جو اس ہوا کے اثر سے ساعت بساعت نمو اور اُمنگ مین ترقی کرتے جاتے ہین۔ اس برہنگی نے اس درجہ پریشان کیا کہ گھبرا کے چارون طرف دیکھا کہ کوئی دیکھتا تو نہین ہے اور شرما کے بیٹھ گئین۔ یہ ادائین اگرچہ ہمیشہ کے لیے دلفریب ہین مگر انکا لطف بھی کچھ اُس زمانے مین خوب ہوتا ہے جبکہ اودی اودی گھٹاؤن کی نیلگونی اُنکے دوپٹے کے دھانی رنگ پر اپنا سایہ ڈالتی ہو۔

اور موسمون کے جوش و طرب سے صرف رندانہ مشرب اور ناز فروش ہ جبینون ہی کو تعلق ہوتا ہے مگر یہ ایسا زمانہ ہے کہ عصمت آب خاتونین اور گھر کی بیٹھنے والی بھولی لڑکیان جنکو حسن و عشق کی دنیا کی ہوا تک نہین لگی ہے اور جو اپنی سادی زندگی ہی کو نفس انسانی کا کمال خیال کرتی ہین اُنپر بھی کچھ نہ کچھ اثر اس موسم کا ضرور پہونچ جاتا ہے۔ معصوم اور بھولی لڑکیون کو جھولا جھولتے وقت ملار کی دُھن مین کچھ نہ کچھ گاتے کس نے نہین سُنا۔ جب امیر خسرو کا ایسا پاکباز اور صوفی منش شاعر شریف گھرانون کی لڑکیون کے لیے ساون کا ایک گیت تصنیف کر گیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس قسم کا موسمی ولولہ گویا لڑکیان بزرگون سے سیکھ کے ظاہر کرتی ہین

سب کو چھوڑ کے اُس گروہ کو دیکھیے جس مین کا ایک منچلا ابر کو مغرب کی طرف سے آتے دیکھکر بے اختیار چلا اُٹھا ؎ ساقیا مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد۔ اور جب وہ ابر چارون طرف گھر گیا تو وہ سہنے صاحب منہ مین آکر بولے ؎

ابر اُٹھا تھا کعبے سے اور جھوم پڑا میخانے پر   بادہ کشوں کا جھرمٹ ہے اب شیشے اور پیمانے پر

ان سیہ کاروں کو تو کالی کالی گھٹاؤں سے کچھ ایسا عشق ہے کہ ادھر آسمان پر بدلی کی صورت نظر آئی اور یہ بادۂ گلرنگ کی بوتلوں پر جھک پڑے۔ آہ! شراب کمبخت حرام ہی ہوگئی ورنہ ہے پاکباز اور جائز عشق کے مزے لوٹنے والے تائب دوستوں سے کہتے کہ ان گھٹاؤں کو اُن آنکھوں سے دیکھیے جن میں نشۂ صہبا کے لال لال ڈورے پڑے ہوں۔ اور اگر (توبہ توبہ) اتنی توفیق نہیں تو کسی اپنے دوست ہی کی آنکھوں سے دیکھیے۔ خلاصہ یہ کہ ان معمولی آنکھوں میں ابر و باران کے دیکھنے کی صلاحیت نہیں یہ صلاحیت اگر ہے تو صرف انکی آنکھوں میں جنکے ہاتھ رعد کی آواز سنتے ہی گلوے مینا میں پڑ جاتے ہیں۔ اب زیادہ گنجائش ہی نہیں۔ ورنہ ان آشفتہ مزاجوں کی مجلس بر ہم بھی دیکھنے کے قابل تھی۔

مگر جو کچھ ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برسات عجیب موسم ہے۔ اور زندگی کے پرحظ مقاصد اس از خود رفتگی کے موسم میں حاصل ہو سکتے ہیں۔

ز حمتے بر نفسِ اہلِ طرب ریختہ ام
خوابِ خوش گشتم و از یادِ عزیزاں رفتم

وہ دشوار گذار مقامات جہاں آج تک بیرحمی کے ساتھ انسان کی جان لیجاتی ہے یا وہ خطرناک صحرا جہاں کی دھوپ اور لو انسان کو چلتے ہی چلتے خواب مرگ کی نیند میں سُلا دیتی ہے۔ یا وہ برفستانی مقامات جہاں کی سردی مسافروں کے ہاتھ پاؤں افسردہ کرکے گرا تی ہے اور برف کے بوجھ اپنے نیچے دبا کے ہمیشہ کے لیے اُسکا نام صفحۂ دنیا سے مٹا دیتے ہیں۔ ایسے مقامات میں بہتوں نے جان دی۔ اور آجتک برابر اس قسم کی انسانی قربانیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ہزارہا آدمیوں نے انھیں مصائب میں مبتلا ہو کے جان دی مگر ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جن کی خبر ہم تک بھی پہونچی ہو۔ جن لوگوں کو اُن اطراف میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے اُنھوں نے اکثر جگہ دیکھا ہو گا کہ جا بجا غریب بیکسی سے جان دینے والوں کی یادگاریں نظر آجایا کرتی ہیں وہ یادگاریں بتا رہی ہیں کہ اُن غریبوں نے کس بیکسی اور کس حسرت کے ساتھ اپنی جان دی تھی۔

افریقہ کی بردہ فروشی نے ایسے بہت تماشے دنیا کو دکھانے اور آج تک دکھا رہی ہے

وہ وسط بر اعظم افریقہ کے مقامات جہاں سے لوگ غلام بنانے کے لیے پکڑ پکڑ کے لائے جاتے ہیں ایسے مقامات ہیں کہ آج بھی وہاں کی سیر کرنے جایئے تو ہزارہا مُردوں کی ہڈیاں پڑی ہیں گی ۔ جو لوگ وہاں سے پکڑ پکڑ کے آتے ہیں وہ بوجہ شدت گرما اور کثرت تشنگی کے جاں بلب ہو ہو جاتے ہیں گر انکو پانی نہیں دیا جاتا ۔ اسلیے کہ اگر پانی انکو پلا دیا جائے تو صاحبان قافلہ اور وہ ظالم فتحمند کیا پئیں جو قافلے کے مالک ہوتے ہیں ۔ الغرض اگر کوئی اُدھر سے گذرے تو راستے میں ہر ہر قدم پر مُردوں کی ہڈیاں پڑی پائیگا ۔ انھاں سے پوچھیے تو وہ ہڈیاں زبان حال سے یہی شعر پڑھ پڑھ کے ہر اُدھر سے گذرنیوالے کو سناتی ہیں اور اُسکے دل میں ایک غم واندوہ کا اثر پیدا کرتی ہیں ۔

وہ اُولوالعزم مسافر جنکو سفر کا شوق نہیں جنون تھا ، اُن میں سے اکثر ایسے ہیں جو کسی نہ کسی بیکسی کے عالم میں مرے یا مارے گئے گر جان دیتے وقت اُنھوں نے اپنی کوئی نہ کوئی ایسی یادگار ضرور بنا دی کہ جو کوئی شخص اُنکے بعد ادھر سے گذرے اُن کی بیکسی کی موت یا اُنکے بےبسی کے عالم میں قتل کیے جانے کو یاد کر کے دو آنسو بہائے ۔ انکے بعد جانیوالے مسافر گواہ ہیں اور اُنکے سفرنامے بتا رہے ہیں کہ ایسے ایسے صدہا یادگار یا سامان حسرت وغم اُنکی نظر سے گذرے ۔ ہمارے بعض احباب سفر کے بہت شائق رہا کرتے ہیں اور خصوص اس قسم کے سفر کے کہ جاہے سامان ؛ ہو ایک آزادانہ زندگی کے ساتھ وہ اس دنیا کے مختلف حصوں اور دشوار گزار مقاموں کی ہوا کھاتے ہیں ۔ وہ اس سفر کو یاد کریں جو ہمیشہ بتا دیگا کہ انسان کو بعض اوقات صحرائی مقاموں میں کس بیکسی سے جان دینا پڑتی ہے ۔ اگر تم ایسے مقامات میں نکلوگے تو دیکھوگے کہ کہیں کسی پر کچھ کھدا ہوا ہے اور کہیں کسی چٹان پر کچھ نشان بنا ہوا ہے ۔ اس مقام پر کسی پہلے آنے والے نے اپنی زندگی کے آخری وقت میں یہ نشان بنا دیے تھے اور ان کے ذریعے سے ہر بعد آنیوالے کے واسطے ایک تجربہ اور عبرت کا سبق لکھ کے رکھ دیا تھا ۔

یہ علامات اور نشان نہیں ہیں بلکہ یہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ بیکس مظلوم ہر لحظہ اپنی جان دینے کے مقام پر بیٹھا ہوا ہے اور ہر گذرنے والے سے پکار پکار کے کہ رہا ہے ؎

تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنوں
شاید آ جائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

یہ قاعدے کی بات ہے کہ زیادہ مصیبت اور شکستہ دلی انسان میں ایک نہایت ہی بُرا اثر

صبر و تحمل کا مادہ پیدا کر دیتی ہے۔ اُسے تحمل اور ہجوم بیکسی یہان تک مایوس اور پریشان کرتی ہے کہ اپنی زندگی سے تنگ آجاتا ہے اور اپنی جان کو بلاے جان خیال کرنے لگتا ہے پھر جب اُسے اپنی زندگی خود اپنے ہی آپ کو بلاے جان معلوم ہونے لگتی ہے تو اُس کے دل مین آتا ہے کہ جب یہ زندگی خود مجھے اس درجہ گران ہے تو اور لوگون کو تو نہایت ہی ناگوار گذرتی ہوگی۔ اور حقیقت مین گذرنے لگتی ہے۔ آپ نے سنا ہی ہوگا ؎ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + وہ صحبتین جن مین رات ان چہچہے اور عیش و عشرت کے شغلے رہا کرتے ہین اُنکے عشرت پسند ممبرون کو یہ کیون پسند آنے لگا تھا کہ کوئی ستم زدہ آ سے اور ان کی صحبت کے لطف بے تکلفی اور خود فراموشی کو خاک مین ملا دے۔ بس وہی شخص جسکی یہ حالت ہوتی ہے اور خود زندگی سے یون تنگ آتا ہے اور احباب پر یون بار خاطر ہو جاتا ہے اُسکا جان دینا کیونکر نہ ستم ہو۔ چاہے حسرت و بیکسی اُسکا منہ بند کیے رہے مگر اُسکی زبان حال سے یہی شعر بار بار نکلتا ہے۔ اور جسکے کان مین آواز پہونچ جاتی ہے اُسے بیقرار کر دیتا ہے

زمزمے بنفس اہل طرب ریختہ ام — خواب خوش گشتم وازیاد عزیزان رفتم

ہان پوچھنے کی یہ بات ہے کہ ان حسرت زدہ لوگون کی داستان مین سوا غم و الم یا دل دُکھانے والی باتون کے اور کیا ہے جو اُنکی زبان سے "خواب خوش گشتم" کا لفظ نکلتا ہے خواب خوش گشتم تو جب ہوتا جب یہ اپنی یادگار مین کوئی ایسی بات چھوڑتے جس سے زندہ دلی کی محفلون اور دلچسپ صحبتون کی رونق ہوتی۔ انکو تو چاہیے تھا کہ اپنی حسرت آمیز داستان کی نسبت یہ کہتے جو اُردو کا ایک سخن سنج کہ گیا ہے۔ ؎

سرگذشت بلا کشان نہ سنو — نہ سنو میری داستان نہ سنو
نقرہ نقرہ ہے اس کا پُرتاثیر — ہو نہ جاؤ کہین بلا مین اسیر

مگر ہان اس مین ایک بات ہے جسکی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ داستان غم عمدہ اور دلچسپ صحبتون کی رونق ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ عشق ایک ایسی چیز ہے جس پر تمام صحبتون کی رونق اور ساری دلچسپیون کا دار و مدار ہے وہ خود عاشقون کے حق مین بلاے جان ہو انکی داستانون مین یہ اُلٹا اثر قیامت کا ہے کہ جو سنتا ہے ذوق و شوق اور نہایت لطف کے ساتھ۔ اسی بنا پر اگر اس حسرت زدہ نے اپنے بعد والون سے یہ کہا کہ میں تمھاری

Marfat.com

نظر مین ایک خواب خوش ہون تو کچھ بیجا نہین کیا۔ واقعی داستانِ عشق مین یہ عجیب و غریب بات ہے کہ عشق جسقدر باعثِ اندوہ و غم ہوتا ہے اُسی قدر داستانِ عشق مین لطف اور دلچسپی ہوتی ہے۔

ذرا قیس عامری کی داستانِ سراپا حسرت کو ملاحظہ فرمائیے کہ اُس مین کس قدر دلچسپی ہے۔ اس داستان نے کن کن صحبتون اور کیسی کیسی پریوشون کی محفل عیش و طرب مین دلچسپی پیدا کر دی۔ اُن از خود رفتہ عشاق کی مجنونانہ حالت کا خیال کیجیے جو گلی کوچون مین خاک اُڑاتے پھرتے تھے۔ جن کی وحشت اُنھین خدا جانے کن کن صحراؤن مین پھراتی رہتی تھی۔ اور اپنے جوشِ مستی کے عالم مین خدا جانے کن کن صحراؤن اور جنگلون کی خاک اُڑاتے تھے۔ اگلی داستانین کون ہے جسنے نہین سُنین۔ ان ستم زدہ جفا کشون کو کسی عالم مین پایا ہوگا کہ کبھی دریا مین غرق ہوے کبھی درندون سے دوچار ہوے۔ اور اگر زمانے خیال کے ضعیف الاعتقاد تھے تو بہت سے مقامات پر پریون اور دیون کا بھی سامنا ہو گیا۔ ذرا ان واقعات کو اپنے اوپر منطبق کر کے دیکھو اور خیال کرو کہ اگر یہی مصیبتین تمھارے اوپر پڑین تو تمھارا کیا حال ہو؟ جب ان مصائب کی تصویرین بھی کوئی تم دکھاتا ہوگا تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہونگے۔ لیکن باوجود ان سب باتون کے یہ کتنی بڑی حیرت کی بات ہے کہ ان مصائب کا ذکر دل کو کچھ ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی صحبت نشین جسمین لوگ اس قسم کے تذکرون سے بلبل ہزار داستان کی طرح چہک چہک کے حُسن و عشق کی شمعین نہ روشن کر رہے ہون۔ جدید اسکول کے تعلیم پائے ہوے مہذب گروہ کے پُرتکلف میزون پر وہی ناول رکھے ہین جن مین یورپین کورٹ شپ (پری وشون کو شمالنا) اور تعلیم یافتہ نوجوان عاشقون اور معشوقون کی نازآفرینیون اور نازبرداریون کا تذکرہ ہے۔ آہ! وہ عشرتکدے جنکے نیچے ایشیا کے از خود رفتہ عشاق سینے پر ہاتھ رکھ کے نالہائے فلک دوز کھینچ رہے ہین اور جن مین خدا کی اعلیٰ قدرت اور نیچر کی اعلیٰ صنعت کا نمونہ نظر آیا کرتا ہے وہان بھی دیکھیے تو گلچہرہ حوروشون کی دلچسپی کے لیے مغلانی وہی کہانیان سُنا رہی ہے جس مین جذبات عشق کوٹ کوٹ کے بھر دیے گئے ہین۔ اُنھین باتون کا جادو ہوتا ہے جو سحر نگہ دلرباؤن کی آنکھون پر اثر کر جاتا ہے۔ کہانی کے ہیرو کا جوشِ عشق جو جو زیادہ بیان کیا جاتا ہے وہ وہ نرگسی آنکھون پر نیند کا خمار غالب آ جاتا ہے۔

Marfat.com

اس دلچسپی کو دیکھکے وہ متحمل مزاج عاشق جسکو زندگی بھر شب و روز غم ہجران مین آہ جگر خراش کھینچتے ہی گذری جان دیتے وقت نہایت ہی تحمل و یاس کے لہجے مین کہہ اُٹھتا ہے بلکہ حال کے حرفون سے اپنی قبر پر لکھوا دیتا ہے ؎

زحمتے بر نفس اہل طرب ریختہ ام خواب خوش گشتم و از یاد عزیزان رفتم

اور واقعی ہے بھی کچھ ایسا ہی۔ اور لوگون کو جانے دیجیے خود اپنی حالت اور اپنے معاملات کو غور سے دیکھیے تو عبرت ہی معلوم ہوگی۔ ہمنے دنیا مین آکے کیا کیا؟ جبتک کمسنی کا زمانہ تھا۔ ان باپ کے لیے آفت جان بنے رہے۔ غریب ان اور ناز بردار باپ جو ہر رنج و راحت مین اپنے جوش خون سے مجبور ہو کے ساتھ دینے کو موجود ہو جاتے تھے ہر کام اور ہر ضرورت کے متکفل رہے۔ بس اُنکی ساری خوشیان ہمارے دامن سے وابستہ تھین مگر ہم کبھی خیال بھی نہ کرتے تھے۔ اگر انسان اپنے نفس سے انصافاً پوچھے تو سوا اسکے کہ اُسکے ہاتھون ان باپ انتہا سے زیادہ زحمت اور مصیبت مین مبتلا ہے اور کوئی جواب نہ ملیگا۔ اُسوقت تو ثابت ہوگیا کہ ہمنے اپنی بھیریون اور بے سلیقگیون سے ان باپ کو (جو اصل مین اہل طرب اور بے غم و بے فکر تھے) زحمت مین رکھا۔ رہا زندگی کا پُر لطف اور عمر کا پُر جوش دور۔ یعنی جوانی۔ ظاہر مین تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمنے اُس عہد مین کسی کو زحمت نہین پہونچائی۔ مگر بالکل غلط۔ سچ پوچھیے تو ہم اُسدن کسی نہ کسی کے لیے باعثِ زحمت ضرور تھے۔

اول تو ہنوز ضعیف العمر ان باپ ہی موجود تھے جنکے حقوق کی طرف سن تمیز نے اب متوجہ کر دیا تھا اور یاد دلا دیا تھا کہ انکی خدمت کرنا اور اُنکی زبان سے دعاے خیر و برکت لینا تمھاری کامیابی کی دلیل اور تمھاری ترقی کا ذریعہ ہوگا۔ مگر ہماری بے پروائیان حد درجے کو پہونچی ہوئی تھین کہ ہمنے ان امور کا خیال بھی نہ کیا۔ اور ہمیشہ اُن بیدست و پا صاحبان حقوق کے حق مین مجسم زحمت ہی بنے رہے۔ اُنکو راحت دینا درکنار روز اُسلٹے اُنھین کو اپنے غمون مین مبتلا رکھا۔ اب اسکے بعد ضعیفی کا زمانہ آتا ہے۔ اُس عمر مین زحمت ہونا تو ہر شخص پر ظاہر ہے۔ انسان اس بیکسی کے سن مین اسدرجہ بیدست و پا ہو جاتا ہے کہ اُسے سوا اسکے کہ دوسرون کے سہارے اور غیرون کی دست نگری پر زندگی کے باقی ایام بسر کرے اور کسی طرح مفر ہی نہین ہو سکتا۔ اس امر کے دیکھنے کا ہر شخص

اتفاق ہوا ہوگا کہ سن رسیدہ اور بیدست و پا مہمانان دنیا، پنے عزیز آشنا درکنار خود دنیا والون کی نظر مین بھی بار خاطر ہوتے ہین۔ اُنکی زندگی اگرچہ بہ نسبت اور عمر والون کے انھین زیادہ دلپسند ہوتی ہے اور اپنے باقیماندہ ایام عمر کو وہ بہت ہی غنیمت خیال کرتے ہین۔ دنیا مین جو شخص انکی صورت بھی دیکھ لیتا ہے وہ اُنکی ہستی کو اپنے لیے ایک زحمت ہی خیال کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ لائق اور سنجیدہ خرد انکے وجود کو باوجود کہین اور انکی موجودگی کو اپنے لیے موجب برکت خیال کرین۔ یہ صرف اُنکی سعادت مندی ہے۔ ورنہ اصل مین وہ اُنبر بار خاطر اور سراپا زحمت ہی ہوے ہین۔

رنج والم

اے ہمسفران ملک وجود! کہو تمھاری آتنی زندگی بے رنج والم کا مزہ اُٹھانے ہی ختم ہوگئی؟ تم تو ابھی چند روز اور باغ ہستی کی ہوا کھاؤ گے۔ تم کو اپنی پوری عمر کا حال کیا معلوم۔ تم کیا جانو کہ باقی عمر کیونکر گذریگی۔ اسلیے تمھارا کیا اعتبار۔ دیکھو ہم اُن لوگون سے سارا حال پوچھے لیتے ہین جو زندگی کو کھو چلے اور اپنے دل درد مند کو لیے قبرون مین لیٹے ہین۔ اور اصل تو یون ہے کہ اُن سے بڑھ کر کوئی کیا جانے گا۔ اے جان دیگری تو ایک تجربہ اُن لوگون کو حاصل ہوا ہے مدتون دنیا مین ٹھوکرین کھا کر بس اتنی ہی بات اُنھون نے سیکھی ہے۔ قبر کی بیکاری مین اگر کبھی کبھی دنیا یاد آتی ہوگی تو روز روز کا سوہان روح اور گھڑی گھڑی کا غم و اندوہ آنکھون مین پھر جاتا ہوگا۔

اے یاران عدم اب تمھارے ہونے کا یہ معاملہ کس سے دریافت کرنے جائین پیاری زندگی تم اسی روز اپنی مصیبت کی نذر کر چکے ہو بہت بڑی دولت کھو کر تمنے سیکھا ہے بتاؤ کہ جب تک دنیا مین تھے کسی وقت بھی آرام سے بسر کرنے کا اتفاق ہوا تھا یا ساری ساٹھ ستر برس کی عمر جانکاہیون ہی مین گذری بھلا نہین کوئی ایسا دن بھی نصیب ہوا تھا جس مین تم چین سے سوئے ہو یا کوئی جشن عشرت پوری طرح مزے مین گذرا تھا۔ کسی بزم طرب مین بھی تم کو آخر تک وہی پہلی ہی سی شادمانی رہی تھی؟ ہماری تو یہ رائے ہے کہ ایک لمحہ بھی تمپر بے رنج والم کے نہ گذرا ہوگا۔ آخر کچھ تو بتاؤ کہ ہماری تسکین ہو۔ دیکھو بڑی آرزو لگا کر آئے ہین۔ یہ مسئلہ یہان بھی حل ہوتا کچھ نہ ہوئی۔

Marfat.com

خیر تم نہ بولو بھی تو کیا مضائقہ ہے۔ وہ تمھارا غضب کا سکوت اور بلا کی مایوسی کہے دیتی ہے کہ کبھی سچی خوشی نہ نصیب ہوئی۔ تمھاری حسرت تاکی گواہ ہے۔ گورغریبان کی سنسان آبادی پکار رہی ہے کہ "صورت ببین حالم مپرس" دوسرے سارا زمانہ جانتا ہے کہ "خاموشی نیم رضا" تم سمجھے کہ اس چپ سادھنے پر یہ بات ٹل جائیگی۔ بھلا کہین ایسا ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ تمھارے یہان آکر بھی یہی معلوم ہوا کہ دنیا بس رنج والم کا گھر ہے۔

اب تو اس مسئلے پر ہمین یقین آگیا۔ لاؤ زمانے بھر کو سمجھا دین کہ دنیا کی ان دلفریب خوشیون مین پھنسکر بُری گھڑی کو نہ بھولے۔ گو بدستی شبینہ مین خمار کا خیال کسے گذرے جو ہماری سرمغزن سے گذریگا۔ مگر ہمین اپنا فرض ادا کر دینا چاہیے۔ اے ہمستران یاد رخصت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ مزے مین آکر ایسے اترا نہ جاؤ۔ اے رندان خرابات دکھیو پھر خمار بیچین کر دیگا۔ یون سیہ مستیون کی نہ لو۔ اے راحت طلبان بزم عشرت زیادہ خوشیون مین آؤ۔ تھوڑی ہی دیر مین محفل برہم ہوا چاہتی ہے۔ اے دلدادگان وطن یہ نہ سمجھو کہ کبھی وطن آوارگان غربت کا ساتھ نہ دینا پڑے گا۔ کیون اس قدر مانوس عشرت ہوے جاتے ہو۔ اے جلوہ افروزان تخت سلطنت اتنی راحت طلبی اچھی نہین تمھارے تھوڑے دشمن نہین ہین۔ اے بدستان دولت ہوش مین آؤ۔ کون جانتا ہے کہ زمانہ تم سے ہمیشہ موافق ہی بنا رہیگا۔

مگر افسوس جس طرح گورغریبان والون نے دریافت کرتے وقت سانس تک نہ لی تھی اسی طرح ان لوگون نے بھی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا۔ دنیا کی دلبستگیان خدا جانے کیسا لُبھا لیتی ہین کہ گو روز کسی نہ کسی صدمے سے سابقہ پڑتا ہی مگر پھر بھی تنبہ نہین ہوتا وہ اگلا جملہ سونے سے لکھنے کے قابل ہی کہ "بدستی شبینہ مین کبھی خمار نہین یاد آتا ہے"۔

دنیا مین دو چیزین ہین ایک راحت اور ایک رنج۔ ان دونون مین مقابلہ ہو آیا ہی۔ عقل و نفس کے دلچسپ مباحثے تو سبھی کو یاد ہونگے مگر رنج و راحت کی روزانہ لڑائیان بھی دیکھنے کے قابل ہین۔ انسان مین دیکھو راحت اپنے زبردست مددگار جوانی کو لاتی ہے اور رنج بڑھاپے کو لاکر اُسکا مقابلہ کرتا ہے مگر یہ کس غضب کا نحیف الجثہ بڑھاپے کہ ہمیشہ جوانی پر غالب آجاتا ہی۔ باغ ہستی عام طور پر ایک عشرت کی بہار کا مزہ اٹھوا تے اٹھوا تے کسی خزان کے ذریعہ سے نہایت افسردگی کا سمان دکھلا دیتا ہے۔

مگر راحت کچھ ایسی جلد بازی اور سرعت کو کام مین لاتی ہے کہ جب اسے دیکھا ہے پہلے ہی آتے دیکھا ہے اور غم آخر مین آکر ساری بزم عشرت کو برہم کر دیتا ہے۔ اسی لیے دیکھیے ہر کسی کا پیدا ہونا نمونۂ راحت ہے اور مرنا نمونۂ رنج۔ پوری خوشی سے انسان کی ابتدا ہوتی ہے اور دنیا کی چندروزہ عمر راحت و غم کے اختلافات اور جنگ و جدل کا زمانہ ہے۔ خوشی چاہتی ہے کہ مین وہی اپنا اگلا سا رنگ جمائے رہون اور رنج کہتا ہے کہ باغِ ہستی کی سیر اور یہ آرزو! کہین پوری ہو سکتی ہے۔ لاکھ سنبھلنے کے ارادے ہون مگر جب مین بھی سنبھلنے دون۔ یہان تک کہ آخر کو اس لڑائی مین رنج ہی کے ہاتھ میدان رہتا ہے اور موت نصیب ہوتی ہے جو تمام خوشیون کا خاتمہ ہے اور رنج ہی رنج رہ جاتا ہے۔ پوری خوشی اُس روز تھی جس روز پیدا ہوے تھے اور پورا رنج اُس روز ہوگا جب مرینگے۔

مگر کیا غم بالکل بُری چیز ہے؟ اصل تو یون ہے کہ یہ ساری خوشی رنج ہی کی بدولت ہے۔ جس روز رنج دنیا سے اُٹھ جائے اُس روز خوشی کا خاتمہ ہے۔ قاعدہ یہی ہے کہ کسی چیز کے ہونے کی جب ہی آرزو ہوگی جب نہ ہونے کا کھٹکا ہو۔ آفتاب کا چمکدار چہرہ اسی لیے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ چار پہر اُسکے دیکھنے کو آنکھین ترس جاتی ہین۔ وصالِ یار مین صرف یہی مزہ ہے کہ برسون کی وعدہ خلافیون سے جان لب پر آ چکی تھی۔ صبح وطن جب ہی خوشنما معلوم ہوگی جب سالہا سال شام غربت مین گذری ہو۔ اچھی غذا مین کچھ جب ہی خوب ملتا ہے جب بہت دنون کے بعد نصیب ہوئی ہو۔ جہان دیکھیے وہی خوشی لطف دکھاتی ہے جو رنج کے بعد حاصل ہوئی ہو۔ اور یون تو اگر ہمیشہ ایک حال پر رہے وہ عیش و عشرت ہی ہو تو زندگی اجیرن ہو جاتی ہے

اسی لیے کہتے ہین کہ خوشی اُنھین لوگون کو نصیب ہوتی ہے جو مدتون سرد مہری کا مزہ اُٹھایا کیے ہین۔ لوگ جو بچپن سے ناز و نعمت مین پلا کیے ہین کیا جانین کہ یہی نعمت مین کیا مزہ ہے۔ یہ تو انھین سے پوچھیے جن کی بلاکشی مین گذری ہو۔ رنج رنج ہے تو خوشی سے۔ خوشی خوشی ہے تو رنج سے۔

ہمارا مذہب ہے کہ آدمی کبھی خوشی مین رنج کو نہ بھولے اور رنج مین خوشی سے مایوس نہ ہو۔ دونون کا جوڑ برابر ہے۔ مبتلایان غم سمجھ لین کہ راحت کا مزہ جیسا اُنکو ملیگا کسی کو نہین مل سکتا۔ سب کچھ سہی مگر کوئی یہ بلاکشی کہان سے لائیگا۔ اور راحت کا

لطف ہے تو اسی کے بعد۔ غم فراموشان بزم عشرت ڈرتے ہین کہ آگے چلکر جیسا غم انھین جھیلنا پڑے گا کسی نے کاہے کو جھیلا ہوگا۔ ہزار آفتین ہون مگر کسی نے ایسی راحت کا بیکو اُٹھائی ہوگی اور سب سے بڑا غم وہی ہے جو عیش و عشرت کے بعد ہو اسکی پیروی کرین تو دیکھو کس مزے مین رہتے ہین۔ نہ غم کیشون کو ایسی مایوسی ہوگی اور نہ عشرت گزینون مین ایسی فرعونیت آنے پائیگی۔

غریب کا جھوپڑا

مشہور ہے کہ تیز ہوا اور آندھی بڑے بڑے مضبوط درختون کو گرا دیا کرتی ہے۔ مگر گھانس کے چھوٹے چھوٹے پودے اپنی نرم و نازک پتیوں کو مختلف اداؤن سے جھکا جھکا کے اس طرح بچا لیا کرتے ہین کہ ہوا چاہے کتنی ہی تیز ہو صاف نکلجاتی ہے اور اُنپر کوئی آفت نہین آتی۔ اسی طرح لوگون کو اس بات کا بھی بارہا تجربہ ہوا ہوگا کہ اکثر لگاتار بارش اور خوفناک طوفانون مین عالیشان اور سر بفلک محل لُڑھک لڑھک کے لیٹ جاتے ہین اور غریب کا چھوٹا جھوپڑا جس مین ٹپکنے کی وجہ سے غریب رہنے والون کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی، اپنی اُسی ذلت و سکینیت کی شان سے کھڑا رہتا ہے۔ آسمانی آفت یعنی بجلی کو بھی اکثر دیکھا ہوگا کہ غریبون کے پھوس کے چھپّر چھوڑ کے رفیع الشان محلون ہی پر گرتی ہے۔

آہ! غریب ہین ہی واجب الرحم لوگ۔ دیکھو خدا بھی غریبون ہی پر زیادہ مہربانی کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے کہ اسکی تصدیق کرنا ہو تو دنیا کے جس مذہب سے چاہو پوچھ لو۔ امید تو ہے کہ سب ہی اسپر صاد کرین گے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ بانیانِ مذہب اور دنیا کے وہ تمام لوگ جنسے دنیا کو زیادہ اور ہمیشہ باقی رہنے والا نفع پہونچا ہے سب کے سب غریب ہی تھے۔ اور لوگون کا تو حال نہین معلوم۔ مگر آہ وہ دونون مشہور اور باخدا پیغمبر جنکی تعلیمین آج دنیا کے غالب حصے کو گھیرے ہوے ہین دونون مین سے ایک اور پہلے یعنی حضرت مسیحؑ کی زندگی صحرا نوردی اور غریب مچھلی والون اور زنگریزون کی مہمانی ہی مین گذر گئی۔ دوسرے یعنی پیغمبر عرب صلعم نے باوجودیکہ آبادی مین رہ کے دنیا داری کو اختیار کیا مگر ہمیشہ یہی عالم رہا کہ دو دو تین تین روز تک چولھے مین آگ نہ جلتی تھی۔ ان واقعات کے بیان کرنے سے اُن معصومون کا تقدس اور سادہ پن دکھانا

ہمارا مقصود نہیں ہمارا مقصود یہ ہے کہ غزل کیسی قیمتی اور عمدہ چیز ہے کہ ایسے ایسے باکمالوں نے اُسی کو اختیار کیا۔

وہ ہرے ہرے کھیت یا انھیں بھی جانے دو۔ وہ لق و دق صحرا جسنے کثرت بارش سے ایک ناپیداکنار دریا کی صورت پیدا کرلی ہے وہاں کسی آنکلنے والے کو کسی طرف راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ مصیبت درکنار اب پانی برسنا شروع ہوگیا۔ بجلی رہ رہ کے چمکتی ہے؛ رعد زور میں آکے گرجتا ہے اور اپنی مہیب آواز سے بار بار سہما دیتا ہے۔ اور گویا آسمان اپنے تمام ستم آڑے تیروں کی طرح برستے قطرات باران کے ساتھ پورے کر رہا ہے۔ ہوا کے جھونکے اسے اِدھر اُدھر تھپیڑے دیدیکے پانی میں ڈھکیل دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔ مینہ کی کڑی اور سخت مار سر پر پڑ رہی ہے۔ کپڑوں نے بدن میں چمٹ کے گویا ہاتھ پاؤں میں ہتکڑیاں اور بیڑیاں ڈالدی ہیں جن کی وجہ سے زیادہ چلنے کی بھی قوت نہیں۔ ایسے عالم اضطراب و اضطرار میں وہ گھبرا گھبرا کے چاروں طرف دیکھتا ہے۔ اور آخر کسی طرف ایک سایہ دار گھنے درخت کو دیکھ کر دل میں خوش ہوتا ہے اور قدم بڑھا بڑھا کے اُسی طرف رواں ہوتا ہے کہ جلدی سے اُس درخت کے نیچے پہونچ جائے اور ان سخت مصائب سے نجات پائے۔

وہاں جا کے ٹھہرتا ہے۔ دم بھر کے سکون کے بعد کپڑے اُتار کے نچوڑتا ہے کہ اُس قدرتی شکنجے سے پیچھا چھوٹے۔ ہنوز دم لینے کی بھی مہلت نہ ملی تھی کہ زیادہ بارش کی وجہ درخت ٹپک نکلا جس کی وجہ سے یہ مقام جسے پناہ کی جگہ سمجھا تھا اب کھلے بے پناہ میدان سے بھی زیادہ بدتر ہوگیا۔ اور کوئی نہر جسکی زیادہ روانی کی وجہ سے اس وادی میں ہمیشہ سیلاب آجایا کرتا تھا اس زور شور سے بہنے لگی کہ وہی ناپیداکنار سمندر جو ہر طرف پھیلا ہوا تھا اب ساعت بساعت بلند ہونے لگا۔ پانی بڑھتا آتا ہے اور یہ مضطرب الحال صحرانورد بدحواس ہو ہو کے پانی کی صورت کو دیکھتا ہے جو زیادہ بھیانک نظر آنے لگتی ہے۔ رعد کی طرف کان لگاتا ہے جسکی آواز میں اب زیادہ غضبناکی کے آثار نمایاں ہیں۔ اور بجلی کی مضطربانہ تڑپ سے تو ہر گھڑی یہ خوف معلوم ہوتا ہے کہ اب سر پر آئی اور اب آئی۔ پانی بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہونچا کہ اس عظیم الشان درخت کی جڑ بھی ڈوب گئی اور اب وہ ٹخنوں گھٹنوں پانی میں کھڑا ہے۔

Marfat.com

اس عالم مین وہ پھر اپنی نظر کو ہر چہار طرف دوڑاتا ہے اور امید اُسکی مایوسانہ نگاہ کو صحرا کے نشیب و فراز مین ٹھوکرین کھلواتی ہے - ایک جانب وہ ایک بہت بلند ٹیکرا دیکھتا ہے اور دل مین خیال کرتا ہے کہ اُس سے زیادہ پناہ کی جگہ مشکل سے نصیب ہوگی - اگرچہ وہان کوئی ایسا سایہ دار مقام نہین کہ پانی کی اس سخت مار سے بچا سکے مگر وہان یہ سیلاب اور مصیبت تو نہ ہوگی - یہان کی طرح سیلاب مین غرق ہو جانے کا خوف تو نہ ہوگا - دل مین یہ منصوبہ ٹھہرا کے وہ روانہ ہوتا ہے - پانی مین پاؤن سے ٹٹول ٹٹول کے اور ہر طرح کی مصیبتون سے بچ بچ کے وہ آگے قدم بڑھاتا ہے - بلندی پر پہونچکے وہ ایک بلند مقام پر ٹھہر کے پھر ہر طرف نگاہ دوڑاتا ہے - اور وہان نرے دو - پر ایک جھونپڑا نظر آتا ہے - قیاس اس امر کا مقتضی ہے کہ یہ جھونپڑا کسی صحرا نشین جوگی کا ہوگا جسنے دنیا کے مصائب اور فتنون سے بچنے کیلیے اس غیر آباد مقام مین سکونت اختیار کی ہے - کسی بادشاہ کو اپنا محل دیکھ کے اتنی خوشی نہ ہوئی ہوگی جتنی مسرت اس صحرا نورد کو یہ جھونپڑا دیکھ کے ہوئی - جو راحت و آرام کے خیالات ایک ایماندار مومن جنت کی نسبت قائم کرتا ہوگا وہ سب سامان راحت اس غربت زدہ نے صرف اس پھوس کے جھونپڑے مین آنکھون سے دیکھ لیے -

خیالی فوری جوش نے اُسکے قدم بڑھا دیے اور مسرت کی جلدی مین قدم بڑھاتا ہوا اُس جھونپڑے کی طرف روانہ ہوا - قریب جا کے دروازے کی ٹٹی ہٹائی جو بوچھار کے روکنے کے لیے بند کر لی گئی تھی - ٹٹی کی حرکت نے کسی تارک الدنیا فقیر کو کھڑا کر دیا جو دروازے کے پاس آیا اور ایک آفت کے مارے کو بیکسی کے عالم مین دیکھکے دل مین نہایت ہی حیران ہوا - پھر اُسکی طرف متوجہ ہو کے نہایت ہی محبت اور خلوص کے الفاظ مین کہنے لگا - "اس مصیبت مین آپ ادھر کیونکر آنے؟ اگر اندر آ کے بیان کیجیے گا وہان تو مینہ سے آپکو سخت تکلیف ہوتی ہوگی" یہ کہکے اُسنے آنیوالے مسافر کا ہاتھ پکڑا اور اپنے جھونپڑے مین کھینچ لیا -

مہمان اور میزبان دونون عرصے تک ساکت رہے - ایک حیرت مین تھا کہ یہ کیا عالم ہے - اور دوسرا اس آرام کی جگہ کو پا کے ستا رہا تھا - اپنے اپنے فوری جوش سے فراغت پائی تو دونون ایک دوسرے سے بغلگیر ہوے - یہان کیسی میزبانی کی گئی؟ آہ!

بہت مشکل سوال ہے۔ جو سامان اس جھونپڑے مین تھا اُن لوگون کی نگاہون مین بہت تھوڑا اور ذلیل ہے جنکے سامنے ہم اپنے مضمون کو پیش کرتے ہین۔ مگر ہمکو اسکے ساتھ اس بات کا یقین ہے کہ اُن مین بہت سے لوگ ایسے بھی ہین جنکے دل مین اس قسم کے قدرتی جذبات پیدا ہوگئے ہین اور اُنکا دل عشرت پسندی کے امیرانہ کھلونون سے ہٹ کے اُن غربت اور ذلت کے سادے سامانون کو پسند کرنے لگا ہے۔ جس طرح کوئی غریب اپنے جھونپڑے مین محلون کا خواب دیکھتا ہے اُسی طرح وہ اپنے عالیشان محلون مین جھلکے جھونپڑون اور سادگی پسند جوگیون کے بے تکلف نشیمنون کو خیال کی آنکھوں سے دیکھا کرتے ہین۔

آہ! اس جھونپڑے مین ایک کونے پر چولھے مین تھوڑی سی آگ ہے جس کی خوشگواری کا مزہ اسوقت کوئی اُس آفت رسیدہ سے پوچھے جسنے ابھی ابھی اس جھونپڑے مین آکے پناہ لی ہے۔ کیونکہ شاید اُسکے خیال مین تمام دنیا کی نعمتین ایکطرف ہین مزہ دار افسردہ ہاتھ پانؤن کو گرما دینے والی، اور بھیگے کپڑون کو سکھا دینے والی تھوڑی آگ ایک طرف۔ اسی آگ کے بھروسے پر میزبان نے اپنے مہمان سے کھانے کی بھی صلاح کی تھی۔ کیونکہ اُسکے نزدیک بآسانی ممکن تھا کہ جھونپڑے کے آس پاس سے کچھ ساگ پات توڑ لائے اور پکاکے اپنے مہمان کو سیر کردے۔ اس آگ کے علاوہ اس جھونپڑے کا سامان راحت اور کوئی چیز نہین نظر آتی۔ کیونکہ پھوس کی چھت ہے بھی تو اس قدر کم حیثیت کہ اندر بیٹھنے والون کو اس پانی مین کوئی جگہ نہین ملتی جہان ٹپکتا نہ ہو۔ لیکن پھر بھی صحرا نشین درویش اور اُسکا مہمان دونون غنیمت سمجھتے ہین اسلیے کہ وہ باہر کی ایسی سخت تیر باری تو نہین ہو رہی ہے۔ بزم قدرت مین جان ڈالدینے والے کیڑے مکوڑے ہین جو ہمیشہ گھانس کی پتیون مین پناہ لیا کرتے ہین اور انسان کو اپنی موجودگی کا ثبوت اس نازک وقت مین دیا کرتے ہین جبکہ وہ تنہائی کے عالم مین گھبرا اُٹھتا ہے برسات کی آب و ہوا مین شگفتہ ہو جانے والا جھینگر چولھے کے قریب کسی مخفی مقام مین بیٹھا اپنی کرخت آواز سے کانون مین خراش پیدا کر رہا ہے۔ اور اسکے قریب ہی کسی دوسری طرف سے کھیڑا یا جھینگر کی درشت مزاجیون کا جواب دے رہی ہے۔ دُور کے ہوطن طیور کسی نہ کسی آرام کے مقام مین خاموش بیٹھ رہے ہین۔ مگر غریب اُلو جو ہمیشہ

عزلت گزینوں کا مونس رہا ہے اُسنے صحرانشین وحشت ناک کی تسلی دینے سے اپنی زبان نہین روکی - اپنی دردناک آواز سے اب تک بولے جاتا ہے -

یہ ایک غریب کا جھونپڑا تھا - گر یہ ایک خاص صورت تھی اور وہ بھی صحرانشین زاہد کے جھونپڑے کی جس تک سوا خیالات کے نفس الامر مین ہمارے دوستون مین سے بہت کم کسی کی رسائی ہوگی - لیکن اسکا سامان تو قریب قریب اکثر اُسکی نگاہ سے گذر گیا ہوگا کہ غریب کھیت بچانے والے اور ہرواہے یا گلے بھینسون کے چرانیوالے شہر کے باہر غیر آباد اور وسیع صحراؤن مین چھوٹے چھوٹے کم حیثیت جھونپڑے بنا کے کس فارغ البالی اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہین ؟

دنیا کی ابتدائی آبادی پر غور کرو اور خیال کو ذرا قدامت کی طرف لیجاؤ - دیکھو وہ اعلیٰ درجے کے باکمال اور وہ علوم و فنون کے موجد جنکی طبع آزمائیون نے دنیا مین یہ سب رونق پیدا کی ہے، وہ بھی انھین کم حیثیت جھونپڑون مین رہتے ہین جنکو تم آج نفرت کی نظر سے دیکھتے ہو - اسکو سب تسلیم کرینگے کہ یہ عالیشان محل جن مین آج تم سکونت پذیر ہو - اُنھین کے تجویز کیے ہوے ہین مگر خود انھیں اپنی زندگی مین سادگی ہی زیادہ تر پسند تھی اور اسی وجہ سے اُنھون نے دنیا کو آباد کیا مگر خود اُسی مکان مین رہا کیے جسے ہم غریب کا جھونپڑا کہکے یاد کرتے ہین - افسوس پچھلے دور نے ہمسے وہ غریب و مفلس کے ذوق کا جھونپڑا کیا چھڑایا کہ اُسکے ساتھ قدرت کے تمام لطف ہمسے چھین لیے - قدرتی سبزہ زارون کا لطف - اور کوہسارون کے دامنون کی کیفیتین - دنیا کی آزاد مخلوق یعنی پرند چرند کی بے تکلف اور مزہ دار صحبت یہ سب لطف ہماری نگاہ کے سامنے سے جاتے رہے -

آہ ! جاننے والے مسلمان جانتے ہونگے کہ وہی مسجد نبوی جسکے ساز و سامان آج دولت و عشرت کے حیرت انگیز نمونے ہین خود بانی شریعت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت مہد مین بعینہ ایسی تھی کہ اسکو ہم جھونپڑے ہی کے لفظ سے یاد کر سکتے ہین زمین کچی مٹی کی بنی تھی - اور چھت آفتاب کی تمازت سے بچنے کے لیے کھجورون کی ٹہنیان ڈال کے بنائی گئی تھی - بارش کے زمانے مین حضرت رسالت پناہ کھڑے ہوکے خطبہ پڑھتے تھے اور برابر سر پر پانی ٹپکتا جاتا تھا - اور وہ مبارک جماعت سامنے بیٹھے سنتی تھی جو اپنے زمانے کی تاج اور پچھلے تمام عہدون کے لیے مقتدا اور واجب التعظیم ہونیوالی تھی -

بہرحال غربت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر انسان اپنے دل کا غنی ہو تو اُسکی تمام ادائین بھلی اور پیاری معلوم ہوتی ہین۔ اسلام ہی نہین دنیا کے کُل مذاہب کے ابتدائی سلسلے پر جب نظر ڈالیے گا تو بانیانِ مذہب کے موثر ہونے کی وجہ امارت نہ نظر آئیگی۔ بلکہ یہ غربت ہی تھی جسنے اُنکو اس درجہ بامراد اور کامیاب کیا۔ ہمارے نفوس مین دنیا طلبی کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ اور اسی وجہ سے غربت اگر ہے بھی تو ہم اُس سے نفع نہین اُٹھا سکتے۔ اگر یہ خرابی نہ ہوتی تو ہم دعا مانگتے کہ خداوند تعالیٰ جل جلالہ ہمین غربت ہی کے مزہ دار عالم مین رکھے۔

اندھیری رات

چاہے کسی کو پیاری اور بھلی نہ معلوم ہو مگر اس مین شک نہین کہ عجب موثر چیز ہے۔ اور اسپر کیا منحصر ہے ہر سامانِ حسرت، ہر نمونۂ غم دلون پر ایک مقناطیسی اثر پیدا کر دیا کرتا ہے۔ محبانِ حسینؑ کا سیاہ لباس دیکھ کے اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ بے رقت انگیز مضامین و واقعات سُنے آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے ہین۔ یہ اور بات ہے کہ رسم اس نمونۂ غم کو معمولی بنا کے غیر موثر ثابت کر دے۔ آہ! موہمی خیال ہمین کہان سے کہان کھینچ لیگیا۔ دنیا کے نمونون کا ذکر ایسے موقعون پر نامناسب ہوگا۔ ہمین رات کی تاریکی اور اُسی کے حالات سے بحث کرنی چاہیے۔

چاند تھا نہین جسکی دلون مین اُمنگین پیدا کرنیوالی روشنی کسی وعدہ فراموش کو ادھر کھینچ لاتی۔ تنہائی ہی مین اُلجھ اُلجھ کے رات کاٹنا پڑی۔ یہ اندھیرا ہی کیا کم تھا کہ تنہائی کی اور مصیبت سر پر آئی۔ کس سے دل بہلائین؟ کوئی پاس نہین۔ وہ چیزین جنسے دن کو جی بہلا لیا کرتے تھے اُنپر بھی اندھیرے کا دامن پڑ گیا۔ اور نظر سے غائب ہین۔ ہان! ہان! سنو۔ ایک سناٹے کی وحشتناک اور بھیانک آواز آ رہی ہے۔ شاید یہ آواز ہی کچھ دیر اپنی طرف مشغول کر کے غم تنہائی بھلا دے۔ مگر نہین۔ اس آواز سے کچھ ایسی اُلجھن پیدا ہوتی ہے کہ رہ رہ کے دل اور گھبرا اُٹھتا ہے۔ پھر کدھر توجہ کرین؟ خیال کسی طرح ہٹتا ہی نہین۔ آنکھون کی قوت اگر تاریکی نے بیکار کر دی ہے تو کانون کو کیا ہو گیا کہ اس اندوہناک اور وحشت بھرے سناٹے کی آواز کے سوا کسی طرف سے کوئی آواز

نہین آتی - ہان - بعض حشرات الارض کی آواز آ رہی ہے - خدا جانے کس کونے مین دبکے بیٹھے ہین - مگر جس طرح بن پڑتا ہے دوسری زندہ مخلوق کو اپنی جانب معروف کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بولے جاتے ہین - اب تو انکی آواز بھی گران گذرنے لگی - یہ بھی اس وحشت خیز سین کی وحشت ہی کو ترقی دلاتے ہین - پھر ایک ہی قسم کی آواز کب تک تغیر پسند خیال کو بھلی معلوم ہو - ایک اور آواز آئی - بیشک یہ آواز کچھ بھلی معلوم ہوتی ہے - اسلیے کہ اسپر ایک غربت طاری ہے - دیکھو وہ غریب اُلو کچھ کہہ رہا ہے - اسکی آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ حسرت نصیبون کا منحوس ہے - لوگ اسکو چاہین نہ چاہین مگر اسکو حسرت زدہ لوگون سے ضرور ہمدردی ہے - غریب نے بڑا احسان کیا کہ اپنے اُس نشیمن کو چھوڑ کے جو خدا جانے کس ویلانے مین ہوگا ہماری دلدہی کے لیے آیا ہے - اور گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے "مصیبت زدہ نہ گھبرائین مین اُنکی غمخواری کو موجود ہون" - مگر نہین معلوم کن ظالمون اور بیحسون کو ناگوار گذرا کہ غریب کو تالیان بجا بجا کے اُڑا دیا -

اب کیا ہوا! ایک غمخوار تھا وہ بھی گیا - اچھا آؤ اُس جلیس کی طرف متوجہ ہون جس سے اچھا ہمدرد شب تنہائی مین مل ہی نہین سکتا - بیشک شب تاریک مین اگر کچھ کام نکل سکتا ہے تو شمع سے - بیکسون کی اُلجھن اور گھبراہٹ پر اس غریب کا دل بہت دُکھتا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو اسی غم مین وہ گھلی جاتی ہے - دیر تک یہی عالم رہا کہ ہم شمع کی صورت دیکھتے ہین اور شمع ہماری صورت دیکھتی ہے - مگر یہ ایک ایسا حسرتناک نظارہ ہے کہ طبیعت پر اور زیادہ اضطراب طاری ہو جاتا ہے - یہ کچھ نہ کہنا اور خاموش رہنا کب تک؟ اگرچہ شمع کو اگلی بہت سی حسرتناک داستانین یاد ہین - شاعرون نے اسی کی زبان سے سنکے اپنے کلام مین کتنے جذبات پیدا کر لیے - مگر یہ ایسی بیزبانی اور بےبسی کی زبان سے سناتی ہے کہ دل بھر بھر آتا ہے اور شب تنہائی مین اسکی طرف توجہ کرنیوالون کے کلیجے مین بیٹھے ہی بیٹھے اور اسکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے ناسور پڑ جاتا ہے - آہ! اس شمع سے پوچھو کہ اسکی سراپا یاس آنکھون کے سامنے تنہائی کی سیاہ راتون مین حسرت نصیبون پر کیا گذر جایا کی ہے - الغرض شمع شب تار مین دل تو بہلاتی ہے مگر اسکا دل بہلانا اس غضب کا ہے کہ وہ اُلجھن جو ہر چہار طرف کی تاریکی سے پیدا ہو رہی تھی ایک پہلو سے بڑھتے بڑھتے جنون کے درجے کو پہونچ جاتی ہے - آہ! اس جنون نے کہین کا نہ رکھا - دل اختیار سے باہر ہو گیا - اس غم کدے کو جسمین شمع پاس دالم

کی صورت دکھا رہی تھی چھوٹے کسی ایسی چیز کی جستجو میں باہر نکلے جسے دیکھکے از خود رفتہ دل کو بہلا بہلا کے اختیار میں لائیں۔ شہر کی بڑی بڑی سڑکوں پر گذر ہوا جنپر دن کو آدمیوں کی کثرت سے ہر گھڑی ایک چہل پہل رہا کرتی تھی۔ وہی سڑکیں اسوقت سنسان پڑی ہوئی ہیں اُنکا سماں دیکھنے کے قابل ہے۔ چاند نہیں ہے کہ اُسکی روشنی سے کچھ مدد ملے۔ تارے جو عالم علوی کے چھوٹے چھوٹے چراغ ہیں اُنکو اُس تیز ہوا نے ابھی ابھی گل کر دیا۔ جو ہلکے ہلکے ابر کے ٹکڑوں کو ادھر اُدھر سے بھگاتی ہوئی لائی ہے اور نورانی اجرام فلکی کے چہروں پر پھیلا دیا ہے۔ آہ! اس موقع پر ہماری میونسپلٹی بھی سخت ظالم ثابت ہوئی جسنے روشنی کا انتظام چھوٹی چھوٹی اور تنگ گلیوں میں تو تھوڑا ابت کر دیا مگر بڑی سڑکیں جنپر خلقت زیادہ گذرتی ہے وہاں ہر طرف اندھیرا پڑا ہوا ہے۔ ہمارا سا جنون اور کس کے سر پر سوار ہے جو اس تنہائی اور سناٹے کے وقت ایسی تیرگی میں وحشت میں آکے نکل کھڑا ہو۔ ہمارے آرام پسند اور راحت طلب دوستوں کو ایسے وقت ایسی تاریکی کے مقام میں گذرنے کا کم اتفاق ہوا ہوگا۔ اور جو لوگ گذرے ہونگے اُنھوں نے اپنی گھبراہٹ اور اضطراب کے خیال میں اس عالم کے اصلی جوہر پر کم نظر ڈالی ہوگی۔ لو سنو ہم تبلائے دیتے ہیں۔

اندھیرا آسمان سے جھکتا ہوا آیا جسکے دامن میں زمین کی ہر کیفیت پوشیدہ ہوئی ہے۔ نصیب بدکاروں کو موقع ملا کہ اسی پوشیدگی اور تنہائی کے دامن میں چھپے ہوے کھیلیں اور دنیا کی عام خلقت سے چھپکے روسیاہی حاصل کریں۔ میخانے نے اُن مدہوشوں کو دروازے سے نکال دیا جنھیں میونسپلٹی کے احکام کے خلاف اپنے پرائیوٹ کمروں میں بٹھا بٹھا کے پلائی تھی۔ اور جو اب ہوا کی رفتار کے ساتھ جھونکے لیتے ہوے اور سڑک کے ادھر اُدھر گرتے پڑتے خانمان برباد بیچاروں کی وضع سے مارے مارے پھرتے ہیں۔ گھروں کے دروازے بند ہیں۔ ہاں اُن گھروں سے اُس روشنی کی شعاعیں چلمن میں چھن چھن کے باہر آرہی ہیں جو اُن سیاہکاریوں میں مدد دے رہی ہے۔ بعض دوکانوں کے دروازوں پر دوکاندار یا ایسے لوگ جنکو دنیا نے خانمان برباد کیا ہے لیٹے خراٹے لے رہے ہیں اور اُس بےفکری اور بے تکلفی کا لطف یاد دلا رہے ہیں جسپر اکثر دولتمند دماغ اور پُر تکلف زندگی والوں کو حسد آتا ہوگا۔ اُنکے سانس لینے کی آواز رات کی خاموشی میں ایک جان ڈال رہی ہے اور تباہی ہوکر دنیا کو اس ظاہری صورت پر دیکھکے مخلوق سے خالی خیال نہ کرلینا چاہیے۔ ان ڈونڈور

Marfat.com

پہرہ والے کانسٹیبلوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ جو لوگوں کی نیند حرام کرنے کے لیے چلائے جاتے ہیں۔ مگر اُنکی صورت کسی مقام پر نہیں نظر آتی۔ بلکہ ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس تاریکی میں وہ بھی اپنے فرائض منصبی کو بھول گئے اور کسی مخصوص مقام پر بیٹھ کے شور کر رہے ہیں تاکہ اُنکا وہ افسر جو ابھی سیٹی بجاتا ہوا اِدھر سے گذرا تھا دھوکے میں آکے سمجھ لے کہ اسکے ماتحت نہایت ہوشیاری سے اپنی خدمت کو انجام دے رہے ہیں۔ بیشک تاریکی نے لوگوں کو بہت سے ناجائز موقع دیدیے۔ وہ افسر پولیس جسنے اپنی وردی اور اپنے عہدے کا دباؤ ڈال کے کسی سیہ کار خانگی کے دل پر قابو پا لیا تھا وہ گشت کا نام لیکے سیٹی بجاتا ہوا اسٹیشن پر سے نکلا اور اُس سیاہ کاری کے گھر میں گھس گیا۔ جسکی وجہ سے رعایا پر عموماً ادبار طاری ہے اور ہوتا جاتا ہے۔ کانسٹبل جو ناجائز آمدنیوں کو نہایت لالچ کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو دن کو بازار میں مفت سودا خریدتا تھا اور بے کرایہ یکوں پر سوار ہوا کرتا تھا، اسوقت وہ چوروں کی رعایت کر رہا ہے اور جتا رہا ہے کہ کیونکر وہ گھروں میں سیند دیکے لوگوں کا مال غائب کریں اور پولیس والوں سے بچکر نکلجائیں۔

جتنی ناجائز اور قانون ملک کے خلاف کوششیں کیجاتی ہیں اُنکے لیے لوگوں کو اس سے زیادہ مناسب کوئی وقت نہ ملا ہوگا۔ وہ غضبناک شخص جسکے سر پر خون سوار تھا اُسنے کسی دشمن کے قتل کے لیے عمدہ موقع پایا ہے۔ اس اندھیرے میں اُسنے اپنی چھری تیز کی ہے اور اُس بدنصیب کے سرہانے پہونچا ہے جسے قتل کرنا چاہتا ہے۔ قانون کے خوف سے اس بھیانک اور وحشتناک تاریکی میں اسے بارہا اپنی موت بھی نظر آجاتی ہے مگر وہ انتقام انگیز جوش سے اُن سب خیالی صورتوں کو جو اُسے ڈرا رہی ہیں سامنے سے ہٹا کر چھری ہاتھ میں لیتا ہے اور ایک موت کا فیصلہ کر دینے والا کاری حملہ کر کے مظلوم کا کام تمام کر دیتا ہے۔ جان دینے والے کا آخری مضطربانہ شور اور محلہ والوں کو جگا دیتا ہے جو ایک ہنگامہ کرتے ہوئے اُٹھتے ہیں اور تاریک و خاموش سین کو ہیبت ناک اور رعب دار غوغا سے بھر دیتے ہیں۔ آہ! تنہائی اور تاریکی میں گھبرا کے گھر سے نکل کھڑا ہونیوالا سمجھا تھا کہ ان آوازوں میں شاید کسی قسم کی دلبستگی ہوگی۔ مگر وہ جس جا کے دیکھتا ہے تو ادھر بجائے اس ہوس کے اُس شور و ہنگامے کے قریب جاکے واپس آتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس جانے سے تو وہ تنہائی ہی کا مقام اچھا تھا۔ مگر تردد اور اضطراب میں دیکھتا ہے کہ قاتل اپنے خونی گھر کے

اُٹھتا ہوا بھاگتا چلا جاتا ہے جسکو اہل پولیس اپنا فرض پورا کرنے کے لیے نہین حکام کی نظرین سرخروئی حاصل کرنے کے لیے جان پر کھیل کے گرفتار کرتے ہین۔

اب حرمان نصیب شب تار کا ستایا ہوا اس وحشت کے مقام سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور کسی گلی مین جا کے دم لیتا ہے جہان میونسپلٹی کی عنایت سے ایک لالٹین روشن ہے اور اُس قدر محدود حصۂ دنیا سے جہان تک اس لیمپ کی روشنی پہونچتی ہے ایک اُنس و اطمینان کی بو آرہی ہے۔ یہ اُنجمن جسنے اُسے اتنی رات تک ستا رکھا تھا اُسے وقت کی طرف مصروف کرتی ہے۔ وہ چارون طرف کان لگا کے سنتا ہے کہ شاید حسن اتفاق سے گھڑیال کی آواز آجائے۔ لیکن اس امید مین ناکامی ہوتی ہے اور وہ آسمان کو سر اُٹھا کے دیکھتا ہے۔ یہان چونکہ دنیا روشن نظر آئی تھی لہذا تقدیر نے بھی اتنی ہمدردی کی کہ آسمان بھی کھلا نظر آیا۔ مشہور ہے کہ ہجران نصیب جنکی وحشت مزاجی دنیا کے تمام وحشت زدہ لوگون کے مقابل مین بڑھی ہوتی ہے۔ ان خوبصورت اور پیارے پیارے تارون کی خوشنمائی سے دل بھی نہ بہلے تو انکو گن ہی گن کے رات بسر کر لیا کرتے ہین۔ ہمارے تنہائی اور ظلمت ستائے ہوے کو یہ اچھا شغلہ ہاتھ آیا۔ اسنے بھی اپنے تمام خیالات تارون ہی کی طرف متوجہ کر دیے۔ کھڑے ہونے کو تو دنیا مین کھڑا ہے مگر اپنے خیالات کے لحاظ سے یہ اصل مین آسمان پر ہے۔ خیال کی راہ سے پہونچکر اُس نے آسمان کو کس حالت مین پایا؟ یہ ایک کیسا سوال ہے جسکا جواب ہم اسوقت کے آسمان کا سین دکھا کے دینگے۔

کہکشان سر پر سے ہٹ کے افق مغرب کے قریب پہونچی۔ نسر طائر اور نسر واقع دونون نے اپنے مغربی آشیانے کے پاس ہین۔ قریب صبح کے نورانی ننھے تارون نے افق مشرق سے سر نکالا۔ اور اُٹھی نئی جاگنے والی آنکھین خواب آلود دنیا کو نہایت تیز اور شوخ نظرون سے دیکھ رہی ہین۔ سڑکون اور گلیون کا سناٹا اس حالت کے مقابل مین جو اس سے پیشتر تھی اب بہت زیادہ ترقی کر گیا ہے۔ کسی طرف سے کوئی آواز نہین آتی۔ کتون کی آوازین جو پہلے ہر چہار طرف سے آیا کرتی تھین اب اُنکا کہین نام نہین۔ یہ قدرتی اور وفادار محافظ رات بھر چلاتے چلاتے اسوقت تھک کے سو گئے۔ زاہد گوشہ نشین جو مسجدون اور خانقاہون مین مزہبن لگا رہا تھا اسوقت اُسکی بھی آنکھ لگ گئی۔ بلکہ جان بوجھ کے سو رہا ہے کہ بقاے زندگی و صحت کے لیے نیچر کی نفسانی ضرورتون کو تھوڑا بہت

Marfat.com

پورا کرلے۔ پچھلے کے نکلنے والے چور اسوقت اپنی سکوت اور سہولت کی کارروائیون کے موقعے ڈھونڈنے نکلے ہین۔ مگر وہ اس پوشیدگی اور ہوشیاری سے شہر کے اکثر حصے طے کررہے ہین کہ اگر اس آفت زدہ کے قریب ہو پہنچگئے ہونگے تو بھی اُسکو نہ معلوم ہوا ہوگا کہ کون قریب آکے نکل گیا۔ وہ کانسٹبل جو انھین لوگون کی روک تھام کے لیے سڑکون اور گلیون مین آوازین لگاتا پھرتا تھا اس سے پیشتر تو خود چورون کی اعانت مین مشغول تھا مگر اب نفس پرستی کا جوش ایسا غالب ہوا کہ دنیاوی ناجائز طمع کو بھی بھول گیا اور کسی آرام کے موقع پر پڑا خراٹے لے رہا ہے۔

ہمارا دوست جسے روشنی نے اس گلی مین کسی قدر تسکین دی دنیاوی چیزون پر ایک وحشت ناک خموشی کا نمایان اثر دیکھ کے پھر اُکتا اُٹھتا ہے اور گھبرا کے آسمان کی طرف دیکھتا ہے جس سے وقت کا اندازہ ہوا کرتا ہے اور خود سحر کے آثار نمایان ہو جاتے ہین۔ یہ تارے رات بھر تو مہمان تھے اور اسوقت اپنے آپ کو زمانے کی محفل مین ایک بار خاطر دوست خیال کرنے لگے تھے۔ لہذا انکی صورت مین بھی ایک تغیر پیدا ہوگیا تھا۔ یہ تغیر اُس سراپا وحشت شخص کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ اُسنے تارون کو نہایت ذوق وشوق کی نگاہ سے دیکھا۔ اُن آنکھون کو ذرا تسکین ہوئی جو رات بھر زمانے کے ہر شے کو ایک ہی کیفیت اور ایک ٹھہری ہوئی حالت پر دیکھتی رہی تھین۔ پرانا خیال ہے کہ وہ لوگ جن کے دل کو اُلجھن ہوتی ہے اور جو اضطراب کے ستائے ہوئے ہوتے ہین اُنکو اجرام فلکی کی رفتار اور وضع دیکھنے مین بڑی دلچسپی ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ عشاق انھین پر خیال یار جا کے سحر کر لیا کرتے ہین۔ اس امر سے یہ شب ظلمت کا ستایا ہوا کیونکر بچ سکتا تھا۔ اسنے تارون کو ایک نورانی اور روشن حالت مین پا کے آنکھون ہی آنکھون گننا شروع کیا۔ اس اختر شماری نے پچھلی رات کا زیادہ حصہ اپنے ہی کام مین صرف کرالیا۔ اور وہ وقت آگیا کہ تارون کی روشنی سے ایک پھیکاپن آشکارا ہونے لگا یہ پھیکاپن بالکل حسن دوروزہ کے آخری عہد کا نمونہ تھا جسنے دل کو جس قدر ہلایا اُسی قدر ایک حسرت بھی خیالات مین پیدا کی۔ مگر اُس شخص نے ان باتون کا ذرا خیال نہ کیا۔ بلکہ اُسی کام مین سرگرمی سے مشغول رہا جس مین اضطراب دل نے لگا دیا تھا۔ لیکن کہان تک تارون پر صبح کی خفیف مایوسی غالب ہوئی۔ اور ایک ایک دو دو کرکے اسکی آنکھو بچا چلے

Marfat.com

ے غائب ہونے لگے ۔ کچھ دیر تک تو اوسکی آنکھین ایک عجب تاک جھانک کی اداؤن
ے تارون کے ساتھ چھلی چھلیا کھیلتی رہین ۔ لیکن آخر مجبور ہو کے اوسنے آنکھین جھکا لین
سوچنے لگا کہ اب کیا کرے ۔ زمانے کا رنگ دیکھا تو بدل گیا تھا اور ایک سہانی روشنی
یا کی ہر چیز کو ایک نئی بھلی وضع سے دکھانے لگی تھی ۔ ایسے وقت مین اوسکے دل نے پھر کہا
چلو اب ذرا ان کشادہ سڑکون کی وضع دیکھین جنپر پہلے تاریکی کا پردہ پڑا ہوا تھا ۔ ایسے
وقات کھلی فضا مین بسر ہونا چاہیے ۔ جہان صبح ہو جانے سے اب نسیم کے خنک جھونکے
ی آنے لگے ہونگے اور لیل و نہار کے تغیر نے نہایت ہی عمدہ دلچسپی پیدا کر رکھی ہوگی ۔

کشادہ سڑکون کا مجموعی سین بتا رہا ہے کہ اب اُس مین ایک حرکت پیدا ہوئی ۔ یہ
ات نہین جہان اسوقت کسان ہل کندھون پر رکھ رکھ کے بیلون کی جوڑیان ہنکاتے
ے کھیتون کی طرف جاتے نظر آتے ہین ۔ نہ سول لائن کا قرب ہے کہ یورپین مرد اور عورتین
ح کی ہوا سے تر و تازگی حاصل کرنے کے لیے کوٹھیون اور بنگلون سے نکل نکل کے کشادہ
ڑکون اور سبزہ زارون کی ہوا کھاتے پھرتے ہون ۔ یہ وسط شہر کا ایک درمیانی حصہ ہے ۔
شہر بھی کون ؟ لکھنؤ ۔ جہان کے امرا اسوقت تک غافل پڑے سوتے ہونگے ۔ اور
ہان کی متوسط سوسائٹی کے لوگون کو اس زمانے تک نیچر کی خوبیون کی طرف متوجہ ہونا
یسا خود اپنے مارل کیرکٹر پر غور کرنے کی نوبت نہین آئی ۔ اس ابتدائی وقت مین جبکہ
ورنمنٹ سے صبح کی توپ کی آواز آیا کرتی ہے اون لوگون مین سے کسی کے یہان رہنے کی
یا امید ہو سکتی ہے ؟ ہان اگر کوئی آنے جانے والا ہو سکتا ہے تو وہ ہندو عورتین جو سوقت
خفیف تاریکی مین تنگ و تار گلیون سے نکلتی ہین اور کشادہ سڑکون سے گذر کے دریا کا
راستہ لیتی ہین جو نیچر کی فیاضیون سے بہ رہا ہے ۔ اور جوان عورتون کے عام اعتقاد مین
نہایت پاک و صاف چشمہ ہے اور جس مین غسل کر کے وہ روز اپنے گناہون کو دھو آیا
کرتی ہین ۔ اس رات کے آخری وقت مین ان عورتون کا گذرنا شہر کی اعلیٰ دلچسپیون کا ایک
نہایت ہی عمدہ اور بیمثل نمونہ ہے ۔ تارون کی چھاؤن مین ان پاکباز دیبیے معتقدات مذہب
کا نکلنا ایک ایسا امر ہے جسکی کشش شاید اکثرون کو یہان کھینچ لاتی ۔ مگر اسکو کیا کیا جائے
کہ وہ لوگ جو پڑے غافل سو رہے ہین اونکی آنکھ ہی نہیں کھلتی کہ اور نہین تو لب سڑک اپنے
گھرون ہی سے سرنکال کے ان دھن کی پکی اور وضع کی پابند پوشون کو دیکھین اور انکی

صاف اور سادی زندگی پر حسد کرین - ہمارے دوست کی طبیعت جو رات بھر ایک اُلجھن اور اضطراب کے عالم مین رہی تھی جنھون نے عالم کو پورے چار پہر تک ایک ہی حالت اور ایک ہی وضع پر پایا تھا - اُنکو اسوقت ان عقیدت کیش نازک اندام عورتون کی یہ رفتار بہت ہی بھلی معلوم ہوئی - خصوصاً وہ ہلکی خفیف اور سُریلی آواز جس مین وہ اپنے پیدا کرنیوالے خالق مطلق کو اپنی اپنی اصطلاح مین یاد کرتی جاتی تھین - جس طرح خوشبوئین نسیم سحر کے ساتھ ملجاتی ہین اور اُنکے جھونکے دماغون تک پہونچ کے معطر و عنبر کر دیا کرتے ہین اسی طرح یہ خوشگوار آوازین ہوائے سحر مین اور لطفون کے علاوہ ایک دلفریب نغمہ بھی ملا دیتی ہین جو اسکی مستانہ رفتار کے ساتھ اِدھر اُدھر جاتا ہے اور مشتاقون کے کانون مین پہونچکے اُنھین بیتاب کر دیتا ہے -

الغرض ان عورتون کی رفتار نے ایک ایسا دلفریبی کا اثر پیدا کر دیا ہے کہ صبح کی فضا مین جتنی کیفیتین ہین سب اُنکے آگے ست پڑ گئی ہین - اور خیال کو اور کسی طرف متوجہ ہونے کا موقع ہی نہین ملتا -

لیکن ہمارا رپورٹر جو دلی جوش سے اُکتا کے یا گھبرا کے ایسے مقام پر پہونچگیا اُسکو کسی طرح نہ گوارا ہوا کہ جو کیفیتین اُسکی نظر سے گذری تھین انکو اپنے احباب سے چھپائے - وہ عورتون کو گھورنے نہین گیا تھا اور نہ اُسکی یہ غرض تھی کہ اُن عورتون پر جنھون نے مردون کے نکلنے سے پہلے سڑکون پر قبضہ کر لیا ہے بُری نگاہ ڈالے - لہذا اُسنے پرپوشون کے جھرمٹ کو اسی حد تک دیکھا جس حد تک کہ اُسے قدرتی منظر مین جان ڈالنے والی چیزون کے دیکھنے کی ضرورت تھی - اور اسکے بعد اُسنے اپنا خیال اور طرف پھیر لیا - اور باغ قدرت کی باقیماندہ دلچسپیون کو دیکھنے لگا -

عمارتین صاف نظر آنے لگی ہین - دروازے جو اس سے پیشتر رات بھر کی خموشی مین بند پڑے رہے تھے بعض بعض کھلنے لگے ہین - کمرون کی وہ صورت نظر آتی ہے جو کسی کے میلے لباس کی ہو - اسلیے کہ جھاڑ دینے کی ضرورت ہے - جو لوگ خوش نصیبی سے تڑکے ہی اُٹھ بیٹھے ہین اُنکے چہرون پر شب کا خمار باقی ہے - ابھی ابھی پلنگ پر سے اُٹھے ہین - منہ دھونے کی ہنوز نوبت نہین آئی - آنکھین گو کہ کھلی ہین مگر یہ تھوڑی روشنی بھی اُنھین شاید ناگوار گذرتی ہے کہ خود بخود بند ہوئی جاتی ہین - صبح کی دلچسپیون سے لطف اُٹھانے کیلیے

Marfat.com

کمر دن کے دروازون کے پاس آ بیٹھے ہین - حقہ پیتے جاتے ہین اور ہواے سرد کی خنکی کا مزہ لیتے جاتے ہین -

وقت نے اُن سب لوگون کو اُٹھا کے بٹھا دیا جو معمولاً صبح خیزی کے عادی ہین - اگرچہ ابھی ساری مخلوق نہین جاگی مگر جتنے لوگون نے خواب کی چادر کو چاک کیا ہے صرف اُنھین لوگون نے ملکے کچھ ایسا ہنگامہ بپا کر دیا کہ اُس قدیمی خموشی کا جاتا رہنا درکنار دن کے شور و غل کو بھی اسوقت کے ہنگامے نے مات کر دیا - ہر مسجد سے صداے اذان اور ہر مندر سے صداے ناقوس بلند ہے - ٹھاکر بالی کے گجر کا سلسلہ وہ برہمن موقوف ہی نہین ہونے دیتے جنھون نے مقدس آریہ بہادرون کی مورتون کے سامنے جوش عقیدت مین گھڑیال بجانا شروع کیے ہین - اُدھر اُن لوگون کے ساتھ ہی ساتھ صبح خیز مرغان سحر نے جاگ جاگ کے آواز لگانا شروع کی ہے -

ہمارے وہ دوست جو تنہائی کی اُلجھن مین کسی جاندار مخلوق کی آواز کو سننے چلے تھے تو اس ہنگامے نے ایسا پریشان کیا کہ اب اُنکا دل کسی ایسے مقام کو ڈھونڈنے لگا جہان کسی قسم کی آواز نہ آتی ہو - فرض مذہبی ادا کرنے کے لیے ایک مسجد مین جا کے اُنھون نے جماعت سے نماز فجر تو ادا کی مگر اسکے بعد پھر اُنسے رکے سوا کچھ نہ بنا کہ گھر مین واپس آ کے اپنے دنیاوی کاروبار مین مشغول ہو گئے -

رخصت بہار

موسم بہار کی دلچسپیان اکثر ہمارے دوستون کی نظر سے گذر چکی ہین - باغ قدرت کی سیر اور نظر فریب سینریون کا اصلی سان دیکھنے کے علاوہ بارہا اُنھین دلگداز کے صفحون پر بھی اُن جوش ستی پیدا کرنیوالے ایام کی کیفیت نظر آ گئی ہوگی - حضرت زاہد اپنی مسجد مین بیٹھے رہے - اللہ کے زاہد پاک نفس صوفیون نے بھی اپنا معمولی عزلت کدہ نہ چھوڑا - ان نیک نفس لوگون مین اگر کوئی اچھا رہا تو وہ تارک الدنیا جوگی جسنے کسی پہاڑ کے دامن مین جا کے اپنا جھونپڑا ڈالا تھا - اور موسم بہار کی ہر کیفیت کو ہر وقت ایک تنہائی کے عالم مین بیٹھا دیکھا کرتا تھا - یہ ابر جو گھر گھر کے آتے تھے اور برس برس کے نکل جاتے تھے - یہ طیور جو گروہ گروہ باندھ کے آتے تھے - جھیلون آبشارون اور اُس آزاد سرزمین کے خودرو درختون

Marfat.com

کے شاخساروں پر بیٹھ بیٹھ کے اپنا قدرتی جذبات سے بھرا ہوا راگ سنا کے شام ہوتے اُڑ جاتے تھے۔ ان سب کا حال وہ ہر لحظہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا اور وہاں کی آزاد و غیر محکوم مخلوق سے صرف ایک قادر مطلق کی سچی اطاعت کا سبق حاصل کیا کرتا تھا۔ بیشک اس موسم کو رخصت کرتے وقت بہ نسبت اور بے حسوں کے اُسکے دل کو صدمہ بھی زیادہ ہوا ہوگا۔ مگر یہ بے توجہان کیا کم ہیں کہ دنیا کا زیادہ اور بہت حصہ غفلت شعاری کے عالم میں پڑا رہا اور فصل گل کی کیفیتیں بالکل نہیں دیکھیں۔

افسوس صحن چمن کی ساری بہار لوٹنے والے لوٹ لیگئے اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔ یہی بہار تھی جسکے عہد میں باغبان نے بلبل کے لیے پہرے بٹھائے تھے۔ اور جب از خود رفتہ طیور کی گرفتاری کے لیے صیادوں کی بن آئی تھی۔ وہ جورو ش دزنانین جنکی نازک ماغبان ہر طرف پھولوں کو ڈھونڈھتی پھرتی تھیں۔ افسوس یہ چمن آج ایسی حسرت نصیب رت میں پڑا ہے کہ اب اُنکی پُرشوق آرزووں کو بھی نہیں پورا کر سکتا۔ وہ بدخواہ جنکے حق میں کسی دل جلے نے جھلا کے بددعا کی تھی۔ ہاں اگر اُسے خوشی ہوئی تو کوئی تعجب کی بات نہیں

"جو عدوے باغ ہو برباد ہو کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو"

یہ مسلم ہے کہ دنیا کی ہر بہار کے لیے ایک زوال و حسرت کا زمانہ نیچر نے لازمی کر دیا ہے۔ بہار جوانی کو بڑھاپا ایسا مٹاتا ہے کہ پھر نہیں نصیب ہوتی۔ اور قومی ترقیوں کو جو واقعی قوموں کی بہار کے دن ہیں اُنکو فلاکت و نحوست ایسا خاک میں ملاتی ہے کہ پھر جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھیے ساری امیدیں منقطع ہی نظر آتی ہیں۔ یہ تو دنیاوی چیزیں تھیں۔ اجرام فلکی کو بھی اس قاعدۂ قدرت سے نجات نہیں۔ چاند جسکی روشنی میں ہمنے خدا جانے کیا کچھ لطف اُٹھائے ہیں اور جو مہوشوں کے چہروں کے لیے ایک عمدہ مثال ڈھونڈھنے و قت اکثر ہمارے کام آگیا ہے اسکے عروج و زوال کی کیفیت دیکھکے اُن لوگوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں جو اپنے آپ کو ہمیشہ سرسبز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آفتاب جسکا چہرہ زوال کی آفت سے محفوظ ہے اُسکو بھی دیکھیے تو برسات کے موسم میں ہفتوں کے لیے غائب ہو جاتا ہے اور اُسکے شتاقوں کو ایک جھلک دیکھ پانے کے لالے پڑ جاتے ہیں۔

باوجود اسکے کہ یہ سب باتیں لازمی ہیں اور ہمیشہ سے ہوتی آئی ہیں لیکن دل نہیں مانتا کہ وہ پیارے پیارے پھول جو شوخ طبع دلرباؤں کی طرح صحن چمن میں مسکراتے تھے

آنکھون کے سامنے سے غائب ہو جائین۔ وہ نظر فریب رنگ جنھون نے وضعدار شوخ ادائون کی طرح پھولون کے رنگ برنگ رخسار چمکا رکھے تھے اپنے مشتاقون کے دلون مین داغ ڈالین۔ کمھلا کے اور پژمردہ ہو کے گر گئے اور باد خزان کے جھونکون مین اِدھر اُدھر اُڑ جائین۔

جن لوگون کو روزانہ صحن چمن مین جا کے سیر کرنے کی عادت ہے وہ چمن کے تغیرات کو روز دیکھتے رہے ہونگے۔ اُنھون نے اچھی طرح دیکھا ہوگا کہ یہی باغ جسکی دلفریبیان اُنھین روز اپنی طرف کھینچ لیجایا کرتی تھین آنکھون کے دیکھتے ہی دیکھتے کیا سے کیا ہو گیا۔ آہ! جن کنجون اور جن جھنڈون مین جاتے ہی بے اختیار دل چاہتا تھا کہ کسی نازفروش کو سامنے بٹھا کے سارے جذباتِ عشق ظاہر کر دیجیے وہ آج سونے اور سنسان پڑے ہین۔ جہان نسیم کی آہستہ خرامیون کے ساتھ پھولون کی پنکھڑیون کو نازک نازک اداؤن سے حرکت کرتے دیکھ کر دل قابو سے جاتا رہا تھا اور جی چاہتا تھا کہ کسی کی پیشانی کے نرم نرم بال اور اُسکے رنگین دوپٹے کے آنچل بھی یونہین حسن و خوبی سے لہراتے ہوتے وہان آج ایک ہولناک اور حسرت نصیبی کا سکوت ہے کہ جی گھبرا گھبرا اُٹھتا ہے۔ بڑے بڑے درختون کے ٹھونٹھ کج ادائیون سے کھڑے ہین اور خزان کے سخت جھونکون سے دیوون کی طرح لڑ رہے ہین۔ وہ حوض جو کبھی لہرین لے رہا تھا آج کسی اندھے کی آنکھ کی طرح خالی اور خشک پڑا ہے۔

آہ وہ لوگ جو عالم کے تغیر کو روز دیکھا کرتے ہین اُنھون نے جب موسم بہار کی اُن دلچسپیون کو رخصت ہوتے دیکھا ہوگا تو اُسوقت اُنکے دل کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔

آؤ دیکھو خیال تمھین وہی وقت دکھا رہا ہے جس وقت کہ چمن مین ایسی حسرت نصیبی کے منحوس آثار ظاہر ہو رہے ہین۔ دیکھو کلیان مُرجھا مُرجھا کے گر رہی ہین اور ہوا نے زرد اور خشک پتون کو اُڑا اُڑا کے گرانا شروع کیا ہے۔ وہ طیور جو چمن کو ایک آزادانہ بزم عشرت تصور کر کے آئے تھے دیکھو اب صحن چمن کی ہوا بدلتے دیکھ کے اُڑے جاتے ہین۔ یا تو یہان ہر وقت چہچہے اُڑ رہے تھے اور یا اب شاذ و نادر ہی کسی طرف سے کسی طائر کی آواز آ جاتی ہے۔ اور سنو۔ اُس آواز مین کس قدر حسرت بھری ہوئی ہے۔ شاید یہ سین کبھی نہ کبھی ہر شخص کی نظر سے گذر گیا ہوگا کہ کسی جوان مرگ نے عین عنفوان شباب

مین اپنے دوستون کو دغا دیدی اور اُسکا کوئی دوست لاش کے سرہانے بیٹھا حسرت بھری آواز سے رو رہا ہے - بس بعینہٖ یہی عالم اسوقت باغ کا ہے - باغ کی جان یعنی عروسِ بہار رخصت ہوگئی - کچھ افسردہ پھول رہ گئے ہین جنکو یقیناً ایک بیجان لاش خیال کرنا چاہیے - اور قدردانان بہار یعنے مرغان چمن مین سے جو بیوفا تھے وہ تو اُٹھ گئے صرف چند وفادار طائر رہ گئے ہین اور بالکل اُسکی لاش کے سرہانے نالہ کشی کرنے والے کی طرح دل صد چاک سے آہین بلند کر رہے ہین - یہی وقت رخصتِ بہار کا ہے - اور سچ پوچھیے تو یہ وقت خزان سے زیادہ دلدوز ہے -

بادِ سحر

صبح خیزان مسجد بہت تڑکے اُٹھے - اور مذہبی فرائض کے ادا کرنے کی جانب نہایت سرگرمی سے متوجہ ہوگئے - اُنھون نے جس چراغ کو غلبۂ تاریکی کے وقت طاقِ مسجد مین روشن کیا تھا اُسے کچھ خوشگوار سی ہوا کے جھونکون سے تھپیڑے کھا کھا کے اور اپنی دلفریب نورانیت کو کھو کے یا مختصر یہ کہ جھلملا جھلملا کے گل ہوجاتے دیکھا - اور یا یہ دیکھا کہ صبح کی بیباک ہوا کسی جھونکے لینے والے رند سرکش کی طرح لڑکھڑاتی ہوئی مسجد مین گھس آئی - اور حضرت شیخ کے ایسے خشک مزاج بزرگ کے ساتھ بھی یہ بےادبی کی شوخیان کرنے لگی کہ اُنکی سفید نورانی اور لمبی داڑھی ادھر اُدھر اُڑی جاتی ہے - وہ داب و وقار کی اداؤن سے رُک رُک کے بلکہ لوگون کی آنکھ بچا بچا کے مُنہ سے روکتے ہین مگر وہ ہمارے دل از خود رفتہ کی طرح اُنکے ہاتھ سے نکلی جاتی ہے - اسکے سوا اور کیا تھا جو اُنھون نے دیکھا - صبح کے نقیب یعنی طیورِ نغمہ خوان نے انھین بہت پکارا نسیم ستانہ رو نے بڑی بڑی شوخ اداؤن سے اُسوقت بھی جب یہ وضو کر رہے تھے اور اُس گھڑی بھی جب یہ نماز مین مصروف تھے اُنکے پہلوؤن مین بہت ٹہوکے تائے مگر انکے دل مین اتنی حس کہان کہ قدرت کی اصلی بہار کو دیکھین اور سبحان اللہ کہین - یہ کلمہ اُنکی زبان سے بیشک سُنا گیا اور بارہا سُنا گیا - مگر موجودہ وقت کی دلچسپیون اور عروس قدرت کی نازآفرینیون پر نہین بلکہ حورون کی تمنا اور جنت کی آرزو مین - اس اعتراض کو لوگ فضول نہ سمجھین - خشک طبعانِ بوالہوس پر یہ سچا اعتراض ہے کہ اُنھون نے قدرت کی

Marfat.com

موجودہ دلچسپیون کی قدر نہ کی - صرف آیندہ لطفون کو یاد کرتے رہے - صبح جو باغ قدرت کے نکھار کا وقت تھا اُسوقت نہ اُٹھی - گر اُس وظیفے مین مشغول ہو گئے جسے اور وقت بھی پڑھ سکتے تھے - یہ غیر ممکن نہ تھا جو اسوقت یہ صفحات قدرت کا مطالعہ کرنے کے لیے وقت نکالتے -

بیشک انکی زبان مین کوئی اثر نہین ہے - جب خدا کے معین کیے ہوے موذنون یا نغمہ سرا مرغان سحر کی دعوت اُنھون نے نہ قبول کی تو انکی اذان کون سنتا ؟ بس کوئی ایسا بھی نہ تھا جو انھین زبردستی پکڑ لاتا اور اُن پُر فضا مقامون مین لا کے کھڑا کر دیتا جو بہار قدرت کے مرکز بلکہ حقیقت مین مورد رحمت ہین -

خدا کی بہت بڑی عبادت یہی ہے کہ اُسکی قدرت کو دیکھ کے انسان اپنی مخلوقیت کا سبق حاصل کرے - یہ نسیم سحر جو صبح کو متوالی بن بن کے چلتی ہے اور جسکی کیفیتیں اسدرجہ موثر ہین کہ نوجوانان چمن جو قدرتی طور پر خود پسندی کے غرور مین بالکل بے حس بنے ہوے ہین اُنپر بھی ایک ایسا بیخودی کا عالم طاری ہوتا ہے کہ وجد مین آ کے مشغول رقص ہو جاتے ہین - نوجوانان چمن در کنار عروسان گلشن یعنی نازک اور دلفریب پھول جنکی متانت بھی مشہور ہے اُنسے بھی جوش مسرت مین ضبط نہین ہو سکتا اور کسی طرح اپنے نازک اور خوشرنگ لب بند نہین رکھے جاتے - ان بیجیون کا تو یہ حال ہے اور انسانی دماغ کے عقلا نے اپنی عقلون کو اِس قدر غیر متاثر بنا دیا ہے کہ وہ خبر بھی نہین ہوتے اور نسیم سحر دنیا مین ایک زندگی بخش سمان پیدا کر کے رخصت ہو جاتی ہے -

کوہستانی سبزہ زار جنکی چوٹیان صبح کے سناٹے مین شبنم سحر کے دھوئے ہوئے آسمان کی صورت دیکھنے مین ایسی محو ہوتی ہین کہ گویا اور کسی طرف دیکھنا جانتی ہی نہین - اُنکے ہر درخت بلکہ اُنکو لباس زمردین پہنانے والی گھانس کی ہر پتی کے حیرتمندانہ سکوت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بالکل سناٹے اور محویت کے عالم مین ہین - انہ خود رفتگی نے اُنپر ایک سکتے کا سا عالم طاری کر دیا ہے - یہ نسیم اُسوقت کی خفیف روشنی مین جب پچھلی رات کے آسمان پر تارون کے چراغ گل کرتے اور ذہن مین ایک مزہ دار جھلاہٹ پیدا کرنے کے لیے اوپر چڑھتی ہے تب دیکھیے کہ اُن از خود رفتہ قالبون کو وہ کو اُس خواب حیرت سے جگانے کے لیے یہ کن مستانہ لغزشون اور شوخ اداؤن سے انکے دامن مین

ادھر اُدھر گدگداتی ہوئی جاتی ہے - اور کس کس طرح بیتاب کرکے اُنھین اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہے - نسیم ان کوششون مین ناکام ہی نہین رہتی - اُسے کامیابی بلکہ بہت بڑی کامیابی ہوتی ہے - اسکی ان شوخ ادائیون کے نتیجے مین صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اُسنے قدرت کے ارگن کو کوک دیا اور ہر چہار طرف سے نیچر کے ایجاد کیے ہوے نغمے سنے جانے لگے خوش نوا اور آزاد طبع طیور جو اُس حصۂ دنیا کے نشیب و فراز مین شب باش ہوا کرتے ہین درختون کی حرکت اُنھین جگاتی ہے اور چونک چونک کے خدا کی مناجات اور قدرت کی خوبیون کے شادیانے شروع کر دیتے ہین - زاہدون کا ہم مشرب اور شب بیدار اُلّو اپنی آنکھین بند کرکے الگ ہو جاتا ہے - اور خوش مذاق و شگفتہ طبع طیور اُن خدا کے بنائے ہوے برجون پر بیٹھ بیٹھ کے قدرتِ الٰہی کی نوبت بجانے لگتے ہین - وہ آبشار جو رات کے سناٹے مین ایک سکوت کے ساتھ بلندی سے نیچے اُترتا چلا آتا تھا اُسنے اب اپنے آئینہ مین جابجا صبح کی روشنی کا نورانی عکس دکھایا ہے اور اُسکی لہرین اُن گوری اور پُر افشان پیشانیون کی شکنون کا مزہ یاد دلا رہی ہین جو صبح یعنی رخصت و مفارقت کے وقت عموماً نمایان ہوا کرتی ہین - ان غصہ کا اظہار کرنیوالی شکنون کو اوسوقت کے شوخ طبع رقاص یعنی وہی نسیم سحر ہنسی مین اُڑا رہی ہے اور بار بار ٹھوکے اور ٹھوکرین کھا کے علٰحدہ ہو جاتی ہے - جسپر بیدرد کی جبین ناز اور برہم اور پُرچین بنجاتے ہین - کیا یہ قدرتی کارکنانِ قضا و قدر کی مزہ دار چھیڑ چھاڑ ایسی تھی کہ زاہد گوشہ نشین ان سے چشم پوشی کرے؟ لیکن یہ سچ ہے کہ خدا نے اسے وہ آنکھین ہی نہین دین جنسے یہ کیفیتین نظر آتی ہین -

ایک تھکا ماندہ مسافر جس طرح اپنی پُرشوق رفتار مین دیکھتا ہے کہ رفتہ رفتہ دور کے دُھندلکے کا دامن چاک ہوتا جاتا ہے اور وطن کی عمارتین ساعت بساعت زیادہ اُبھرا بھر کے نمایان ہوتی جاتی ہین - اسی طرح صبح کا گریبان جو جو چاک ہوتا ہے وہ وہ قدرت کے نظر فریب سامان اور زیادہ نمایان ہوتے جاتے ہین - متلاطم سمندر کا کنارہ - پُر آرزو نظرون کو دور کی سیر کرانیوالا ساحل - جہان اکثر دوست آشنا سے بچھڑے ہوے ہجران زدہ خدا جانے کن کن آرزوون سے نظر دوڑایا کرتے ہین - وہان اُسوقت جسوقت نسیم سحر کو آپ نے پہاڑ کی چوٹیون پر چڑھتے دیکھا تھا ملاحظہ فرمایئے تو یہان بھی باغ قدرت کے عجیب عجیب کرشمے نظر آئین گے - وہ جہاز جنکے انتظار مین لوگ مدتون سے چشم براہ تھے اور جنسے رات

رات کی تاریکی مین اسٹیم کی قوت یا بادبانون کی کشش سے اپنے سفر کی بہت مسافت طے کر لی ہے - اب اسوقت اُن معمولی قوتون کو نسیم سحر اور بڑھا رہی ہے - اور گویا مشتاقون کے جذبات کی تغیر بنگئی ہے - اوراُنھین بڑی قوی کشش کے ساتھ کنارے کی طرف کھینچے لاتی ہے - اس جہاز کو جستجو کرنیوالی نگاہون نے صبح کا دامن چاک ہوتے ہی بہت دُور پر پایا تھا - اُسکی دھندلی مٹی مٹی شکل اب زیادہ نمودار ہو گئی ہے - نسیم سحر اُسکے استقبال مین اس درجہ سرگرم ہے کہ سمندر کو اپنے نازک جھونکون سے باربار تھپیڑے دیتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ سمندر اس جہاز کے لیے جو گویا مختلف آرزوؤن اور امیدون کی مجسم تصویر ہے خود ہی جگہ خالی کر دے - اگرچہ یہ تھپیڑے ڈھیلے ہاتھون کی مارہین اور ان مین ناز معشوقانہ اور جور ہوشان کا مزہ آتا ہے لیکن ناقہم سمندر اسپر بھی بگڑ بگڑ کے باربار چین بہ جبین ہو جاتا ہے - ان سب باتون کی بھی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے - وہ سطح آب کا جھنجلا جھنجلا کے چین بہ جبین ہونا جہاز کا برابر آگے بڑھنا اور وہ نسیم سحر کا باربار اور رہ رہ کے سمندر کو چھیڑ کے الگ ہو جانا بلا کی باتین ہین کہ ایک صاحب حس کے نزدیک انکی زیارت ہی اول درجے کی وت الٰہی ہے -

اے پیاری خوشخرام نسیم سحر! تو قدرت کی سچی کارفرما ہے - کارفرما ہی نہین نامہ بر بھی ہے - خدا کے وہان سے صبح کا پیام دنیا والون کے پاس تو ہی لاتی ہے - تیری ہی خنگوار کی جب محسوس ہوتی ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اب صبح ہوئی - قدرت کی کارفرمائی کی خدمت سرانجام دینا تیرا ہی کام نہین بلکہ تیرا ہی حصہ ہے - غالباً تیری ہی نازک انگلیون سے دامن سحر بھی چاک ہوتا ہوگا - اسلیے کہ جب کبھی تڑکے آنکھ کھلی ہے ہمنے بچشم خود دیکھ لیا ہے کہ آسمان پر جاکے تارون کے چراغ تو ہی گل کرتی ہے - پچھلے کے چاند کے چہرے پر تو ہی وہ سفید پوڈر مل آتی ہے جو اُسکی روشنی کو ماند کر دیتا ہے اور جسکے اثر سے آخر وہ ایسا غائب ہوتا ہے کہ دنیا بھر مین کوئی اُسے نہین دیکھ سکتا - چاہے وہ سب کو دیکھتا ہو - تو ہی باغون مین جاکے غنچون کو ہنساتی اور نونہالان چمن کو ازخود رفتہ کرکے وجد مین لے آتی ہے - تو ہی سمندر کے پانی مین ایک خفیف حرکت پیدا کرکے عدم کے ایسے سناٹے کو ہٹاتی ہے - تو ہی صحراؤن مین جل بھر کے ریگ روان کو دھیمی چال چلاتی ہے - دنیا کے جھلملاتے ہوئے چراغ اور جھلملاتے عیش کی شمعین تیرے ہی پھونکنے سے گل ہو جاتی ہین اور عالم کی رات بھر کی خوشی تیری ہی

Marfat.com

شوخ اداؤں سے دو۔ ہوتی ہے تو آشیانوں میں جاکے طیور کو چونکاتی اور مسجدوں میں اسکے زہاد کو اُٹھا بٹھاتی ہے۔ تیری ہی خنکی پاکے پچھلے پہر گشت کہنے والے سو جاتے ہیں۔ اور تیری ہی چھیڑ چھاڑ سے وصلت نصیبوں کا پہلو آباد کرنیوالی حور وشین بالوں کو سمیٹتی اور دوپٹون کو سنبھالتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ آہ! کیسی اچھی اچھی جگہ تیرا گذر ہوتا ہے۔ اور تو کیسی لطف کی صحبتوں میں پہونچ جاتی ہے۔ تو آزادی کا نمونہ۔ مجنوں کا بیباک ہاتھ۔ یا ہماری تمنا ہے۔ تو عشرت پرستوں کی رقیب۔ خود پرستوں کو اُبھارنے والی اور ہجران نصیبوں کی یار باصفا ہے۔ اور اسی لیے بلاکشان ہجران تجھ سے کیسے کیسے آرزومندی کے کام لیتے ہیں۔

تجھے وطن آوارہ اپنے گھر۔ ہجران زدہ کوے جانان میں اپنا پیام دیکے بھیجتا ہے۔ اور تو جاتی ہے۔ تجھ سے داغ دے جانے والے کا سوگوار اُسکے پاس جنت میں جانے اور پری زہ جبین کا دلدادہ اُسکی قبر پر اپنا سلام پہونچانے کی درخواست کرتا ہے اور تو پہونچاتی ہے فلاکت زدہ شاعر کی ساری امیدیں تیرے دم کے ساتھ ہیں۔ اور ہجران زدہ کشمکش کی زندگی تیرے ہاتھوں ہے۔

شعر و سخن

شاعری وہ قدرتی جذبات ہیں جو انسان کے دل کو پوری قوت اور ایک عجیب کشش سے اپنی طرف کھینچ لیا کرتے ہیں۔ یہ جذبات قدرتی اور فطری طور پر خود بخود دل میں پیدا ہوتے ہیں اور زبان سے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ کوئی تعلیم اور کوئی کوشش انکو پیدا نہیں کر سکتی۔۔ اسی سبب سے ایک معمولی شاعر اور بالکل نومشق سخن گو کبھی ایسے موثر اشعار کہ لیجاتا ہے جنکے آگے بڑے بڑے اساتذہ کے دیوان مٹ کے رہ جاتے ہیں۔ اگر دنیا میں کوئی سچا جادو ہے اور اگر دل کو قابو میں لانے والی کوئی تسخیر ہے تو وہ یہی شعر و سخن ہے۔ خیال کیا گیا ہے اور سچا خیال ہے کہ موسیقی بھی ایک چلتا ہوا جادو ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو موسیقی کی قوت بڑھانے میں بھی زیادہ کام شعر و سخن سے لیا جاتا ہے۔ موسیقی صرف اس وجہ سے جادو کا اثر نہیں رکھتا کہ عمدہ سُروں اور پیارے گلے سے کام لیا گیا بلکہ اُس کا جادو بھی محض اسی وجہ سے ہے کہ گلے بازی کی مشق نظم و شعر کے میدان میں دکھائی گئی

پیارا گلا اور آواز کی دلکشی دونون خوب چیزین ہین۔ کوئی شک نہین کہ اگر صرف انہین سے کام لیا جائے تو بھی دل پر بیخودی اور از خود رفتگی کا عالم طاری ہوگا لیکن اُن مین جو کچھ اثر ہے اُسکو صرف پیاری صورت سے لگاؤ ہے۔ جو جادو ہوئے پریشان یا کسی دل از دست دادہ پر۔ جبین ناز کسی حُسن پرست پر۔ نگاہ شوخ جگر صد چاک پر۔ اور تمام حُسن کی ادائین قدر دانان حُسن پر ڈالتی ہین۔ موسیقی اصل مین اُسی دلفریب آواز کا نام ہے جو کسی ماہ وش کے پیارے گلے سے نکل کے سننے والون کے کانون تک پیام حسن پہونچاتی ہے جسکو ہندی کا سخن سنج اپنے نیچرل مذاق مین "میٹھے بچن سہاون بولی" کہتا ہے۔ موسیقی نے اس مین جدت پسندی کے ساتھ اتنی ترمیم کرکے انسانی کمالات کا بیش بہا نمونہ دکھایا کہ مختلف تجربات کی بنا پر اور قدرتی جذبات کا بہت سچا اور نازک اندازہ کرکے پتہ لگایا کہ آواز کی کون حرکت اُسکا کون سُر اور کون سی دُھن کس سین مین اور کسوقت زیادہ بھلی اور زیادہ پُرلطف معلوم ہوتی ہے۔ اسکے بعد اس امر پر بھی غور کیا گیا کہ مختلف آوازین اور سُر جو انسان کے گلے سے نکلتے ہین۔ اگر اُنکی ترتیب مین ایک عمدہ انتظام اور ارینجمنٹ قائم کیا جائے تو دلربائی اور خوش آیندگی کا اثر بدرجہا زیادہ ترقی کر جائیگا یہی خیالات تھے جو اصول کی حیثیت سے ترتیب دیے گئے اور جنکا نام موسیقی رکھدیا گیا۔ لیکن موسیقی کا زیادہ اور ابتدائی حصہ چونکہ نغمون اور سُرون کی ترتیب پر منحصر تھا لہذا اسکی بنا نظم ہی کی سطح پر قائم کی گئی۔ اسلیے کہ نظم کلام مین خود ہی ایسی ترتیب پیدا کر دیا کرتا جسکی بنا پر گانیوالا بغیر کسی قسم کی دقت کے سُرون کو عمدہ ترتیب سے ظاہر کرتا چلا جاتا ہے۔ نظم کو اگر اسکی حد پر دیکھیے تو اسمین دو باتین ہین ایک تو موزون سُرون اور نغمون کی عمدہ ترتیب ہی کہنا چاہیے۔ دوسرے شعر یعنی وہ خیالات جو دل پر پورا اثر ڈال دین۔ اور ایسے امور اور واقعات کو یاد دلا دین جو دلی جذبات کے قوی محرک ہین اگرچہ موسیقی مین نظم ابتداءً صرف موزونیت کی ضرورت سے لیا گیا تھا۔ لیکن ضمناً اُسکے ساتھ وہ موثر خیالات اور جذبات دل کے اُبھارنیوالی کیفیتین بھی آگئین۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ موسیقی کی جان نظم ہے۔ اور موسیقی کے موثر ہونے کا قوی سبب نظم ہی ہے۔ خرابی یہ ہوئی کہ عروض اور موسیقی دو جداگانہ فن ہوگئے ورنہ اگر دونون کو باہم ملاکے ترتیب دی جاتی تو دونون کے جذبات اور دونون کی کشش ہزار درجہ زیادہ ہو جاتی۔ اس تفریق کی وجہ غالباً بلکہ یقیناً اسلامی دَور ہے۔ اسلام موسیقی کو حرام اور نظم کو جائز بلکہ بعض موقعون پر

موجب ثواب بتاتا تھا۔ جس وجہ سے علوم مین ترقی کرنیوالون کو حرام و حلال مین تمیز کرنے کی غرض سے بڑی احتیاط کے ساتھ دونون فنون کو جدا کرنا پڑا۔ اور یہ دونون ایسے ہو گئے کہ ایک سے دوسرے مین بالکل مدد نہین لیگئی۔ ہمارے خیال مین اس احتیاط نے نظم کو ضرور نقصان پہونچایا۔ لیکن موسیقی کے شائق چونکہ شرع اسلام کی پابندی اور احتیاط سے کام نہین لیتے تھے لہذا اُنھون نے اپنے نغمون کی بنا نظم ہی پر قائم کی۔ آج جو تم دیکھتے ہو کہ موسیقی مین تھوڑا بہت اثر ہے بھی لیکن نظم مین جتنا اثر چاہیے تھا اُسکا عشر عشیر بھی نہین یہ سب انھین قدیم محتاط ترقی کرنیوالون کے خیالات کا نتیجہ ہے۔ بہرحال پہلا جادو جو انسان پر چلا وہ نظم ہے۔ اگر ہم نظم کی عام ہسٹری پر نظر ڈالین تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ نظم سے ہمنے اور ہم سے نظم نے دنیا مین کیسے کیسے عجیب غریب۔ سخت دشوار۔ بلکہ غیر قابل برداشت کام لیے ہین۔ متنبی کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ اُسنے اپنے ایک قصیدے کا جادو ڈالکے تاجرون کے ایک گروہ کو ایک قوی و زبردست فوج سے لڑا کے کٹوا دیا تھا۔ گو خود بھاگ کھڑا ہوا۔ اس سے بڑھکر یہ ہوگا کہ داؤد (علی نبینا و علیہ السلام) اُس خدا کے پاک و معصوم بندے نے نظم ہی کے اثر سے خدا ہمارے خلاق عالم کو راضی کیا تھا۔ اور یونان و روم کے بت پرستون نے اسی سحر سے اپنی دیوی دیوتاؤں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ ہندوستان کے دیوتاؤن کے سامنے بھی اسی موثر جادو سے کام لیا گیا۔ اور مسیحی دنیا کے گریک۔ کیتھولک بلکہ پروٹسٹنٹ چرچ مین بھی وہ مقدس نظمون کی وضع سے نمودار ہوا۔

ابھی نظم کے کرشمے دیکھنا باقی ہین۔ گو اُس مین نغمہ شریک ہے لیکن انصاف تو یہی ہے کہ اثر مین زیادہ دخل محرک جذبات خیالات کو ہے۔ گو نغمہ اور راگ کے تناسب نے انھین اور قوی کرکے شراب دو آتشہ کی خاصیت پیدا کردی۔

امرا کے دل مین فیاضی کا جوش پیدا ہوا اور اُنھون نے غربا کو خدا جانے کیا کچھ دے ڈالا۔ سپاہی کے دل مین ایک حرارت پیدا ہوئی اور اس بیتابی کے جوش سے کہ خوشی خاطر جان دینے پر تل گیا۔ عبادت گزار کا عبادت مین دل لگ گیا اور مقبولیت کا اسے کچھ ایسا یقین ہو گیا کہ انتہا سے زیادہ رقتِ قلب سے رو کے دعائے مغفرت مانگنے لگا مہمانِ حسین اگرچہ بھرے ہی بیٹھے تھے لیکن کچھ اس بیتابی سے پھوٹ پھوٹ کے روئے کہ اکثرون کو غش آگیا۔ ظالم بادشاہ کا نیچر اگرچہ ظلم ہی کی طرف مائل تھا لیکن اُسے

Marfat.com

یک بہ یک کسی مبتلاے ظلم پر ترس آگیا اور وہی مظلوم اُسکے دربار سے خلعت و اکرام سے سرفراز ہو کے اپنے گھر گیا۔

زاہد خشک ان سب کی بہ نسبت زیادہ ہمیں معلوم ہوتا تھا اُسپر کچھ ایسا عالم وجد طاری ہوگیا کہ انسانیت سے گزر گیا اور بھرے مجمع مین کھڑا ناچ رہا ہے۔ عشاق خستہ جگر کو تھوڑی بہت تسلی ہوئی تھی کہ یکایک اُنھون نے پھر ایک فلک دوز آہ کھینچی - کلیجہ ہاتھون سے تھاما اور دھم سے زمین پر آرہے -اپنے اوپر آپ ناز کرنیوالے جفا شعار گو کہ اپنی بے پروا طبیعت کے ہاتھون کسی کی کچھ نہین سنتے تھے اُنکا بھی دل خود بخود پسیجا اور کسی ہجران زدہ کی صورت بُرے تیورون سے دیکھتے ہی دیکھتے ذرا نرم ہوے اور پھر آپ ہی آپ کچھ ایسا پیار آیا کہ بے اختیار بڑھ کے گلے مین باہین ڈال دین اور جفا کاری سے وفا شعار بنگئے - یہ ایسے تغیرات اور یون چٹکی بجاتے مین کیونکر ہوگئے؟ طبیعتین کس طرح بدلین؟ قلب اور ارادون مین کیون ایسا فرق آیا؟ صرف اسلیے کہ سب پر نظم و نغمہ کا جادو چلگیا۔ ان سب مقامات پر موثر اور جادو بھرے شعر کبھی قصیدے کی حیثیت سے اور کبھی مرثیے کے رنگ پر۔ کبھی مناجات کی وضع مین اور کبھی رجز خوانی کے پردے مین۔ کبھی بیتابی اور جذبات عشق ظاہر کرنے کے لیے اور کبھی حسن عالم آشوب کی مدح سرائی مین سنے گئے اور اُنھون نے اپنا ایسا کامیابی کا اثر نمایان کیا کہ جس کام کے لیے اُنکا جادو چلا گیا تھا فوراً پورا ہوا۔

بُت وہ بھی جنکا جسم پتھر کا ہے۔ اور وہ بھی جنکا دل پتھر کا ہے دونون پر اگر کوئی جادو کارگر ہوا ہے تو وہ اسی نظم کا جادو ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ عالیشان مندرون مین جہان عجیب و غریب مورتین اُس پروردگار عالم کی مظہر قدرت خیال کیجاتی ہین وہان نظم کا بھجن پڑھا جاتا ہے۔ اور لوگ ذوق و شوق سے اس جادو بھری عبادت کے ساتھ اپنی تمنائین اور آرزوئین ظاہر کررہے ہین۔ وہ جادو اپنا اثر نمایان کرتا ہے اور آرزوئین بر آتی ہین۔ تم نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ وہ آفت زدہ مسیح مصلوب کی تصویر کے سامنے نہایت رقت قلب کے ساتھ کھڑا ہے زار و قطار رو رہا جاتا ہے اور چرچ آرگن کے نغمون کے ساتھ اپنی تمنائین ظاہر کرتا ہے۔ خدا اُسکی آرزوئین بھی پوری کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب جانتے ہین کتنا نظم حقیقت مین جادو ہے۔ اس سے آپ جس قسم کا کام چاہین لے لین۔ بے

Marfat.com

ہوئے کو بگاڑنا اور بگڑے ہوئے کو بنانا دونون کام اس سے پورے ہوتے ہین - ایسی تاثیر دنیا کی کسی اور چیز مین نہین ہے جیسی کہ نظم مین ہے - اور نظم بھی وہ جسمین کہ موسیقی کے جادو کی آمیزش ہو -

دنیا مین دو چیزین زیادہ موثر مانی گئی ہین: حُسن - آواز - ان دونون کو اکثر عقلا جادو ہی تصور کیا کرتے ہین اور جہان تک خیال کیا جاتا ہے ہین بھی یہ دونون چیزین گویا جادو ہی - حُسن نوخیز اپنے جذبات سے جو کچھ اثر انسان کے دلون پر کیا کرتا ہے اُسکا حال لوگون کو معلوم ہی ہوگا - باقی رہی آواز - اگرچہ ہماری آواز کی کشش نے بہتون کو از خود رفتہ کر دیا ہوگا - لیکن اُس آواز کا اثر صرف اُس نغمے کی وجہ سے تھا جس سے موسیقی مین کام لیا گیا اور جو نظم کی جان ہے - اس مین کسی کو شک نہین کہ موسیقی اور اصل سچی موسیقی وہی ہے جسکا ظہور اُس دلکش آواز کے ذریعہ سے ہوا -

ان دونون چیزون مین جتنا اثر ہے وہ بدرجہا زیادہ ہوتا ہے جب نظم سے مدد لیجا ہے - اس لیے کہ وہی خیالات جو اپنی حد پر فی نفسہ جادو کا اثر رکھتے تھے جبکہ اُن مین حُسن صورت اور حُسن صوت کے تہرے جادو مل گئے تو سچ یہ ہے کہ قیامت ہو گئی -

قدر ہر نعمت است بعد زوال

کئی برس ہوئے کہ یہی جملہ ہمارے دوستون نے دلگداز کے کسی صفحے پر دیکھا تھا اس جملے کا مقصود اُسوقت تو صرف خیالی جستجو اور تفتیش کے ذریعے سے موثر و پُر درد واقعات کے نمونے دکھلا کے بتایا گیا تھا - لیکن ایک فلسفی کی نظر مین غالباً اس مضمون کی چندان قدر نہ ہوئی ہوگی - کیونکہ واقعات پر نظر رکھنے والے فرضی باتون کی طرف توجہ نہین کرتے - لیکن اب ہم ایک ایسے موقعے پر اس مصرعے کو پیش کرتے ہین جبکہ ہمین تو واقعات ہی سے بحث کرنا ہے اور کسی فرضی معاملے سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہین

"دلگداز" جسکو پبلک نے مدت تک بڑی عزت کی نظر سے دیکھا - اور جسنے اپنے امکان بھر اُردو لٹریچر پر بہت کچھ احسانات کیے اور جسکا یہ دعوی کسی حد تک قابل تسلیم خیال کیا جانے لگا تھا کہ اُسنے اُردو زبان مین ایک نئی روح پھونکی - اور جو اپنی مذکورہ یادگار زمانہ کارگزارین کی بنا پر ہم کو اور نیز ہماری قوم کو بہت پیارا تھا

Marfat.com

افسوس کہ زمانے کی سرد مہریوں اور قومی بے پروائیوں نے کچھ ایسا ستایا کہ مجبوراً اُسے گمنامی کے پردے مین چھپتے ہی بنی۔ گو اسکی شکایت نہین کہ پبلک نے دلگداز کو کسی اعتبار یا کسی حیثیت سے ناپسند کیا تھا۔ لیکن ہان اسکی عدم موجودگی اور غیبت کے زمانے مین مشتاقون کی طرف سے جو بیقراری ظاہر ہوئی اُسنے ثابت کر دیا کہ دلگداز کیسا پرچہ تھا۔ یہ گذشتہ ڈیڑھ سال کی مدت جس مین قوم کی پُرشوق آنکھین دلگداز کے دیکھنے کو ترس رہی تھین اور جبکہ اکثر ہاتھ صرف اُسکے پانے کی ہوس مین پھیلے ہوے تھے۔ اس مین دلگداز تو گمنامی کے غار مین پڑا سو رہا تھا مگر لوگ اُسکے سحرنما مضامین، اسکے مؤثر فقرون، اُسکے جادو بھرے الفاظ، اور اُسکے پُردرد مضمون کو حیرت و استعجاب سے یاد کرکے افسوس کر رہے تھے۔ اور زمانہ پکار پکار کے کہ رہا تھا کہ "ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا"۔ ہم بھی گو اپنی مصیبتون مین مبتلا تھے مگر اسکا بھی اندازہ کرتے جاتے تھے کہ "عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ"۔

ممکن ہے کہ زمانے اور احباب کی گذشتہ نامہربیون اور پھر بعد کی ندامتون کا خیال کرکے ہم کہدین کہ

کی مرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ ہائے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

لیکن نہین اتنے دنون کی گردش زمانہ نے ہمین قومی ذلتون کے ایسے عام اور غیر مستثنیٰ نمونے دکھا دیے ہین کہ اُنکے بعد حرفِ شکایت زبان پر لانے کی ہم سے جرأت نہین ہو سکتی ہمنے ایسے ایسے گران پایہ قومی ناموروں کو ویسے ویسے قومی جرائم کا مرتکب پایا ہے کہ ہماری قوم نے جو کچھ کیا وہ بہت ہی کم بہت ہی تھوڑا اور بالکل معمولی ہے۔ ہم اپنی قوم کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ اُسنے ہمیشہ ہمین ذکر خیر سے یاد کیا۔

الغرض اشاعت دلگداز مین جو کچھ کوتاہی ہوئی اُسکا الزام ہم اپنے ہی سر لیتے ہین اور قوم سے معافی چاہنے کے بعد پھر پبلک کے اُس اسٹیج پر آتے ہین جہسے افسوس کہ بغیر کسی جانشین کو چھوڑے ہم رخصت ہو گئے تھے۔

ہمنے جسوقت پبلک اسٹیج کو چھوڑا ہے اُسوقت ہم صرف دلگداز ہی کو نہین شائع کر رہے تھے بلکہ دلگداز کے دفتر سے "مہذب" نام ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری تھا جسکے رنگ عبارت۔ جسکے مضامین۔ اور جسکے ذریعے شائع ہونے والی مرحوم و مغفور علماے اسلام کی زندہ تصویرون کو زمانہ مدتون یاد کریگا۔ اگرچہ مہذب کی نسبت بعض احباب کی

Marfat.com

یہ رائے تھی کہ ملک کو چندان اسکی ضرورت نہین - ہمارے بعض احباب بھی اسکے خلاف تھے مگر ہم اب بھی یہ کہتے ہین کہ چاہے ہندوستان کو نہ ہو لیکن اسلام کو اسکی ضرورت اُسوقت بھی تھی اور اب بھی ہے اور ہمیشہ رہیگی -

لیکن افسوس یہ ہے کہ اپنے دیگر مشاغل اور نیز مصارف کے لحاظ سے ہم ابھی مہذب کی کمی پوری نہین کر سکتے - اگرچہ ہم کو اسکا بڑا صدمہ ہے اور غالبًا ہمارے وہ احباب بھی افسوس کرینگے جو اسکو بڑے ہی شوق اور بے انتہا تمناؤن کے ساتھ لیا کرتے تھے تاہم یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ کمی کبھی پوری ہی نہ ہوگی - اگر ہم زندہ ہین اور زمانہ نے ان مجبوریون سے ذرا بھی نجات دی تو ہم فوراً مہذب کو جاری کردینگے -

سردست دلگداز سنہ ۱۸۹۳ء کے پہلے ہی مہینے سے جاری ہوتا ہے اور ہم وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے دوست اسے اسکے قدیمی رنگ پر پائین گے - وہی پُرجوش مضامین ہونگے وہی تاریخی واقعات ہونگے - وہی پُردرد نغمے ہونگے - وہی دلفریب عبارتین ہونگی - غرض وہی پہلا دلگداز ہوگا اور وہی قدردان ہونگے - وہی دنیا ہوگی اور وہی ہم ہونگے -

اس موقع پر ہمین اُن لوگون کے قرض کا بھی فیصلہ کرنا چاہیے جنکا روپیہ بابت قیمت دلگداز و مہذب ہمپر فاضل ہے - اگرچہ ہم نہایت افسوس کے ساتھ کہتے ہین کہ وہ نامہربان احباب جن کے ذمے ہمارا روپیہ باقی ہے نیز اُنکی تعداد اور نیز اُس رقم کی مجموعی تعداد جو اس طرح پر بقایا مین پڑی ہوئی ہے بہت زیادہ ہے - لیکن ہم جانتے ہین کہ جن حضرات کو ہم سے اپنا قرض وصول کرنا ہے اُنھین اسکی کچھ پروا نہ ہوگی کہ اسی قرضخواہی کے جرم مین ہم کس قدر ستائے گئے ہین - اور ہم بھی اُنکی اس بےپروائی کو شکریے کے ساتھ قبول کرتے ہین بلکہ اُنکے قرضے سے زیادہ کچھ اور بھی بمد جرمانہ دینے کو موجود ہین - وہ یہ کہ جن صاحبون نے سنہ ۱۸۹۱ء کی قیمت ادا کردی تھی اُنکی وہ قیمت سنہ ۱۸۹۲ء کی قیمت سمجھی جائیگی - اور نیز اُن چار پرچون کی قیمت مجرے لیے ہوے جو سنہ ۱۸۹۲ء مین اُنکی خدمت مین بھیجے گئے - سال حال کے آخر تک اُنکی قیمت بیباق خیال کیجائیگی - اور ان چار پرچون کی قیمت کو ہم بطور جرمانہ چھوڑے دیتے ہین - باقی رہے وہ حضرات جنکے ذمے ہمارا روپیہ باقی ہے اُمید ہے کہ اب وہ توجہ فرمائین گے اور کوشش کرینگے کہ سنہ ۱۸۹۳ء کی قیمت کے ساتھ گذشتہ بقایا ارسال فرمائین -

باقی رہے وہ حضرات۔ جنکی قیمت بابت مہذب ہمارے ذمے باقی ہے۔ ایسے بہت کم ہین۔ کیونکہ مہذب اپنے دوسرے سال کی زندگی شروع کرتے ہی بند ہوا۔ تاہم جن لوگون کا روپیہ باقی ہو اُسکو ہم نقد تو واپس نہین کر سکتے لیکن اگر وہ دلگداز کے خریدار رہین تو دلگداز کی قیمت اور نیز بعض دیگر کتب کے ذریعے سے چند روز مین اُنکا روپیہ بھی بیباق کر دین گے۔

خاتمے پر ہم اُن شریف نفس حضرات کا بہت شکریہ ادا کرتے ہین جنھون نے دلگداز کے بند ہونے کے زمانے مین ہماری نسبت طرح طرح کے خیالات قائم کیے۔ اخبارات کے کالمون مین ہکو بڑی عزت کے الفاظ سے یاد کیا۔ ہمارے قرضخواہون کو اُبھارا۔ بیشک ہکو اُنسے ایسی ہی امید تھی۔ لیکن ایسے حضرات کی شرافت مزاجی کا حال خود ہی کھل گیا اور ایسے واقعات پیش آئے کہ ہم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوئی۔ اور یہ مثل خود بخود صادق آ گئی کہ "جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے" ہمارے بعض خاص دوست ہمین بار بار تاکید کرتے رہے کہ اُنکے اتہامات کا جواب ہم کسی اخبار کے کالمون مین دین۔ مگر ہمنے سکوت ہی کو مناسب سمجھا۔ اور اب اسپر مسرت ظاہر کرتے ہین کہ ہمارا سکوت ہی کامیاب ہوا۔

تماشاگاہِ عالم

دنیا مین صرف اہل تصوف اہل ذوق مانے گئے ہین۔ اور اس مین شک نہین کہ خیالی اور الہامی کیفیات ذہنی پر غور کرتے کرتے اُنھون نے اپنا ذوق کچھ درست بھی کر لیا ہے۔ زاہد چونکہ عقیدت کیش اور احکام شرعی کے بے عذر فرمان بردار تھے انکو خشک طبعی اور درشت مزاجی کا الزام دیا گیا ہے۔ رندانہ مشرب والے چونکہ محسوس لذتون کی غیر مستقل مسرتون مین پڑ گئے لہذا وہ بھی چھوٹے ظرف والے خیال کیے گئے۔ بس یہی الزام تھے جنکی بنا پر دونون کی بے اعتباری ہو گئی۔ اگر اس امر خاص مین اعتبار کیا گیا تو صوفیون کا۔ جنھون نے جس طرف توجہ کی صرف ایک بالطف ذوق حاصل کرنے اور طبیعت مین ایک زندہ دلی کا مذاق پیدا کرنے کے لیے۔ وہ محسوس لذتون اور چند ہی روز مین ڈھل جانیوالے جوبنون کی طرف متوجہ نہین ہوتے۔

بیشک صوفی اہل ذوق ہین۔ عالم کی دلچسپیون پر غائر نظر انہی کی پڑتی ہے۔

Marfat.com

دو گروہ ہوے ہین جنھون نے دنیا کی ہر حالت کا اندازہ کرنا چاہا اور ہر طرف کامل توجہ کی - اول تو یہی اہل تصوف جن کے اہل ذوق ہونے کا ابھی ہم اعتراف کر چکے ہین - دوسرے اہل فلسفہ جنھون نے سچ پوچھیے تو عالم کی ہر حالت اور باغ دنیا کے ہر منظر پر بہت زیادہ غور کیا - لیکن فرق اتنا ہے کہ اہل تصوف نے صرف ایک خیالی دلچسپی حاصل کرنے کے لیے اُنکی طرف توجہ کی - اور فلسفیون نے اُن باتون کو اُنکی ماہیت اور اصلیت دریافت کرنے کے لیے دیکھا - دونون کا کام گو ایک تھا مگر غرض بدلی ہوئی تھی - صوفی اپنے نفس کے واسطے صرف سامان مسرت حاصل کرنا چاہتے تھے - اور فلسفی خدا کے رموز اور قدرت کے اسرار کا طلسم اپنی ذہانت کے زور سے توڑنا چاہتے تھے - لیکن اگر انصاف سے دیکھیے تو مزہ کچھ صوفیون ہی کی باتون مین خوب آتا ہے -

فلسفی اپنے کنج تنہائی مین بیٹھا ہے اور اُسکا خیال اسباب و حقیقت اشیا کے تجسس مین گرم سیر ہے - اُسکا نفس اسباب و علل ڈھونڈھنے مین اسقدر منہمک ہو گیا ہے کہ اُسکے دل پر دنیا کی لذتون اور مسرتون کا بالکل اثر نہین ہوتا - یہ دل کی بے حسی اس درجے کو پہونچ گئی ہے کہ قدرت کے جادو جو اکثر اثر پذیر دلون پر چل جایا کرتے ہین اُسپر بالکل نہین کامیاب ہو سکتے اسکا خیال صحرا کی طرف جاتا ہے - وہ اُن غزالان صحرا کو ادھر اُدھر چوکڑیان بھرتے دیکھتا ہے جنپر دشت نجد مین قیس عامری کو لیلی کا دھوکا ہو جایا کرتا تھا - مگر وہ اُنھین اپنی فلسفیانہ تحقیق مین ایک حیوان غیر ناطق اور بمقابلۂ انسان ایک ادنی درجے کا حیوان تصور کرتا ہے - خیال اُسے باغ کی طرف لیجاتا ہے - گل و بلبل کے افسانے اُسکے کان تک پہونچتے ہین - بلبل کی داستان عشق سنتا ہے - گل کی معشوقانہ بے پروائیون اور مغرورانہ تبسم ناز کو دیکھتا ہے مگر بمصداق العلم حجاب الاکبر یہ تمام مضامین جو زبان حال سے ادا کیے گئے اُسکی سمجھ مین نہین آتے - اور وجہ یہی کہ اُسکا خیال ان باتون کے اثر اور لطف کی طرف نہین متوجہ وہ تو فقط یہ دیکھتا ہے کہ اُنکی اصلی حقیقت کیا ہے - جسکا جواب اُسے اپنے کانشنس سے اسی قدر ملتا ہے کہ بلبل کے نغمے اگرچہ ایک نہایت زیر و بم اور مختلف سُرون کی وجہ سے کسی قدر موزون معلوم ہوے مگر بالکل مہمل اور بے معنی ہین - پھولون کی نازک پنکھڑیاد انکے تر و تازہ اور شاداب مسکرانے والے ہونٹھ - اُنکا نظر فریب رنگ - اُنکی روح افزا خوشبو ان سب چیزون کو بھی وہ ایک موسمی ہدیۂ قدرت خیال کرتا ہے - لیکن چونکہ وہ

Marfat.com

اول سے آخر تک اُنکے مزاج اور اسباب وجود پر غور کرتا رہا۔ لہذا اُسکے دل پر کسی قسم کا اثر نہین ہوا۔ بلکہ صاف یہ ہے کہ وہ سمجھا ہی نہین کہ یہ کیا چیزین ہین۔ شعرا کو کیا ہو گیا ہے جو ہمیشہ انھین چیزون کا ذکر کیا کرتے ہین۔ اور سب کو جانے دیجیے اس سے زیادہ بے حسی کیا ہو گی کہ نازنینان دلربا اور نازفروشان حور ادا کی ظالم آنکھین جنکی تیر نظر کے بسمل ہوتے ہین رند اور صوفی دونون ایک دوسرے کے رقیب و حریف ہین۔ انکے وہ تیر جو ہر نشانے کو بیخطا اُڑا دیا کرتے ہین وہ بعض اوقات اس متفکر فلسفی کے دل پر بھی آئے مگر اسکا دل خدا جانے کس لوہے کا بنا تھا کہ بغیر اسکے کہ اُسے خبر ہو دل سے ٹکر کھا کے الگ جا گرے فلسفی اپنی تحقیق کی دُھن مین اس قدر سنگدل بنگیا ہے کہ تماشاگاہ عالم کی دلفریبیون سے لطف اُٹھانا اُسے کچھ نہین نصیب ہوا۔ ہمارے خیال مین یہ ایک بے نتیجہ مگر محققانہ سیر تھی مگر صوفی جو اہل ذوق و اہل دل ہوا کرتا ہے اُسکی سیر اُسکے خلاف اور درحقیقت بڑے مزے کی سیر ہے۔

صوفی کو بھی خدا نے ویسا ہی دل اور ویسی ہی آنکھین دی ہین جیسی اُس مذکورۂ بالا فلسفی کو دین۔ مگر وہ تماشاگاہ عالم کو ایک مزہ دار تھیٹر کا اسٹیج خیال کرکے دیکھتا ہے۔ اُسکا گویا اُسکی خانقاہ دراصل تھیٹر کا ایک عمدہ باکس ہے جہان سے بیٹھ کے وہ تماشاگاہ عالم کی سیر عجیب بامزہ محویت کے ساتھ کرتا ہے۔ دنیاوی تغیرات جو بالکل تھیٹر کے پردون کی طرح ساعت بساعت بدلتے رہتے ہین۔ اُنکے ہر سین کو وہ مزہ لے لے کے دیکھتا ہے۔ یہ حالات دیکھکے وہ فلسفی کی طرح اس فضول اور بے مزہ بحث مین نہین پڑ جاتا کہ ایسا کیون ہوا۔ یہ ہر کیفیت کی موجودہ لطف سے لذت اُٹھاتا ہے۔ اور ہر قدرتی اثر سے متاثر ہو جاتا ہے۔ بزم قدرت کے دلفریب ممبر یا تماشاگاہ عالم کے بچے یا اصلی بہروپ مین نظر آنے والے ایکٹرون کی زبان حال سے جو کچھ سنتا ہے اُسکو سمجھتا بھی ہے۔ جن ہرنون کی طرف دیکھکے پیغمبر عشق عامری (اوصلہ اللہ الی حبیبہ) نے کمال بیتابی و محویت کے ساتھ کہا تھا۔

باللہ یا ظبیات القاع قلن لنا   لیلای منکن ام لیلیٰ من البشر

(جنگل کی ہرنیو! تمھین خدا کی قسم بتاؤ میری لیلیٰ تم مین سے ہے یا آدمیون مین سے؟)

ان ہرنیون کو وہ بہت غور کرکے دیکھتا ہے۔ اُنکے خط و خال۔ اُنکی بیکروی۔ اُنکی مستانہ آنکھون کو دیکھکے وہ بھی بے اختیار چلا اُٹھتا ہے کہ "ہان۔ ہان۔ بیشک ان مین معشوقیت

Marfat.com

یا مجنون کی زبان مین ایک قسم کا لیلاپن ہے۔ اور اس تصور کو استقلال کے ساتھ دل مین جاگ
وہ ہرنون کی ہراوا کو دیکھتاہے اور بیتاب ہو ہو کے رہ جاتا ہے۔ فلسفی کی تحقیق کو وہ ذلت
کی نظر سے ٹال کے قیس عامری کو اُنکے اُس عمدہ ذوق پر ڈگری دیتا ہے جسکی بنا پر اُنھو
نے آئین عشق مین اجتہاد کر کے ان ہرنون کو بارہا "یا شبہ لیلا" کے پیارے لفظ سے یاد کیا
تھا۔ وہ گل و بلبل کے افسانے کو عبرت و حسرت کے کانون سے سنتا ہے۔ بلبل کی نالہ
زاری اور عاشقانہ شکایتون کو وہ سمجھتا ہے۔ وہ بلبل کے اُس مذاق کو نہایت پسند کرتا ہے
جسنے اُسے کسی عاشق کا ہمدرد و ہم مذاق بنا دیا۔ اور پھول کی اس صلاحیت پر نہایت
محظوظ ہو جاتا ہے جو ہمیشہ اُسے کسی گل پیرہن کا زیور بنا دیا کرتی ہے۔ اُسکا خیال تیر کی
ہر طرف جاتا ہے اور تماشاگاہ عالم کی ہر کیفیت کو بخوبی دیکھ بھال لیتا ہے۔ آخر اُسکا خیال
اُس ناز فروش کے جلوے پر پہونچتا ہے جو دنیا کے اسٹیج پر ایک دیوی یا ہیروئن بنکے آتی ہے
وہ اسکو قدر کی نگاہون سے دیکھتا ہے۔ اُسکے ہر تیر نظر کو شوق کے ساتھ خود ہی اپنے دل پر
لیتا ہے۔ اُسکا دل فولاد کا نہین۔ بلکہ جو تیر آتا ہے وہ اُسکے دل مین پیوست ہو کے اُسے
دردمند بنا دیتا ہے۔ دل لطف اُٹھانے والے جذبات کی دھن مین کبھی اُسکی زبان سے آہ
نکلجاتی ہے اور کبھی واہ کی آواز سُنی جاتی ہے۔ تماشاگاہ عالم کی سیر دیکھنے والا اصل
پوچھیے تو وہی ہے۔ دنیا غفلت مین تھی۔ خدا پرست عبادت مین تھے۔ قدرت کے سامان
جو دنیا والون کی دلچسپی کے لیے بھیجے گئے تھے اُن سے لطف اُٹھانیوالا کوئی نہ تھا۔ یہ س
سامان عام بے توجہی کے پردے مین چھپے تھے۔ اہل دل اور سچے ذوق والے صوفی نے وہ
بے توجہی و غفلت کا پردہ چاک کیا۔ وہ عالم اور وہ تماشا دیکھا جو اور کسی کو نہین نظر آیا
تھا۔ انھین تماشون نے اُسے ایک ایسے خیالی خلوتکدے مین بٹھا دیا جسکی دلچسپیون نے
اُسے مرتے دم تک وہان سے باہر قدم نہ نکالنے دیا۔

ہان رندمشرب البتہ اُس پاکباز صوفی کے کم ظرف ہم مشرب تھے۔ جنسے اتنا ضبط
نہ ہو سکا کہ ان کیفیتون کو ایک خیالی عزلت کدے مین بیٹھکے دیکھتے۔ اُنکے دل مین یہ تماشا
دیکھکے مجنونانہ جوش پیدا ہوا۔ وہ اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور اس جوش کے ساتھ کہ
جس دلچسپی کے محسوس سامان تک رسائی ہو گئی بس اُسی کے ہو رہے۔ آہ! ہمین ت
اُس رندمشرب دوست کے حال پر بڑا ترس آتا ہے۔ اپنے ذاتی طبیعت کے ولولہ

Marfat.com

بھی دراصل ایک پاکباز صوفی تھا۔ کاش اگر وہ اپنی اُسی حد پر قائم رہتا اور صرف خیالات
سے حسن مہوشان کی قدر کرتا رہتا تو ہم اُسکے مُرید ہوتے اور اُسے صوفی صافی کہتے۔ یا اگر خیالات
جوش دل مین مخفی نہ رہ سکتا تھا۔ تو اُسنے اُنھین صرف الفاظ کے ذریعے سے ظاہر کیا
تا۔ ایسی حالت مین ہم اُسے ایک نازکخیال شاعر کہتے اور سمجھتے کہ اُسپر مبدأ فیاض کی
ف سے الہام نازل ہوتا ہے۔ وہ جس ماہوش کا دیوانہ ہوا تھا اور جسکی دلربا صورت اُسے
تماشاگاہِ عالم کے اسٹیج پر نظر آئی تھی اُسکی چشم نرگسین۔ اُسکے رخسار آتشین۔ اُسکے لب
ین۔ اُسکے دُرِ دندان بلکہ اُسکے اُٹھتے جوبنون کی غیر مہذب تعریف مین چاہتا جسقدر
الغہ کرتا مگر ہم اُسے اپنے نزدیک ایک شاعر ہی خیال کرتے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس
قدر صبر نہ ہو سکا۔ اُسنے ایک جادو نگاہ کی صورت دیکھی اور اُسکا دیوانہ ہو گیا۔
تنا ہی نہین ہوا بلکہ افسوس ظالم نے اتنی بڑی جرأت کی کہ خود رفتگی کے ساتھ دوڑ کے
گلے سے لپٹ گیا۔ اُسنے تماشاگاہ عالم کی باقی کیفیتون سے آنکھ بند کرلی اور صرف
تھا شعار وفا فراموش کا ہو رہا۔ اُسنے شائستگی کو بھلا دیا۔ اُسنے صوفیون کا ہمرا
نکے نام پر ویسا ہی دھبہ لگایا جیسا دھبہ ہاروت و ماروت نے فرشتون کے نام
ن لگایا ہوگا۔ آہ! وہ بدمعاش ہو گیا۔ اور دنیا اُسے ہر طرف سے لعنت ملامت
ہی ہے۔ مگر حقیقت مین دنیا کتنی بڑی مکار چیز ہے۔ واقعی اسکا ظاہر و باطن
سان نہین۔ دیکھو دنیا کی آبادی اس کھُل کھیلنے والے رند مشرب پر لعنت کر رہی ہے
دل ہی دل مین اسپر حسد بھی کرتی ہے کہ ہائے کیسے مزے کی زندگی گذران۔ ہائے جس
جبین کے گلے سے وہ بے تکلفی کے ساتھ لپٹ گیا ہے اُسکے چاہنے والے سب تھے
رق اتنا تھا کہ صوفی کہتے تھے کہ جس طرح برہمن بت کی پرستش کرتا ہے اُسی طرح تم بھی
دور ہی سے اُسکی قدر کرو اور اُسے عشق کی آنکھون سے دیکھو۔ مگر پاس جانے کا نام نہ لو
الغرض تماشاگاہ عالم عجب امتحان کا مقام ہے۔ جہان ان تینون مذکورہ فریقون
امتحان ہو گیا۔ لیکن کتنا بڑا اور کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ دنیا ہدایت کرتی ہے
ہر دلبر کو دور سے دیکھو۔ لیکن جو قریب جاتا ہے اُسکی حاسد بن جاتی ہے۔

ناکامی

ہاے! محبت ہی دلخراش چیز ہے۔ دوست تو دوست خدا دشمن کو بھی نصیب

Marfat.com

نہ کرسکے اپنے ارادون مین ناکام رہنے والون کا نقشہ کھینچتے وقت ہم خود غوطے مین آ جاتے ہین کہ کیا لکھین۔ ہائے! اسی ظالم ناکامی کی بدولت بہت اولوالعزم بادشاہ ہزارون حوصلہ مند جوانمرد اور بہادر بڑی حسرت اور ناامیدی کے ساتھ دنیا کے دلچسپ اور پُرفضا سین کو خیرباد کہکر ہمیشہ کے لیے رخصت ہوگئے۔

سچ تو یہ ہے کہ جس آرزو نے بچپن کے زمانے سے جوانی یا بڑھاپے کی عمر تک دل کے ایسے مخوف مقام مین نشو و نما پائی ہو اور پھر تقدیر کے مقرر کیے ہوے وقت پر اُس مین ناکامی نصیب ہو کیسا ہی بہادر اور دل چلا آدمی کیون نہ ہو ایک دفعہ تو آہ کی دل شگاف کرنیوالے لفظ کو کراہتی ہوئی زبان سے نکال کر بیٹھ جاویگا۔

ایک ہونہار طالب علم جسکو باپ کی فارغ البالی کی بدولت اور ماں کے دامنِ شفقت کے سائے مین زمانے کی تغیر پسند طبیعت سے آج تک سابقہ ہی نہین پڑا ہے اور جسکا سادا اور بھولا دل گردش لیل و نہار سے بالکل واقف ہی نہین ہے۔ شب و روز اپنی درسی کتابون کے مطالعہ مین مصروف ہے۔ امتحان کا دن قریب ہونے سے آدھی آدھی رات روزانہ معمولی پڑھائی کے علاوہ گھر پر مطالعے مین گزر جاتی ہے۔ شوقین ہونے کے سبب سے اُستاد بھی محبت اور دلاسے کے ساتھ اُسکی ہمت بڑھا بڑھا کر پڑھاتا ہے۔ ماں اپنے اکلوتے اور نوجوان بچے کی اس محنت اور جانفشانی کو اگرچہ بہت ہی قدر کے ساتھ دیکھتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اُسکی تکلیف کا خیال کرکے مادرانہ مہر سے منع بھی کرنے لگتی اور کہتی ہے کہ بیٹا اتنی محنت نہین کرنی چاہیے۔ دماغ پر بہت زور پڑتا ہے۔ بیمار ہونے کا بھی خدا نخواستہ اندیشہ ہے۔ اے ہے اپنی صورت تو دیکھ محنت سے کیا ذرا سا مُنہ نکل آیا ہے۔ مگر اپنے شوق مین ڈوبا ہوا طالب علم اپنی ماں کی باتون کو صرف مادرانہ مہر و الفت پر محمول کرکے خیال نہین کرتا۔ اُدھر باپ اپنے ہونہار بیٹے کے شوق کا اندازہ کرکے آیندہ امیدون کی فہرست کو دیکھتے دیکھتے نہال ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب عالم خیال مین وہ اپنے بیٹے کو ایک معزز عہدے پر دیکھتا ہے مارے خوشی کے جامے سے باہر ہونے لگتا ہے۔ وہ سمجھ چکا ہے کہ انٹرنس مین کامیاب ہونے پر تدریجاً میرا بیٹا ایم اے تک پہونچے گا۔ میری بڑی خوش قسمتی ہے اگر میرا بیٹا قوم کے لیے ایک مفید آدمی ثابت ہو۔ اور بیشک اچھی تعلیم سے آدمی کے دل مین ایسے ہی خیالات پیدا ہو جاتے ہین۔ علم سے بہتر کوئی چیز نہین ہوتی۔ مین اُن نازبردار والدین

Marfat.com

مین ہرگز نہ شمار کیا جاؤن جو علی العموم اپنی اولاد کو علم سے بے نصیب چھوڑ جاتے ہین اور اپنی ہجو کے لیے مرنے کے بعد بھی ایک بہت بڑے اور مہذب گروہ کا منہ کھلوا جاتے ہین۔ اگرچہ جس کام کا نام شادی رکھا گیا ہے وہ ایسی ہی خوشی کی چیز ہے کہ شادی ہی کا لفظ اُسکے لیے مناسب تھا۔ مگر مجھے اپنے ہونہار بیٹے کی شادی مین ابھی عجلت سے کام نہین لینا چاہیے گو اُسکی ماں کی زیادہ خوشی ہے۔ اسوقت شادی کرنا اسکی تعلیم کے لیے ضرور مضر ثابت ہوگا۔ خانہ داری کے مختلف دھندے اسکی تعلیم مین بہت حرج ڈالین گے۔ خدا کی درگاہ مین بھی پنجگانہ نماز کے بعد اپنے بیٹے کے کامیاب ہونے کی دعا مانگتا ہے۔

ادھر خود ہونہار طالب علم اپنے ہم عمر احباب سے اکثر اوقات یہی ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دعاے خیر سے فراموش نہ رکھنا۔ دعوتون کے وعدے ہین جو ہر روز نئے اقرار سے مستحکم کردیے جاتے ہین۔ جلسون کا اقرار ہے۔ یہ عہد و پیمان ہو رہے ہین کہ امتحان کا وقت بھی آگیا اور امتحان ہو بھی چکا۔ نتیجے پر معلوم ہوا کہ ہمارے نوعمر طالب علم کو امتحان مین ناکامی ہوئی۔ آہ! کچھ نہ پوچھو کہ بوڑھے ماں باپ کے دلون پر کیا صدمہ گذر گیا۔ بیچاری ماں تو کلیجہ تھام کے رہگئی اور خاموشی کے حسرتناک سکوت نے ہمیشہ کے لیے ملے خاموش کردیا۔ بڈھا باپ بھی مایوسانہ صورت بنا کر چُپ ہوگیا۔ اُسکا تو پوچھنا ہی کیا ہے جسنے پورے ایک سال کی محنت اسی امید کے نذر کردی تھی۔

جن لوگون مین قومی ہمدردی اور قومی جوش بہت زیادہ ہوتا ہے پوری کوشش کے بعد جب اُنھین اپنے ارادون مین ناکامی ہوتی ہے تو ڈھاڑین مار مار کر رونے کے سوا اور کچھ نہین کر سکتے۔ بس ناکامی کی جان کو بیٹھ کر رو لیتے ہین اور چُپ ہو جاتے ہین۔

آہ! ایک بلاکش حرمان نصیب فرقت دلدار مین بستر غم پر پڑا ہمارا دل کراہتا ہے بے چینی ایکدم چین نہین دیتی۔ آنکھین نم ہین اور آنسوؤن کی مسلسل لڑیان نادان کو بلور کے دانون کی تسبیح کا دھوکا دے رہی ہے۔ مایوس اور پُرحسرت صورت سے حزن و ملال کے سب آثار ظاہر ہین۔ یار و غمخوار دلدہی کر رہے ہین۔ معشوقون کی بے پروائی کا ذکر ہو رہا ہے۔ صبر اور استقلال کی خوبیان بیان کی جا رہی ہین۔ یہ کیون؟ اسلیے کہ اُس نیم بسمل کا دل کسی طرح کچھ تو سنبھل جائے۔ مگر آہ! ہمارے دلدادہ دوست اُن عاشقون مین نہین جنکا قابو سے گیا ہوا دل ایسی باتون سے سنبھل جاتا ہے بلکہ یہ باتین

اُسکے بیقرار دل کو اور بیتاب کر دیتی ہین اور وہ دفورِ غم سے ڈہارین مار مار کر رونے لگتا ہے۔ کلیجے مین ہزارون زخم پڑگئے ہن جو روز آنسوؤن کے متقطر کیے ہوے پانی سے دھو دیے جاتے ہین۔ گر جگر خراش آہ اسی وقت پھر ہرا کر دیتی ہے۔ بیچارہ فرقتِ دلدار مین بیچین ہونے کے علاوہ ایک جگہ ٹھہر ہی نہین سکتا۔ بیقراری کسی پہلو قرار ہی نہین لینے دیتی۔ رات کی بے انتہا سیاہی اسکے لیے گور کی تاریکی سے کم نہین ہوتی۔ اور اُسیر تنہائی شبِ ہجران کی تنہائی بیشک ام الامراض ہے۔ اس تنہائی کے عالم مین یہ ہر چند چاہتا ہے کہ اور کوئی نہین تو اپنے بخت ہی کو جگا کر کچھ دل بہلائے۔ مگر آہ! اس مبتلاے آلام کا بخت کچھ عجب میٹھی نیند سو رہا ہے کہ اُٹھنا کسی طرح جانتا ہی نہین۔ اس بلاکش کی قسمت مین نیند اور آرام تو کہان مگر دو منٹ کو آنکھ جھپک جاتی ہے تو عالمِ خواب مین وہی پیاری اور دلربا صورت آنکھون کے آگے آجاتی ہے جسکے فراق مین اسکی جان لب پر آگئی ہے۔ ہاے ناکامی اُسکو یہان بھی اسکی آرزو پوری ہونے سے محروم رکھتی ہے۔ بس کسی کی مہین اور شیرین آواز سے یہ فقرہ اُسکے کان مین پہونچتا ہے کہ "تم ہمین دل سے بھلا ہی بیٹھے" اور یہ چونک اُٹھتا ہے۔ اُسوقت اسکے دل کا کچھ عجب حال ہوتا ہے۔ آہ شرربار کے تیرون سے کلیجا چھلنی ہوا جاتا ہے۔ درد رہ رہ کر اُٹھتا ہے جس سے اُسکا دل بیٹھا جاتا ہے۔ آرزوؤن اور تمناؤن نے دل کو جولانگاہ بنا لیا ہے۔ حسرت اور تمنا کے ہجوم سے اور یہ آنکھین پھاڑ کے دیکھتا ہے مگر سوا رات کی تاریکی کے اور کچھ نظر نہین آتا۔ اسوقت وہ اپنے دل سے باتین کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے "بیشک مجھ سے بڑی غفلت ہوئی۔ مجھے درِ دلدار پر ضرور حاضر ہونا چاہیے تھا۔ میرا معشوق مجھ سے زیادہ وفاشعار ہے۔ بیداری مین ممکن نہ ہوا تو خواب ہی مین دل کی بات کہہ گیا۔ اچھا تو اب مین کس بات کا منتظر ہون؟ مجھے تڑکے ہی یہان سے چلدینا چاہیے۔ ضرور چلدینا چاہیے۔ کوئی کچھ کہے مگر مین اب درِ دلدار ہی پر جاکر ٹھہرون گا" یہ خیالات اُسکے دل مین کچھ ایسے بیٹھ جاتے ہین کہ صبح ہی بوریہ بدھنا سنبھال چل کھڑا ہوتا ہے۔

دیکھنا چاہیے کہ جسوقت ہمارا دلدادہ عاشق مزاج دوست اپنے معشوق کے ارشاد کے بجا لانے پر تیار ہو کر چل کھڑا ہوا ہے اُسوقت دنیا کا دلفریب منظر کس رنگ پر تھا۔ گرمی کا آتشبار موسم ہے! دن کے گیارہ بجا چاہتے ہین۔ آفتاب کی حدت اور تمازت زیادہ

ترقی پر ہوتی جاتی ہے۔ گرم ہوا کے بیباک طمانچے جو ہمارے سادہ دل عاشق مزاج مسافر کو جلانے میں رقیب کے طعنوں سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ کامیاب ثابت ہو رہے ہیں۔ اُن میں گرمی رہ رہ کے بڑھتی جاتی ہے۔ خاک اُڑ رہی ہے۔ اور باد سموم کے تھپیڑے اگرچہ اسکے چمکتے ہوے چہرے کے ساتھ بہت بُرا سلوک کر رہے ہیں۔ مگر اسکو ذرا بھی پرواہ نہیں۔ یہ اپنی دُھن کا متوالا شوق دیدار جانان میں برابر قدم بڑھاتا ہوا چلا جاتا ہے۔

آہ! اُسکا سرخی مائل سفید رنگ ماند پڑنے لگا۔ اُسکا چمکتا ہوا چہرہ جو پھول کی طرح کھلا ہوا تھا اب بالکل مرجھا چلا۔ اسپر بھی جو کوئی جھونکا زیادہ گرم آجاتا ہے تو یہ ہنس کر کہنے لگتا ہے "اللہ ری تیری گرم جوشی"۔

سارے دن کی دھوپ اور گرم ہوا اسکے نہ برداشت کرنیوالے دل نے بڑے شوق سے برداشت کی اور قریب شام کے اس حرمان نصیب کی در دلدار تک رسائی ہوی گئی اب یہ کوے دلدار میں ہمہ تن شوق کھڑا ہوا چارون طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہے اور نظارۂ رخ جانان کے اشتیاق میں بالکل مست ہے۔

یہان تک کہ اسی طرح ایک رات اور دن گذر جاتے ہیں مگر افسوس اسکی آرزو پوری نہ ہوئی تھی نہ ہوئی۔ آخر ناچار ہو کر اُسنے پلٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر نہ تو دل میں جرأت تھی اور نہ ہمت۔ اور نہ پاؤن میں قوتِ رفتار ہی باقی تھی۔ جب کچھ نہ بن پڑا تو آہ کہہ کے بیٹھ گیا۔ مگر بیتاب دل بیٹھنے کب دیتا تھا۔ اُٹھا اور جون تون کر کے دو چار قدم چلا ہوگا کہ کسی نے اُس سے دریافت کیا "کہیے حضرت! آپ کس طرح آئے تھے اور کیون واپس چلے؟"

اے سوال کرنیوالے ظالم اور نا خدا ترس! بڑا ظلم کیا۔ افسوس تو نے اسکی موجودہ حالت پر بھی غور نہ کیا۔ اسکا سر تنہ اور اُترا ہوا چہرہ اسکے شدت گریہ سے سرخ اور جھکی آنکھیں۔ اسکی خمیدہ کمر جسکو وہ دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑے ہوے ہے۔ اسکے پژمردہ ہوے ہونٹ۔ اُسکے پریشان بال۔ یہ ساری چیزیں اُسکے دل کی حالت کو اچھی طرح ظاہر کر رہی تھیں۔ اُس شکستہ دل مسافر نے اس سوال کے جواب میں ایک آہ کی اور فارسی کے جادو نگار شاعر کا یہ مطلع پڑھکر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔

از در دوست بگویم بچہ عنوان رفتم ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

Marfat.com

او خیالِ یار جاتا ہے کہاں؟
دو گھڑی دل تجھ سے بہلاتے ہین ہم

اصل تو یہ ہے کہ جو دلچسپیان عالمِ خیال مین ہین وہ اس سامنے کی فضا مین نہین جیسے ہم آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔ یہ بات کہان کہ کیسی ہی مصیبت ہو۔ کیسے ہی رنج و الم مین مبتلا ہون۔ جہان باغ خیال کی طرف نظر اُٹھائی دل کے جھروکے مین جھانک کے دیکھا اور دل بہل گیا۔ واقعات کا تتبع کرنیوالے ہمیشہ حسرت والم مین مبتلا رہے۔ دولتمند عشرت پسندی مین پڑکے جامۂ انسانیت سے گذر گئے۔ بادشاہون نے فوجکشی و ملک گیری کی دُھن مین لاکھون کا خون بہادیا۔ رند مشرب جنھون نے خیال یار کو چھوڑکے اصلی نفس پرستی کی خواہش کی بالکل گئے گذرے ہوے۔ مگر دیکھو وہ صوفی آج بھی اُسی اطمینان سے اپنے حجرے مین سر جھکائے بیٹھا ہے۔ اور وہ جوگی اسوقت تک اُسی لاپروائی کی شان سے کسی گھاٹی مین آسن جمائے بیٹھا ہے۔ صوفی اور جوگی کو بھی جانے دیجیے کہ جب وہ ہم سے نہین ملنا چاہتے تو ہم بھی اُنھین کیون چھیڑین؟ مگر اُس شاعر کو دیکھیے کہ اسی ہماری دنیا مین رہتا ہے۔ ہم سے ملتا جلتا ہے۔ مگر چونکہ ہماری طرح واقعات اور اصلی حظوظ کی طرف متوجہ نہین ہوتا۔ لہذا ہم سے اچھا ہے۔ اور اپنے خیال کے عالم مین ہر دنیاوی لذت سے مزے اُٹھا رہا ہے۔

یہ تو وہ لوگ تھے جنھون نے دنیا کو چھوڑکے صرف خیال کی پرستش شروع کردی ہم تو دنیا دارون کو بھی یہی دیکھتے ہین کہ ہجوم افکار سے اگر نجات ملتی ہے تو اسی خیال کے دامن مین چھپ کے۔ سچ یہ ہے کہ کشتیِ عمر کی ناخدائی صرف خیال کر رہا ہے اور یہ تغیر عالم کی کل صرف خیال کی انجنیری سے چل رہی ہے۔ اگر کچھ اطمینان ہے تو اسی خیال کی آسایش گاہ مین۔ اور مزہ ہے تو اسی بہار کا سمان دیکھنے مین۔ ورنہ یہ دنیا ایسی حسرت واندوہ کی جگہ ہے کہ ممکن نہ تھا بے خیالی دلچسپیون کے کوئی ایک گھڑی کے لیے بھی مسرت حاصل کرسکتا۔ جفاکش اور ستم زدہ اگر دم بھر کو بھی فرصت ملتی ہے تو اسی عالم مین آکے جی بہلاتے ہین۔ اور حرمان نصیبون کو جب اور کسی طرح کامیابی کی صورت نہین نظر آتی تو اسی دنیا مین آکے رُخِ جانان کی زیارت کرلیتے ہین۔

Marfat.com

ذرا بھی غور سے دیکھو تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ پاشکستہ جو منزل غربت میں تھک کے بیٹھ گیا ہے خیال اُسکے پاؤن دبا رہا ہے۔ اور وہ نامراد جو اپنی آرزوؤن مین ناکام ہو کے زندگی سے تنگ آگیا ہے خیال اُسکے دل پر تسلی کا ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ ساری ناکامیان اور کل حسرت نصیبیان اُسی وقت تک گوارا ہو سکتی ہین جب تک خیال انسان کا دوست ہے اور رنج و مصیبت کی کڑی منزلین اُسی حالت مین طے ہوتی ہین جبکہ خیال رہبری کرتا ہے۔ جہان اس قدرت کے بھیجے ہوئے سچے انیس اور اصلی شریک رنج و غم نے ساتھ چھوڑا پھر ممکن نہین کہ ایک گھڑی بھر کی زندگی بھی نباہی جا سکے اسی خیال کے ساتھ چھوڑنے کا نام ناامیدی و یاس ہے۔ جسکا تحمل کسی طرح نہین ہو سکتا۔ موت جسکے بعد کیا معنی یون کہنا چاہیے کہ جسکے ساتھ ہی موت ہے۔

کہتے ہین کہ انسان موت سے ڈرتا ہے مگر کون؟ وہی جسکے خیال سے اُمید و آرزو زندگی بخش فرشتون کو کوئی تعلق نہین رہا۔ اور جسے یاس و ناامیدی کے دیوؤن نے چارون طرف سے گھیر لیا ہے۔ جب تک امید باقی ہے انسان موت کا طالب نہین ہوتا۔ اور جو طالب ہوتا ہے اُسکے دل مین امید نہین ہوتی۔ ہان ہمارے مجاہدین کا جان باز گروہ البتہ ایسا ہے جسکے دل مین امیدین ہین اور وہ اُن امیدون کو بہادری سے میدان شہادت مین موت پر قربان کرتا ہے۔

لیکن نہین۔ یہ سمجھنا غلطی ہے کہ لوگ اپنی آرزوؤن کو موت پر قربان کرتے ہین۔ جس موت کو تم موت سمجھے ہوئے ہو اُسے وہ زندگی اور ابدی زندگی خیال کرتے ہین۔ عقیدت اور یقین نے باغ فردوس کی تصویر اُنکی پُرشوق آنکھون کے سامنے لا کھڑی کر دی ہے۔ حورون کے پیارے اور دلفریب چہرے اُنکی آنکھون کے سامنے پھر رہے ہین اور اُنکے شوق مین وہ اُس حقیقی عشرتکدے کی طرف بڑھ رہے ہین جو تمھین امیدین تمام کرنے والا قتل نظر آتا ہے۔ ایسی کی موت اُس شخص کی ہے جسکے نزدیک یہی دنیا مایۂ انبساط ہو۔

آہ! مذہب مین یہی تو خوبی اور دلچسپی ہے کہ مرتے وقت جبکہ بظاہر اسباب ہر طرف سے مایوسیان اور ناامیدیان اپنے منحوس چہرے دکھاتی ہین۔ یہ پیاری اور مسرت بخش امید ایک فرشتۂ رحمت کی طرح آکے سامنے ہوتی ہے اور ناامیدی و

Marfat.com

یاس کی خوفناک ڈراونی صورتوں کو سامنے سے ہار کے ہٹا دیتی ہے۔ یہ فرشتۂ رحمت ان
لوگوں کو کہاں نصیب جنکے دل میں نہ ایمان کا نور ہے اور نہ خیال کی برکت۔

ان مذہبی اور لاپروائی و بے تعلقی کی زندگیوں سے قطع نظر کرکے غور کیجیے تو بھی صاف
نظر آئیگا کہ دنیا کی یہ تمام ترقیاں اور اہل عالم کی یہ سب بلند پروازیاں عموماً خیال ہی کی
وسعت و جستجو کا نتیجہ ہیں۔ فلسفہ محض خیال کا نام ہے۔ اور علوم صرف خیال کی تک
دو سے پیدا ہوتے ہیں۔ سقراط کے خیال نے قوم کی بداخلاقیوں اور غلطیوں کو دریافت
کرایا۔ افلاطون کے خیال نے الٰہیات کے رموز حل کیے۔ ارسطو کے خیال نے قوانین
استدلال کو مرتب کیا اور بقراط کے خیال نے علم طب کے تجربات ظاہر کیے۔ سچ پوچھو
تو خیال کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ وسعت آباد دنیا بھی اسکے سامنے تنگ ثابت ہو
شعرا کو تنگی عالم کی شکایت کرتے تو سب نے سنا ہوگا۔ مگر محققین ہیئت کی وسعت نظر
کو آنکھ سے دیکھ لیجیے کہ صرف تخیل کی قوت سے وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ اور آج
اُنکا دماغ کواکب و اجرام علوی پر تصرف کر رہا ہے۔

لوگ اسوقت تک خیال کو ایک ایسی چیز سمجھے ہوے ہیں جو واقعات کے خلاف
ہے اور اسی وجہ سے اکثروں کو یہ کہنے کی بھی جرأت ہوگئی کہ خیال صرف ایک وہمی شے
کا نام ہے جسکو واقعیت سے کوئی علاقہ نہیں۔ لیکن اصل یہ ہے کہ واقعیت بھی خیال
تابع ہے۔ تجربہ خیال کی گود میں پلتا ہے۔ اور کل واقعات خیال کے قائم کیے ہوے
سودے اور خاکے کی پابندی میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہی خیال ایک طرف آسمان
تارے توڑنے کو جاتا ہے اور دوسری طرف سمندر کی تہ میں پہنچتا ہے کہ اُسکے اعلیٰ
سے اعلیٰ اور قیمتی سے قیمتی خزانے نکال لائے۔

امارت و غربت کے درمیان میں خیال ایک نہایت ہی عمدہ ٹیلیفون ہے۔ غریب
اگر اپنے جھونپڑے میں بیٹھے محلوں کے خواب دیکھتا ہے تو امیر اپنی امارت کی مسند پر مط
افروز ہو کے غربت کی صعوبتوں کو یاد کرکے چونک پڑتا ہے۔ اور تغیر عالم کے سبق کو نہیں
بھول سکتا۔ جسکی بدولت اقبال و ادبار کے نت نئے تماشے نظر آیا کرتے ہیں۔ مرد
یہ خیال ہے جو ایک طرف غریبوں اور مصیبت زدوں کی دلدہی و تشفی کرتا ہے اور د
طرف امیروں کا نشۂ دولت حد سے نہیں گزرنے دیتا۔

Marfat.com

جن چیزون کو اگلی دنیا تصرف و کرامت خیال کر رہی تھی اب سائنٹفک طور پر محض ایک خیالی کرشمہ سازی ثابت ہو گئی۔ پرانے زمانے کے عشاق جس چیز کو کشش عشق کہہ رہے تھے۔ اب معلوم ہوا کہ صرف اُنکے خیال کی یکسوئی کا یہ ایک معمولی معجزہ تھا۔ اصل یہ ہے کہ اگر آپ اپنے خیال مین استقلال پیدا کر سکین تو آپکی خیالی سیر مین اصلیت کا مزہ آجائے۔ یہ کمال پیدا کرنا آپ کے ہاتھ مین ہے کہ جسکی خیالی تصویر پر آپ کسی قسم کا تصرف کرین وہ خود اُسکی اصلی صورت پر متحقق ہو جائے۔ یہی وہ چیز ہے جسکو کبھی تسخیر کہتے ہین اور کبھی کشش عشق۔ یہی خیالی کرشمہ محمل لیلا کو دشت نجد مین لایا اور اسی نے شیرین کے صبا رفتار راہوار کو کوہ بے ستون پر پہونچایا۔ وہ کتب عشق کے بہت کم تعداد پیشہ ہین جنھین خیال جانان کے نظر کے سامنے سے ہٹ جانے کی شکایت ہے۔ پختہ کاران عشق صرف خیال یار سے حقیقی وصل کا مزہ اُٹھا لیتے ہین۔

اے پیارے خیال! حسرت نصیبون اور ہجران زدون کے دلون کی اُجڑی منزل تجھین۔ ساری دنیا ایک تیرے دم سے آباد ہے۔ یہ عالیشان محل اور سر بہ فلک عمارتین جنکو قدرت نے معشوقۂ ارض کا ایک نظر فریب زیور ثابت کر دیا ہے۔ سب تیری کرشمہ سازی سے بنے ہین۔ تو ہی نے یہ بڑے بڑے شہر یہ زبردست قلعے اور یہ خوشنما ایوان تعمیر کرائے ہین۔ اور پھر تو ہی نے اس دلستان عشرتکدۂ یار کی معماری کی ہے جس سے تو نے ہزارون دلون کو وابستہ کر رکھا ہے۔

آہ! اور واہ!

صورت تو ایک ہی سی ہے مگر زمین و آسمان کا فرق ہے۔ فرق ہی نہین یون کہنا چاہیے کہ ضد ہے۔ مگر ضد بھی اس قیامت کی، اور ایسی بالعکس کہ کسی مین پہلے دوسرے کا مزہ نہین۔ آہ کرنیوالون کی مصیبت اُسی وقت نظر آ سکتی ہے جب کسی صحبت عشرت کو دیکھیے جہان واہ وا! کی صدا بلند ہو۔ اور واہ کہنے والون کی بامزہ صحبت جب ہی غنیمت نظر آتی ہے جب کسی ستمزدہ کی صدا ئے آہ آہ اُن کانون کے پردون پر چوٹین لگائے جن مین حسرت آوازین بھری ہون اور نہایت دلکش گونج رہے ہون۔

وصال جانان کے مزے اُڑانیوالے، اور کسی کا فراق لیکے ہم چلو اگرچہ مستی و نشاط؛

پرستی کی محویت میں دنیا کو بھولے ہوئے ہیں مگر اُس کشمکش کی تصویر آنکھوں کے سامنے سے نہیں ہٹتی جو اسی حور وش ہم پہلو کے فراق میں در جانان کے نیچے سر پٹک پٹک کے اپنے نالۂ نیم شبی سے محلے والوں کی نیند حرام کر رہا ہے۔ یہ اسی سبب سے ہے کہ وہ ہوا پرست جو صحبت عیش کی گھڑی کو مختصر سمجھ کے دل کی ہوسیں ایک ساتھ نکال ڈالنے کی دھن میں ہیں اور جنکا بیباک دست شوق بڑھتا ہے تو کسی نازک اندام کے انکار و نزاکت دونوں سے بے پروا ہوجاتا ہے وہ بھی کبھی کبھی اپنے کشمکش رقیب کی حرمان نصیبی کو یاد کرکے اگرچہ جانتے ہیں کہ اُسکی مصیبت ہی اپنے لیے سرمایۂ راحت ہے۔ مگر نہیں رہا جاتا اور اس صحبت لطف میں بھی ایک آدھ ایسی جگر دوز اور مسرت سوز آہ کھینچ بیٹھتے ہیں کہ ہم آپ تو کس شمار میں ہیں اُن پیارے ناز آفرین ہم صحبتوں کا نازک دل بھی دکھ جاتا ہے جو انجمن کی رونق اور محفل کی شمع بنے ہوئے ہیں۔

اب اس کے مقابلے میں اُس ہجران نصیب کو دیکھیے جو وطن سے دور۔ یار آشنا سے جُدا۔ اس کلبۂ احزان میں پڑا ہے جہاں ہر طرف اندوہ و ملال کے سامان نظر آتے ہیں اور اگر کوئی سامان عیش ہے تو وہ بھی غم و اندوہ کو اور ترقی دیتا ہے۔ اُسکی یہ تنہائی کی اندھیری اور سونی محفل سوا اسکے کہ آتش فراق کا گلخن بنے ہوئے سینے سے صدائے آہ نکل کے بڑے زور شور سے ہوا میں گونجے۔ اور تھوڑے زمانے کو بھی زیادہ بڑھانے والی گھڑی کی کھٹا کھٹ کے ساتھ ساتھ دل کے دھڑکنے کی آواز بلند ہو کے کانوں تک پہونچے اور کسی چیز کا سین نظر کے سامنے نہیں پیش کرتی۔ لیکن اس ہجوم آلام میں بھی حافظہ اُسکی دستگیری کرتا ہے۔ گذری ہوئی باتیں اُسکے دل میں سیر کرتی ہیں۔ اور گذشتہ پیاری پیاری دلفریب صورتیں اُسکی آنکھوں کے سامنے پھرتی ہیں۔ اور اس غمکدے میں بھی یہ حال ہے کہ اُسکے چہرے پر کبھی صحبت یار کی یاد مسکراہٹ پیدا کرتی ہے۔ اور کبھی ہم آغوشی جانان کا خیال بے اختیار ہنسا دیتا ہے۔ اور پھر جب موجودہ حالت اور واقعیت پر نظر جاتی ہے تو بیتاب ہو کے اور کلیجے کو ہاتھوں سے تھام کے وہ ایک ایسی آہ جانگداز سوز کھینچتا ہے کہ ساری مذکورہ خوشیاں خواب و خیال ہو جاتی ہیں۔ سارے وہی سامان مسرت خاک میں ملجاتے ہیں۔ اور اپنے کلبۂ احزان میں اکیلا وہی رہجاتا ہے۔

عربی کا مشہور مقولہ یا اسلامی دنیا کی عام ضرب المثل ہے کہ "انما الاشیاء تعرف

Marfat.com

یا ضدادہا" یعنی ہر چیز کی حقیقت اُسکی ضد سے معلوم ہوتی ہے۔ اُسکے اوصاف اور اسکی نمایان تصویر جیسی کہ ان دونون مختصر لفظون "آہ!" اور "واہ" سے نظر آتی ہے اور کہین نہین نظر آسکتی۔ یہ دونون لفظ یا دونون کی حالتین ایکدوسرے کا آئینہ بنی ہوئی ہین۔ "آہ! کے آئینے مین واہ! کے کرشمے نظر آتے ہین اور واہ کے آئینے مین آہ! کی دلدوزیان۔ اور پھر اس تضاد کے ساتھ مزہ یہ ہے کہ کبھی دونون ایک جگہ جمع بھی ہوجاتے ہین۔ ایک طرف آہ دل مین چٹکیان لیتی ہے اور دوسری طرف واہ پہلو مین گدگداتی ہے۔

ہم آغوشان یار اور جمال جہان آرا کی زیارت کرنیوالے اپنی اس خوش نصیبی کی گھڑی پر چاہے کتنا ہی اترائین اور ہجوم شوق مین از خود رفتہ ہوجائین مگر کیا خاک لطف ہوسکتا ہے جبکہ وہ گلوے مضامین پڑے ہوے اور بانکے شب تاب جوڑے مین پہنے ہوے پھولون کو اپنی آنکھ سے مرجھاتے دیکھتے ہین اور اس مزہ دار گھڑی کی جاتی کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے۔ وہ گھڑی کیا تھوڑی جان گداز ہے جب پُر شوق نگاہین جو کسی طرح رُخِ زیبا سے ہٹنے کا نام نہین لیتین کھینچی جاتی ہین۔ ہان مین ایک نیا لطف پیدا کرنے کے لیے اگر کسی وقت ہٹتی بھی ہین تو اُن شمع کے پروانون کی بے گور و کفن لاشون کا ایک انبار نظر آتا ہے جن پر تاریکی کی ایک ہلکی سی چادر پڑی ہے اور اسکے آس پاس وہ بے پروائی کا تغافل ہے جہان یہی دلدادگان شمع رقص بسمل کا تماشا دکھا رہے ہین؟۔

لیکن اس صحبت کو چھوڑکے اب ذرا ہمارے اُس حرمان نصیب کے کاشانۂ غم مین چلو جو کسی حور وش تغافل کیش کی یاد مین زندگی سے عاجز ہے۔ شاید وہ تو اسوقت آنا نہ پسند کریگا مگر اُسکی اس اندوہناک حالت مین ہم تمھین یہ دکھا دینگے کہ اس حسرت نصیبی مین بھی قدرت نے اُسکا غم غلط کرنیکے لیے کیا کیا سامان فراہم کر رکھے ہین۔ دیکھو اول تو اُسکے کلبۂ احزان مین وہ شمع ہی نہین جو اپنی تغافل شعاری کے شہید پروانون پر دوسرون کو رُلاتی اور خود بھی روتی ہے۔ جسکے دامن کے دُھندلکے مین دلدادگان عشق کا گنج شہیدان نظر آتا ہے۔ اور جسکی روشنی مین اُس صحبت نشاط مین پیارے گلون کے ہار گرمجوشی سے ملنے والون کی گرم سانسون کے اثر سے مرجھاتے

دکھائی دیے تھے۔ صحبت عیش کی روشنی خوشیون ہی کے چلو مین بہت سے اسباب غم دکھا دیتی تھی۔ یہان اُسکی جگہ اندھیرا ہے جو خیال کا رستہ صاف کرتا ہے۔ اور جسکی چادر اوڑھ کے وہ ناز آفرین جنکا کام وعدہ فراموشی ہے کبھی بے وعدہ کیے بھی چلے آتے ہین تم اسکے جسم کو اس غمکدے مین دیکھتے ہو مگر حقیقت مین وہ جلوہ گاہ یار ہی کی سیر کر رہا ہے۔ اور دل ہی دل مین اُن خوش نصیبون سے بھی زیادہ لطف اُٹھا رہا ہے جنکی مستی و شاہد پرستی کا تماشا تم اپنی آنکھون سے دیکھ آئے ہو۔ جس طرح پہلے عیش پرستون کی زبان واہ کہتی تھی اور دل آہ کہتا تھا۔ اسی طرح اس مبتلاے آفت کی زبان سے آہ نکلتی ہے اور دل سے واہ۔

یہی آہ اور واہ ہین جو ٹریجڈی اور کامڈی کے لفظون سے تعبیر کیے جاتے ہین۔ ابتدا زمانہ سے اسوقت تک جتنے قصے اور جتنی داستانین بیان کی گئی ہین سب انھین دو چیزون یعنی حسرت و مسرت سے مرکب ہین۔ عہد قدیم کے فسانہ نگارون اور اُس زمانے کے ناول تصنیف کرنیوالون کی تمام رام کہانی کا خلاصہ یہی ہے کہ یا تو کسی ستمکش کی سینہ خراش آہین ہین۔ اور یا کسی عالم محویت مین صداے "واہ" بلند کرنیوالے عشرت نصیب کی کامیابی و مقصدوری کی دلچسپ باتین۔ یہی جوش و خروش مامون رشید کی شادی مین نظر آیا۔ اور یہی درد مجنون عامری کی آہ مین۔ یہی نغمہ جشن نوشابہ مین سنا گیا۔ اور یہی مرثیہ فرہاد کی جہرتناک موت کے وقت اسی کہانی کو کچھ رات گئے مُغلانی نازون پلے بچون کو امارت کے محل مین سناتی ہے۔ اور اسی گیت کو غریب کسان کی جفاکش بیٹی غربت کے جھونپڑے مین بیٹھ کے گاتی ہے۔

شعرا کو ان لفظون سے کچھ زیادہ اُنس رہا ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ جذبات انسانی کو جس غور و تامل سے اُنھون نے دیکھا اور دیکھتے ہین اور کسی کو نہین نصیب۔ اور یہی وجہ ہے کہ انھین لفظون کے اعتبار سے ہر جگہ اور ہر قوم کے شاعرون کی دو قسمین ہو گئین۔ یہ کچھ میر و سودا اور آتش و ناسخ کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ ہر زبان اور ہر ملک کے شعرا مین یا تو وہ ہین جنکا کلام سُن کے دل سے آہ نکلے اور یا وہ جنکے اشعار گوش زد ہوتے ہی زبان نعرۂ واہ واہ بلند کرے۔ کہتے ہین بلکہ لوگون کو دعوی ہے کہ جو لوگ درد کے اشعار کہتے ہین اُنسے ہنسانے اور خوش کرنیوالے اشعار اچھے نہین کہے جاتے۔ اور اسی طرح جو

Marfat.com

شعرا بذلہ سنجی اور دل خوش کن خیالات ظاہر کرتے ہین اُنکے کلام مین درد نہین ہوتا۔ مگر ہمارے نزدیک تو دونون اسکی پوری پوری پابندی نہین کر سکتے۔ ایک پُر درد کلام مین ہمکو وہ اشعار ملتے ہین جن پر بے اختیار زبان سے آہ نکلجاتی ہے۔ اور ایک باذاق لطیفہ گو کے خیالات مین وہ باتین ملتی ہین جنپر بے اختیار دل ہاتھون سے تھام لیتے ہی بنتی ہے۔ اور سبب یہی ہے کہ عشرت کا مزہ بے درد کے نہین۔ اور درد کا لطف عشرت کی باتین یاد کیے بغیر نہین آسکتا۔ بس فرق ہے تو یہی کہ ایک عشرت کو یاد کرکے آہ کرتا ہے اور دوسرا درد کرکے صحبت عشرت کے لطف یاد کرتا ہے۔ دیکھو وہ حسرت نصیب بیوہ آہین کھینچ کھینچ کے شوہر کے زمانۂ راحت وآرام کو یاد کر رہی ہے اور وہ کامیاب اور خوش نصیب شاعر بادشاہ کی فیاضیون اور عدل پروریون کو گنوا گنوا کے صدائے تحسین ومرحبا یا نعرۂ واہ وا بلند کر رہا ہے۔

یہی ہے اصل اسی آہ اور واہ کے تقابل نے دنیا کی خوشیون کو خوشی اور غمون کو غم ثابت کیا۔ اور اگر یہ تقابل نہ ہوتا تو نہ خوشی مین کوئی خوشی تھی اور نہ غم مین کوئی غم۔ اگر کوئی چیز بھلی معلوم ہوتی ہے تو اسی لیے کہ بُری نہین۔ اور بُری معلوم ہوتی ہے تو اسی لیے کہ اس مین خوبی نہین جسکو جی چاہتا ہے۔ اگر کسی کا موجود ہونا غنیمت جان کے خوشی کرتے ہین تو اسی لیے۔ اور اگر کسی کو یاد کرکے روتے ہین تو اسی لیے۔ افلاطون کی قدر کیگئی تو اسی لیے کہ بقراط کو کھو کے اُسے پایا تھا۔ اور سقراط کی لاش پر روئے تو اسی لیے کہ اُس ذات سے دنیا کو جو فائدہ پہونچ رہا تھا اُسکا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ بنی ہاشم کی کامیابی پر جو مسرت ہوئی وہ اسی لیے تھی کہ شہید کربلا کے ایسے یادگار رسالت کو کھو کے یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔ اور جناب سید الشہداء کے مصائب پر جو روتے ہین تو اسی واسطے کہ جو سر تاج خلافت کے لیے موزون تھا افسوس وہ نیزے کی نوک پر رکھا گیا۔

آؤ قوم کے اُن نامور بہادرون کو یاد کرو جو مشرق سے لیکے مغرب تک ساری مہذب دنیا پر حاوی ہوگئے تھے۔ اُنکی نیک نفسی۔ اُنکی شجاعت۔ اُنکے کارنامون اور اُنکے ہندوستان مین آنے کو یاد کرو۔ اور پھر اُنکی موجودہ یادگارون کو دیکھکے ماتم کرو کہ کیا تھا اور کیا ہوگیا۔ پھر جزیرہ نمائے عرب پر ایک اجمالی نظر ڈالو۔ پیغمبر آخرالزمان علیہ التحیۃ والثنا کی ولادت سے لیکے آخر تک اہل عرب کی ترقیون۔ اُنکی علم پسندی۔ اُنکے

زمانے کی تہذیب و شائستگی۔ اُنکے عہد کی خیر و برکت کو یاد کرتے جاؤ اور واہ واہ کہتے جاؤ۔ اور سب کے بعد مسدس حالی پڑھو اور ہر ہر مصرع پر آہ و آتشین کھینچکے بتاؤ کہ غم و الم اور آہ اور واہ کس قدر ایکدوسرے سے وابستہ ہیں۔ اور کس قدر سچا ہے کلام پاک کہ " اِنَّ مع العسر یسرا "۔

آسمان

اے محبوسان کرۂ ارض سچ کہو کبھی اس قید مین تم گھبرائے تو نہین؟ ہم تو خدا کی قسم اُکتا گئے۔ افسوس زمانے نے تم کو ایسا مغالطہ دے رکھا ہے اور اس طرح بہلا بہلا کے اس قید کا عادی بنا دیا ہے کہ شاید اپنی گرفتاری کا تمھین یقین بھی مشکل سے آئیگا۔ تم اپنے خیالات اور ارادون مین روز بروز زیادہ آزادی پاتے ہو۔ تمھارے دل بڑھتے چلے ہین۔ اور قدیم رسمون کی بیڑیان جو تمھارے بزرگون کے پاؤن مین پڑی تھین اُنکو توڑتے جاتے ہو مگر یہ نہین دیکھتے کہ باوجود ان آزادیون اور خود پرستیون کے تم ایک پنجرے مین بند ہو۔ اور ایسے پنجرے مین جسمین جھجریان تک نہین کہ اُس پار کا کچھ تماشا سا سمان بھی نظر آسکے۔ قدرت کے ساحر نے ایک ایسا حصار کھینچ رکھا ہے جسکے حدود سے نہ تمھارے قدم باہر جا سکتے ہین اور نہ تمھاری نظر۔ تمھارے خیال کی پرواز ایک طلسمی دیوار تک محدود ہے۔ اور تمھارا حوصلہ اس طلسم کے توڑنے مین بالکل پست۔

یہ نیلگون خیمہ جو ہر وقت تمھارے سر پر کھنچا رہتا ہے تم اسے ایک دولت لازوال سمجھے ہوے ہو۔ اور بیشک سمجھنا چاہیے اسلیے کہ یہ تمھارے دلچسپ مرغزارون اور صحراؤن کے سین کی رونق دوبالا کرتا ہے۔ راتون کو اپنے قدرتی اور برقی لیمپون سے تمھارے تاریک کلبہاے احزان مین روشنی پہونچاتا ہے۔ کوئی صحبت عشرت نہین جس مین اسکی دلچسپیون سے تم نے لطف نہ اُٹھایا ہو۔ موسم بہار مین اسکی شگفتہ نیلگونی تمھارے آبشارون کو اپنے رنگ مین رنگتی۔ تمھارے ہرے ہرے درختون کی سبزی مین جان ڈالتی۔ اور تمھارے نیلوفر و سوسن کو شرماتی ہے۔ گرمیون کے گرد و غبار کے زیادہ بڑھجاتے سے جب اسکے صاف کرنے کا اہتمام ہوتا ہے اور قدرت اپنا پرانا بوسیدہ اسفنج سمندر مین ڈبو ڈبو کے اُسے دھونے لگتی ہے اُسوقت کی کیفیتون کے

بھی تم تھوڑا لطف نہین اُٹھاتے۔ تمھارے لطف و مسرت اور تمھاری بادہ پیمائی
و از خود رفتگی کی صحبتون کا دارومدار زیادہ تر ایسے ہی اوقات پر ہے جبکہ یہ بلند خیمہ
دھویا جا رہا ہو۔ اور اوپر سے گرنیوالا پانی تمھاری آتش شوق پر اور چھینٹے دے رہا ہو
یہ تمھارے باغون کے پھولون اور تمھارے مرغزارون کے پودھون کو شبنم کا نظر فریب
زیور جس اعلیٰ کمال شائستگی سے روز پہنا دیا کرتا ہے۔ تمھارے امکان مین نہین۔
اسی کی عطا کی ہوئی تیز روشنی مین تم کاروبار کرتے ہو۔ اور یہی جب اپنے دھندلکے کی
خوشگوار چادر اُڑھاتا ہے تو تمھارے شرم آلود اور ناز آفرین مہمان تمسے ملنے کو آتے ہین
الغرض یہ ایسی دلچسپیان اور ایسی دلفریب کیفیتین ہین کہ تم کو اپنا گرفتار ہونا
یاد ہی نہین آتا۔ قید مین تمھارا دل لگ گیا ہے اور خود گرفتاری تم کو مزہ دینے لگی ہے
لیکن حقیقت مین اس مکار بوڑھے نے جسے تم فلک پیر کہا کرتے ہو تمھین اس طرح قید
کیا ہے کہ کبھی باہر نکلنے کا خیال بھی تمھارے دل مین نہین آتا۔ وہ خاص مرکز جہان
سے تمھاری روح آتی ہے اس تیرہ خاکدان سے الگ و جدا ہے۔ یہ ظالم و جفا شعار
بڈھا اُس پاک و صاف روح کو ایک پیکر خاکی مین بند کر کے لاتا ہے۔ اور اس طرح
بہلا پھسلا کے اور کچھ ایسا چلتا جادو ڈال کے کہ تمھین یہ بھی نہین یاد رہتا کہ ہم کہان
سے آئے ہین کیون آئے ہین اور کیونکر آئے ہین۔ تم اپنی باہمی نفسانیتون اور اپنی
مادی فسادون سے لڑ بھڑ کے یا اس عام دنیاوی مجلس مین کوئی خرابی کر کے جب اپنے
ہی سے دیگر قیدیون کے ہاتھ سے سزا پاتے ہو اور اس کرہ کے یا یون کہا جائے کہ
یہان کے شخصی قیدخانون مین بھیجے جاتے ہو تو دنیا والے اتنا تو بتا دیتے ہین کہ کیون
اسیر کیے گئے اور کتنے دنون کی میعاد ہے۔ مگر یہ ظالم یہ بھی نہین بتاتا۔ اگر وہ مدت
جسکا لوگون نے اپنے تجربے سے عمر طبعی نام رکھا ہے وہی عام میعاد اہل عالم کبھی بتا دے
تو یہ بھی نہین بن پڑتا۔ اسلیے کہ اپنے ساتھیون اور اس بوڑھے کے دست ستم کے
گرفتارون کو روز دیکھا کرتے ہو کہ کوئی بچپن ہی مین چند ہی روز مین آزاد ہو جاتا ہے
کوئی جوانی مین اور کوئی عمر بھر ایڑیان رگڑتا ہے اور افسوس کہ نجات نہین ملتی۔ مگر یہ
گرفتاری اتنی حیرتناک نہین جتنا تعجب ہمین اس تمھاری خود فراموشی پر آتا ہے کہ
قید مین مبتلا ہین اور اپنے کو آزاد سمجھتے ہین۔ پاؤن مین بیڑیان پڑی ہین اور جانتے

Marfat.com

ہیں کہ ہمیں کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ مذہب جسکی گرفت اور جسکا اثر شاید سب سے زیادہ رہا کیا ہے اور جسکی خاص غرض اسی امر کا ذہن نشین کرنا ہے کہ تم اپنے کو آزاد نہ خیال کرو۔ مگر اس بارۂ خاص میں وہ بھی تمہیں تمہاری گرفتاری کا یقین نہ دلا سکا خود ناطق بالحق نے باواز بلند کہدیا کہ "الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر" یعنی دنیا مومن کے لیے قیدخانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ مگر تم نہ سمجھنا تھا نہ سمجھے۔ یہان کافر سے کسی خاص مذہب و قوم کا شخص نہیں مراد ہے بلکہ ہر ایسا شخص جو اپنے اصلی مرکز و منشا کو بھول جائے اور اس گرفتاری کو آزادی خیال کرتا ہو۔

بچپن میں جب تک دنیا کی دلچسپیوں اور ان بےعقل بنانے والے کھلونوں میں ہم محو نہیں ہو جاتے ہماری نگاہ اکثر اُٹھ جاتی ہے۔ اور ہمارا خیال اکثر آسمان سے ٹکرا کے دل ہی دل میں سوال کرتا ہے کہ یہ نیلگون پردہ کیا ہے؟ اسکے اُس طرف کون لوگ رہتے ہیں؟ اور بھلا ہم بھی اُس پار جا سکتے ہیں یا نہیں؟ مگر لوگ ہمارے اُس سادگی کے زمانے کے اصلی خیالات کو اُدھر سے پھیر پھیر کے دیگر دنیاوی باتوں میں مشغول کرتے ہیں اور آخر ہوتے ہوتے ہم بھی اوروں کی طرح بھول جاتے ہیں کہ یہ حصار کیوں کھنچا ہے اور ہم یہان کیون آئے ہیں؟

اکثر قدیم اہل مذہب نے عموماً اسی آسمان اور اسکے چمکدار اجرام علوی سے دین کو نکالا۔ ہیأت دانوں نے اس نیلگون گنبد اور اسکے قدرتی چراغوں پر مدتوں اور قرنوں نگاہیں جما کے یہ ثابت کیا کہ اسکی تہیں ہیں، وہ کچھ ایسے زبردست مادے سے تعمیر ہوئی ہیں کہ ٹوٹنا یا اُس سے باہر نکل جانا کسی طرح ممکن ہی نہیں۔ اہل نجوم نے اسی بُرج اور اسکے روشن کواکب کو دنیا پر متصرف پایا اور انھیں کے حرکات و تغیرات پر غور کر کے غیب کی باتیں بتانے لگے۔ شعرا نے اسی خیال سے آسمان کو ایک سن رسیدہ بڈھا فرض کر لیا اور اپنے رنج و مصیبت پر جھنجھلا جھنجھلا کے اسے گالیاں دینا شروع کین لیکن مگر اپنی گرفتاری و محبوسی کا خیال کسی کو نہ آیا۔ شعرا کا مزاق سوسائٹی پر بہت غالب ہوتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شعرا کے ساتھ سب لوگ آسمان کو کوسنے لگے مگر اسپر نہیں کہ قید ہیں بلکہ اس خیال سے کہ یہ ظالم ہے۔ قدما کے خیال میں اسی کی حرکت سے زمانہ نکلتا تھا لہذا دنیا کے تمام تغیرات و انقلابات کا بار عموماً اسی فلک کے سر ڈالا گیا۔ کسی نے اسے ایک

نہایت ہی سخت اور سنگدل ظالم سے تعبیر کیا اور کسی نے دنیاوی رنج و راحت کو توام دیکھکے اس مین نیرنگی کی معشوقانہ ادا ثابت کی۔ دنیا انھین خیالات مین مبتلا تھی مگر یکایک زمانے نے پلٹا کھایا۔ وہ قدیم خیالات یکبارگی بے اصل ثابت ہوے اور ایک ایسی طوفانی ہوا چلی کہ ان گذشتہ رہمون۔ خیالون اور معتقدات کے ساتھ اس آسمان کو بھی اُڑا لیگئی۔ جو لوگ کہتے ہین کہ آجکل لوگون کے خیالات بدل گئے۔ خیالات تو ہمارے ہی دل و دماغ سے تعلق رکھتے ہین۔ اصل یون ہے کہ سارا عالم بدل گیا۔ نہ وہ اگلا آسمان ہی باقی رہا اور نہ وہ اگلی زمین جسے ہم ٹھہرا ہوا تصور کرتے تھے متحرک نظر آنی۔ اور فلک جسے ہم متحرک تصور کرتے تھے ساکن در کنار لا شئی محض ثابت ہوا۔

ہمارے شعرا کو خوش ہونا چاہیے کہ اُنکے مصائب و آلام کا بدلہ اِن پچھلے دور کے محققین نے لے لیا۔ جس آسمان کو وہ فلک پیر کہتے تھے جس بڈھے کے مرنے پر اُنکی امید و آرزو کا دارمدار تھا اُسے اِن متاخر فلیسوفون نے ایسا مارا کہ اب وہ عالم ہستی ہی سے فنا ہے۔ مگر اتنے بڑے انقلاب سے بھی کچھ نہین ہوا۔ اس سے بڑھکے عبرت کی کیا بات ہوگی کہ زمین و آسمان سب بدلگئے مگر ہمین آج بھی وہی چیزین سامنے نظر آرہی ہین جو پہلے نظر آتی تھین۔

قطع نظر رنگ کے جیسا نیلگون سماء پیشتر آنکھون کے سامنے تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔ اور جیسی اونچی نیچی سطح پاؤن لٹکنے کیلیے پہلے قدمون کے نیچے تھی ویسی ہی اب بھی ہے۔ ستم یہ ہے کہ ہم بجنسہٖ جیسے پہلے قیدی تھے ویسے ہی آج بھی ہین۔ پہلے اگر آسمان باہر جانے کا راستہ روکے ہوے تھا تو اب زمین پاؤن پکڑے ہوے ہے۔ پہلے اگر طاقت پرواز نہ تھی تو اب پاؤن مین زنجیرین ہین۔ ہر تقدیر اس تیرہ خاکدان سے جس طرح پہلے باہر نہ نکل سکتے تھے اُسی طرح آج بھی نہین نکل سکتے۔

سچ تو یہ ہے کہ اس نئی تحقیق اور جدید انقلاب سے کوئی فائدہ نہین ہوا۔ جب ہم اس فضا کی قلمرو سے باہر ہی نہین نکل سکتے اور ہماری یہ محبوسانہ حالت ہی نہین بدل سکتی تو آسمان نے اگر راستہ کھول بھی دیا ہے تو ہمین کیا؟

———

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

اکثر لوگ میری تعریف کرتے ہین - صحبتون مین نہایت عمدہ الفاظ سے یاد کیا جاتا ہون احباب کو اپنے مزاج کی تعریف بھی کرتے سنا ہے - اور یہ بھی سنتا ہون کہ میری نیت بُری نہین - مین کوئی امیر تو ہون نہین کہ لوگ خواہ مخواہ خوشامد کرتے ہین - مگر ممکن ہے کہ رات دن کے ملنے جلنے والے یا شب و روز کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے مروت سے کہہ دیتے ہون - یا اپنی نیک نیتی اور پاک باطنی کی وجہ سے اسی تعریف کو حق و دستی سمجھے ہوے ہون - مگر نہین یہ بھی خلاف قیاس ہے - میرے احباب عموماً نئی روشنی اور نئے خیالات کے لوگ ہین - اُنسے امید نہین کہ لگی لپٹی رکھین - یا انکے دل مین کوئی بات ہو اور پھٹ سے منہ پر نہ کہدین - ایسے آزاد خیالون کو کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ میری تعریف ہی کیے جائین - پھر کیا ہے کہ مجھے ایک زمانہ اپنا مداح نظر آتا ہے - جدھر کان لگاتا ہون اپنی ہی ثنا و صفت کا نغمہ سنتا ہون - جدھر نظر اُٹھ جاتی ہے لوگون کو اپنے ہی کمالات کا والہ و شیدا پاتا ہون -

کسی کو شاید دو ہی ایک معترفون اور مداحون پر ناز ہوگا - مگر مجھے صدہا بلکہ ہزارون اچھے اچھے پڑھے لکھے اور صاحب رائے لوگون نے اکثر یہان تک آسمان پر چڑھایا ہے کہ اگر ناکامی کا خوف نہ کرتا تو مین اپنے کو تمام ولیون اور نبیون سے بڑھکے سمجھنے لگتا - ہمارے امرا و ملوک کا غرور دو ہی چار مصاحبون اور صرف گرد و پیش کے چند خوشامدیون کی تحسین و مرحبا سے اتنا بڑھجاتا ہے کہ کم ہین جو اپنے وقت کے فرعون نہ بنجاتے ہون - مگر مجھے اتنے معرف اور ہان - بجا - کہنے والے ملے ہین اور نزدیک و دور ہر جگہ سے اس زور شور سے میری تعریفین کر رہے ہین کہ مجھے اپنے سوا کوئی سوجھائی ہی نہین دیتا - اور بار بار جی چاہتا ہے کہ ساری دنیا ہی نہین بلکہ تمام ماسوا اللہ کو اپنے سے ادنی و ادون سمجھنے لگون -

رند خیال یار کا دیوانہ ہو کے اپنی ساری دنیا اور ساری دولت و حرمت ایک رُخ زیبا کی نذر کر دیتا ہے - مگر مجھے ان تعریف کرنیوالون نے اس قدر خود پرست بنا دیا ہے کہ جی چاہتا ہے اپنا ہی عاشق ہو جاؤن - صوفی صافی طینت ہر چہار طرف سے

جلوۂ ایزدی کی شعا مین نکلتے دیکھکے نعرۂ انا الحق بلند کرتا ہے مگر میرا یہ حال ہے کہ اپنے کمالات سنتے سنتے بے اختیار دل مین آتی ہے کہ کہہ اُٹھون "انا ولا غیری" کوئی حق پرست فکر تا ہے کہ ایک وجود غیر مین تمام کمالات کو پیدا کر کے خود اپنے آپ کو بھی اُس مین فنا کرتا ہے - مگر میرا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ تمام کمالات کو خود اپنی ذات مین لا کے فنا کر دون -

آخر کیون ؟ مجھ مین کیا بات ہے ؟ وہ کونسی چیز ہے جسکی لوگ اس قدر تعریفین کرتے ہین ؟ اور مین نے وہ کون ایسا کام کیا ہے جسکے صلے مین ہر جگہ اور ہر سمت سے اپنے ہی اوصاف کا نغمہ سنتا ہون ؟ شیطان تو نہین بہکا رہا ہے ؟ یا مجھے جنون تو نہین ہو گیا ؟ بیشک کچھ اسی کے آثار ہین - ورنہ یون ممکن نہین کہ اپنی ہر چیز دنیا بھر سے اچھی معلوم ہو - اپنے نسب کو دیکھتا ہون تو دنیا بھر سے اچھا نظر آتا ہے - اپنے حرکات و سکنات کو دیکھتا ہون تو اس قدر عمدہ اور شایستہ معلوم ہوتے ہین کہ مین نے انھین کو معیار ظرافت و تہذیب بنا رکھا ہے - جس مین میری سی باتین ہین وہی اچھا باقی سب برا ہے - اپنی صورت کو دیکھتا ہون تو وہ قیامت کا حُسن و جمال آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے کہ اکثر تعجب کرتا ہون :- دنیا بھر کے معشوق مجھ پر فریفتہ کیون نہین ہو جاتے ؟ اصلی حال کسی طرح نہین کھلتا کہ آیا مین ہی درحقیقت ایسا با کمال ہون یا یہ فضول اور مہمل تعریفین سنتے سنتے میرا دماغ پھر گیا ہے ؟ کون تدبیر ہے کہ مین جیسا ہون ویسا ہی نظر آؤن - ان خیالات نے مجھے مدتون پریشان رکھا ہے - حیران رہا کہ کیا کرون ۔ صدہا مرتبہ ملہم ہوا مگر کوئی تدبیر نہ بن آئی - اور میرا خود پرستی کا جنون انتہا درجہ کو پہنچ گیا - اب مین اپنے وقت کا فرعون ہون - کسی کی کچھ ہستی نہین سمجھتا - ساری دنیا میرے سامنے ہیچ ہے - اور تمام کمالات کو مین حقارت کی نظر سے دیکھتا ہون - میرے نزدیک کمال صرف اُسی چیز کا نام ہے جو مجھ مین ہے اور باقی ہر جگہ اور ہر شخص مین نقصان ہی نقصان اور عیب ہی عیب ہے - میری گمراہی حد درجے کو پہنچ گئی اور قریب تھا کہ مین ہلاکت و ذلت کے گڑھے مین گر پڑون - شیطان ہر وقت میرے دل پر حاوی رہتا اور کبھی اسکا موقع نہین پیدا ہونے دیتا کہ کسی نیک خیال کی طرف مجھے توجہ ہو - مگر ناگاہ ہدایت کا نور میرے دل مین چمکا - اور اُسکے ساتھ ہی مین چونک پڑا -

کتابون کے مطالعے کی مجھے ہمیشہ سے عادت ہے - ایکمرتبہ کسی خدا شناس مصنف

کا یہ خیال میری نظر سے گذرا کہ "جو اپنے نفس کو پہچانتا ہے وہ خدا کو بھی پہچان لیتا ہے"
میرے لیے یہ ایک نئی سی بات تھی - میں دیر تک غور کرتا رہا کہ بھلا مجھ میں اور خالق میں
کیا نسبت ہو سکتی ہے جو یہ جملہ صحیح ہو؟ مذکورہ بالا خوں ریز شیطان اُسی قدیم فرعونیت
ساتھ اس خیال کی طرف لگیں کہ بیشک میں اپنے کمالات سے خالق کے کمالات کا
اندازہ کر سکتا ہوں - شیطان نے بہت کوشش کی کہ اس تفسیر پر مجھے اطمینان ہو جا
گر خدا جانے کیا بات تھی کہ نہ ہوا - اور اس بے اطمینانی ہی نے مجھے اس پر مجبور کیا
چند روز تک اپنی حالت اور اپنی صفات کا اچھی طرح مطالعہ کروں -

اب جو میں اس اُدھیڑ بُن میں لگا تو روز بروز معلوم ہوتا گیا کہ اس وقت تک
میں نے اپنے تئیں دوسروں ہی کی نظر سے دیکھا تھا - خود اپنی نظر سے دیکھنے کی کبھی نو
نہ آئی تھی - معقول و فلسفہ کی کتابوں میں پڑھا تھا کہ انسان کو دوسری محسوس چ
کا علم تو حصولی (یعنی آورد کا) ہوتا ہے اور اپنی ذات کا علم حضوری ہوتا ہے (یع
آمد ہوتی ہے) جس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف اپنا علم مکمل سچا اور بالذات ہوتا ہے
سب چیزوں کا علم اُن کے تصور یا اُن کی تصویر کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے - اور
بنا پر سکتے ہیں کہ خدا کو بھی ہر چیز کا علم حضوری ہے - ان خیالات کی بنا پر میں سمجھا ہو
کہ اپنے کو بخوبی پہچان لونگا مگر جب تحقیق کے فرشتے نئے سرے سے میں نے یہ ابتدائی س
اپنے سامنے پیش کیے کہ "میں کون ہوں اور کیا ہوں؟ اس دنیا میں کیوں آیا
کیونکر آیا؟ پیدا ہوا ہوں تو کہاں سے آیا ہوں اور مروں گا تو کہاں جاؤنگا؟" تو
ہوا کہ حضوری کیا معنی انسان کو اپنا علم ہی نہیں - ان سوالات کے حل کرنے
نے بہت غور و فکر سے کام لیا - مگر جتنی کوشش کی اُتنا ہی زیادہ ظاہر ہوتا گیا کہ ان
کا دریافت کرنا انسانی قوت سے مافوق ہے - انسان ایک طلسم کا پتلا ہے او
اپنا ہی راز آپ نہیں جانتا - آخر تھک کے میں نے فیلسوفان متاخرین کے ا
کو مان لیا کہ "اتنی تحقیق و تدقیق سے اس وقت تک صرف اسی قدر معلوم ہو
ہمیں کچھ نہیں معلوم" اور اس امر سے مجبور ہو کے کہ اپنی ذات کا علم کسی طرح نہیں
میں اپنی صفات کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوا - اور یہی وہ تمام کمالات تھے جن
تھا اور جنھوں نے مجھے فرعون بے سامان بنا رکھا تھا -

اپنے صفات کے پہچاننے میں مجھے ایسی ناکامی تو نہیں ہوئی جیسی کہ اپنی ذات کی جستجو میں ہوئی تھی ۔ مگر ہان دشواریان بہت پیش آئین ۔ میرا نفس مجھے ہر موقع پر اور ہر چیز کی تحقیق مین اس جانب متوجہ کرتا تھا کہ اپنے اوصاف کو خود اپنی نظر سے نہین بلکہ دوسرون کی آنکھون سے دیکھون ۔ جب مین کسی خاص وصف کو اپنی ذات مین ڈھونڈھتا ہون تو یہی نفس جسے ہم آپ شیطان کہتے ہین دوسرون کے سرٹیفکیٹ لا کر پیش کر دیتا ہے کہ فلان نے یہ کہا ہے اور فلان نے ایسی تعریف کی ہے ۔ لیکن مین چونکہ اپنی نظر سے دیکھنے پر آمادہ تھا لہذا نفس کی ان تمام کوششون کو اگرچہ بڑی بڑی دشواریان پیش آئین مگر مین نے مسترد اور نامنظور کر دیا ۔ اور قطعی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح بنے گا تمام بیرونی خیالات سے معرا ہی ہو کے مین اپنے آپ کو دیکھون گا ۔ وہ خیالات فنا ہو گئے ۔ اور مجھے اپنے صفات اور اپنے جذبات جیسے اور جتنے تھے نظر آ گئے ۔

یہ بتانا دشوار ہے کہ مین آپ اپنے کو کیسا نظر آیا ۔ بس ایسا نظر آیا کہ بتلاتے شرم آتی ہے ۔ کسی طرح نفس نہین مانتا کہ ان عیوب کو آشکارا کر دون ۔ لیکن جب مین اپنی اس قدر تعریف کر چکا ہون تو اب اسکا تقاضا یہی ہے کہ اپنی برائیان بھی کسیقدر ضرور بتاؤن ۔ اب میرا خیال یہ ہے کہ شاید مجھ سے بدتر دنیا مین کوئی انسان کیا معنی کوئی چیز بھی نہ ہو گی ۔ کوئی صاحب یہ نہ کہدین کہ یہ آپ کا انکسار ہے ۔ یہ انکسار نہین بلکہ بقول ہمارے نحویون کے حکایتِ نفس متکلم ہے ۔

جسمانی گناہون اور جرائم کو مین چھوڑے دیتا ہون اسلیے کہ ان مین سے کم ایسے ہین جنکا کوئی نہ کوئی جاننے والا موجود نہ ہو ۔ مین اس موقع پر صرف اُن گناہون کو بیان کرتا ہون جنکو صرف مین ہی جانتا ہون اور کسی کو کانون کان خبر نہین ۔ ساری برائیون اور ذلتون کی جڑ ایمان اور عقیدہ ہے ۔ اپنے عقیدے کو دیکھتا ہون تو اس کی تصدیق اور یقین کا کہین پتہ نہین چلتا ۔ جبکی مسلمان ہونے یا مسلمان کہلانے کے لیے ضرورت ہے ۔ اس بات کو مانتا اور یقین کرتا ہون کہ جس مذہب اور جس عقیدے کا مین پابند ہون وہ تمام مذاہب و عقائد سے اچھا اور سچا ہے ۔ مگر اسپر بھی ہر وقت طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہین ۔ اور جب اپنے دل ہی دل مین بحث

Marfat.com

کرتا ہون تو شیطان سب کی آنکھ بچاکے ایسے ایسے گمراہی کے گڑھون مین لے جاتا او
ڈھکیلتا ہے کہ پناہ بخدا -

اب اسکے بعد آپ میرے دیگر ارادون اور جذبات کو ملاحظہ فرمایئے - مجھے آپ
بہت ہی بے لوث اور بے پروا سمجھے ہوئے ہین - اپنے ظاہری حرکات و سکنات سے
مین نے آپ کے دل مین جمادی ہے کہ جائز و ناجائز لذائذ دنیوی کی مجھے زیادہ خواہش
نہین اور جو کچھ خدانے دیا ہے اُسی پر قانع ہون - مگر ایسا نہین ہے - یہ صرف میری
ریاکاری ہے - کوئی انتہا سے انتہا درجے کا عشرت پسند اور غفلت کی نیند کا ماتا شاید
جسکی لذت پسندیون پر میری خواہشون کی مد ہو ایک امیر کو دیکھ کے میرا دل چاہتا ہے کہ
جائز یا ناجائز جن ذرائع سے ممکن ہو اُسکی دولت کو اپنے قبضے مین کرلون - اگر اپنے
گرفتار مصیبت ہونے کا ڈر نہ ہو تو شاید مجھے اُسکے مار ڈالنے مین بھی تامل نہ ہو - اسی
طرح ہر قسم کے اندرونی معاصی و گناہ میرے سینے مین چھپے ہوے ہین - مگر افسوس کہ کسی کو
نہین نظر آتے - اور مجھے بھی نظر آتے ہین تو بہت غور کرنے اور بڑی نفس کشی کے بعد -

یہ سب تو عیوب تھے - اب ذرا اُن صفات کو بھی ملاحظہ فرمایئے جن کے متعلق
اکثر جگہ مین یا میرے دوست میری طرف سے دعوے کرتے نظر آتے ہین - جن جن امو
مین لوگ مجھے باکمال سمجھتے ہین اُنکے متعلق میرے سوا اور کوئی اس بات کا جاننے و
نہین کہ مین اُن مین کتنا ہون - حالت یہ ہے کہ جن چیزون کو مین زیادہ جانتا ہون
اُنھین مین اپنے آپ کو زیادہ ناقص نظر آتا ہون - جس طرح فلسفے مین کہا جاتا ہے کہ
دونون اور اتنی چھان بنان کے بعد انسان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہین جانتا - اسی
مجھے اپنی یہ حالت نظر آئی ہے کہ جس چیز مین جتنی زیادہ بصیرت حاصل کرتا ہون
جس میدان مین جتنا زیادہ قدم بڑھاتا ہون اُتنا ہی اپنے آپ کو عاجز
یا شکستہ پاتا ہون -

الغرض ان باتون سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ مین عرف مین کیا سمجھا جاتا ہو
اور حقیقت مین کیا ہون - مجھے تو اپنی حالت دیکھ کے ہر شخص کیا معنی پوری نوع انسان
کی طرف سے ایک بدگمانی سی ہوگئی ہے - اپنی ہی طرح ہر شخص کو ہوا و ہوس کا بندہ
اور اپنی ہی لاعلمی کے لحاظ سے ہر فرد بشر کو حقیقۃً جاہل خیال کرتا ہون - ممکن ہے کہ بعض

Marfat.com

لوگ نارامن ہو جائین مگر مین تو انسان کو عام طور پر ایسا ہی سمجھا ہوا ہون جیسا کہ عرض کیا۔

مین توڑ و یا ہون مگر یار کو لے ڈوبون گا۔

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

عام مذاق والے اکثر ہی بتاتے رہتے ہین کہ کسی کی نگاہ ناز کیا اثر کرتی ہے۔ مگر اسکے ماننے والے کم ملین گے کہ وعدہ فراموشون کی زبان مین کتنا بڑا اور کیسا چلتا جادو ہے۔ وعدۂ یار کی بے استقلالی کا سو دفعہ امتحان ہو چکا مگر پھر بھی جب فتنہ خیز اور سُہانی آواز سے کوئی کل کا وعدہ کرتا ہے تو جی نہین چاہتا کہ نہ مانیئے۔

دلرباؤن کی صحبت مین تو آپ زبان کا اثر دیکھ چکے لیکن اگر کلام کی حقیقی تاثیر دیکھنا ہو تو اس صحبت عشرت سے ذرا باہر نکلیئے۔ اور دنیا کے وسیع میدانون مین چل کے دیکھیے کہ ہر طرف اسی زبان کا جادو کس کامیابی سے چل رہا ہے۔ میدان جنگ مین نقیبون اور کڑکیتون کی آواز پر کان لگایئے۔ اور ملاحظہ ہو کہ انھین دل بڑھانے والون کی باتون مین آ آکے سپاہی کس بہادری دبیباکی سے سر کٹوا رہے ہین۔ قومون اور ملکون کے مجمعون مین دیکھیے کہ جادو بیان خطیب اور دل ہلا دینے والے اسپیکر کس کس طرح سامعین کے دلون مین جوش اور جسمون مین لرزہ ڈال رہے ہین۔ ان پولٹیکل گروہون کو بھی چھوڑیے۔ دیکھیے شعرا جو گویا دنیا و مافیہا یا اپنے نفع و ضرر سے ناواقف ہین۔ جب اُنکی طبیعت روانی پر آتی ہے تو اسی زبان سے کیسی گلفشانیان کرتے ہین۔ ہمارے قصہ خوان جب اپنی زبان سے واقعات کی تصویر کھینچنا شروع کرتے ہین تو انصاف کیجیے کہ کیسے کیسے بجھے دلون مین جوش و خروش پیدا کر دیتے ہین۔

کہتے ہین کہ ساحری در اصل ایک اعلیٰ کمال زبان آوری کا نام ہے۔ اور بیشک کچھ معلوم بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ دنیا کے لسان لوگ جب کسی کے بگاڑنے پر آتے ہین تو حقیقت مین اُسے بگاڑ ہی کے چھوڑتے ہین۔ اور اسی طرح جب اُنھین کسی کے بنانے کی سوجھتی ہے تو ادنیٰ سے ادنیٰ شخص اور حقیر سی حقیر چیز کو ایسا آسمان پہ چڑھاتے ہین کہ وہ واقعی تارا بنکے دنیا کے سامنے چمکنے لگتی ہے۔ شعرا اور انشا پرداز قصاید اور دفاتر جن لوگون کی نظر

سے گذرے ہیں اُنکو خوب تجربہ ہوا ہے کہ انھین لوگون کی زبان اور انھین کے قلم نے جو زبان کا ترجمان ہے واقعات مین کیسے کیسے تغیرات کر دیے ہین اور لوگون کو کس کس طرح بنایا یا بگاڑا ہے۔

عوام مین مشہور ہے کہ عربی عہد مولدین کے شاعر مُتنبّی نے ایک موقعے پر جبکہ وہ اپنے تجارت پیشہ اہل قافلہ کے ساتھ ایک تعاقب کرنیوالی فوج مین گھر گیا تھا تو کوئی ایسی پُرجوش نظم پڑھنا شروع کی کہ اہل قافلہ جو جنگ سے بہت کم واقف تھے تلوارین لے لے کے مقابلے پر آمادہ ہوگئے۔ بالذات اُن مین استقلال و جوانمردی کا مادّہ نہ تھا۔ مگر جادو بیان شاعر کی نظم نے انکو اُبھار اُبھار کے لڑایا۔ ساعت بساعت وہ لڑ لڑ کے کٹتے جاتے تھے۔ اور اشعار کا جادو ساعت بساعت باقیماندہ لوگون کو اور زیادہ مرد بناتا جاتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نظم نے سارے قافلے کو کٹوا دیا۔ مگر خود مصنف کے دل پر اتنا اثر نہ کیا جو سارے قافلے والون کو مقتول و مجروح دیکھکے اپنی شاعری کو بھول گیا اور بدحواس بھاگ کھڑا ہوا۔

یہ واقعہ تو ایک کہانی سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔ مگر ہم تاثیر سخن کا ایک بالکل صحیح اور اس سے بھی زیادہ خوفناک نمونہ دکھا سکتے ہین۔ جب اسلام دنیا مین پھیل چکا ہے اور خدا ساری دنیا کے بندون پر تبلیغ رسالت کی حجت پوری کر چکا ہے۔ عرب مہذب سی مہذب سلطنتون کے وارث اور زرخیز سے زرخیز ملکون پر حکمران ہین۔ بیرونی فتوحات کا جوش ٹھنڈا پڑنے لگا ہے اور جو تلوارین غیرون پر اُٹھائی گئی تھین اب اپنون اور بیگانون پر جھکنے کو ہین۔ اُسوقت کا تذکرہ ہے کہ ایک صاحب غرض شخص کے اشارے سے ایک شاعر نے ایک ایسی نظم لکھکے دنیا مین پھیلادی جسنے یکایک ہر طرف آگ لگا دی۔ اس سے شاعر اور اُسکے مشیر کا صرف یہ مقصود تھا کہ دنیا مین کوئی فساد پیدا ہو تاکہ انقلاب زمانہ سے فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے۔ یہ موقع تو ملا ہو یا نہ ملا ہو مگر اس مین شک نہین کہ ہر طرف جھگڑا بڑی کامیابی سے پیدا کر دیا گیا۔ اصل مین عربون کے دو گروہ تھے۔ نزاری یعنی ہمارے رسول خدا صلعم کے ہم جد۔ یا یون کہو کہ جو نسل اسمٰعیل سے تھے۔ اور یمانی یعنی وہ لوگ جو پیشتر سے عرب مین سکونت پذیر تھے اور یمن سے نکل کے پھیلے تھے۔ یہ نظم نزاریون کی طرف سے یمانیون کی مذمت و ہجو مین تھی۔ مگر ایسے الفاظ مین اور ایسے

دلفکن طریقے سے یانیوں پر حملہ کیا گیا تھا کہ وہ کسی طرح متحمل نہ ہو سکے۔ اُنھوں نے ہتھیار اُٹھائے اور اسپین سے لیکے ہندوستان تک جہاں عرب تھے ہر جگہ آتشِ فساد بھڑک اُٹھی۔

واقعی زبان کا اثر انسان کے دل پر ہر چیز سے زیادہ ہوتا ہے۔ جناب علی مرتضیٰؑ بھی اپنے ایک شعر میں اس خیال کی تصدیق فرماتے ہیں:

جراحاتُ السِّنانِ لَہا التِیامُ ولَا یَلتامُ ما جَرَحَ اللِّسانُ

(نیزے کے زخم بھر آتے ہیں مگر زبان کے ڈالے ہوے زخم کبھی نہیں بھرتے)

والنجم اذا ہویٰ

اے نورانی اجرامِ فلک! اور اے ملکِ جفا شعار کی نہ تھکنے والی آنکھو! تم اس دنیا کو ہمیشہ ایک ہی نگاہ اور یکساں متانت سے دیکھا ہے۔ خود دنیا اپنے گذشتہ واقعات اور اپنی عمر کے ابتدائی حالات کے بتلانے سے عاجز ہے۔ اور ان معاملات کے متعلق ہمارے سوالوں کو زمانہ بھی ہمیشہ بے پروائی کے سکوت سے ٹالتا ہے۔ مگر تم سب باتیں جانتے ہو۔ ہر عہد اور ہر دَور کو اسی خموشی کی نظر سے دیکھتے رہے ہو۔ تمھاری یہ آنکھیں جس طرح آج کھلی ہیں اُسی طرح ہر وقت اور ہر زمانے میں کھلی تھیں۔ کون جانتا ہے اور کسے خبر ہے کہ ان پُرلطف بہاروں اور ان مُویار چاندنی راتوں کے مزے کون کون لوٹ چکا ہے؟ ان نسیمِ سحر کے ٹھنڈے جھونکوں نے کس کس سیمتن کے گال چومے ہیں؟ اور کن کن ماہوشوں کی زلفوں کو پریشان کیا ہے؟ کہ معرکہ عرصے زبردست لشکروں کے طوفان اُٹھے اور کیسی کیسی تہذیبوں اور کن کن ترقیوں کو خاک میں ملا گئے؟ تم نے اُن سرو قدوں کو بھی دیکھا ہے جو ان فرحت بخش مرغزاروں پر چلے۔ اور ان گھوڑوں کو بھی جنھوں نے ہرے کھیتوں اور خودرَو پھولوں کے تختوں کو روندا ہے۔

رات کے جاگے پیارے بچوں کی طرح جب صبح کو تم اپنی رسیلی آنکھیں جھپکا جھپکا کے بند کرتے ہو اور ہماری صحبت اسے عشرت کی شمعیں بھی جھلملا جھلملا کے تمھارا ساتھ دیتی ہیں اُس وقت کے متعلق اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ فلک پیر کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ ازینجا یہ نقطۂ غلو کا یا اس آسمان کی زمانہ سازی ہے۔ اس ظاہری چشم پوشی کے وقت بھی

ہمارے حالات کی جستجو سے غافل نہیں ہوتا۔ اُسوقت اُسکی آنکھوں پر آفتاب کی ایک ایسی زبردست اور تیز دوربین لگی ہوتی ہے کہ دنیا کا ذرہ ذرہ نمایان ہو جاتا ہے۔ اور پوشیدہ سے پوشیدہ حالات اسکی نظر کے سامنے ہو جاتے ہین۔ الغرض کوئی وقت نہین جبکہ تم کامل توجہ اور پوری سرگرمی سے ہمارا انسپکشن (معائنہ) نہ کر رہے ہو۔

سنتے ہین کہ سکندر اعظم اور نپولین دونون نے اہرام مصری کے نیچے کھڑے ہو کے قدامت کی تصویرین دیکھنے اور اگلے افسانے سننے کی کوشش کی تھی۔ مگر یہ اُنکی غلطی تھی اگلی داستانین سننا تھین اور گذشتہ ایام کا سمان دیکھنا تھا تو ایک گھڑی بھر کے لیے ہماری طرح دنیا و مافیہا سے منہ پھیر کے تمھاری پیاری صورتون پر نظر جماتے اور تمھاری زبانِ حال سے گذری کہانیان سنتے۔ یہ بس تمھین جانتے ہو کہ اِن سطح میدانون مین جو تمھین ایک کروی صورت مین نظر آتے ہونگے کیا کیا ہوا ہے اور کیسی کیسی باتین گذر چکی ہین۔ ہمارے حالات کا سچا آئینہ تم ہی ہو۔ اور تم ہی بتا سکتے ہو کہ دنیا کیسی ہے۔ جس طرح کسی شخص کو اپنا چہرہ آپ نہین نظر آتا۔ اور جب اپنی صورت دیکھنا ہوتی ہے تو وہ تمھارے آئینے مین اپنا چہرہ دیکھتی ہے۔ زمین کی کرویت اور اُسکے نشیب و فراز ہمین جب ہی معلوم ہوے جب ہیأت والون نے چاند کے نورانی آئینے مین اسکی صورت دیکھی اور ہمین بتایا۔

سچ تو یہ ہے کہ ہیأت والے بھی صرف تمھاری نازآفرینیون کو دیکھتے رہ گئے۔ اور جس طرح کوئی ظاہر پرست رندمشرب آفتِ روزگار معشوقون کے خرام ناز ہی مین مشغول رہ جاتا ہے۔ اسی طرح وہ صرف اُس اسٹیج کا تماشا دیکھتے رہ گئے جسپر ناچ ناچ کے تم خدا کی خدائی اور قدرت کے ایکٹ تھیٹر کو روز بروز زیادہ وسیع ثابت کرتے جاتے ہو۔ صوفی مشربی یا حقیقت بینی کی شان دکھائی تو نجومیون نے۔ اسلیے کہ وہ تمھارے خرام ناز ہی کے دیوانے نہین رہے بلکہ تمھاری زبان سے اگلی داستانین سننے کی بھی کوشش کی۔ تم ہی سے پوچھ پوچھ کے اُنھون نے دنیا کی عمر کا پتہ لگایا۔ گذشتہ فسانے دریافت کیے عجیب کی باتین معلوم کین۔ اور تمھارے ہی تجربے سے سبق لے کے اکثر آیندہ کے لیے پیشینگوئیان بھی کر دین۔

لیکن اسکے ساتھ ہم یہ بھی کہین گے کہ اپنے ان شیداؤن کی تمنے قدر نہ کی۔ خواہ

Marfat.com

اپنی ظاہری شان معشوقیت دکھانے کے لیے یا فلک جفا شعار سے بھری وکج ادائی کا حق لینے کے لیے تم نے اکثر اُنکے ساتھ وہی کیا جو دنیا کے کافر ماجرا ہوش اپنے چاہنے والون کے ساتھ کیا کرتے ہین۔ تمھاری اتنی مہربانی سے تو انکار نہین کیا جا سکتا کہ منجمون کے ہر سوال کا تمنے جواب ضرور دیا۔ مگر ستم یہ تھا کہ اکثر جوابات جھوٹے اور بے اصل نکل گئے۔ نجومیون نے تیر بھروسہ کرکے ایسی ایسی غلطیان کین کہ لوگون کو انکے چند دن مین ہنستے دیکھ کے مذہب کو بآواز بلند پکار دینا پڑا "کذب المنجمون برب الکعبہ" یہ کون کہہ سکتا ہے کہ تمھین اصل واقعہ کی خبر نہ تھی یا تمھارے حافظے نے غلطی کی۔ نہین یہ ممکن نہین۔ جب سے قدیم آنکھین جو دنیا کے دیکھنے کو کھلین وہ تمھاری ہی ہین۔ تم نے عالم کو ہر پہلو سے دیکھا ہے۔ تغیرات زمانہ کا سمان تمھین خوب یاد ہے اور ملکون اور قومون کو بنتے بگڑتے تم ہمیشہ دیکھتے رہے ہو۔ بات یہ ہے کہ تمنے اپنے عاشقون اور اپنے رُخ تابان کے شیدائیون کو نازآفرینی کی شان دکھائی بھیر دلربائون کا سا جھوٹا وعدہ کر دیا اور وہ غریب اسی طرح ایمان لے آئے جس طرح ہم ہزار بار دھوکا کھا چکنے کے بعد بھی دلفریب معشوقون کی باتون پر ایمان لے آتے ہین۔ سو دفعہ آزما چکے مگر اب بھی پیارے مہمانان شب کو اور صبح کو جھلاتے اور تمھاری آنکھون کو جھپکتے دیکھ کے رخصت ہونے کے ساتھ ہی پھر آنے کا وعدہ کرتے ہین تو دل نہین مانتا کہ اُس بات کو جو اُن نازک ہونٹون اور اس پیارے لہجے سے ادا کی گئی ہون جھوٹی سمجھین۔

کچھ منجمون ہی پر موقوف نہین تمھاری ان پیاری صورتون نے بہتون کو دھوکا دیا۔ ان غریبون کو تو تم نے دنیا مین جھوٹا ہی ثابت کیا اگلے دنون بہت ایسے بھی ملین گے جنکا ایمان بھی تمھارے اس رخ زیبا کی نذر ہو گیا۔ عہد قدیم کے بلند پرواز سادہ لوحون کو اپنے خالق اور خدا کی جستجو مین جب ناکامی ہوئی تو اُنھون نے نہایت ہی جوش عقیدت اور بڑے ذوق و شوق سے تمھارے ہی آگے اپنا سر جھکا دیا۔ اور تمھاری ہی پرستش کرنے لگے۔ تمھارے نام کے سندر و معبد دنیا مین قائم کیے اور صبح و شام عبادت کرنے لگے۔ یہ اُنھین کی منقدانہ جستجو کا نتیجہ تھا کہ تمھاری باہمی ترتیب و ترکیب سے طرح طرح کی صورتین نظر آئین۔ اور وہ بروج قائم ہوئے جو دلستان سپہ ان فلک کی نگاہین ہین۔ یہ انھین پُرشوق زاہدون کا تذکرہ ہے کہ بہتون نے تم سے نظر لڑا

کے اپنی آنکھیں سفید کرلین -

جن ضعیف الاعتقادون نے اپنی عقیدت کی نظر کو دنیا ہی تک محدود رکھا، بت پرست کہلائے اُنھون نے بھی تمھاری طرف سے بے توجہی کی - انھین تمھار اسی عالم نور مین اپنی نازک ادا اور حور وش دیویون کی رنگین دوڑتی اور اُڑتی نظر آئین - حقیقت مین وہ سادگی کا زمانہ بھی بڑے لطف کا تھا جب اعتقاد کی نگاہ کو یہی ناز آفرین اور دلربا دیویان آسمان پر پریون کی طرح اُڑتی نظر آتی تھین - او تمھاری ہی دھیمی روشنی مین ایک تارے سے دوسرے تارے پر جا بیٹھتین اور شان نورانیت کو تمھارے پیکر نور سے دکھاتی تھین - تمھین یہ بھی نہ پسند آیا کہ تمھا جوڑ کا کوئی بہرو دنیا مین باقی رہے - تمھین یاد ہوگا کہ اپنے اُس کھل کھیلنے کے زمانہ مین تمھارے حُسن کی کشش نے زہرہ و مشتری کی سی نازنینون کو ہمارے پہلو سے چھین کے فرشتون کی گود مین بٹھا دیا -

جسوقت تک مخبر صادق روحی فداہ نے بہشت کے مفصل حالات نہین بتائے تھے اور جنت کے سچے جغرافیہ کی کسی کو خبر نہ تھی اُسوقت تک یہی عالم بالا جہاں تم ہو دنیا کے خدا شناسون کا مرجع و ماوے اور قدیم محققین الٰہیات کا سرِ رشتہ تھا - وہ تمھارے ہی نورانی پیکرون مین اپنے نیک نفس و نکوکار اور مقبول بزرگون کی روحون کو ڈھونڈھتے تھے - اور نجات اسی کا نام سمجھتے کہ نفس انسانی اپنے کامون اور اپنی نفس کشیون کی بدولت دنیاوی کثافتون کو چھوڑتے چھوڑتے نور ہو کے تم مین جا ملے - اسی وجہ سے وہ تمھارے پیارے چہرون سے دل لگا لگاتے اور دنیا کی لذتون کو چھوڑتے چھوڑتے دنیا سے رخصت ہو جاتے تھے - بنی نوع کے لاکھون آدمی اسی کوشش مین زندگی تلخ کرتے کرتے مر گئے - مگر افسوس اب تک تمھارے پاس سے کسی کی رسید نہ آئی - خدا جانے تم تک پہونچے یا نہین پہونچے تو بولو کہان ہین - تم اُنکا حال نہین بتاتے تو ہم خود اُنھین سے پوچھ لین کہ " اے رہ نوردِ عالمِ بالا چگونہ "

اگر ان قدیم ضعیف الاعتقادیون کو چھوڑ دیجیے تو بھی اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ آج بھی خدا شناسون کی نجات کا رُخ اُسی عالم بالا کی طرف ہے جو

Marfat.com

تم ہو۔ سنتے ہین کہ اعلیٰ علیین کہین تمھارے ہی پڑوس مین ہے۔ اور اس آخری دور مین بھی جادونگاہ اور دلربا حورون نے اکثر تمھارے لاجوردی محل کی کھڑکیون سے جھانک جھانک کے ہمارے مقبول اور خوش عقیدہ شہیدون کو بلایا ہے۔ تم تو تم نورانی پیکر فرشتے جو سب کی آنکھین بچا کے تمھارے پاس سے دنیا مین اُترا کئے ہین اور بندون کے پاس خدا کا پیام لاتے رہے ہین۔ صرف تمھارے قیاس پر ہم انکی خوبصورتی کے بھی اس قدر معترف ہوگئے ہین کہ اپنے پری رُخ دلرباؤن کے حسن و جمال کی تشبیہ مین انھین کے خیالی خوبصورت چہرون سے کام لیتے ہین۔

اگرچہ قرآن پاک مین خداوند جل و علا فرما چکا کہ "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" اور اس مین شک نہین کہ بمقابل ہمارے تمھین خدا سے زیادہ قربت ہے۔ اُسکا باشان و شوکت بیت تمھارے ہی قریب ہے۔ اور ہر رات کو وہ تم سے اور زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ یہ ہی چیز ہے جسکی وجہ سے ہر چیز کی بلندپروازی کا رُخ تمھاری ہی طرف رہتا ہے کی تو تمھارے ہی رُخ زیبا کی طرف رہتی ہے۔ نگاہون کو تمھاری ہی جانب نے مین اچھا اور کھلا میدان ملتا ہے۔ ہمارے خیالات کی بلندی کا مرجع تمھین ہو ری آہون کا دھوان ہماری فریادون کو لیکے تمھارے ہی پاس جاتا ہے۔ اور ہم ہین کوئی ضعیف سی ضعیف بڑھیا بھی جب اپنی آرزوؤن اور تمناؤن کو خدا کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے تو اُسکا حسرت نصیب چہرہ تمھاری ہی طرف اُٹھتا ہے۔ اور انھین باتون کو دیکھ دیکھ کے ہم نے یقین کرلیا ہے کہ ہماری روحین بھی قفس عنصری سے چھوٹتے ہی تمھارے نشیمنون کا راستہ لیتی ہین۔

باوجودیکہ زمانہ بہت آگے بڑھ آیا۔ تمھارے وہ پھندے جو اگلی دنیادارون کے گلون مین پڑے ہوے تھے ٹوٹ گئے۔ دنیا پر تمھاری حکومت اور تصرفات جنکو قدیم زمانہ کے کاہن مانتے تھے اور موجودہ منجم مان رہے ہین اب ہم اُن کے معتقد نہین۔ اور آج ہم تمکو بھی خالق اکبر کا ایک اپنا ہی سا بندہ سمجھتے ہین۔ مگر پھر بھی ہم تمھارے اور قسم کے تصرفات سے انکار نہین کرسکتے۔ یہ ماننا ہی پڑتا ہے کہ ہمارے کلبۂ احزان تمھارے ہی چراغون سے روشن ہین۔ اور دنیا مین ہر مخلوق کی زندگی تمھارے ہی دم سے ہے۔ تمھاری ہی تاثیرین اُس خوشنما اور جانبخش سبزے کو اُگاتی ہین جو ہماری

Marfat.com

بے تکلفیون کا فرش ہے۔ تمھاری ہی نازک کرنین اُن خوبصورت پھولون کو کھلاتی ہین جنھین ہم نے اپنے دلرباؤن کے گلے کا ہار اور اپنے مہوشون کے کانون کا زیور بنا رکھا ہے۔ افسوس سائنس کی بحث ہمارے مضمون مین بیمزگی اور خشکی پیدا کر دیگی ورنہ بتاتے کہ دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے اور صفحۂ ارض کی ان چلتی پھرتی چیزون مین جہان تک زندگی ہے سب تمھارے دم سے وابستہ ہے۔ اور یہ سارا انتظام عالم تمھاری ہی مسیحا نفسیون سے چل رہا ہے۔

اور سب باتون کو جانے دو۔ وقت کی تقسیم اور زمانہ کا اندازہ ہم تمھاری ہی مدد سے کر سکے۔ یہ سال و ماہ اور دِن بلکہ گھڑی اور پَل تک سب تمھاری ہی حرکت اور تمھارے ہی پہلو بدلنے کی بدولت ہمین نصیب ہوے۔ تم نہ ہوتے تو ہماری تاریخین بیکار ہوتین۔ اور ہم مین چھوٹے بڑے کا فرق بھی مشکل سے نظر آتا۔ بزرگون کے عُرس۔ خُردون کی سالگرہین۔ اور یار کے روز بہلنے اور اکثر جھوٹ نکلنے والے وعدے۔ سب مین تمھارا جلوہ نظر آ رہا ہے۔ اور آج بھی ہم مین ایسے بہت لوگ ہین جنکی پیدایش کے ساتھ ہی تمھارے حرکات و اوضاع کا پتہ لگایا جاتا ہے اور جو اپنی زندگی کا ہر واقعہ اور ہر ارادہ تمھارے ہی تابع رکھتے ہین۔ اُنکے لیے تم خوف و رجا کے فرشتے ہو۔ اسلیے کہ اُنکی امیدین تمھاری ہی خوش وضعی پر لگی رہتی ہین اور تمھاری پُرغضب رفتار سے وہ سہم سہم جاتے ہین۔ تمھاری حرکات کو دیکھکے کبھی اُنھین قیامت کا ڈر ہوتا ہے۔ کبھی زلزلے کی پیشین گوئیان کیجاتی ہین۔ کسی جگہ مریخ کی خون آلود سرخی دیکھ کر قتل و خون کا دھڑکا ہوتا ہے۔ اور کسی کی نظر مین دنبالہ دار تارون کی خوفناک روشنی صفحۂ ارض پر جھاڑو پھیر دینے پر آمادہ دکھائی دیتی ہے۔ ایک گھڑی کا بھر کا کسوف و خسوف اہل زمانہ کو دہلا دیتا ہے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ روشنی مہیب و میلاپن نظر آتا ہے۔ چہرے پژمردہ ہو جاتے ہین اور پھول کمھلانے لگتے ہین۔ وہ جو کہتے ہین کہ "قیامت آتی نہین مگر اُسکی ہُوئین مارے ڈالتی ہین۔" سچ تو یہ ہے کہ اُن ہونون کا سلسلہ تمھارے ہی دم قدم کے ساتھ ہے۔

گر تمھارے یہ ناز و نیاز جتنے ساتھ ہین اُنھین کے ساتھ ہونگے۔ ہمنے تو تم سے ہمیشہ فائدہ ہی اُٹھایا۔ ہمارے سامانِ عشرت کی رونق تمھین سے ہے۔ کچھ یہی نہین کہ تم

Marfat.com

غریب کے جھونپڑے کے چراغ ہو۔ نہین امرا کی صحبتین بھی تمھاری ہی وجہ سے پرلطف بنی ہوئی ہین۔ عیش کی صحبتون اور دلچسپی کی محفلون مین جب ہی لطف آتا ہے جب آسمان کے شامیانے مین تمھاری روشن ہانڈیان لٹک رہی ہون۔ بیوفائی اور وعدہ فراموشی پر بھی پیارے مہمانانِ شب کبھی کبھی آ ہی جاتے ہین مگر وہ لطف کچھ اور ہی ہوتا ہے کہ رات کی جس سیاہ چادر کو وہ اوڑھ کے آئے ہین اُس مین تمھارا نقرئی و طلائی لچکا بھی لگا ہے۔ صحن گلشن کا مزہ لوٹنے والے ہر صبح و شام کو پہونچتے اور معشوقان چمن کے مسکرانے کو شوق کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔ مگر اُن سے کہو ان معشوقان بزم قدرت کا تماشا اندھیری رات مین دیکھین جبکہ کسی شوخ اور نازنین کی طرح یہ پھول تمھاری ہلکی روشنی مین اپنے حسن کو چھپا چھپا کے ظاہر کرتے ہین۔ اُسوقت یہ دلربایان چمن زیادہ بے تکلف ہوتے ہین اور بمقابل دیگر اوقات کے اُسوقت تمھاری نازک اور نرم کرنون کے گدگدانے سے انھین ہنسی بھی زیادہ آتی ہے۔

وہ لق و دق ریگزار جہان کسی کے نقش قدم کا پتہ ہی نہین چلتا۔ ان مین بھی بالو کے ٹیلون پر کالی رات کی جو سیاہ چادر پڑی ہے اُسے تم نے ٹلکہا کر دیا ہے۔ انھین اُسوقت کے بھورے بھورے تودہائے ریگ مین سے شب رو قافلون کے اونٹون کی قطارین نکلتی ہین اور انھین مین چھپتی ہین اور تمھاری ہی رہبری سے منزل اقامت کی طرف رخ کیے چلی جاتی ہین۔ وہ ناپیدا کنار سمندر جہان مہینون خشکی کا پتہ نہین لگتا۔ پرآشوب لہرین جہاز کے ساتھ خوفناک شوخیان کر رہی ہین۔ سمندر نہنگ اجل بن بن کے بار بار اپنا پرغضب اور کف آلود منہ کھولتا ہے کہ جہاز کو لقمہ بنائے مگر تقدیر کی ناخدائی کے ساتھ ناخدا کی نظر تمھاری طرف ہے۔ اور تمھارے ہی اشارون پر وہ اطمینان کے ساتھ ساحل کو تلاش کرتا چلا جاتا ہے۔ اگلے ناخداؤن ہی کی نظر تمھارے روشن چہرون سے نہین لگی ہوئی تھی بلکہ آج بھی موجودہ کمپاس کا رُخ قطب تارے کی طرف ہے۔ یہی نہین ہر جگہ اور ہر صحبت مین تمھاری نازک شعاعین ایک ذوق اور حوصلہ پیدا کر رہی ہین۔ محفل جانان مین تم اگر ہماری نظر کو کسی کے رخ زیبا تک لیجاتے ہو تو صف جنگ مین بہادرون کے نیزے اور جانبازون کی تلوارین تمھاری کرشمہ خیزیون کا نمونہ بنی ہوئی ہین۔

اگر تمھاری پیاری صورتین دکھانے کے لیے کوئی کمسن اور حوروش زچہ اپنے چالیس دن کے عزلتکدے سے نکال کے کھلے آسمان کے نیچے لائی جا رہی ہے تو تمھاری ہی چھاؤن مین نازک بدن کافر ادائین گنگا کی پرستش کو جا رہی ہین۔ جہان پانی کی سطح پر تمھاری تصویر کے ساتھ نسیم سحری کی سکھائی بڑھائی لہرون کو شوخیان اور گستاخیان کرتے دیکھ کے خدا کی قدرت یاد کرینگی۔ اور کیا عجب کہ اپنے شیداؤن کی گستاخیان اور دست درازیان یاد کرکے شرما بھی جائین۔

اے آتشین اندامان فلک! تمھاری اسوقت کی حسرتناک نگاہین بتا رہی ہین کہ ہماری دنیا کی ان حوروش زاہد فریبون نے تمھارا دل بھی تمھارے اختیار مین نہین رکھا۔ تمھاری صورت کہے دیتی ہے کہ ہماری طرح تم بھی حرمان نصیب ہو۔ تمھاری آنکھین ڈبڈبا آئی ہین اور تمھارے آنسو خوبصورت پھولون کا منہ دھو رہے ہین۔ افسوس تمھارا دل دکھا۔ اور اسکے ساتھ ہی تم نے ہمارا بھی دل دکھا دیا۔ اُن کافر ماجراؤن کے تو بہ شکن حُسن نے تمھاری متانت مین فرق ڈالا۔ تمھاری روشن پیشانیون نے منتظر ماندا اور صبح کا چراغ بنکے ہمارے دلربا ہم آغوشون کو رخصت کی گھڑی یاد دلائی۔ اور رہین حسرتمند چھوڑکے وہ بھی اُسی گنگا والون کے نازآفرین غول مین جا ملے اور غائب ہوگئے۔ ہم تمھاری نحوست اور تمھارے خوفناک اثرون سے نہین ڈرتے۔ اپنی صحبت مین ہر جگہ تمھین غنیمت پاتے ہین۔ تمھارے دیے ہوے بہت سے صدمے ہمنے اپنی کوششون سے مٹا دیے۔ جسوقت سے ریلوے ٹرین جاری ہوئی اُسوقت سے تمھاری صبح کی صورت کے ساتھ ہمین سفر غربت پر کمر باندھنے والے احباب کے چہرے کم نظر آتے ہین۔ پیارے دوستون کا آخری دیدار کچھ ضرور نہین کہ تمھاری ڈبڈبائی ہوئی آنکھون کے ساتھ ہو مگر آہ! پھر بھی دلستان مہمانان شب اسی وقت رخصت ہوتے ہین۔ رات کا مہکتا ہوا پھولون کا زیور اُنکے مہکتے ہوے کندنی رنگ کے گلون پر اُسی وقت باسی ہو جاتا ہے۔ دامن شمع مین خوشی سے شہید ہو جانے والے حسن پرست پروانون کی بے کفن لاشین اسی وقت نظر آتی ہین۔ وہ پچھلا ذوق و شوق سے لپٹنا جسکے بعد ہزارون حسرتون کا سامنا ہوگا اسی گھڑی کے ساتھ مخصوص ہے۔

لیکن ان باتوں کو چھوڑکے اگر ہم تمھاری اصلیت دریافت کرنے کی طرف توجہ کریں تو ہمارے خیال کی پرواز تم سے ٹکرا کے واپس آتی ہے اور کچھ پتہ نہیں چلتا کہ تم کیا ہو اور کیوں ہو۔ تم نے سارے عالم کو حیرت میں ڈال رکھا ہے اور انسان کے سامنے ایک ایسا طلسم بنا دیا ہے جسکا راز آج تک کھلا ہے اور نہ کھلنے کی امید ہے اتنا تو خداوند پاک نے بتا دیا کہ "اِنا زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنا ہا رجوماً للشیاطین" تمھاری یہ خوبیاں جو قرآنِ پاک سے معلوم ہوئیں ان میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ روز دیکھتے ہیں کہ تمھارے چراغ قصرِ فلک پر جگمگا رہے ہیں۔ اور دشمنوں کے دفع کرنے اور مارنے کے لیے تم نے دنیا والوں سے پہلے ہی آتشبازی کا فن ایجاد کر لیا ہے۔ مگر جو راز نہیں حل ہوتا وہ یہ ہے کہ تم کیسے ہو اور کیا ہو؟۔

ہمنے اپنی کوششوں سے تمھاری مسافت بھی دریافت کر لی۔ جانتے ہیں کہ تم کتنی دور ہو اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تم کتنے بڑے ہو۔ ہماری دقیقہ رس نگاہیں یہ بھی دریافت کرتی جاتی ہیں کہ تم کس قسم کے مادوں سے بنے ہو۔ یہ سب ہے مگر یہ نہیں خبر کہ ہماری طرح کی جیتی جاگتی مورتیں بھی تمھاری فضا میں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں یا یوں ہی سناٹا پڑا ہوا ہے۔ یہ ہماری سی بہار و خزان۔ یہ ہم لوگوں کی سی زندہ دلی و مذاق کی صحبتیں تمھارے سواد میں بھی ہوتی ہیں یا ایک عام مردہ دلی و بدمزگی حکومت کر رہی ہے۔ ہماری طرح پری رُخ نازنینوں کو تم بھی اپنی گود میں لیے ہو یا خدا نے وہ دل و دماغ ہی نہیں دیا کہ حسن و عشق کی باتوں میں تمھیں مزہ آئے۔

ان جزئی باتوں کو بھی جانے دو۔ تمھارے عام نظام اور باہمی تعلقات پر نظر ڈالتے ہیں تو اور حیرت ہوتی ہے۔ آخر یہ تمھاری مستمر و سیر و سیاحت کیوں؟ اور یہ سرگردانی کس لیے؟ کہ شوخ مزاج معشوقوں کی طرح کبھی نچلے بیٹھتے ہی نہیں۔ کچھ عقل کام نہیں دیتی کہ یہ قدرتی گورکھ دھندا کہاں تک پھیلا ہوا ہے؟ اور یہ کرہ اجرام نور کیوں اور کس غرض سے لڑھکتے پھرتے ہیں؟ قدرت کا بازیگر یہ تماشا کیسے اور کیوں دکھا رہا ہے؟ اور ان بڑے بڑے عظیم الشان کروں کو ایک دوسرے کی کشش اور مقناطیسی قوت پر قائم کرکے کیوں نچا رہا ہے؟

تمھارے ان رموز نے ابتدائً انسان کو تمھاری پرستش پر آمادہ کیا۔ پھر تمھارے نورانی مرکز کو عالم آخرت کا دلفریب سواد ثابت کیا۔ اور اب حیران کیے ہوے ہو کہ آخر تم میں کیا ہے اور کیون ہے کہ دیکھتے ہین اور پاس نہین جا سکتے۔ ورجاہ ان دبر بیٹھے ہین اور قدم آگے بڑھانے کی جرأت نہین ہوتی۔ اس آخری عہد کے اُلوالعزمون مین سے اکثر کوشش کر رہے ہین کہ کسی طرح اُڑکے تمھارے پاس آ پہونچین۔ بلند سے بلند پہاڑون پر چڑھ کے رُک گئے اور آگے راستہ نہ ملا۔ توی سے قوی غبارون مین بیٹھکے اُڑے اور مرتے مرتے بچے۔ سب کچھ ہوا مگر اسکی کوئی صورت نہ نظر آئی کہ کرۂ ارض سے نکل کے کسی اور کُرے مین جا بیٹھین۔ انسان کا خیال تھک گیا اور تمھارے عقدے آجتک ویسے ہی لاینحل ہین۔

بیشک یہی انسانی عجز خدا کی وحدت و قدرت کا ثبوت دیتا ہے۔ اور جسطرح ہمارے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد کے وقت آسمان کی طرف دیکھ کے فرماتے تھے "ربنا ما خلقت ہذا باطلا" اسی طرح ہم بھی یہی کہکے اپنا مضمون ختم کرتے ہین کہ "ایسا اور اتنا بڑا قدرتی طلسم جھوٹ اور بے اصل نہین ہو سکتا۔"

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ

"جب ستارے بے نور ہو جائین گے" بیشک ایسا ہی ہوگا۔ جو شک کرے کافر بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ "آسمان پھٹ جائین گے۔ تارے ٹوٹنے لگین گے۔ اور پہاڑ اُڑتے پھرینگے"۔ مگر آخر یہ بھی تو معلوم ہو کہ کب؟ اور وہ کونسی گھڑی ہوگی جب یہ خوفناک منظر نظر آئیگا؟ قریب قریب تمام مذہبون نے پیشین گوئی کی ہے کہ یہ زمین و آسمان کا ڈھیر ایکدن بگڑے گا۔ اور دنیا کی اس تمام عمر مین دنیا والون نے جو کچھ بنایا ہے ایک گھڑی بھر مین مٹ کے رہجائیگا۔ مگر "کب؟ کس گھڑی؟ اور کس دن؟" اسکا جواب نہ اگلے پیغمبرون اور خدا ترس بزرگون سے ملا۔ اور نہ نجومیون نے غیب کی باتین بتانیوالے کاہنون سے جب پوچھا اور جس سے دریافت کیا یہی سُنا کہ "کل" کسی کو اتنا بھی ترس نہ آیا کہ ہماری تسلی ہی کے لیے سہی کل کی جگہ پرسون کا لفظ استعمال کر دیتا۔

لیکن وہ کل نہین جو ہمارے دنیاوی وعدون مین استعمال کیجاتی ہے۔ کا

رات کے پیاسے، صحبتوں اور شب وصل کے ولر باہم آغوشوں کی کل ہے کہ موذن کی آواز سنتے ہی ایک ناز کے ساتھ اُٹھے اور کل کا وعدہ کرکے گئے تو آجتک آتے ہیں۔ اور شاید قیامت کو آئیں تو آئیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ فردائے قیامت اور وعدۂ یار سے کیا تعلق؟ ایک میں ہائے ناگہانی کا دھڑکا ہے۔ اور دوسرے میں لطف و مسرت کی گھڑیوں اور عیش و عشرت کے سامانوں کا انتظار۔ عشرت کی گھڑیاں چاہے کیسی ہی مصیبت سے نصیب ہوں مگر مزے کی ہوتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے وصال کی مبارک ساعت ہزار جھوٹے وعدوں پر ٹالی جائے مگر مقصدوری و آرزومندی کی امید پر خوشی خوشی جھیل لیتے ہیں۔ لیکن یہ تو قیامت ہے کہ مصیبت میں مبتلا ہونے اور بنا بنایا کھیل بگڑنے کے لیے بھی ویسے ہی نہ پورے ہونیوالے وعدوں اور نہ آپکنے والی فرداؤں سے سابقہ پڑے۔

تاہم یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ موت کو بھی ہمیشہ یہی سنتے رہے کہ کل آئیگی مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ مصیبت کی کٹھن گھڑیوں اور ہجران نصیبی کی پہاڑ راتوں میں جب زندگی اجیرن ہو ہوگئی ہے ہم نے کس کس طرح آسمان کی طرف دیکھ دیکھ کے اس موت کی آرزو کی اور یہ کمبخت نہ آنا تھا نہ آئی۔ اکثروں کو مہینوں جھینک جھینک کے اور بستر مرگ پر پڑے پڑے مرتے دیکھا تو خیال گذرا کہ ٹھیک وقت نہ معلوم ہو نہ سہی مگر موت چند روز پیشتر سے نوٹس ضرور دیدیتی ہے۔ لیکن اسکے ساتھ جب اپنے بعض اچھے خاصے جیتے جاگتے اور بولتے چالتے دوست آناً فاناً گرکے دم توڑدیتے نظر آئے تو ادھر سے بھی مایوسی ہوگئی اور وہی کل کی دھمکی خیال کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی۔ واقعی موت بھی ایک قسم کی قیامت ہی ہے۔ کسی نے پوچھا "قیامت کب ہوگی؟" کسی نے کیا خوب جواب دیا کہ "جس روز تم مروگے قیامت صغریٰ ہوگی اور جس روز ہم مرینگے قیامت کبریٰ"۔

اگلے فیلسوف قیامت کے قائل نہ تھے۔ اور ہمیں بھی اُنکے انکار کی چنداں پرواہ نہ تھی۔ دل میں کہتے تھے کہ "عیسیٰ بدین خود، موسیٰ بدین خود" اور اسی وجہ سے ہم اپنے مذہبی عقائد کے متعلق اُن فیلسوفوں کے قیاسی دعووں کی طرف کبھی توجہ نہ کرتے تھے۔ انھوں نے ہماری قیامت کو نہ مانا اور ہم نے بھی کبھی سامنے نہ کی۔

مگر موجودہ فیلسوف اور خاصۃً ہیأت والے بہت کچھ تحقیقات اور بڑی چھان بنا کے بعد ہمارے ہم خیال ہوگئے اور ایک حد تک قیامت کے قائل نظر آتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ یہ گول گول نورانی گیند جو قدرت کے وسیع ولا متناہی میدان مین ایکدوسرے کے گرد چکر لگاتے پھرتے ہین روز بروز قریب بھی ہوتے جلتے ہین۔ اور یون ہی پاس آتے آتے ایکدن اس زور سے لڑین اور ٹکرائین گے کہ ساری آبادی اور یہ سارا بنا بنایا کھیل دم بھر مین بگڑ جائیگا۔ چاند آکے زمین کو زور سے ٹکر دیگا اور زمین آفتاب سے جا بھڑیگی؛ پھر بتایئے کہ ہماری اُس مذہبی قیامت مین کسر ہی کیا اُٹھ رہی ہے ان دعوائے تحقیق کرنیوالے علمائے ہیأت کو اس امر مین اپنا ہم خیال و ہم زبان دیکھ کے ہم صاف سمجھ گئے کہ انکی سب باتین سچ اور قابل اعتبار ہین۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ ہم کچھ اپنی اُس پہلی ہی حالت مین اچھے تھے کہ جو بات برحق سُن لیا تھا اُسے اطمینان کے ساتھ مانے ہوئے تھے۔ اور اُس کے خلاف کسی آواز کی طرف کان ہی نہ لگاتے تھے۔ قیامت اور موت دونون کے بارے مین پورا پورا ایمان اور عقیدہ تھا کہ آئین گی ضرور۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی تسلیم کر رہے تھے کہ وقت نہین معلوم آج ہی آجائین تو تعجب نہین۔ اور ہزار سال بعد آئین تو بھی ممکن ہے۔ انصاف کرنا چاہیے کہ یہ اطمینان چاہے کیسا ہی انتظار کرانے مگر کسی قدر مزے کا تھا۔ لیکن ان جدید ہیأت والون نے افسوس یہ اطمینان بھی کھو دیا۔ اور اس مصیبت مین ایک حالت پر نہ بیٹھنے دیا۔

افسوس اِن لوگون نے رموز قدرت مین دخل دیا اور ہمین اپنے ساتھ لے کے بیوقوف بنے۔ دنیا مین قیامت کے وعدے ہمیشہ اس خوبصورتی اس ٹیپ ٹاپ اور اس شان کے ساتھ کیے گئے کہ اگرچہ وعدہ کل ہی کا تھا۔ مگر باوجود ہزار سال گذر جانے کے آج بھی کوئی نہین کہہ سکتا کہ کوئی وعدہ غلط ثابت ہوا یا اُسکا وقت آکے ٹل گیا۔ لیکن کُرات فلکی کی گردش دیکھتے دیکھتے ہمارے نئے ہیأت والون کا کچھ ایسا سر پھرا کہ قیامت کے لیے ایک خاص وقت معین کر دیا۔ اور ساری دنیا والون سے پکار کے کہدیا کہ "۱۳۔ نومبر ۱۸۹۹ء کو آئیگی"۔ مذہبی امور مین ہم ایسے وعدون کے کبھی عادی نہ تھے نجومی جو اس قسم کی غیب کی باتین بتایا کرتے تھے اُنکی نسبت بھی کہدیا گیا کہ "کذب المنجمون

برب الکعبہ"۔ اور اسی سبب سے اس سے پیشتر کبھی ہم سے ایسا وعدہ نہین کیا گیا تھا جو پورا نہ ہوا ہو۔ مگر ان نئے محققین کے دھوکے مین آکے ہم دیکھتے ہین کہ ابتدائے عالم سے اسوقت تک کے تمام وعدہاے قیامت مین صرف ایک وعدہ غلط نکل گیا۔

خیال کرنے کی بات ہے کہ وہ معینہ تاریخ جسپر ہمارے بہت سے سادہ لوح خوش عقیدہ ایمان لا چکے تھے کیسی گذری ہوگی۔ ہجران نصیبی کی قیامت نما راتین ہمارے بہت سے دوستون نے جھیلی ہین۔ کسی وعدہ فراموش کے انتظار کی بپتیان اکثر احباب کے سر گذر چکی ہین۔ مگر اس وحشت ناک دن کا اضطرار و اضطراب کچھ اور ہی رنگ کا تھا۔ سر شام ہی دنیا کے تمام کامون سے فراغت کرکے بلکہ اپنے نزدیک زندگی سے ہاتھ دھوکے اور کفن پہن پہن کے بیٹھے ہین اور قیامت کا انتظار کر رہے ہین۔ ہر عزیز ہر دوست بلکہ ہر شخص اور ہر چیز کی طرف اس خیال سے نظر دوڑا رہے ہین کہ جی بھر کے دیکھ لین اسلیے کہ پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ یہ جانتے ہین کہ مرگ انبوہ جشنے دارد مگر پھر بھی دوستون سے بچھڑنا اور جنھین چاہتے ہین اُن سے رخصت ہونا بھی قیامت ہی کا سامنا ہے۔ تاہم اس عام سامان مرگ مین ایک لطف ضرور ہے۔ جو جہان ہے وہین بیٹھے بیٹھے اور خوش خوش مرنے اور جان دینے پر تیار ہو گیا اور انتظار کی گھڑیان گن رہا ہے۔ اور گھڑیان بھی کون گھڑیان جو بہت بڑی ہین اور کسی طرح کاٹے نہین کٹتین۔ انتظار چاہے کسی چیز کا ہو بُرا ہوتا ہے۔ خوشی و کامرانی کا انتظار بھی خون کے آنسو رُلوا دیتا ہے۔ نہ کہ موت اور قیامت کا انتظار۔ سچ تو یہ ہے کہ بار بار آسمان کی طرف نظر اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہے ہین کہ تارے ٹوٹا ہی چاہتے ہین۔ آسمان جو دنیا والون کی مصیبتون پر ہمیشہ خوش ہوتا رہا ہے ہماری تباہی و بربادی پر مسرور ہوکے طرح طرح کی اور رنگ برنگ کی آتشبازی چھوڑیگا۔

اب تارون سے نظر لڑاتے لڑاتے نگاہین تھک چلی ہین۔ اُس بیوقوف کی طرح جو لوگون کے کہنے سے اپنے آپ کو مردہ سمجھ کے لیٹ گیا تھا بن بن کے اور آنکھین بند کرکر کے لیٹتے ہین کہ قیامت کے ساتھ فنا ہونے ہی کو ہین۔ مگر بےصبری و اضطراب سے پھر آنکھین کھل جاتی ہین۔ اور حیرت سے دیکھتے ہین کہ وہی آسمان سر پر قائم ہے اور اُسی طرح تارے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہین۔ دل اکتا اکتا کے کنا ہے کہ یہ ہے

توکسی طرح مرچکین - قیامت کو آنا ہے تو آنے دیر کس بات کی؟ مگر نہین - آسمان مین کسی قسم کا تغیر نہین ہوتا - ایک آدھ تارا یون تو روز ہی ٹوٹ جاتا ہے مگر آج انھون نے ٹوٹنا کیسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آنکھ جھپکانے کی بھی قسم کھالی ہے - الغرض اسی بیتابی و بیقراری مین خدا جانے کن الجھنون اور پریشانیون کے ساتھ ساری رات کاٹی - تارے گن گن کے صبح کی اور آخر سمجھے نہ ابھی مرنے کی گھڑی آئی ہے نہ قیامت یہ صرف لوگون کے نقرے مین آکے بیوقوف بنگئے تھے -

قسطنطنیہ پر مسلمانون کا تسلط ہونے سے پیشتر یورپ کے ایک مسیحی بزرگ نے پیشینگوئی کی تھی کہ "مسلمان جب قسطنطین اعظم کے دار السلطنت پر حملہ کرینگے تو انکو برابر کامیابیان حاصل ہوتی جائینگی - اور مسیحیون کا خون گراتے ہوے خاص مقدس کنیسۂ سینٹ صوفیا تک پہونچ جائین گے - بس جیسے ہی وہ یہان تک پہونچین گے ایک خاص فرشتہ آسمان سے اُترے گا - اور ایک غریب عیسائی کے ہاتھ مین لڑائی کا کوئی حربہ دے گا جسے لیکے وہ مسلمانون کو مقہور و مغلوب کردیگا - اور اُنھین شکست دیکے دریاے فرات تک ہنکا آئیگا" یہ پیشین گوئی یا بشارت ہر عیسائی کے دل کو خوش کر رہی تھی کہ سلطان محمد فاتح کا لشکر پورے جوش و خروش کے ساتھ قسطنطنیہ مین داخل ہوا - شکست خوردہ اور حسرت زدہ عیسائی دل مین اسی امید کا چراغ روشن کیے ہوے چارون طرف بھاگ بھاگ کے سینٹ صوفیا مین جمع ہوے اور اُسکے دروازے بند کرکے اُس فرشتے کے اُترنے کا انتظار کرنے لگے - ہر شخص کی نظر کبھی آسمان کی طرف جاتی تھی اور کبھی حملہ آورون کی طرف - مگر بقول گبن کے "وہ مجہول فرشتہ نہ اُترنا تھا نہ اُترا اور مقدس کنیسے کے دروازے چیر ڈالے گئے"

اسی قسم کی دل لگی اس موقع پر ہمارے نجومیون اور علماے ہیأت کی قیامت نے کی کہ ساری رات موت کا انتظار کرتے کرتے صبح ہوگئی - اور دیکھتے ہین تو بیچارا زندگی کی بدولت ویسے ہی ہٹے کٹے بیٹھے ہوے ہین -

اس صبح کا سین بھی لطف سے خالی نہ تھا - آفتاب کی پہلی نرم و نازک کرنون کی ہلکی ہلکی روشنی مین بار بار غور کرکے ایک دوسرے کو دیکھتے ہین - شبہہ ہے کہ ہم زندہ ہین یا مرچکے؟ اس عالم مین ہین یا اُس عالم مین؟ آخر اپنے مومن و دیندار اور حاجی

Marfat.com

ہونے کی بدولت تخفیف عذاب ہوئی ہی ہوگی۔ کہیں ایسا تو نہیں ہو کہ تاروں کے ٹوٹنے سے پہلے ہی قیامت سانپ کی طرح چپکے سے سونگھ کے چلی گئی۔ اپنی حالت و وضع پر غور کر رہے ہیں کہ وہی ہے یا کچھ بدل گئی۔ علائق دنیوی کو دل میں ٹٹول رہے ہیں باقی ہیں یا زمین و آسمان کی طرح تشریف لیگئے۔ آسمان کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہیں کہ وہی ہے یا کوئی دوسرا۔ غرض الف لیلہ والے سوتے جاگتے کے قصہ کا ہیرو ابوالحسن شاید ایکدن کے لیے خلافت پا کے اتنا دیوانہ نہ ہوا ہوگا جتنا کہ اس نے ہمیں بنا دیا۔

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

بیشک! بیشک! آفریں ہے اُسے جسکا یہ قول ہے! اور خدا رحمت کرے اُس پر جس نے یہ بے بہا نصیحت کی! کیسی ہی مصیبت میں مبتلا ہوں یہ مصرع خیال میں آیا اور اس نے زخم جگر پر پھاہا رکھ دیا۔ کیسی ہی مایوسی و ناامیدی ہو اس قول کو سُنا اور ڈھارس بندھ گئی۔ اور گویا صدہا آرزوئیں دل میں پیدا ہو گئیں۔ اگر افلاس کی مصیبت ہے تو دولت و اقبال کا سامان پیش نظر ہو گیا۔ اگر دوستوں کے مرنے کا غم ہے تو اُنکی روحیں سامنے آکے تسلیاں دے رہی ہیں۔ اگر فراق جاناں کا الم ہے تو عالم خیال ہی میں سہی مگر عشرت کدۂ جاناں میں پہونچگئے۔ اور غریب الوطنی کی مصیبت ہے تو صبح وطن کو خواب میں دیکھ رہے ہیں۔ الغرض یہ وہ فرحت بخش باغ ہے جس میں ہر دردمند آکے اپنا دل بہلاتا ہے۔ اور وہ چشمہ ہے جس سے ہر پیاسا سیراب ہے۔

وہ امیدوار جو ہر دروازہ سے مایوس پھرتا ہے۔ ہر طرف سے ناکامیوں کی صورتیں دیکھتا ہے۔ بال بچوں اور متعلقین کی مصیبت پر حیران ہے اور اپنی زندگی سے عاجز۔ ہر تدبیر میں ناکامیاب ہو چکا ہے۔ ہر اُمید کو خاک میں ملا چکا ہے۔ محرومی قسمت پر ہاتھ ملتے ملتے جب کبھی اس مصرع پر خیال کرتا ہے تو فوراً دل میں ایک امید کا چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی کوشش کے پاؤں میں غیر معمولی اور بیجوڑ طاقت آجاتی ہے۔ ہمت باندھ کے اُٹھتا ہے۔ نئی ہمت اور نئے جوش کے ساتھ تگ و دو کرتا ہے۔ اور آخر

کامیاب ہوتا ہے۔

وہ زمانے کا ستایا ہوا جسکے دلی اور جانی دوست اُسکے دل کو نہ بھولنے والی چوٹ دیکے موت کی نیند سوئے اور کفن پہن کے آغوش لحد مین لیٹے ہین۔ جانتا ہے کہ یہ ہمیشہ کے لیے دنیا دیگئے۔ طبیب کی دوا۔ مُلّا کے تعویذ۔ ماں باپ کی دعا۔ بچون کی زاری اور بیوہ کی آہ وزاری۔ الغرض کوئی چیز چاہے کیسی ہی موثر ہو اُنھین اُٹھا کے نہین بٹھا سکتی۔ حشر مین بھی اُٹھنے کی امید ہے تو موہوم۔ اسلیے کہ قیامت ادا محشر خرام بیسیون دفعہ انکی خوابگاہ پر آئے اور صدہا ٹھوکرین لگا کے چلے گئے۔ مگر اُٹھنا کیسا ا نے کروٹ بھی نہ لی۔ لیکن باوجود ان تمام باتون کے اور ہرطرح کی ناامیدیون کے جب وہ دل مین کہتا ہے کہ یہ تو دنیا مین روز ہی ہوتا رہتا ہے۔ زمانے نے کس کا سا دیا اور کون کس کا ہوا ہے ہا گر خبر "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز"۔ فوراً ایک تسکین ہو جاتی ہے اور وہ سوگوار دنیا مین پھر اسی اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگتا ہے جیسی کہ پ بسر کرتا تھا۔

ہجران نصیبون اور یار کی بیوفائیون پر آہ کرنیوالون کی بیقراری کچھ ان لوگون بھی بڑھی معلوم ہوتی ہے - اصل مین چاہے کچھ ہو مگر بظاہر یہ سب سے زیادہ حیران پریشان نظر آتے ہین - ایک نہین سیکڑون وعدے ہوے اور ایک بھی پورا نہ ہو کو آیا۔ موجودہ زمانے اور مغربی تہذیب نے پنکچولٹی (پابندی اوقات) کا سبق ایک ایک سب ہی کو دیدیا۔ مگر اس سے نہ فائدہ اُٹھایا تو ہمارے مشرقی دلربا ؤن اور معشوقون نے - وہ آج بھی ویسے ہی وعدہ فراموش ہین جیسے کہ سو دو سو برس پہلے تھے - ایک معمولی "ناز بھری نہین" اور ایک بُرا وامنہ پر اگر ساری دنیا قربان ہو جائے تو اُنھین پروا نہین - عنفوان شباب کی خود پرستی انھین اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ کسی اسیر زلف گرہگیر کے دلِ شکستہ پر جھوٹون بھی ترس کھائین - پُرحسرت اور دردمند دل پسی ہوئی مہندی ہین کہ ہاتھ رنگے اور دل کے پھینکدی۔ مشتاقون پُر آرزو اور شوق مین بھرے ہوے ہاتھ باسی ہار ہین کہ گلے سے اُتارے اور کوڑے مین ڈالدیے۔ ایسے بیوفا ستم شعارون کے ظلم اگرچہ کسی طرح برداشت کرنے کے نہین مگر ایک عاقبت اندیش ایک فلک دوزآہ کے ساتھ کہتا ہے "کیا مضائقہ

Marfat.com

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" اور پھر پہلے سے زیادہ ذوق و شوق کے ساتھ پیشتر سے زیادہ عشقبازی پر آمادہ ہوتا ہے۔

انھین دل شکستہ لوگون کی جماعت مین وہ حرمان نصیب ہے جسے زمانے نے خانمان برباد بنا دیا۔ وطن سے دور۔ احباب سے جدا۔ عزیزون سے بچھڑا۔ اور یار دلربا کی یاد دل مین لیے ایک حسرتناک وادی مین تنہا بیٹھا ہے جن جان نثار احباب سے چھوٹا ہے اُنکی پیاری صورتین دل مین اور جنگل کا ہولناک سمان آنکھون کے سامنے ہے۔ یارانِ وطن مین سے ایک ایک کی صورت خیال کی آنکھون کے سامنے آتی ہے۔ مگر جب اُس سے دل بہلانے یا اُنکی صحبت سے لطف اُٹھانے کا ارادہ کرتا ہے تو یار بیوفا کی طرح بھاگ کھڑی ہوتی ہے۔ ایک طرف سے کسی کے چھڑون جھنکار یا دست شوق کی گستاخیون سے چوڑیان ٹوٹنے پر کسی کے سسکیان بھرنے کی آواز کانون مین آتی ہے۔ چونک کے دیکھتا ہے کہ خواب دیکھ رہا ہون یا بیدار ہون۔ آخر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قسمت کہان؟ بخت خفتہ کو کہین بیداری نصیب ہوئی ہے؟ نہ دلربا ناز آفرین کا پتہ ہے نہ یار دلدار کا۔ صرف خیال کی کارستانیان ہین اور آرزوے دل کی وہمی تصویر۔ بس وہی جنگل ہے اور وہی بیابان۔ نہ مونس نہ رفیق۔ نہ انیس ہے نہ جلیس۔ بلکہ ان دھوکا دینے والی خیالی صورتون کے عوض معلوم ہوتے دیکھو کے غول بیابان نے تھکا تھکا کے مارنے کے لیے اپنی مشعل روشن کی ہے۔ اور ان موہوم و دلفریب آوازون کے بدلے وحشی درندون نے پکارنا شروع کیا ہے۔ لومڑی چوری کو نکلی ہے۔ گیدڑ نے پہرہ دینا شروع کیا ہے۔ بھیڑیا رہزنی پر آمادہ ہوا ہے۔ اور خشمگین شیر اپنی غیر آباد مملکت مین دورہ کرنے کو نکلا ہے۔ یہ وہ سامان ہین جو اُس بدنصیب آوارہ گرد کو سہما سہما کے زندگی سے مایوس کر دیتے ہین۔ لیکن آخر جب کسی طرف سے امید کی صورت نہین نظر آتی تو وہ کچھ برخاستہ خاطر سا ہو کے اپنے دل سے کہتا ہے "اچھا یون ہی سہی۔ تقدیر دشمنی کر رہی ہے تو کرے۔ مگر اے دل تجھے ہمت نہ ہارنا چاہیے۔ زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" فوراً ہی ایک تسلی کی روشنی نمایان ہوتی ہے وہی پُر وحشت دل جو ابھی سہما ہوا تھا کچھ مانوس سا نظر آتا ہے۔ وہ پاؤن جن مین طاقت نہین رہی تھی۔ اور جو آگے کا ساتھ دینے کی گویا قسم کھا چکے تھے اُن مین از سر نو طاقت آ جاتی ہے جسکے بل پر یہ مصیبت زدہ مسافر اُٹھ کے چلا۔ اور آخر تھوڑی ہی

جستجو مین کوئی آرام کی جگہ اور امن و امان کی منزل ڈھونڈھ ہی نکالی - جہان اطمینان و
آرام سے رات کاٹ رہا ہے -

کچھ ایک اسی حالت پر منحصر نہین - اگر اس مبتلائے غم دشت نورد کا ساتھ دوگے تو
تمھین نظر آئیگا کہ یہ ایک مصرع جسے ہول دل کا تعویذ یا بلاؤن کے دفع کرنے کی دعا کہا
جائے تو زیبا ہے - کیسے کیسے نازک موقعون اور حوصلہ پست کرنیوالی آفتون کے مقابلے
مین اسکی مدد کرتا ہے - پاشکستگی کے محل پر اسی نے چلنے کی طاقت دی - تشنہ لبی کے
وقت اسی نے سراب کے دھوکے سے بچا کے اتنا صبر عطا کیا کہ پانی ملنے کے وقت تک
زندہ رہ سکا -

اگر سچ پوچھیے تو دلگداز کی بھی یہی حالت ہے - قوم کا یہ پُرجوش خادم - ملکی زبان کا
یہ زبردست حامی کئی دفعہ دامن فنا مین آکے اگر پھر سنبھل سکا تو اسی تسکین دہ مصرع کی
برکت سے - پہلے پہل جب ۱۹۰۱ء مین یہ قضا کا تھپیڑا کھا کے گرا ہے تو بہت بڑا گرا تھا -
مگر باوجود سرد مہری زمانہ کے پھر زمانے کا ساتھ دینے کی ہمت کی - اور ۱۹۰۳ء مین
از سر نو جاری ہوا - سال پورا نہین ہونے پایا تھا کہ باد مخالف کا پھر ایک جھونکا چلا -
اور اُسنے اس شمع انجمن کی حسرتناک صورت دکھادی جسکے گل ہوتے ہی صحبت احباب
برہم ہوگئی - ایک مدت کے بعد ۱۹۰۶ء مین یہ قومی چراغ پھر روشن ہوا - آزاردہ اور
مایوسی آمیز تاریکی دُور ہوئی - اور بچھڑے ہوے احباب - پُرجوش قدردانون اور یاران
باصفا کی پھر صورتین نظر آئین - وہی قومی انجمن پھر گرم ہوئی - اور وہی اگلی پر اثر داستانین
وہی قومی کارنامون کی پُرمذاق باتین اور وہی لطف سخن کی دلچسپیان پھر محظوظ و مسرور
کر رہی تھین - جس بچے کی زندگی کی زیادہ تمنا ہوتی ہے اُسے کسی اور کی گود مین دیدیتے
ہین - یا کسی غیر کا بچہ بنا کے پالتے ہین - اسی طرح اس اشاعت مین یہ بھی اہتمام کیا
گیا کہ یہ قومی ہونہار بچہ سنہ عیسوی کی گود سے نکال کے ایک نئے سنہ یعنی سنہ محمدی
کی گود مین دیدیا گیا - مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ زمانہ ویسا ہی سرد مہر تھا - ایڈیٹر کے سخت
اور مختلف افکار نے آخر پھر وہی روز بد دکھایا کہ سال پورا ہونے کو ہنوز ایک مہینہ باقی
تھا اور لب بام کو دو ہی چار ہاتھ رہ گئے تھے کہ آفات زمانہ کی ایک آندھی آئی - یہ قومی
شمع پھر گل تھی - اور یہ ہونہار بچہ حسب سابق خاموش - جسکے بعد اب پھر اُسی معمولی

آب وتاب کے ساتھ یہ چراغ ازسرنو روشن کیا جاتا ہے۔ اور اُمید ہے کہ ہمارے قدردان احباب اُکساتے اور انقلابات زمانہ کی تیز آندھیوں کے بے مہر جھونکون سے بچاتے رہین گے۔

دلگداز نے باوجود اتنے انقلابات اور ایسی ایسی ناکامیون کے جو پھر زندگی حاصل کی۔ اور ہر صدمے کے بعد ایک نئی شان اور نئی آن بان سے نمودار ہوا تو اسکا اصلی سبب یہی تھا کہ ہمیشہ ہی مذکورہ مصرع "زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز" پر عمل رہا زمانے کا جو سلوک تھا وہ تو اس چراغ کے بجھ بجھ کے روشن ہونے یا یون کہا جائے کہ اس رسالے کے بند ہو ہو کے جاری ہونے سے ظاہر ہے۔ مگر اسکو جو یہ مضبوطی اور سخت جانی نصیب ہوئی کہ ہر تھپیڑے سے گر کے اُٹھا۔ ہر ٹھوکر پر لڑکھڑا کے سنبھلا۔ اور ہر ناسازگاری زمانہ سے فنا کا منہ دیکھ کے زندہ رہا۔ یہ اسی قابل قدر اور دل مین جرأت و اولوالعزمی پیدا کرنیوالے دستور العمل کی برکت تھی۔ جو پیشانی پر اپنی کارروائیون کا مالو بنا کے لکھی گئی ہے۔ بیشک زمانہ چاہے ہمارے ساتھ کچھ کرے مگر ہم اُسکا ساتھ دیے جائین گے۔ اور اے اہل قوم ہماری طرح تم سے بھی یہی امید ہے کہ زمانے کا ساتھ دینے مین پوری مستعدی دکھاؤ گے۔ اسلیے کہ اسی مین تمھاری بھی فلاح ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک زمانے کا ساتھ نہ دو گے کامیاب نہ ہو گے۔

خود پسندی و خود پرستی

اے رُخ زیبا پر جان فدا کرنیوالو۔ اور اے یار کی مہندی کا رنگ شوخ کرنے کے لیے اپنے زخم خوردہ دل کا خون بہا دینے والو۔ یہ تو ہم سلف سے سنتے آئے ہین کہ کسی کا فرماجرا کی ایک ایک معمولی ادا پر تم جان دینے کو تیار ہو گئے۔ اور کسی عذار ستم آشنا کی ایک ایک ادنیٰ نگاہ ناز پر قربان ہونے کو موجود تھے۔ شمشیر ابرو کے آگے اپنا گلا رکھ دینے پر تم تُلے رہتے ہو۔ اور تیر نظر اگر کسی اور طرف جاتا ہو تو بھی تم اپنا سینہ بڑھا کے دل پہ لینے کی کوشش کرتے ہو۔ نازون کا پلا ہوا نازک مزاج دل اگر زلف گرہ گیر کے پھندون مین پھنسا تو تمنے کبھی چھڑانے کی کوشش نہ کی۔ دین و دنیا اگر کسی پیاری صورت کی نذر ہو گئے تو تمنے کچھ پروا نہ کی۔ مگر سچ بتاؤ۔ کبھی تمنے اپنی

طرف بھی توجہ کی ہے؟ کبھی اسکا بھی اندازہ کیا ہے کہ تم خود اپنے اوپر کسقدر فریفتہ ہو؟ اپنی دلربا اداؤن مین کیسا مزہ ہے؟ اور اپنی ہر چیز مین کیا لطف آتا ہے؟

یہ سچ ہے کہ یار نازآفرین کو تمنے سارے جہان کے مہوشون پر ترجیح دیدی - جس کا فرادا کی پیاری صورت ہر وقت تمھارے دل مین بسی رہتی ہے اور جس کی نکیلی پلکین ہر گھڑی تمھارے کلیجے مین کھٹکا کرتی ہین اُسکے مقابل مین تمنے حُسنِ یوسف کی بھی بے وقعتی کردی - فرشتون کے سے نورانی پیکرون کے حُسن کو بھی اُسکے گورے آتشین رخسارون کے سامنے ہیچ بتایا - پریان جو ہمیشہ تمھارے قدیم شاہزادون - فیدزادون - اور تمھارے قصون کے تمام ہیرون کو اپنے دام گیسو مین پھنسا پھنسا کے کوہ قاف کی طرف اُڑالے جایا کی ہین - اُنکے خیالی ہوش رُبا چہرے بھی تمھین اپنے دلدار کی چاند کی صورت کے سامنے ماند نظر آئے - وہ بڑی بڑی آنکھون والی حورین جنکے عالم فریب جلوے کا شوق خشک مزاج زاہدون کو کبھی نیند بھر سونے نہین دیتا - اور انکے بجھے ہوے مذاق اور پژمردہ دل مین ایک پُر لطف گرمی عشق پیدا کیا کرتا ہے - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ جنکے روشن چہرے کی یاد سے عابد شب زندہ دار اپنی محراب عبادت کا چراغ روشن کرتا ہے اُنکا وہ ملائک فریب حسن وجمال بھی تمھین پھیکا اور بیمزہ دکھائی دیا - آفتاب کو کہتے ہو کہ یار پر حسد کرتا ہے اور اسی آگ مین جل رہا ہے - ماہتاب کی نسبت تمھارا بیان ہے کہ اُسکے خوبصورت اور گورے چہرے مین داغ ہین -

اچھا فرض کر لیا کہ یہ سب ہے - بلکہ اس سے بھی بڑھکے - تمھارے نازآفرین دلربا کے مقابل مین سارے عالم کے معشوق گردن زدنی ہین - تمھارے محبوب خوش جمال نے سارے عالم کے حُسن پر پانی پھیر دیا ہے - مگر اپنے دل مین تول کے اور خوب اچھی طرح غور کرکے یہ تو بتاؤ کہ وہ چاند سی صورت جسنے تمھارے خیال مین ساری دنیا کی دلچسپیون اور کل خوشنمائیون کو خاک مین ملا دیا ہے کیا تم سے بھی اچھی ہے؟ اور کیا تمھارا حسن بھی اُسکے سامنے مٹ گیا؟ نہین ایسا نہ سمجھنا - اپنے دل کو ٹٹولو اور سچ سچ کہو کہ تم اچھے ہو یا وہ؟ ہم تو سمجھتے ہین کہ ہر طرح کی حسن وخوبی اور ہر قسم کی دلربائی ورعنائی بس تمھارے ہی اوپر ختم ہے - افسوس - ہندوستان کے

تکلفات نے تم مین انکسار پیدا کر دیا - ورنہ چشم و ابرو کہہ رہے ہین کہ ہمارے دعوے کو صحیح مانتے ہو - چاہے زبان سے اقرار نہ کرو تمھارا دل گواہی دے رہا ہے کہ ایسا ہی ہے وہ دلربا پریوش اور وہ حسن و جمال کی دیوی جسکی تم پرستش کرتے ہو اور جسکے روے زیبا کے سامنے ساری خدائی کو سراپا عیب بتاتے ہو - ہزار بڑھ جائے لاکھ دلفریبی و دلربائی کا دعویٰ کرے مگر تم سے تھوڑے ہی بڑھ سکتی ہے - اور مانا کہ اُسکا حُسن اسی قدر بڑھا چڑھا ہے - اور ناز آفرینی و دلداری مین وہ جواب نہین رکھتی - مگر جانتے ہو کہ تم کو جو اس قدر اچھی معلوم ہوتی ہے اور تم جو اُس پر یون جان دینے کو تیار ہو کیون؟ صرف اسلیے کہ وہ تمھاری معشوقہ ہے اور تم اُسے چاہتے ہو - اگر سچ پوچھو تو تم اُسے نہین چاہتے بلکہ اپنے چاہنے کو چاہتے ہو -

کچھ ضرور نہین کہ تمھاری اس خود پرستی کو ہم حسن و عشق ہی کی دنیا مین محدود رکھین - اگر غور کیا جائے تو تم ہر بات مین اپنے آپ ہی کو اچھا سمجھتے ہو - تمھاری وہ کون سی چیز ہے جو بُری ہے؟ تمھاری صورت اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اُس سے بھی اچھی ہے جسے تم ساری دنیا سے بہتر بتاتے ہو - تمھارے مزاج کی خوبیان کوئی تم ہی سے پوچھے - دنیا اپنے مقام پر چاہے کچھ کہے مگر تمھین پوری طرح یقین ہے کہ جو بات خدا نے تمھارے مزاج مین پیدا کر دی ہے کسی مین نہین - وضع و لباس مین بھی تمکو اعتراف ہے کہ نہ دنیا کی کوئی وضع تمھاری وضع سے اچھی ہے اور نہ کسی قوم کا لباس تمھارے لباس کی برابری کر سکتا ہے - زبان بھی تمھاری ایسی شیرین فصیح اور پرلطف ہے کہ کوئی زبان چاہے اُس مین کتنے ہی علوم پیدا ہو جائین اور شعرا اُسکے بڑھانے مین چاہے کتنی ہی کوشش کرین - تمھاری زبان کا مقابلہ نہین کر سکتی - وطن کی محبت مشہور ہے - بھلا تم ہی انصاف کرو کہ جس چھوٹے سے قطعۂ زمین پر تم رہتے ہو اُس سے بہتر کوئی قطعۂ ملک یا حصۂ زمین ساری دنیا بھر مین ہے؟ جس قوم مین تم ہو اُس قوم سے اچھی قوم بھلا کبھی دنیا پر پیدا ہوئی تھی؟ صحبت کو دیکھیے تو اس مین بھی تمکو شک نہین کہ تمھاری صحبت سے کوئی اچھی صحبت نہین - اور تمھارے ہم مذاق دوستون سے اچھے دوست ساری دنیا مین کہین نصیب نہین ہو سکتے - اور مذہب کے بارے مین تو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہین کہ سوا تمھارے اور تمھارے چند ہم عقیدہ و ہم خیال

Marfat.com

لوگون کے ساری دنیا دوزخ بن جائیگی۔

تم مین اور تمھارے لیے خدا کی تمام برکتون اور دنیا کے سارے کمالون کا جمع ہو جانا درکنار ہم کو تو تمھاری خوبیان اس اعلیٰ کمال پر نظر آتی ہین کہ بھلائی بُرائی اور عیب و خوبی کے تعین معیار قرار پا گئے ہو۔ اگر تمھاری رنگت کالی ہے تو کالا ہی رنگ اچھا۔ اور اگر تم گورے ہو تو جب تک پیارا چاند سا چہرہ نہ ہو کسی مین کوئی حُسن ہی نہین۔ ہر شخص اور ہر چیز اُسی حد تک اچھی ہے جہان تک اُسمین تمھارے مذاق کی خوبیان ہین یا تمھاری خو بو ہے۔ اور جس قدر وہ تمھارے مذاق سے جدا ہوتا جاتا ہے اُسی قدر بُرا ہوتا جاتا ہے۔ خوبی تو خوبی ہمین تو یہ نظر آتا ہے کہ تمھاری خطا مین بھی ایک لطف اور تمھاری غلطی مین بھی ایک ادا ہے۔ تمھاری لغزش اُس قیامت خرام کی بے اختیاری کی لغزش سے کم نہین جسے صحبت شب کے دورِ شراب نے از خود رفتہ بنا دیا ہو۔ اور تمھارا بگاڑ اُس دلستان زلفون کا بگاڑ ہے جنکی شان مین شاعر کہتا ہے "بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی" غیرون کی چیزین بیشک بُری ہین اور ہر طرح نام رکھنے کے قابل ہین۔ مگر اُسی وقت تک جب تک تم اُنھین نہین اختیار کرتے۔ اور جہان تم نے پسند کر لیا اُن مین بھی تمام خوبیان پیدا ہو گئین۔ غیر زبان کو اگر تم نے سیکھ لیا تو تمھارے سیکھتے ہی وہ انتہا سے زیادہ شیرین و لطیف ہو گئی۔ غیر لباس کو اگر تمنے پسند کر لیا تو پھر اُس سے بہتر اور مہذب کوئی لباس نہین۔ تمھارے پسند کرتے ہی علم اخلاق۔ طب۔ مصالح وقتی۔ حتیٰ کہ دین تک شہادت دینے لگتا ہے کہ وہی وضع مہذب و شایستہ ہے جسے تمنے اختیار کیا ہے۔ اور سب چیزون کو جانے دو۔ مذہب و اعتقاد سے زیادہ محفوظ اور جوش پیدا کرنے والی کون چیز ہو گی؟ غیرون کے عقائد بدعت۔ کفر۔ شرک سب ہی کچھ ہین۔ مگر جہان اُنکو تمنے منظور کر لیا بس پھر اُنکے اچھے ہونے مین کوئی شک نہین باقی رہتا۔ غیر خانۂ خدا کے مقابل بتخانے کی تعریف کرے تو کافر۔ انبیا اور پیغمبرون کی شان مین توہین آمیز الفاظ زبان سے نکالے تو مرتد۔ مگر تم نے شاعری کی دنیا مین اسکے کون سی بات اُٹھا رکھی؟ اور پھر جانتے ہی ہو کہ تمھارے لیے یہ بالکل جائز ہے۔ اور کوئی خدا کے سوا کسی اور کے سامنے سر جھکائے تو مشرک۔ مگر تم جس درگاہ مین چاہو جا کے سجدہ کرو

عین ایمان ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ انسان اپنے سوا کسی کو نہیں مانتا۔ وہ اپنا آپ پیغمبر ہے اور اپنی ہی پرستش کرتا ہے۔ اگر پیغمبر کو مانتا ہے تو اُسی پیغمبر کو جو اُسکے خیال میں ہے۔ اگر عبادت کرتا ہے تو اُسی خدا کی جو اُسکے دل میں ہے۔ اپنے سامنے وہ کسی کی وقعت نہیں سمجھتا اور اس امر کو ایک گھڑی بھر کے لیے بھی نہیں گوارا کر سکتا کہ اپنی بات پر کسی کی بات بالا ہو۔ اگر انصاف سے پوچھیے تو قومی جوش۔ مذہبی تعصب شاہی جھگڑے اور خاندانی تفاخر ان میں سب کا ماحصل انسان کی خود پسندی و خود پرستی ہے۔ دنیا کے تمام چھوٹے بڑے انقلابات سلف سے آج تک کی تمام خونریزیاں اسی خودداری و خودنمائی کا نتیجہ تھیں۔

اگلی دنیا میں چلو۔ سڑی گلی ہڈیوں کے ڈھانچے بنا کے اپنے خیال کے سامنے کھڑے کرو۔ پھر خیالی جادو سے اُنھیں زندہ کر کے دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ فراعنہ کی قوم یعنی قبطیوں کو لیکے اُٹھے ہیں اور بنی اسرائیل کے پیچھے پڑے ہیں۔ اسلیے کہ اُنکی زبان نہیں بولتے۔ اُنکی وضع نہیں اختیار کرتے۔ اُنکے مذہب کو نہیں قبول کرتے۔ جس سے قبطیوں کا خودداری و خودپسندی کا غرور ٹوٹا جاتا ہے۔ اور اُنکی کامیابی میں فرق آتا ہے۔ قبطیوں اور فرعونوں کی خود پرستی کی نسبت شاید کہا جائے کہ دولت و حشمت کی وجہ سے اور قوت و حکومت کے زور پر تھی۔ مگر بنی اسرائیل کو کیا ہو گیا تھا کہ ایسے ظلم اُٹھائے اس قدر ذلتوں میں مبتلا ہوے۔ مگر اپنے قومی شعار کو نہ چھوڑا؟ صرف اسلیے کہ غیر قوم والے بادشاہ کے سامنے یوں سر جھکا دینا اپنے خود پرستی کے جوش کے خلاف ہے۔

اس زمانے سے بھی آگے بڑھو۔ اور اُس وقت کے منظر پر نظر ڈالو جب بابل و نینوا کے نبرد آزما بنی اسرائیل کی موعودہ زمین کو پامال کر رہے ہیں۔ اور انبیاے سلف کے خاص وطن یعنی شہر بیت المقدس کو گھیرے ہوے ہیں۔ موسوی عذارت ایسے قحط کی مصیبت میں مبتلا ہیں کہ تمام فطری رشتے ٹوٹ گئے ہیں۔ ایک روٹی کے ٹکڑے کے لیے باپ بیٹے کی اور بیٹا باپ کی جان لینے کو تیار ہے۔ درد مند ماں ماتا کے جوش پر خاک ڈال کے معصوم بچے کو بھون کے کھا جانے پر آمادہ ہے۔ مگر یہ نہیں پسند

کرتی کہ اپنا خود پرستی کا جوش فرو کرے اور دشمنوں کے آگے سر جھکا دے -

یہ خاموش آسمان - اور متانت پسند تارے خدا جانے کب سے دنیا کے
انقلابات کو معائنہ کر رہے ہیں - اُنھوں نے صدہا ایسے منظر دیکھے ہوں گے اور بخوبی
سمجھ لیا ہوگا کہ انسان کو باوجود حقیر و بے ہست و بے بود ہونے کے اپنی ذات - اپنی عزت -
اپنا نام اور اپنی ہر چیز کس قدر عزیز رہی ہے - بُرے بھلے کو پہچان لینا چنداں دشوار
نہیں ہے - حق بات ہر شخص کو بھلی ہی معلوم ہوتی ہے - مگر یہ صرف خود پرستی اور
انانیت کا غرور تھا جس نے بڑے بڑے ہادیوں اور پیغمبروں کی ایک نہ چلنے دی - اگر
انصاف سے پوچھو تو یہ سارا تفرقہ اسی خود پرستی کا ڈالا ہوا ہے - ورنہ دنیا میں اتنے
مذہب نہ ہوتے - خدا کے کسی پیغمبر اور کسی بانی شریعت نے کبھی کوئی بُری بات نہیں
بتائی - اگر تمام مذاہب کے اصلی اصول کو زوائد - وقتی اغراض اور ملکی مصالح سے
الگ کرکے ایک دوسرے کے مقابلے میں رکھو تو بہت ہی تھوڑا اور خفیف فرق رہ جائے
قدیم رہبروں اور پیغمبروں کے پیرو کوئی وجہ نہ تھی کہ بعد والے ہادیوں کی اچھی
اچھی اور نیکی کی باتوں سے انحراف کرتے - مگر نہیں - خودی کے غرور نے سب کو مست
اور یہ بات مشکل سے گوارا ہوئی کہ اُس چیز یا اُس خیالی دھن کو چھوڑ دیں جو پیشتر
اپنی ہو رہی تھی - موسوی شریعت والوں نے مسیح کو اسلیے نہیں چھوڑا کہ معاذ اللہ وہ
کسی بُری راہ پر لیجانا چاہتے تھے - بلکہ محض اسلیے کہ موسوی کا پُرانا عزیز لفظ چھوٹتا
اسی طرح موسوی اور عیسوی شریعت والوں نے آخری پیغمبر عرب کی نصائح سے منہ پھیرا
اور فقط اتنے خیال سے کہ اسلام کا نیا نام اختیار کرنے سے اپنی پرانی اداؤں میں فرق
پڑا جاتا ہے -

یہی حال قوموں اور سلطنتوں کی خون ریز لڑائیوں کا ہے - جس طرح نا سمجھ بچہ
ادنیٰ ادنیٰ چیز پر فخر کرتا ہے - اُسی طرح ہر بوڑھا بھی اپنی ہر ادا کا دلدادہ ہے - ہندوستان
کے مرغ بازوں - بٹیر بازوں - کبوتر بازوں اور پتنگ بازوں کو الزام نہ دو
جنھوں نے اظہار خود پرستی کے لیے طرح طرح کے مشغلے ایجاد کر لیے ہیں - اسلیے کہ اس
جوش کو ایسی ہی لغویتوں کے ساتھ تم یورپ کے اعلیٰ اور مہذب ملکوں میں بھی ظاہر ہوتا
دیکھو گے - انگلستان کی عظیم الشان تماشاگاہ اُلمپیا میں جب عورتوں کی بائیسکل

دوڑین ہوتی ہین تو چالاک اور فطرت انسانی کا اندازہ کرنیوالے منتم ہر بائیسکل والی کو کسی خاص ملک کی طرف منسوب کردیتے ہین - کوئی انگلش بتائی جاتی ہے - کوئی امریکن کوئی فرنچ - اور کوئی جرمن - پھر اسکے بعد جب دوڑ شروع ہوتی ہے تو حاضرین اور تماشائیون مین سے ہر ملک والے کا جوش دیکھنے کے قابل ہوتا ہے - یہ جو تم مین مشہور ہے کہ "ہمارا بھگا دے" یا "ہمارا پٹھا مارے" کچھ تمھارے ہی ساتھ مخصوص نہین ہے - بالکل تمھاری طرح بلکہ تم سے بڑھکے تمدن انسانی کے اعلیٰ دعویدارون مین بھی یہی ہے -

انسان کا یہ غرور اس درجے تک بڑھا ہوا ہے کہ عاریت کی چیزون اور پرائی مانگی ہوئی اشیا کے ذریعے سے بھی اپنے لیے سرمایۂ غرور حاصل کرنے لگتا ہے - یہ تھوڑی طاقت نہین کہ کرایہ کے یکے پر بیٹھے ہین اور چاہتے ہین کہ وہ بڑی بڑی بگھیون سے آگے نکل جائے - پرائے کپڑے مانگ کر پہن گئے ہین اور محفل مین بیٹھے خوش ہو رہے ہین کہ ہمارا لباس سب سے اچھا ہے -

سپاہی کا جوش خونریزی - عالم کا فتوائے تکفیر - شریعت کا جوش شرافت - مجی کی فحش گالیان - جواری کا پانسہ - مرغباز یا بٹیر باز کی پالی - بچے کی ضد - یارکی ہین - ایک سلطنت کا دوسری سلطنت کی تباہی چاہنا - کسی مذہب کا تعصب و ہو - کسی فرقہ کا بغض و عناد - ایک قوم کا دوسری قوم کی تباہی چاہنا - سچ پوچھیے تو سب ایک ہی فطری جذبۂ انسانی کا نتیجہ ہین - جسے خود پرستی کہنا چاہیے - اور افسوس جب تک یہ جوش نہ مٹیگا دنیا مین امن و امان نہین قائم ہو سکتا -

اے حقیقت بین فلسفیو! اور اے مآل اندیش علماے تمدن - اگر یہ چاہتے ہو کہ دنیا مین آسایش کی زندگی گذرے ہر شخص آرام سے بسر کرے - فتنہ و فساد کی بیخکنی ہو تو اس عیب کو مٹاؤ - ورنہ سب تدبیرین بے سود ہین - فی الحال یورپ مین غور ہو رہا ہے کہ سلطنتون سے یہ خود غرضی کا غرور دور کیا جائے جس نے تمام حکمرانون کو مجبور کر دیا ہے کہ روز بروز اپنی فوجی قوت بڑھاتے ہی رہین - مگر اس مسئلہ پر غور کرنا بیکار ہے جب تک یہ خود پرستی کا عیب نہ مٹے ممکن نہین کہ نوع انسانی کو آرام اور امن و امان کی زندگی نصیب ہو -

Marfat.com

قربت و مواصلت

اچھی صورت کے دلدادہ اور رُخ زیبا پر سو جان سے فدا ہونیوالے شاکی ہین کہ جس پیاری صورت کی تمنا و آرزو دل مین لیے بیٹھے ہین۔ نظر سے دور اور پہلو سے جدا ہے۔ ہجران نصیبی مین تڑپتے تڑپتے عمر پوری ہونے کو آگئی اور اُس بیوفا جفاشعار کا وعدہ پورا نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ خیر۔ انکی بیتابی اور بیقراری اور رونا دھونا ایک حد تک جاے ہے۔ اور کوئی نہین کہہ سکتا کہ غیر واجبی ہے۔ اس لیے کہ غریب دل کے ہاتھون عاجز ہین۔ طبیعت کو ہزار روکتے ہین نفس پر لاکھ جبر کرتے ہین مگر یہ ظالم نہین مانتا اور جسقدر زیادہ سنبھالنے کی کوشش کرتے ہین اُسی قدر زیادہ وحشت ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہین سمجھ مین آتا کہ ناز آفرین دلرباؤن اور گل رخسار مہ جبینون کو کیا ایسی ضد پڑ گئی ہے کہ انکی طرف نظر اُٹھا کے دیکھنا بھی گویا گناہ سمجھتے ہین؟ آخر زندگی کے ضروری تقاضون سے وہ بھی مستثنیٰ نہین۔ سیر و تفریح کے لیے وہ بھی گھر سے نکلتے ہین۔ دوست آشناؤن سے ملتے ہی ہین۔ زندہ دل جلیسون اور بذلہ سنج ہم صحبتون مین بیٹھ کے لطف اُٹھاتے ہی ہین۔ بہتون پر مہربان بھی ہین اور ملنے کو بھی جاتے ہین۔ اکثرون سے راہ و رسم اور اصول معاشرت نباہنے کے لیے اُنکی بازدید کو بھی ضروری خیال کرتے ہین۔ پھر کیا بات ہے کہ سب کے حال پر تو مہربانی و شفقت ہے۔ اور نہین تو ایک اپنے چاہنے والے کے حال پر؟ ساری دنیا سے مانوس ہین اور نہین ہین تو اپنی شمع جمال کے پروانون سے؟ جس گلی مین عشرت کدۂ جانان ہے وہان سب ہی آتے جاتے ہین۔ جسکا جی چاہتا ہے اُدھر سے گذر جاتا ہے۔ ایک روک ٹوک ہے تو اُنھین دل از دست دادہ بدنصیبون کی جو اُسے جنۃ الفردوس سے زیادہ اور اپنی امید و آرزو کا قبلہ بتاتے ہین؟ بنی عامر کے قبیلے یا لیلیٰ کے پری خانے کے آس پاس جسکا جی چاہتا چلا جاتا۔ نہ جانے پاتا تھا تو غریب قیس عامری جو صرف محبت کا مجرم تھا! کوہ بے ستون پر جہان شیرین کی بہار حُسن نظر آ سکتی تھی کسی کے جانے کی روک تھام نہ تھی۔ ایک ممانعت تھی تو فرہاد کے لیے جو بیچارہ دل ہاتھ سے کھو چکا تھا۔

واقعی یہ نہایت غور طلب مسئلہ ہے اور بہت مشکل سے سمجھ مین آ سکتا ہے۔ شعرا صرف

شکایت کرتے رہ گئے۔ اور دل از دست دادہ عشاق نے سوا رونے پیٹنے اور بیتابی و بیقراری ظاہر کرنے کے کوئی کام نہ کیا؟ اسی وجہ سے یہ معمہ حل ہونے کو رہ گیا۔ اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ "نہین" ہے تو ہمارے ہی مقابلے مین۔ کیون؟ پیاری صورت پر فدا ہونے، بانکی ادا پر جان دینے کا یہی صلہ ہے کہ ملنے کی قسم کھالی جائے؟ ہماری صحبت اتنی بُری ہے کہ اُس سے بچنے کے لیے اچھی صورت والے انتہا درجے کی بداخلاقی اور جھوٹ بولنا یعنی وعدہ خلافی تک گوارا کرین؟۔

لیکن اس معمے کو حل کرنا ہے تو ہمین شاعرانہ دفتر شکایت کھولنے اور عاشقانہ زار و نالی دونون باتون سے قطع نظر کرکے اپنے آپ ذرا متین بنانا اور ایک فلسفی کی حیثیت سے غور کرنا چاہیے۔ ان رموز کو نہ شاعری حل کرسکتی ہے اور نہ عشق بازی۔ بلکہ یہ فلسفہ کا کام ہے۔ افسوس کہ سلف سے آج تک تیر نظر کے زخمیون اور زلف گرہگیر کے اسیرون نے کبھی اس طرف توجہ نہ کی کہ گھڑی بھر کو ذرا متین بنتے اور اپنے دلی جوش کو دل مین دبا کے اس مصیبت اور اس بے رخی جانان کا حقیقی رمز دریافت کرلیتے۔ مگر اُنکا یہ عذر بھی بیجا اور بے پروائی سے ٹالنے کے قابل نہین کہ دل کے ہاتھون اور بیتابی و بیقراری کی بدولت نہ اُن مین اتنا صبر تھا کہ متین بنتے۔ اور نہ اتنا ہوش تھا کہ ذہن و عقل سے کام لے کے کوئی رائے قائم کرتے۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ پیاری صورت اور نشیلی آنکھون والے جن پر ہم جان دیتے ہین اور جنھین سادگی کی وضع مین اور خود فراموشی کی ادائین ظاہر کرتے دیکھ کے ہم اکثر بھولا کہہ دیا کرتے ہین۔ بڑے عقلمند اور ہم سے بدرجہا زیادہ ہوشیار ہین۔ وہ ہم سے زیادہ اس بات کو جانتے ہین کہ اُنکی نگاہ غلط انداز کا کون سا تیر کلیجے کے پار ہو کے کام تمام کردیگا! اور کون صرف کلیجے مین پیوست ہو کے رہ جائیگا اور فقط بسمل بنا کے چھوڑ دیگا۔ نگاہ کا تیر کتنی دور سے کیا کام کرتا ہے! اور حُسن کا جلوہ فاصلے پر زیادہ موثر ہوتا ہے یا نزدیک سے؟ کس ادا پر لوگ کلیجہ ہاتھون سے تھام لین گے؟ اور کس ادا پر تڑپنے اور لوٹنے لگین گے؟ اُنکی اس واقفیت اور دنیائے عشق و حُسن کی اس معلومات ہی نے اُنھین یہ بھی سکھا دیا ہے کہ اپنے چاہنے والون سے یا صاف صاف کیون نہ کہین کہ ہم سے ایسا برتاؤ کرین۔

اے فراق یار کا صدمہ اُٹھانے والو! اپنی یہ بیقراری چھوڑکے ایک گھڑی بھر کے لیے ادھر متوجہ ہو۔ اور سنو کہ تمھارے دلربا دل لینے کے بعد کیون کج ادائی وسرد مہری کرتے ہین۔ تم کو اکثر تجربہ ہوا ہوگا کہ ہر چیز اُسی وقت تک بھلی معلوم ہوتی ہے جب تک کہ دُور ہے مثل مشہور ہے کہ "دُور کے ڈھول سُہانے"۔ تم خود آنکھون سے دیکھ لو کہ ایک خوبصورت عمارت جتنی بھلی دُور سے ہے نزدیک سے نہین۔ ایک ذرا سا پھول بھی جب تک دُور ہے بھلا ہے۔ اور جہان اُسکے پاس گئے معمولی ہوگیا۔ کسی پیارے گلے کی دلخراش تانین دور سے جب ہوا مین گونجتی ہوئی آتی ہین تو کس طرح دل کو برماتی ہوئی نکل جاتی ہین؟ مگر وہی پیاری پاٹ دار آواز پاس سے سُنیے تو لاکھ دلچسپ وخوش آئند ہو مگر وہ بات کہان کہ ہر ہر تان کلیجے کو کھینچنے لگے۔ اور گلے کا ہر موڑ دل کے ٹکڑے اُڑاتے۔ فاصلہ اور بُعد وہ چیز ہے کہ اچھی تو اچھی بُری چیزون کو بھی پُر لطف اور دلفریب بنا دیتا ہے۔ ناہموار کوہستان گھنے اور پیچیدہ جنگل۔ لق ودق صحرا اور اسکے گویا سانچے مین ڈھلے ہوے بالو کے تودے دُور سے کس درجہ بھلے معلوم ہوتے ہین؟ یہان گھر بیٹھے اُنکے سفر کا خیال کرو تو خیال کی آنکھون کے سامنے کیسے کیسے خوشنما اور پُر لطف سین پیش ہوتے ہین؟ مگر اُنکے اندر جاؤ۔ چٹانون کی ٹھوکرین کھاؤ۔ جھاڑیون مین اُلجھو۔ اور دشت پُر دحشت کی تشنہ لبی کا مزا اُٹھاؤ تو معلوم ہو کہ اصل مین یہ کیا ہین اور بُری یا بھلی کیسی چیزین ہین۔

آسمان کی بہار تم روز دیکھا کرتے ہو۔ آفتاب کی روشنی کن کن ضروری موقعون پہ تمھارے کام آتی ہے؟ چاندنے تمھاری کن کن صحبتون کے لیے اپنا چاندنی کا فرش بچھایا ہے؟ اور یہ رات کے جگمگاتے ہوے تارے کیسی کیسی لطف ومسرت اور جوش وخروش کی حالتون مین تمھارے کام آئے ہین؟ مگر یہ فقط دُور کی نمایش ہے۔ ہیات والون نے تحقیق تنقیح کے بعد صاف بتا دیا کہ آفتاب ایک جلتا ہوا انگارا ہے۔ چاند ایسا بُجھا ہوا کُرہ جہان کوئی زندہ نہین رہ سکتا۔ اور یہ تارے زیادہ سے زیادہ اچھے ہین تو ویسے ہی جیسا کہ یہ تمھارا اونچا نیچا نشیمن خاکی یا کُرہ ارض ہے۔ دوسرے جس طرح زہرہ ومشتری اپنی روشن صورت دکھاکے تمھاری صحبت عیش مین جان ڈال دیتے ہین اسی طرح اگر ان کُرون مین کوئی یار مہ جبین کو پہلو مین لیے لیٹا ہوگا تو یقینًا تمھارے اس

تیرہ خاکدان عنصری نے بھی اُسے کچھ ایسا ہی لطف دیا ہوگا -

انصاف سے پوچھو تو دنیا مین جو کچھ قدر و قیمت ہے تو کمی یا نہ ہونے کی - پانی کی قدر اُسی ملک والے خوب جانتے ہین جنھین ایک ایک قطرہ زحمت اور جان سے ہاتھ دھوکے ملتا ہے - غلہ کی ضرورت اُسی سرزمین والون کو معلوم ہوتی ہے جو غریب قحط میں مبتلا ہین - دولت کی خوبیان دولتمند نہین جانتا بلکہ وہ جانتا ہے جو مفلس ہے - اور دولتمندی کے کرشمے الگ سے اور دُور سے بیٹھ کے دیکھتا اور حسد کرتا ہے - اسی طرح ایک دولتمند کو جو ہر وقت غرضمندون اور دھوکا دیکے تباہ کرنے والون مین گھرا ہوا ہی اور صدہا افکار و ترددات مین مبتلا ہے غربت کی آزادی و بیفکری اور غریب کی سادگی و فارغ البالی پر رشک ہے - شہر والے دہات کی کُھلی فضا - کھیتون کے لہلہانے اور موسمون کو یاد کر کے اپنی حالت پر افسوس کرتے ہین - اور دہات والے شہر کی عالیشان عمارتون - بازارون کی رونق - اور سڑکون کی چہل پہل کو ترستے ہین - بچے کو تمنا ہے کہ جوان ہو اور جوانی کے ولولون سے فائدہ اُٹھائے - اور جوان پچھتا رہا ہے کہ ہائے یہ بچپن کی بیفکری و بےغمی کا زمانہ پھر نہ نصیب ہوگا -

الغرض سارا عالم زبان حال سے کہ رہا ہے اور دنیا اپنی وضع و حالت سے بتا رہی ہے کہ اچھی چیز وہی ہے جو ہم سے دور یا ہمارے پاس نہ ہو - یہی نہین ہم دیکھتے ہین کہ جو چیز جتنی زیادہ دور ہوتی جاتی ہے اُتنی ہی اُسکی خوبیان بھی بڑھتی جاتی ہین دُور کے بد قطع درخت پاس کے خوشرنگ پھولون سے بھی زیادہ دلکش ہوتے ہین - اسکا تجربہ تم انسانون کے باہمی تعلقات مین بھی کر سکتے ہو - جس کسی کا نام کسی خاص فن یا خاص امر مین مشہور ہو جاتا ہے - اور شہرت ساری دنیا کو اُسکا مشتاق بنا دیتی ہے خود اپنے قریب والون اور اپنے شہر مین ہر دلعزیز نہین بن سکتا - بہت سے بیچے جانباز و جان نثار یا بڑے بڑے باکمال اساتذۂ فن اور جادو نگار دنیا مین موجود ہین مگر اُنکی طرف خود اہل وطن کو ہرگز وہ توجہ نہین ہوتی جو کسی دُور کے عالم و ادیب یا اور کسی فن کے باکمال کی جانب ہوتی ہے - یہ کیون؟ اسلیے کہ دُور والے کی خوبیان ہی سنی ہین - اور اتنی قربت نہین حاصل کہ اُسکے عیوب پر بھی نظر ہو - بخلاف اسکے نزدیک والے کے مُترددین کے ساتھ اُسکے عیوب سے بھی آگاہ ہین - یہ اسی چیز کا

برکت ہے کہ ہم قدما اور متقدمین کی زیادہ قدر کرتے ہین اور معاصر باکمالون کی کچھ ہستی نہین سمجھتے ۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ کسی انسان کی قدر خود اپنے وطن مین نہین ہوتی ۔

یہی حالت دیکھ کے کہ نزدیکی و مواصلت انسان کی قدر و قیمت کو کم کر دیتی ہے ۔ ان نازآفرین دلرباؤن کو بھی یہی مناسب معلوم ہوا کہ جس کسی پر اپنی نگاہ ناز کی بجلیان گرانا ہو اور جسے اپنے خنجر مژگان سے شہید کرنا ہو اُس سے دُور ہی رہین ۔ وہ خوب جانتے ہین کہ چاہنے والون اور عشق و محبت کا دعوے کرنیوالون کا سارا جوش و خروش اُسی وقت تک ہے جب تک دور ہین ۔ اور ایک جھلک دیکھ پانے کو بھی ترستے ہین ذرا بے تکلفی سے پاس اُٹھنے بیٹھنے لگے ۔ صحبت بڑھی ملنے جلنے مین آسانیان پیدا ہوئین ۔ اور یہ سارا ذوق و شوق اور تمام بیتابی و بیقراری تشریف لیگئی ۔

گوشۂ عافیت

کہتے ہین "ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را" اور واقعی اگر خدا نصیب کرے تو اس سے زیادہ لطف کسی جگہ نہین آ سکتا ۔ وہ پُرفضا چمن جس مین باغ قدرت کے نازآفرین یعنی شاہدانِ گل اپنی رعنائی و دلفریبی کی ادائین دکھا رہے ہین ۔ اور جہان گُل و بلبل کے ناز و نیاز انسان کے دل مین عشق کی گُدگُدی پیدا کرتے رہتے ہین ۔ لاکھ فرحت بخش و نزہت افزا بتائے جائین مگر اُس کنج تنہائی کا مقابلہ نہین کرسکتے جہان ہمارا مضطرب و منتشر دل دو گھڑی کے لیے رنج و راحت دونون کو بھلا سکے ۔ اس مین شک نہین کہ صحن چمن کی دلچسپیان بہت کچھ سامان فرحت پیش کرنے کو تیار ہین ۔ سبزے نے ایک مخملی فرش بچھا رکھا ہے جسپر دلِ راحت طلب چاہتا ہے کہ بے تکلف لوٹ جائے سرو اپنی کشیدہ قامتی پر نازان ہے ۔ اور اس معشوقانہ ادا سے ٹھٹکا کھڑا ہو ۔ گویا ایک معشوقۂ فتنہ قامت ہے جسکو جی مین آتا ہے بے اختیار دوڑ کے گلے لگا لیجیے ۔ غنچون کی شرم آمیز مسکراہٹ اور پھولون کی حد اعتدال سے گذری ہوئی ہنسی مین وہ قیامت کی دلبری و دلربائی ہے کہ لاکھون دفعہ منہ چومیے اور جی نہین بھرتا ۔ نسیم سحر اس مستانہ روی کی شان سے نونہالان چمن کو چھیڑتی اور پھولون کو گُدگُداتی ہوئی آتی ہے کہ ہر ایک کا دل بیتاب کر دینے کے لیے کافی ہے ۔ الغرض صحن چمن مین یہ اور اس سے بھی زیادہ

ان دلچسپی موجود ہین مگر وہ چیز نہین جو اُس گوشۂ عزلت مین ہے جہان نہ کوئی فکر ہو کوئی غم - نہ کسی کا خوف ہو نہ کسی بات کا اندیشہ -

کنج عزلت اگر ملجائے اور نصیب ہو سکے تو وہ دنیاوی جنت ہے جسکی محدود مملکت مین ہمیشہ امن و امان قائم رہتا ہے - اور جسکی تنگ وسعت پر ہر زمانے مین بیفکری و بےغمی حکومت کرتی رہی - آزادی و بےپروائی کی وسعت کا تم بخوبی اندازہ کرسکتے ہو مگر اصل یہ ہے کہ اسی تنگ دائرے مین اُسکا نشو و نما ہوا ہے - اور اسی کنج عزلت اور خلوت گاہ خیال سے نکل کے وہ ساری دنیا پر حکمران ہوئی ہے -

شاہی محل کو تم سب سے بڑا عشرت کدہ اور راحت و آسایش کا سب سے بڑا مرکز اپنے دل مین خیال کیے ہوے ہو - مگر یہ غلطی ہے - بیشک وہان بڑی بڑی کوششون اور نہایت ہی اہتمام سے ہر قسم کا سامان عیش فراہم کیا گیا ہے - ادنی ادنی خواہش کے پورا کرنے کو ہزارون خادم و غلام دوڑنے لگتے ہین - اور دلربائی و دلفریبی کو صدہا ماہوش و پریچہرہ کافرادائین موجود رہتی ہین - موسمی تغیرات پر بھی عشرت پرستی غالب آگئی ہے - گرمیون مین گرمی محسوس ہوتی ہے اور نہ جاڑون مین سردی - برسون کی آرزوئین گھڑیون مین پوری ہوتی ہین - اور عمرون کے حوصلے دم بھر مین نکل آتے ہین - یہ سب ہو وہ سچی راحت اور حقیقی عشرت جو گوشۂ عافیت مین حاصل ہو سکتی ہے یہان نام کو بھی نہین نصیب - وہ تاجدار سر جس کے آرام اور جسکی عشرت پرستی کے لیے یہ سب سامان فراہم کیا گیا ہے ویسی ایسی روح فرسا اور جانگزا فکرون سے بھرا ہوا ہے کہ کسی مسرت اور کسی سامان عشرت سے لطف نہین اُٹھا سکتا - ایکطرف سے اندرونی جھگڑون - دغا پسند امرا کی بغاوتون - اور رعایا کی بے انتہا اور مسلسل شکایتون کا ہجوم ہے اور دوسری طرف بیرونی دشمنون اور سرحدی فتنہ پردازون کا اندیشہ - مگر اُن دل پریشان کرنے والی فکرون کو اس سادے اور آزاد دربار مین بالکل جگہ نہین مل سکتی جسے ہم کنج تنہائی کہتے ہین -

تو یہ سچ ہے کہ حکمرانی کے قصر مین آرزوئین اور تمنائین بظاہر بہت آسانی سے پوری ہوتی ہین - مگر یہ آرزوئین اور تمنائین اگر غور و تامل کی نگاہ سے دیکھیے تو بیہودہ و بیبانی کے وہ بیجا زندگی و لت رکشش مین مبتلا قتل کرتے تو اُنکے خون کا ہر قطرہ ست ایک

Marfat.com

نیا ارشش پیدا ہو جاتا یہی حال ان شاہی قصرون کی ہوسون کا ہے کہ ایک تم بر آتی ہے تو صدہا پیدا ہو جاتی ہین - ایک ارمان نکلتا ہے تو دل پُرآرزو پر ہزار ہا ارمانون کی یورش ہو جاتی ہے - جنھین تم اپنے خیال مین یہ سمجھتے ہو کہ شاہد آرزو کو گلے سے لگائے ہوے ہین - اُنکی ہوسون کا سلسلہ دامان قیامت سے ملا ہوا ہے - یا قالیم دہر کے اُس سلسلۂ دور و تسلسل سے وابستہ ہے جو ایک لا متناہی زمانے تک چلا گیا ہے اور کبھی پورا ہونے کو نہ آئیگا -

اب اس شاہی قصر اور اسکے ساتھ ہی امرا کے تمام عیش خانون کو انھین پریشانی اور ترددات کے حوالے کر کے صوفیون کی اُن خانقاہون مین چلو جو علائق دنیوی کے ترک کرنے اور افکارِ زمانہ سے نجات دلا دینے کا وعدہ کرتی ہین - یہان دعوے تو بڑے بڑے سننے مین آئین گے - بلکہ ظاہری حالت اور پہلی نظر یقین دلا دیگی کہ اگر بیفکری و بے غمی کہین نصیب ہوگی تو یہین - اور دنیاوی افکار و آلام اس مادّی زندگی کی پریشانیون اور غمگینیون کی دوا ملسکتی ہے تو اسی تنگ حجرے مین - مگر ملین یہ محض دھوکا ہی دھوکا ہے - معتقدین کی خلم پرداری - مریدون کی دلالی - اور خوش عقیدہ دولتمندون کی فیاضانہ خدمتگزاری نے نفس ایسے موٹے کر دیے ہین کہ یہان کی بوریا کا بانہ گلیم کے کونون مین وہ وہ بیہودہ ہوسین اور ایسی ایسی ذلیل آرزوئین بندھی ہوئی ملین گی جو شاید تاجدارون کے خیال مین بھی نہ گذری ہونگی - اور جنھین ہم سے نفس پرست بھی گوشۂ خاطر مین جگہ دیتے شرماتے ہین -

وہ معمولی اور ذلیل ہوا کے جھونکون مین اُڑ جانے والا جھوپڑا جسے کسی کم حیثیت فقیر اور بھیک مانگنے والے قناعت پسند گوشہ گیر نے جو نہ مقتدائی کا دعویدار ہے اور مُریدون سے اپنے زہد و عبادت کا ٹکس وصول کرتا ہے ایک حقیر آباد مقام مین یا کسی سنسان سڑک کے کنارے ڈال لیا ہے شاید گوشۂ عافیت کہا جاسکے - بلکہ ہمارے خیالی عزلت کدے کی اس شخص نے پوری اور سچی تصویر اُتار لی ہے - لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی بالکل نقل ہے - بلکہ نقل بھی نہین یہ کہنا چاہیے کہ مُنہ چڑھاتا ہے - یہ شخص بے فکری و بے غمی کا مُنہ چڑھا رہا ہے - اور دل مین اتنی ہوسین بھری ہین کہ ایک کے سامنے دست سوال پھیلاتا ہے اور نہین پھیلا چلتا - اور نئی اور تازہ آر

Marfat.com

کا خواب دیکھتا ہے۔ اور ہر گھڑی اپنی بے مائگی پر پچھتایا کرتا ہے۔ کبھی شہوت پرست امرا پر حسد کرتا ہے اور کبھی ہوس پرست مرید کرنے والے زاہدون کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہان بھی وہ آزادی و بےغمی کا گوشۂ عافیت نہین جو دراصل دنیاوی جنت کہے جانے کے قابل ہے۔

ہم اپنی آرزومندیون کے مقام سے بیٹھ کے دیکھتے ہین تو ہمین بہت لوگ نظر آتے ہین جو بظاہر کامیاب و شادکام ہین۔ اور اس زندگی سے فائدہ اٹھاتے معلوم ہوتے ہین جو بات کہ دراصل صرف گوشۂ عافیت مین نصیب ہو سکتی ہے۔ کسی کو دولت وصل سے کامیاب اور معشوقۂ ناز آفرین سے ہمکنار دیکھ کے ہمین اپنی ہجران نصیبی یاد آتی ہے اور دل کو ایسا صدمہ ہوتا ہے کہ زندگی سے بیزار ہو جاتے ہین۔ لیکن ذرا تامل کرین غور سے دیکھین پر اس بامراد عاشق کے دل و دماغ کو ٹٹولین تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ جسے ہم کامیاب سمجھے ہین اپنے خیال مین بالکل محروم القسمت ہے۔ اور زبان حال سے پکار پکار کے کہ رہا ہے بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے"۔ بیوفائی جانان کا کھٹکا۔ رقیب روسیہ بدانداز یون کا اندیشہ۔ مفلسی و ناداری کی فکرین۔ اور امارت و عزت کی ہوسین ایسے بے قدر گھیرے ہوے ہین کہ ایک گھڑی کو بھی چین نہین لینے دیتین۔

وہ بہادر افسر فوج جو فتح و نصرت کے پھریرے اڑا رہا ہے۔ جسنے دشمن کے سلطنت کے برجون پر بھی اپنا جھنڈا قائم کر دیا۔ اور سپہگری و شجاعت کا تمغہ حاصل کرنے کو ہے۔ اگرچہ ظاہر مین نہایت خوش ہے مگر اس کی فکرین اس تھوڑیسی دیر کی خوشی سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہین۔ ہر وقت خوف لگا ہے کہ کہین ساری ناموری و عزت خاک مین نہ ملجائے۔ اور معاملہ نہ بگڑ جائے۔ اور اگر بالفرض یہ اندیشہ بھی نہ ہوا تو عمر کے زیادہ گذر جانے کا صدمہ ہے۔ اور دل ہی دل مین غم کھا رہا ہے کہ افسوس عمر ہو چلی ہے۔ اور اس شہرت و ناموری اور اپنی قوت بازو کی حاصل کی ہوئی عزت و حرمت سے فائدہ اٹھانے کا بہت ہی کم موقع ملیگا۔ الغرض تم نے یہان بھی دیکھ لیا کہ اصلی اور بے خلل و غش آسایش اور سچی بےفکری و بےغمی نہین نصیب۔

وہ آوارہ وطن جو مدتون خانمان برباد رہا۔ جسنے برسون دشت غربت مین خاک اڑائی اور اب آوارہ گرد ہے۔ بادیہ پیمائی مین عمر عزیز کا بہت حصہ صرف کرکے سوے وطن

مین داخل ہوا ہے اور یاران وطن سے بغلگیر ہو رہا ہے۔ اکثرون کے خیال مین نہایت ہی شادان و فرحان ہے۔ اور اے آوارگان دشت غربت! اور اے یاران وطن کی صورت کو ترسنے والو! تمھین اسکا اطمینان بہت ہی کھٹکتا ہوگا۔ مگر محض بیکار اور ناحق گنہگار ہوتے ہو۔ یہ جو تم سمجھتے ہو کہ فکرین اسکے دل سے دُور ہین بالکل غلط ہے۔ جو مصیبتین وطن اور یاران وطن کی دیکھتے ہی اسکے سر پر آ پڑی ہین تمھاری مصیبتون سے بدرجہا زیادہ ہین۔ جن احباب سے ملنے کا شوق اُسے ہمت دلا دلا کے لایا ہے اور جن کی مانوس اور محبت بھری صورتین ہر منزل اور ہر دشت مین اسکی نظر کے سامنے رہی تھین اُن مین سے بعض کو تو دنیا ہی نے رخصت کر دیا۔ بعض پہلے اچھی حالت مین تھے اور اب محزون و مغموم ہین۔ بعض کو جوان اور تندرست دیکھنے کا آرزومند تھا مگر آکے دیکھا تو بوڑھے اور ناتوان ملے۔ الغرض اسی طرح کی ہزارہا پریشانیان ہین جنھون نے وطن کی صورت دیکھتے ہی دل کو آکے گھیر لیا۔ اور اتنا بھی موقع نہین دیتین کہ اپنی کامیابی پر دو گھڑی خوش ہو لے۔ قطع نظر اسکے خانہ داری کی ہزارہا فکرون نے آکے ہجوم کیا ہے۔ اور ایسا پریشان کر دیا ہے کہ اُس بادیہ پیمائی و غربت کو وطن اور یاران وطن کی زیارت پر ترجیح دینے لگا ہے۔ بہرتقدیر معلوم ہو گیا کہ جو اطمینان و فارغ البالی اور جو حقیقی مسرت و خوشی گوشۂ عزلت مین حاصل ہو سکتی ہے اس آوارہ وطن کو بھی وطن پہونچ کے نہ نصیب ہوئی۔

غور طلب یہ امر ہے کہ گوشۂ عافیت مین کیا خوبیان ہین کہ جو لطف اُس مین ہے نہ کسی بادشاہ کو اپنے دربار مین مل سکتا ہے اور نہ مرشدون کو عالی مرتبہ خانقاہون مین نہ اُسکا مزہ دولتمندی و عشرت پرستی کے عالیشان قصرون مین ہے۔ اور نہ فقیرون کے غریب جھونپڑون مین۔ جو تسلی و راحت اُسکے امن مین پہونچکے نصیب ہوتی ہے نہ مشتاق و دل از دست دادہ عاشق کو معشوقۂ دلربا کے گلے لگنے مین حاصل ہو سکتی ہے اور نہ غربت زدہ آوارہ وطنون کو سوادِ وطن مین داخل ہو کے۔ اصل یہ ہے کہ دنیا کی تمام مسرتین اور خوشیان صرف دکھانے اور ہوا پرست انسانون کو دھوکا دینے کے لیے ہین۔ قرآنِ پاک کہتا ہے "اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا" (مصیبت کے ساتھ راحت ہے) لہذا جس طرح ہر صدمۂ جانکاہ اور ہر روح فرسا الم سے اُمیدون کی خوشیاں وابستہ ہیں

Marfat.com

اسی طرح پر ہر مسرت کے نیچے ایک مصیبت چھپی ہوئی ہے۔ اور ہر خوشی کے دامن میں صدمات و آلام ہیں۔ شادی و غم کا یہ لزوم معلوم ہونے کے بعد صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ جہاں خوشی کے چہچہے ہوتے ہیں وہیں پُرسوز و گداز مرثیے اور جگرخراش نالے بھی ہوتے ہیں گو ہمیں سنائی نہ دیں۔ اور جس جگہ تمہیں بظاہر عیش و عشرت اور شادی و خرمی کے سامان نظر آتے ہوں یقین کر لو کہ اُن میں غم و الم کے سامان بھی ضرور ملے ہونگے۔ لہذا اگر کسی جگہ کو غم و الم اور صدموں اور مصیبتوں سے خالی کرنا چاہتے ہو تو پہلے اُسے خوشی و عشرت پرستی کے سامانوں سے خالی کرو۔ جب تک یہ تمہارا فضول اور طفلانہ مزاجی سامان عیش دور نہ ہوگا اُس وقت تک یہ بھی ممکن نہیں کہ تمہیں دنیاوی افکار و آلام سے نجات ملے یا پریشانیوں اور مصیبتوں کی طرف سے اطمینان نصیب ہو۔ گوشۂ عافیت اصلی خوشی اور حقیقی مسرت کا مرکز اور اطمینان و فارغ البالی کا امن بتایا جاتا ہے محض اسلیے کہ اس میں آزادی اور امن و امان قائم کرنے کے لیے اسی اصول پر عمل کیا گیا کہ دردوں اور ترددوں۔ مصیبتوں اور الموں سے پہلے عیش و عشرت کے سامان دور کیے گئے۔ نہ راحت طلبی ہی باقی رکھی گئی اور نہ عیش پرستی۔ نہ ہوسوں کا وہ خیالی نظر فریب خاکا۔ جو روز ایک نئی آرزو دل میں پیدا کرتا تھا۔ اور نہ تمناؤں کا وہ عالیشان عشرت کدہ جو سستی اور کاہلی بڑھاتا تھا۔

ہمارے دوستوں نے اکثر سُنا ہوگا کہ جو لطف سادگی میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ مگر اسکی فلاسفی شاید بہت کم کسی کے خیال میں گذری ہوگی۔ اصلی سبب یہ ہے کہ سادگی میں عمدہ اور دلچسپ نقش و نگار یا تکلف کے سامان دلفریب نہیں ہوتے۔ اور انھیں کے ساتھ سادگی کا صفحہ اُن ضرورت سے زیادہ پُر تکلف گل بوٹوں سے بھی خالی ہوتا ہے جو قدرتی خوبیوں کو بھدا اور بھونڈا بنا دیتے ہیں۔ لہذا سچ یہ ہے کہ سادگی میں قریب قریب وہی شان پائی جاتی ہے جو ہمارے گوشۂ عافیت میں ہے اور یہی سبب اُسکے زیادہ دلفریب و دلکش ہونے کا ہے۔

مگر افسوس دنیا میں سب چیزیں مل سکتی ہیں اور نہیں مل سکتا تو وہ گوشۂ عافیت جس میں دو گھڑی بیٹھ کے ہم اپنے پریشان و مضطرب دل کو رنج و راحت اور شادی و غم ہر قسم کے افکار سے پاک و صاف کر لیا کریں۔ دنیا افکار و ترددات ہی کا مجمع ہے

خوشی اور الم اس عالم مادی کی فطرت میں داخل ہے ۔ لہذا ہمیں امید نہیں کہ وہ مختص
و محدود جگہ جسے ہم گوشۂ عافیت کہتے ہیں اور جسے جنت ارضی کے لفظ سے تعبیر کرتے
ہیں اس فانی زندگی میں کبھی نصیب ہو ۔ جس طرح ایک کیمیاگر ساری زندگی سونا
بنا لینے کی ہوس میں صرف کر دیتا ہے ۔ اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا اُسی طرح یہ بھی
غیر ممکن ہے کہ کبھی کسی کو اصلی گوشۂ عزلت اور حقیقی کنج عافیت کا پتہ لگ جائے ۔

بس اصلی گوشۂ عافیت قبر ہے ۔ اور فقط یہی ایک ایسا مامن نظر آتا ہے جس میں
پہونچ کے ان دنیاوی افکار و آلام سے نجات پانے اور بے فکری و اطمینان کی زندگی حاصل
کرنے کی امید کی جا سکے ۔ اور ہزارہا تجربوں اور بارہا ٹھوکریں کھانے کے بعد ہم صرف
اسی قدر معلوم کر سکے ہیں کہ جسے ہم گوشۂ عافیت کہتے ہیں وہ حقیقت میں کنج عدم ہے
یا آغوش لحد ہے ۔ جہاں اگر دنیاوی فکروں اور جھگڑوں کو ساتھ نہ لے گئے تو دائم
بڑے مزے کی نیند آئے گی ۔

زبانِ بے زبانی

کون نہیں جانتا کہ زبان ہونے کو تو ایک نرم و نازک چیز ہے مگر اثر بلا کا رکھتی ہے

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

"نیزے کے زخم بھر آتے ہیں مگر وہ زخم نہیں بھرتے جو زبان سے پڑتے ہیں" بھرنا
کیسا زبان کلیجے میں وہ ناسور ڈال دیتی ہے جو قیامت تک ٹالے نہیں ٹلتا ۔ جادو بیان
شعرا ۔ معجز نما خطیب ۔ اور فصیح و بلیغ واعظ ۔ سچ تو یہ ہے کہ انسان کے دل کے
مالک ہوتے ہیں ۔ اور بڑی بڑی قوموں اور زبردست گروہوں سے جو کام چاہتے
ہیں آسانی سے لے لیتے ہیں ۔ یہ زبان ہی کا اثر تھا جس نے دنیا میں بڑے بڑے مذہب
پھیلائے ۔ اور یہ اُسی کی کرشمہ سازیاں تھیں کہ زبردست سے زبردست اور ہوشیار
سے ہوشیار قومیں لڑنے مرنے پر تیار ہوئیں اور لاکھوں بندگان خدا کا خون ہو گیا ۔
مگر ہم کہتے ہیں کہ زبان نے بھی کبھی وہ اثر نہ کیا ہو گا جو اثر کسی بیکس کا معنی خیز
سکوت ۔ کسی دل از دست دادہ کی خاموش نگاہیں ۔ اور کسی ستم زدہ کی زبان
بے زبانی کر جاتی ہے ۔ ایک بے زبان جانور اور ایک بے زبان بچے پر ظلم ہوتے

کسی سے نہین دیکھا جاتا۔ صرف اسلیے کہ وہ اپنی مظلومی وستم زدگی کو صرف خموشی و سکوت کے لہجے مین ادا کرتا ہے اور زبان سے نہین ادا کر سکتا۔ ان دونون نے تو زبان ہی نہین پائی کہ ادا کرین۔ مگر آہ جو ادا کر سکتا ہے اور کسی انتہا درجے کے خوف کی وجہ سے نہین ادا کرتا اُسکی مظلومی اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

وہ بیکس بیوہ جو اپنی بیکسی و مصیبت پر سر و سینہ پیٹ پیٹ کے زمین سر پر اُٹھائے لیتی ہے اُسکی آہین بیشک جگر خراش ہین اور اُسکی سوگواری پر سب ہی آنسو بہانے کو موجود ہین۔ مگر وہ بھولی نو عمر مصیبت زدہ جسے رونا بھی نہین آتا۔ جسکا غم اتنا بڑا ہے کہ اُسکے ظاہر کرنے کا کوئی کافی ذریعہ بھی نہین پاتی۔ اُسکا صرف خاموش ہو جانا اور حسرت بھری آنکھون سے ایک ایک کا منہ تکنا ہر دیکھنے والے کے دل مین ناسور ڈال دیتا ہے۔ جوان مرگ شوہر کی لاش کے گرد رونے اور آنسو بہانے والون کا ہجوم ہے۔ کوئی سر پیٹتا ہے۔ اور کوئی ماتم کر رہا ہے۔ کوئی دیوار سے سر ٹکراتا ہے۔ اور کوئی پچھاڑین کھاتا ہے۔ کوئی آسمان کی طرف آہِ پُر تاثیر کے تیر پھینک رہا ہے۔ اور کوئی اپنے پُر درد الفاظ اور دل کو خون کرنیوالے بین سے قیامت کا سمان دکھا دکھا کے خفتگان مرگ کے چونکانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بیشک ان سب کی حالت و کیفیت دیکھ کے دل پر طرح طرح کی چوٹین پڑتی ہین۔ کلیجے مین چرکے لگتے ہین۔ مگر اے صاحب دل دردمندو! اور اے درد آشنا دوستو! سچ کہو ان مین سے کسی مین بھی وہ اثر اور وہ دل کو پاش پاش کر دینے والی کیفیت پاتے ہو جو اُس نو عمری مین بے والی و وارث ہو جانیوالی ساکت و متین نئی بیوہ کی بےلسی و بےکسی کی ادا۔ یا یون کہیے کہ اُسکی خموشی و بےزبانی کی زبان مین ہے؟ وہ رونا بھول گئی ہے۔ زیور اُتار کے پھینک دیا ہے۔ چوڑیان توڑ رہی ہے۔ اور کچھ ایسی گھبرائی ہوئی ہے کہ نہ سر پیٹے بنتی ہے اور نہ آہ و زاری کرتے۔ مگر دیکھنے والون کے دلون پر بےزبانی کو سکوت ہی کی ادا سے خدا جانے کس زہر کے بجھے ہوے تیر برسا دیتی ہے کہ جو ٹیسین اور سوزش ان تیرون کے زخم سے پیدا ہوتی ہے کبھی اور کسی طرح مٹنے کا نام نہین لیتی

مگر یہ بدنصیب بھی ایک حد تک اپنے درد و الم اور اپنی حسرتناک حالت کو

محسوس کرتی ہے قیامت سے زیادہ جگر گدازی اور دلخراشی تو اُس یتیم بچے کی سراپا حسرت نگاہون مین ہے جو یہ بھی نہین جانتا کہ اُسپر کیا گذر گئی؟ اور یتیمی کس چیز کا نام ہے ستمگار زمانہ اُسے کیا اور کیسی دھمکیان دے رہا ہے؟ اور آیندہ قسمت کے دامن مین اُسکے لیے کون کون اور کیسی کیسی مصیبتین مخفی ہین؟ وہ اپنی معصومی کی بھولی صورت بیخبری کی سادی وضع یعنے زبانی کی زبان سے بے زبان ہلائے اور بغیر چشم وابرو کو حرکت دیئے ایک چشم زدن مین ایسی پُرغم داستان سُنا دیتا ہے کہ ہمین سنا کیا اُسکی طرف دیکھنے کی بھی تاب نہین رہتی۔

بیوہ اور یتیم بھی ایک حد تک حس رکھتے ہین۔ اکثر اوقات وہ چیزین بھی جن مین کسی قسم کی حس نہین ایسی طولانی۔ پُراثر اور جان گزا داستانین سُنا دیتی ہین کہ انسان کو زندگی بے مزہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ ذرا چل کے شہر خموشان کی سیر کرد۔ اُس خاموش آبادی کو دیکھو جو گورغریبان مین بستی ہے۔ نہ اُن مین کسی قسم کی حس، نہ حرکت نظر آتی ہے۔ اور نہ اُنکے ٹوٹے پھوٹے اور اُجڑے ہوے گھرون مین کسی طرف سے کوئی آواز آتی ہے۔ اور آئے بھی تو کیونکر؟ یہان جتنے لوگ ہین سب نے بات کرنے اور لب ہلانے کی قسم کھالی ہے۔ مگر نہین بولتے تو کیا ہوا؟ بے زبانی کی زبان سے اپنی داستانین اور اپنی سرگذشت اس فصاحت کے ساتھ اور ایسے موثر لہجے مین سُنا دیتے ہین کہ ایک دفعہ سُن لیجیے تو زندگی بھر نہین بھولتی۔

موجودہ عہد مین اس زبان خاموشی کے سمجھنے کی بہت کوشش کی گئی اور یورپ کے محقّقون نے انھین سکوت کی اداؤن اور خاموشی کی لوحون کو پڑھ پڑھ کے قدما کی بہت سی تاریخ کا پتہ لگا لیا۔ اہرام مصری ہزارہا سال سے خاموش کھڑے تھے ایوان کسریٰ مت ہاے دراز سے زمانے کی مار کھا رہا تھا اور دم نہ مارتا تھا۔ فراعنہ کی لاشین ایک بیخودی کے عالم مین غافل پڑی تھین۔ اور بابل و نینوا کی اُنھین قدامت کے بہت سے رموز سینے مین چھپائے ادھر اُدھر منتشر تھین۔ ان سب مین شہر خموشان کے رہنے والون کے دفتر مخفی تھے۔ اور سب زبان بے زبانی سے اگلی کہانیان سُنا رہے تھے۔ سننے والون نے سُنا۔ اور زمانے کو بتا دیا کہ اُنکی سرگذشت کیسی جگر گداز اور اُنکی کہانیان کس درجہ دلخراش ہین۔ وہ کبھی کیا تھے

اور آج کیا ہیں - کیسے تھے اور کیسے ہو گئے -

گورِ غریبان والوں کی زبان بے زبانی کو موجودہ محقق و مجتسس جس عنوان سے سمجھے ہیں یہ نیا جداگانہ عنوان ہے - اُمخون نے انکی تحریرین پڑھیں - اُن کی عمارتوں کو دیکھکے قیاس دوڑایا - اور اُنکے حالاتِ زندگی دریافت کریے - لیکن ہم صرف اُنکے دلوں کو دیکھتے ہیں - اور جس وقت کان لگاتے ہیں کچھ اور ہی بیان سنتے ہیں - اُنکے بکسانہ سکوت میں جو حسرت وانذوہ چھپا ہوا ہے - اور اُن کے سنسان مسکن کے سناٹے میں جو آواز سنی جاتی ہے اُسکا مطلب اپنی طبیعت اپنے مذاق اور اپنی حس کے موافق ہر شخص جدا سمجھتا رہا ہے - دنیا والے کیسے ہی عشرت پرستیوں میں مبتلا ہوں جب ان خواب مرگ کی غافل نیند سونیوالوں کے خاکستری خوابگاہ پر پہونچتے ہیں ممکن نہیں کہ دو گھڑی کو اپنی خوشیاں نہ بھول جائیں اور ان خاموش و صامت فصیح البیانوں اور عالم بے زبانی کے جادو بیانوں کی داستانِ غم سن کے اس درجہ متاثر ہوتے ہیں کہ زندگی کے تمام لطف اور کامیابی و دولتمندی کے سب مزے انھیں خواب مرگ والوں کی طرح خاک میں ملجاتے ہیں -

اک روز گیا میں گورِ غریبان میں دیکھو
یعنی جہان بزرگوں کا اکثر مزار ہے
دیکھا کہ ایک قبر پہ نرگس ہے سرنگون
پوچھا میں اُس سے یون کہ تو کیوں شرمسار ہے
گردن جھکا کے بولی یہ وہ زار و ناتوان
ہان یہ بھی گردشِ فلک و روزگار ہے
کہنے لگی عزیز تو نرگس نہ مجکو جان
آنکھیں میں اُسکی ہوں کہ یہ جسکا مزار ہے

اُمید و آرزو

شام کے قریب جب آفتاب پہاڑیوں سے اپنا سنہرا زیور چھیننے کو ہوتا ہے اور انکی خوشنما چوٹیوں پہ قوس قزح اپنی ایک روشن اور رنگ برنگ محراب قائم کر دیتی ہے اُسوقت اے خوبصورت خوبصورت پہاڑو تمھاری یہ خوشنما سورج کے نلائی رنگ میں رنگی ہوئی چوٹیاں جو آسمان سے جا ملی ہیں ا... کی مشتاق و پُرجوش نگاہوں اور اہل بصیرت کی خاموش و غائر نظروں معلوم ہوتی تھیں؟ اور کیوں ایسی دلکش و دلفریب ہوتی ہیں کہ ہ...

تمھاری طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

اے اندھیری رات مین تاریک سطح فلک کے چمکدار بیل بوٹو جو کسی برہم مزاج معشوقہ کے زیور کی طرح ہر طرف بکھرے پڑے ہو۔ جن کی آب وتاب کو قرب وبُعد۔ یا دنیا والون کے دود آہ۔ یا چشم فلک کے آنسو دن یعنی شبنم نے کہین دُھندلا اور ماند کیا ہے اور کہین بہت زیادہ روشن اور شفاف بنا دیا ہے۔ باوجود اپنی ان بے ترتیبیون اور ان مختلف حالتون کے کیون ایسے بھلے اور دلچسپ معلوم ہونے ہو کہ ہمین اور ہمارے پیارے ہم صحبتون کو بے تمھارے کسی بات مین لطف نہین آسکتا؟

اے شبہاے وصال کے خاموش دہمنین راز دار چاند! باوجودیکہ تیرا یہ گول اور دو عذارسہ کسی چیچک روکا پُرداغ چہرہ بنا ہوا ہے۔ ایک مہینے مین تو عروج و زوال اور ادبار و اقبال کی تصویرین دکھا دیتا ہے۔ مگر تجھ مین کیا خوبی ہے کہ بے تیرے ہمارے کلبہ ہاے احزان تاریک ہین۔ اور جب تک تو اپنی نازک کرنون سے پیارے چہرون کی مشاطہ گری نہ کر رہا ہو ہماری عیش و عشرت کی صحبتین اور وصل و کامیابی کی راتین بمزہ اور پھیکی ہین۔

وہ مرغزار جو قریب ہی اپنی فضا کی بہار دکھا رہا ہے۔ وہ خوبصورت اور تروتازہ چمن جنسے رنگ برنگ پھول ہم سے بالکل قریب کھلا رکھے ہین اُنکے مقابل مین وہ کرارے اور گھاٹیان جو دُور کے دھندلکے مین کچھ کچھ چھپے ہوے ہین باوجود غیر مسطح سنسان اور وحشتناک ہونے کے کیون دلکش اور بھلے معلوم ہوتے ہین۔

بس سوا اسکے کچھ نہین کہ یہ صرف بُعد اور دوری ہے جو ایک طرف ہماری نظر پر جادو کرتی ہے۔ ہمارے دلون مین شوق کی گدگدی و بیخودی پیدا کرتی ہے۔ اور دوسری طرف اجرام فلکی کے عیوب اور نقصانون کو روشنی کے دامن مین چھپاتی اور گھاٹیون کو اپنی خوشرنگ نیلگون چادر اُڑھاتی ہے۔

قدرت نے جس طرح اس محسوس منظر پر ہماری دلفریبی کے لیے ایک جادو کر رکھا ہے۔ اور ہمارے پیش نظر میدان کو ایک عجیب صحرائے طلسم بنا رکھا ہے۔ اسی طرح جب ہم زندگی کی نہ ناپی ہوئی سڑک پر موعودہ خوشیون کا اندازہ کرنا شروع

Marfat.com

کرتے ہین تو وہان بھی ہماری کچھ ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی سحر اُدھر بھی ہماری نظر اور ہمارے خیال کو عجب عجب بھلاوے دیتا ہے۔ وہان بھی ہر تیرگی اور دھندلکے مین پڑا ہوا منظر۔ ہر دوری کے دھوئین مین چھپی ہوئی امید و آرزو۔ بہ نسبت تمام موجودہ اور سامنے کی چیزون کے ہماری زیادہ دلفریبی اور زیادہ دلربائی کرتی ہے۔

ایسا ہی دھوکا ہمین اُسوقت ہوتا ہے جب ہم آیندہ حالتون کو چھوڑکے گذشتہ واقعات کی جانب خیال لیجاتے ہین۔ اور سامنے کی طرف سے منہ پھیر کے پیچھے کی طرف دیکھنا شروع کرتے ہین۔ اُدھر بھی اگرچہ قریب ہی بہت سی خوبیان اور لطف موجود ہین مگر نظر اُن کی زیادہ قدر نہین کرتی۔ اور ہر خیالی صورت جسے قوت متخیلہ نسیان کی تیرگی سے نکال کے آنکھون کے سامنے قائم کرے اپنی اُس دوری کی جگہ پر عجب قدرتی لطف اور دلفریب خوبیون کے ساتھ نمایان ہوتی ہے۔

یہ کون سا ہوشیار باغبان ہے جسنے ہر جانب ذرا دور ہٹ کے نظر کے آگے ایک نزہت افزا اور مسرت بخش باغ لگا رکھا ہے؟ کون جادوگر ہے جسنے ہر طرف خیال کے راستے مین صحرائے طلسم قائم کردیے ہین؟ اور وہ کونسی زبردست قوت ہے جو محو ہوجانیوالی نگاہ کو آیندہ کی ظلمت اور گذشتہ کے دھندلکے کی جانب نہایت ہی ذوق و شوق اور مسرت و بیخودی سے متوجہ کرتی ہے؟ کیا یہ عقل و دانائی کی برکت ہے؟ نہین۔ عقل باوجود اپنی تمام خداداد قوتون کے ہمین آیندہ کی خوشیان دکھاکے ہرگز مست نہین کرسکتی۔ اور نہ گذشتہ کی ظلمت مین وہ کرشمے پیدا کرسکتی ہے جو ہمین اپنی طرف محو کرلیا کرتے ہین۔ عقل انسان کی قسمت کو اکثر تاریکی ہی مین رکھتی ہے۔ اُسکا دھندلا اُفق بہت ہی تنگ و محدود ہے۔ اور ایک بالشت سے بھی زیادہ نہین۔ اگر کوئی خیالی صورت کھینچ کے وہ نظر کے سامنے لاتی بھی ہے تو وہ اصلی اور نیچر کے ہاتھ کی کھنچی ہوئی ہوتی ہے اور اس قدر ضرورت سے زیادہ پکی ہوتی ہے کہ ہمارے مذاق کے لیے سخت ہے اور ایسی کہ ہمین اُس سے کوئی مسرت نہین حاصل ہوسکتی۔

پھر یہ کون سا ساحر ہے جو دور کی چیزون کو بمقابلہ نزدیک کی چیزون کے زیادہ بھلا اور خوشنما دکھاتا ہے؟ یہ اُمید ہے۔ جو دور کے کنجون مین ہوتی ہے اور اُن باغون مین سیر کرتی ہے جو ہم سے بہت فاصلے پر ہین۔ پیاری اُمید! تجھی مسرت افزا آسمانی

خوشی تیرے ہی ساتھ ہے۔ تو بعید سے بعید اور مدتون کے سوئے ہوے جذبات کو اُٹھا جگا کے بٹھا دیتی ہے۔ تیرا جادو زندگی کو ایسا فریفتہ کر لیتا ہے اور تیرے دامن مین ایسے دلچسپی کے سامان دکھاتا ہے کہ ہمارے دل کا ہر غافل سے غافل جذبہ چونک کے مسرت کی تجودیان ظاہر کرنے لگتا ہے۔ اور تیری آہٹ پاتے ہی ہمارے تمام قوے اُچک اُچک کے اور انگوٹھون پر کھڑے ہو ہو کے اُس دور کے سامان عشرت کو دیکھنے لگتے ہین۔ وہ تیرے حکم کے تابع اور تیرے اشارون کے منتظر ہو جاتے ہین۔ اور خوشی کے راستون اور شان و شوکت کی دلچسپ شاہراہون پر جدھر تو اشارہ کرے فوراً چلنے لگتے ہین۔

اے قدیم الایام سے انسان کا ساتھ دینے والی اُمید! جس وقت میدانِ جنگ مین حریف فوجین آئین۔ انسان اور فطرت دونون نے اپنے زوال کا مرثیہ سُنانا شروع کیا۔ نحس و نامبارک سیارے ہر قسم کی موت اور ہر طرح کے غم زہر آلود تیرون کی طرح زمین پر پھینکنے کو آمادہ ہوے۔ قتل و خون کے فرشتے نے اپنی آستینین چڑھائین۔ اور لڑائی کا دیوتا اپنی آتشین گاڑی مین خونی اژدھے جوت کے چلا۔ امن و رحم میدان سے نکال دیے گئے۔ اور ہوا کے غیر محسوس بازوؤن پر سوار ہو کے وہ پھر آسمان کو واپس روانہ ہوے۔ اُسوقت بے یار و مددگار اور ظالم و گنہگار دل کو ہر چیز نے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اے سحر آفرین اُمید تو اُسوقت بھی باقی تھی اور بڑے استقلال کے ساتھ انسان کا ساتھ دیے رہی تھی۔

اے ہمایون فال امید! تیرے دلچسپ باغ مین ہر محنت اور مشقت کے لیے تر و تازہ ہار پیدا ہوتے ہین۔ تیری مرجع عام خانقاہ سے ہر غم اور صدمے کا تعویذ ملتا ہے۔ تیری ہی روح افزا ولچسپیان پہاڑ سی گھڑیون اور نہ کٹنے والی منزلون مین موسمی گرمی اور دھوپ کی تپش سے بچانے کے لیے پاشکستہ غریب الوطن کو ہری اور سر سبز ٹہنیون کے سائے مین پہونچاتی ہین۔ اور وہان جس طرح شہد کی مکھی اپنے پرون سے ایک نغمہ سناتی ہوئی آتی ہے اُسی طرح وہ تمام راحت دہ اور اطمینان بخش قوتین جو تیری خادمہ ہین اُسے آکے سُلاتی اور تسلی و تشفی کے خواب دکھاتی ہین۔

اے فرشتۂ زندگی! تیرے سریع السیر بازوؤن پر سوار ہو کے۔ اور تیرے غیر مرئی تخت پر بیٹھ کے انسان دنیا کے سنسان صحرا و جنگل اور سمندر کے وحشتناک و متلاطم

مقامات طے کر جاتا ہے - تیرا تخت سلیمان کبھی اُسے کشمیر کے قدرتی تختہ ہائے گل کی بہار دکھاتا ہے - اور کبھی قاف کی ہیبت ناک وادیون کی سیر کراتا ہے - وہ جہان جائے تو اُسکے ساتھ رہتی ہے اور تسلیان دیتی ہوئی لیجاتی ہے - دیکھو وہ کپتان اپنے جہاز کو موسم سرما کی کپکپا دینے والی ہوا کے جھونکون کے ساتھ ساتھ اُن مقامات کی طرف لیے جاتا ہے جہان انسان کا کبھی گذر نہین ہوا - اٹلینٹک کی موجین نہایت ہی پُر خطر اور روح فرسا جھولا جھلا رہی ہین - افق شمالی کا خوفناک ستارہ ابر کے تخت پر سے کرنون کی نورانی جھنڈی ہلا رہا ہے - اور سرد مہر دیو جو قطب شمالی کے سنسان فضا پر حکمران ہے اسکی قلمرو قریب ہوتی جاتی ہے -

اب ہمارا دریائی مسافر اور آگے بڑھ گیا - اور اُس سرزمین پر ہے جہان گرمی موسم کبھی شاذ و نادر ہی اپنی خوشیان لاتا ہے - آدھی رات کی سردی اُس جگہ سے جہان دائمی برف ہمیشہ محو خواب رہتی ہے ٹھنڈے ٹھنڈے اور نیڈے مین پوست جلانے والے جھونکون کو چارون طرف روانہ کرتی ہے جو کبھی بیرنگ کی چٹانون سے پھسلتے ہین اور کبھی جزائر گرین لینڈ کی سیر کرتے ہین - اُسکے سنانے کے ساتھ ساتھ تمام اُونل آسکا کے بھیڑیون کی لمبی لمبی مہیب آوازین ایک گرج کی شان سے جنگل اور سمندر کی لہرون پر دور دور تک دوڑ جاتی ہین - یہ مصیبتین اور یہ تکلیفین ہین جن مین ہمارا غریب طوفان زدہ مبتلا ہے - اے کشمکش مسافر دریا - واقعی تو آفتون مین گھرا ہوا ہے - چٹانین - لہرین - ہوائین - اور برف کے بڑے بڑے پہاڑ تیرے جہاز کو گھیرے ہوئے ہین - ہر طرف سے بیکسی کی مہیب صورتین نظر آرہی ہین تیرا دل غمگین ہے - تیرا گھر دور ہے - اور یار و احباب جدا ہین - الغرض سب نے ساتھ چھوڑ دیا - مگر امید یہان بھی موجود ہے - تیری دلچسپی کے لیے اُسکی روشن شعاعین تیرے دل مین مسرت پیدا کرتی ہین - تیرا دل بیٹھا جاتا تھا مگر امید اپنے عجیب عجیب جادو بھرے نغمے سنا سُنا کے اور روشنی کی نرم و نازک انگلیون سے گدگدا گدگدا کے اُسے اُبھار رہی ہین - جس طرح وہ آسمانی روشنی جو صرف شمالی ممالک مین نظر آتی ہے یکایک تارون بھرے آسمان کو جگمگا دیتی ہے اُسی طرح امید کا خیال اُس آفت نصیب کے متردد اور فکر مند دل مین آسائش و اطمینان کی گرمی پیدا کرتا ہے -

Marfat.com

امید اس موقع پر کیا کرتی ہے؟ وہ یکایک اُسکا رُخ پیچھے کی طرف پلٹ دیتی ہے آنکھون پر اپنی طلسمی دوربین لگا دیتی ہے۔ جس مین وہ دیکھتا ہے کہ سوادِ وطن کی پہاڑیان سرسبز و فرحت بخش سرزمین مین سر اُٹھائے کھڑی ہین۔ اُسکا لبِ آب مکان اپنے آرام اور امن و امان کو پیش کر رہا ہے۔ چھوٹی سیر کرنے کی کشتی اپنے چھوٹے بادبان کے ساتھ پانی کی نازک موجون پر حرکت کر رہی ہے۔ وہ وطنی جنگل جسکے لطف زندگی بھر نہ بھولین گے آنکھون کے سامنے ہے۔ درختون مین کلیان آ رہی ہین۔ یہ سمان دیکھا تھا کہ ہمارا آفت نصیب غریب الوطن ہوا کے تیز پرون اور خیال کے تخت پر سوار ہو کے اور آگے بڑھا۔ اُس وطنی ساحل پر جا پہونچا جسے آہ کر کے اور آنکھون سے آنسو گرا کے چھوڑا تھا۔ اب سارے غم اور تمام فکرین اُسکے دل سے دور ہین۔ شوق کی بیخودی مین بڑھتا چلا جاتا ہے۔ قدم قدم پر مانوس صورتین ملتی ہین۔ اور جو جو بڑھتا ہے پیارے محبت بھرے چہرون سے دوچار ہوتا ہے۔ آخر جاتے جاتے معشوقہ کا بشاش چہرہ اور کھلا ہوا آغوشِ شوق ملتا ہے۔ دوڑ کے لپٹ جاتا ہے۔ دیر تک لپٹا رہتا ہے۔ اپنی مصیبت کہتا ہے اور گورے گالون سے آنسو پونچھتا ہے۔ پھر خوش ہو کے بچون کو گود مین اُٹھاتا ہے۔ اُنھین پیار کرتا ہے اور دل کو پوری ٹھنڈک حاصل ہو جاتی ہے۔ آہ! اے پیاری اُمید! یہ صرف تیری جلوہ گری تھی۔ اور سوا تیرے کون ہے جو ایسے حرمان نصیبون کو تسلی دے سکے؟۔

اے فرشتۂ امید! صرف اتنا ہی نہین کہ تو غم و الم کی حالت مین تسلی دیتا ہے بلکہ تجھی سے دلون مین اُمنگین اور حوصلے پیدا ہوتے ہین۔ ہمت بندھانا اور ترقی کا جوش دلانا تیری ہی توجہ کی برکت سے ہے۔ جوانی کے روشن اور پُر آرزو دنون مین جبکہ نہ کسی قسم کی فکر ہے اور نہ کوئی تردد تو ہمت کے فرشتے کو ساتھ لیکے ہمارے سامنے کی بلندی پر نمایان ہوتی ہے۔ اور سنہری جھنڈی ہلا ہلا کے ہمارے دلون کو اُبھارتی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی تیرا ہاتفِ غیب کہنا شروع کرتا ہے کہ "جا! آرزومندیے جا! اور شہرت کے ناپیدا کنار میدانون مین ناموری و عزت کو ڈھونڈھ۔ دیکھ! سکندر کہان سے چلا ہے اور اُسکی پیر فتین کہان اُڑ رہی ہین؟ تیمور کہان سے اٹھا ہے۔ اور کس سرزمین مین شہرت و اُلوالعزمی کے جھنڈے گاڑ رہا ہے؟ عرب کے ابنائے بادیہ توحید

کے نعرے بلند کرتے ہوئے کہاں سے نکلے ہیں اور کہاں کہاں پھیل گئے ہیں؟ افلاطون اور ارسطو نے علمی جستجو میں تگ و دو کرتے کرتے کیسا روشن و نمایاں تاج اپنے سر پر رکھ لیا ہے؟ فارابی و ابن سینا اور طوسی و رازی اپنی جانکاہی و مشقت کی بدولت ناموری کے کس اعلیٰ شہ نشین پر جا بیٹھے ہیں۔ غور کر کہ بنی اسرائیل نے وادی تیہ کی خاک اُڑاتے اُڑاتے کیسی وادی پُر فضا اور کیسی زمین بہشت آئین ڈھونڈھ نکالی ہے؟ کولمبس نے متلاطم سمندر کی مار کھاتے کھاتے کیسی سرسبز و شاداب اور نزہت بخش و دولت خیز نئی دنیا کا پتہ لگا لیا ہے۔ لہذا تو بھی اُٹھ! ان ناموریوں کو پیش نظر رکھ اور بلند اُلوالعزمی و شہرت کا تاج حاصل کر۔" واقعی اے ہمت بندھانے والی امید! دنیا کی ساری ترقیاں تیری ہی بدولت ہیں۔ اور وہ تیرے ہی پیدا کیے ہوئے ولولے ہیں جنھوں نے اس سطح خاک کو اس لطف و دلچسپی کے ساتھ آباد کیا ہے۔

اُس ننھے سے بچھونے پر اُس ننھے سے خوبصورت بچے کو سوتے دیکھ رہے ہو؟ بد نصیب مصیبت زدہ ماں کس سکوت و خموشی کے ساتھ پاس بیٹھی کس درد ناک نظر سے دیکھ رہی ہے؟ بچے کو نہ کوئی خوشی ہے نہ غم۔ آرام سے سو رہا ہے۔ ماں محبت کی نظروں سے اُسکی صورت دیکھ رہی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے یکایک اُسکے غمناک چہرے پر ایک ہنسی نمایاں ہوئی ہے۔ اور ان الفاظ میں اُسے یہ سراپا اُمید لوری دینے لگی ہے۔

"سو! اے باپ کی تصویر سو! کبھی تجھے کسی بات کا غم نہ ہو۔ اور نہ اُن مصیبتوں سے سابقہ پڑے جنھوں نے تیرے باپ کے اور میرے دل کو چاک چاک رکھا۔ تو بھی اپنے باپ ہی کا سا گورا اور لائق ہوگا۔ نہیں اُس سے بھی اچھا۔ تیری شہرت تیری لیاقت اور آخر میں تیری محبت اُسکے دردمند دل کو سارے غم بھلا دیگی۔ اور تیرے دم سے مجھے اتنی خوشیاں حاصل ہونگی کہ دنیا کی تمام گذشتہ تکلیفیں اور مصیبتیں بھول جائیں گی۔ اور سب کے آخر میں جب میں تجھ سے اور دنیا سے رخصت ہو کے اُس مولسری کے درخت کے نیچے خاک کو اپنا بچھونا بناؤں گی تو اے میرے خوبصورت پیارے سو گوار تو کیا شب لحد پر آکے میرے دل کو تسلی نہ دیگا؟ میری یاد تازہ ہو جانے سے شام کے دُھندلکے میں میرے اُس زیر خاک بچھونے کے پاس کھڑا ہو کے دو آنسو

نہ گرائیگا؟ اور میری محبت و مصیبت کو یاد کرکے ایک ٹھنڈی سانس نہ لیگا؟"

اے پیاری اُمید! ہمیں جب کبھی قسمت کی بُرائیان اور انسانی صدمات و آلام کا خیال کرکے رنج ہوتا ہے تو ہم تیری مدد سے انقلاب عالم کے پہیے کو دیکھنے لگتے ہین اور گذشتہ واقعات سے آیندہ کے لیے سبق حاصل ہوتا ہے۔

بیسوین صدی

ہر برس کی ابتدا مین یا اُسکے خاتمے پر لوگ زمانے کے معمولی تغیرات کو محسوس کرکے بڑے بڑے مضامین لکھتے اور طرح طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہین۔ برس یا آفتاب کے گرد زمین کا ایک پورا دورہ ہر قسم کے سامان اہل عالم کو دکھا دیا کرتا ہے۔ اُس مین خوشیان بھی ہوتی ہین اور غم بھی ہوتے ہین۔ عیدین بھی آتی ہین اور محرم کے حسرتناک دنون سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ فکرون اور پریشانیون کی گھڑیان بھی آتی ہین۔ دو اطمینان و فارغ البالی کی ساعتین بھی آکے لطف دکھاتی ہین۔ لیکن بجز اُن اتفاقی و ناگہانی آفتون کے جو ہمیشہ بے خبر کیے مرگ مفاجات کی طرح آجاتی ہین۔ یا اُن خوشیون سے جنھین محض اتفاقی ہونے کی وجہ سے انسان نعمت غیر مترقبہ خیال کرتا ہے عام معاملات مین ہمیشہ یہی خیال رہتا ہے کہ بارہ مہینے کے بعد پھر یہی اور ایسا ہی اچھا یا بُرا دن نصیب ہوگا۔ اگرچہ بعض سن رسیدہ یا موت کی گھڑی سے ڈرنیوالے اکثر کہہ اُٹھتے ہین

تا سال دگر کہ خورد و زندہ کہ ماند

گر پھر بھی اُنھین زندگی اور اس منظر کے دوبارہ دیکھنے کی ایک حد تک اُمید ضرور ہوتی ہے۔ اور اسی امید کے سہارے پر ہم بھی ہر شروع سال کے وقت یا ہر برس کے ختم ہونے کے زمانے مین آیندہ کی بہت کچھ امیدین ظاہر کر دیا کرتے ہین مگر افسوس فی الحال اس موقع پر یا یون کہیے کہ ۱۹۰۰ء کے خاتمے پر ایسا انقلاب عظیم نظر آتا ہے اور زمانہ ٹھوکرین کھلاتے کھلاتے ہمین ایک ایسے تغیر کا سمان دکھا رہا ہے جسکے بعد پھر ایسی گھڑی دیکھنے کی کسی کو اُمید نہین ہو سکتی۔ کون کہ سکتا ہے کہ اُس بیسوین صدی کا آغاز دیکھ کے پھر اکیسوین صدی کا آغاز بھی دیکھنا نصیب ہوگا؟ یہ صدی جس وقت ختم ہوگی اُسوقت ہماری ہڈیان بھی خاک ہو چکی ہون گی

قبروں کے نشان بھی خدا جانے موجود ہوں یا نہ ہوں۔ جانتے ہیں کہ نسل انسانی جس طرح آج ہے اُسی طرح اُسوقت بھی ہوگی۔ مگر اُسوقت کی نسل انسانی نے کس قدر ترقی کی ہوگی۔ اور ایجاد و اختراع کی سحر نمائیاں اُسوقت کیا کیا اور کیسے کیسے کرشمے دکھا رہی ہونگی اسے کوئی نہیں جانتا۔ انسانی زندگی برسوں سے وابستہ ہے۔ صدیوں کے ساتھ قوموں کی زندگی وابستہ ہوا کرتی ہے۔ صدی کی ابتدا اور انتہا پر یہ خبر لکھنے اور غور کرنے کے قابل ہوتی ہے کہ کس قوم نے کتنی ترقی کی۔ اور کون قوم تباہ ہوئی؟ کس گروہ کو نیا نیا عروج حاصل ہوا۔ اور کن جماعتوں کا زور و شور اور دور دورہ دامن فنا میں آگیا۔

جس صدی کے حدود میں ہم نے اسوقت قدم رکھا ہے اُسکے حالات اور انقلابات کا اندازہ کرنا ہو تو ہمیں گذشتہ صدی کے کارناموں پر نظر ڈالنی چاہیے۔ ان پچیس تیس کروڑ آدمیوں میں جو ہندوستان میں آباد ہیں کتنے ہیں جو کہہ سکتے ہوں کہ انھوں نے اُنیسویں صدی کے شروع ہونے کا سماں اُسی طرح دیکھا تھا جس طرح بیسویں صدی کے آغاز کو دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ شاید ایک بھی نہ ہوگا۔ اور اگر بالفرض کوئی پیر فانی مل بھی جائے اور دعوی کر بھی بیٹھے تو اُسکے ہوش و حواس ایسے صحیح نہ رہے ہونگے کہ ہم اُسکی باتوں کا اعتبار کر سکیں۔

مگر محض واقعات دریافت کرنے کے لیے ہمیں کسی زندہ انسان کی ضرورت نہیں۔ ناظرین ہمارے ہاتھ میں ہیں جنکے صفحات گذشتہ تمام صدیوں کے مرقع بنے ہوئے ہیں۔ انھیں صفحوں پر ہم محمد شاہ بادشاہ دہلی کو دیکھیں گے جو اس صدی کے آغاز میں دہلی کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ سلطنت میں اگرچہ بدنظمی ہے مگر ہر جگہ اُسکے نام کی عزت کیجاتی ہے۔ اگرچہ اپنا تاج سنبھالنے کی اُس میں طاقت نہیں۔ مگر بادشاہ بنانا اور تاج بخشی کرنا اُسکا بہت آسان کام ہے۔ لیکن خاتمے پر ہمیں کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ دانایان مغرب سارے سوادِ ہند پر حکمران ہیں۔ آزادی و علم کے ہر طرف ڈنکے بج رہے ہیں۔ اور گویا یہ دنیا ہی دوسری ہے۔

اُنیسویں صدی کی ابتدا میں ہم دیکھتے ہیں کہ راستے پُرخطر ہیں اور ڈاکوؤں کا خوف ہے۔ کچی اور خراب سڑکوں پر تاجروں کے قافلے اور امرا و سرداران فوج کی سواریاں

Marfat.com

بڑی شکلوں اور بدہیئتوں سے گندھی ہیں۔ لوگ رتھوں بہلیوں اور چھکڑوں پر سوار ہیں۔ آہستہ آہستہ اور زمین ناپتے ہوئے جاتے ہیں۔ اور ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں ایک مدت کی بادیہ پیمائی اور صحرا نوردی کے بعد پہونچتے ہیں۔ مگر اب ہم دیکھتے ہیں کہ سڑکیں مضبوط اور پختہ بن گئیں۔ انسان نے اپنی راحت کے لیے وہ سامان فراہم کرلیا جو اس سے پیشتر دنیا اپنی پوری عمر میں نہیں بہم پہونچا سکی تھی۔ شکرموں اور اونٹوں کے عوض ریلوے ٹرینیں ہیں جو تخت سلیمان کی طرح ہوا پر اڑتی نہیں تو ہوا سے باتیں کرتی ہوئی چلی جاتی ہیں۔ اور جس راستے کو انسان مہینوں میں طے کرتا تھا دنوں میں اور برسوں کے راستے کو گھنٹوں میں طے کر رہا ہے۔ جس دشواری سے اس گذشتہ صدی کے ابتدائی عہد میں ہم ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں پہونچتے تھے اُس سے بدرجہا زیادہ آسانی کے ساتھ آج ہم دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں پہونچ سکتے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ کرۂ زمین کے گرد چکر لگا آتے ہیں۔

کاش حضرت مسیح کی طرح کوئی خدا کا مقبول بندہ اس زمانے میں بھی کسی اُنیسویں صدی کے پہلے دس سال کے اندر مرے ہوئے شخص کو زندہ کرکے اُٹھا بٹھاتا تو آپ دیکھتے اور اُسکی حیرت و حالت سے آپ کو کچھ پتہ لگ سکتا کہ اس ایک صدی نے ہندوستان کو کیا سے کیا بنا دیا۔ افسوس اُسوقت کے پرانے بڈھوں کا موجود ہونا درکنار اب تو وہ لوگ بھی خاک میں مل گئے جو سلطنت اودھ کے انتزاع کے بعد شب و روز نوابی و بادشاہی کے انتظار میں زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

سنہ ۱۸۰۱ء میں جس کسی نے جان دی ہو اُسے زندہ کرکے اگر سنہ ۱۹۰۱ء کا تماشا دکھایا جاتا تو واقعی وہ مجنون ہو جاتا کہ یہ وہی ہندوستانی لوگ ہیں یا کوئی اور قوم آکے آباد ہوگئی ہے۔ وہ پرانی قبائیں اور عبائیں۔ پیچ دار درباری پگڑیاں اور چپکنیں سب تشریف لیگئیں اور لوگ خدا جانے کس مُلک کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ زبان بھی وہ نہیں رہی۔ لہجے اور محاورات کا بدلنا درکنار ایسے نئے اور عجیب غریب لفظ زبان میں شامل ہوگئے ہیں جو کسی طرح اُردو سے جوڑ ہی نہیں کھاتے۔

بس یہی حالت اُس شخص کی بھی ہو جو انقلابات زمانہ کا تماشا دکھانے کے لیے بچا لیا جائے۔ اور اُس عہد کی حالت دیکھے جب سنہ ۲۰۰۱ء ہو۔ سنہ ۲۰۰۰ء کے خاتمے پر

Marfat.com

مسیحی دنیا میں لوگوں کو قیامت کا یقین ہو گیا تھا - اور عموماً عیسائی جانتے تھے کہ ولادت مسیح کو پورے ایک ہزار برس گذرتے ہی حشر برپا ہو جائیگا اور مُردے قبروں سے نکل کھڑے ہونگے - مگر اب دو ہزار برس پورے ہونے پر قیامت کا خیال پیدا ہونا درکنار کوئی تعجب نہین کہ انسان اپنی صنعتوں پر فخر اور اپنے کمالوں پر ناز کرتے کرتے خود خدائی کا دعوی نہ کر بیٹھے -

بیشک اگر آج انسان ہوا کی طرح تیز روی سے سفر کرتا ہے تو ایک سو برس بعد فضاے عالم مین اڑتا پھرتا ہوگا - اگر آج آتشباری سے حریف کو تباہ کر دیتا ہے تو ایک صدی بعد برقی قوت کی مدد سے حریف کے ملک کو تہ و بالا اور خاک سیاہ کر سکے گا - سب سے زیادہ ہمین یہ دیکھنا ہے کہ اُسوقت دلگداز بھی ہوگا یا نہین - شاید ہو لیکن ہوا بھی تو ہمین کیا - اسلیے کہ نہ ہم ہونگے اور نہ ہمارے یہ ناظرین - شاید اُس وقت ہندوستان مین ایسے بہت سے کامیاب اور مقبول عام رسالے نکل رہے ہون جنکے سامنے دلگداز کی کچھ اصل و حقیقت نہین - مگر نہین - یہ کہنے کو ہمارا جی نہین چاہتا - ہم امید کرتے ہین کہ یہی دلگداز ہوگا - مگر زمانے کی رفتار کے ساتھ بدلتا اور ترقی کرتا ہوا ہوا اُس مذاق و رنگ مین ڈوبا ہوا جسکی اُسوقت ضرورت و قدر ہوگی - اور غالباً ناظرین کے لیے یہ مژدہ بہت پسندیدہ ہوگا کہ اُسوقت یہ آپ کا مقبول پرچہ پوری طرح پابندی اوقات اور استقلال سے نکلتا ہوگا -

ہُوا

اس دَور کے فلسفی کسی ایسی چلتی پھرتی مخلوق کے بہت ہی کم قائل ہین جو ہوا اور اُنھین نظر نہ آتی ہو - آج کل یہی اصول اور یہی سب سے بڑا عمل ہے جس نے سحر و طلسم کے قلعے ڈھا دیے - جنون اور پریون - بھوتون اور چڑیلوں سب کے نام اس زندہ اور روز بروز ترقی کرتے اور ہوشیار ہوتیوالی دنیا کے صفحے پر سے مٹا دیے - مگر آؤ ہم ایک ایسی چلتی پھرتی شوخ اور چلبلی چیز دکھا دین جسے ان فلسفیون اور اپنے عقلی قیاسون پر خدا کی قسمت کا فیصلہ کرنیوالون نے کبھی آنکھ سے نہین دیکھا - مگر ماننے ضرور ہین - اور کہین نہ مانین اسلیے کہ مجبور ہین -

Marfat.com

فرض کرو کہ ایک مدت کی آرزومندیون اور خدا جانے کتنی حسرت نصیبیون کے کے بعد عشرت کدۂ یار مین کسی کی پیاری صورت دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور پھر اس خوش نصیبی کے ساتھ کہ تنہا ہین۔ نہ کوئی رقیب ہے نہ مخل صحبت۔ پیار نازآفرین چہرہ پُرشوق نگاہون کے سامنے ہے۔ تمناؤن اور آرزوؤن کا ہجوم دل مین ہے اور بیخود کیے دیتا ہے۔ دستِ شوق بڑھنے کی آرزو مین ہیبریان دکھا رہا ہے۔ ادھر آرزومندی دل کو مزہ دار تسلیان دے رہی ہے۔ اور اُدھر چودھوین رات کی چاندنی پھول سے رخسارون کو اپنا غازہ مل مل کے اور چمکائے دیتی ہے۔ ان لذتون اور خلاف اُمید لطفون سے پورا لطف بھی نہین اُٹھانے پائے تھے کہ ایک از غیبی رقیب نمودار ہوا جسنے آتے ہی عجب بے تکلفی اور نہایت ہی شوخی و بیباکی سے نازنین ہم پہلو کے جوڑے کو درہم برہم کر دیا۔ گیسوے مشکین یکایک کھُل کے چہرے پر بکھر گئے۔ اور زلف چلیپا کی چھوٹی چھوٹی لٹین گوری پیشانی اور چاند سے رخسارون پر حرکت کرنے لگین۔ یہ کون تھا؟ کس رقیب مین اتنی جرأت تھی کہ رعب حسن بھی اُسپر اثر نہ کر سکا؟ کس دیوانۂ عشق مین اتنی جرأت ہو سکتی تھی کہ خلوت کدۂ جانان مین بے خبر کیے اور بغیر اجازت لیے گھُس آئے بس یہی وہ چیز تھی جسکو دیکھتا کوئی نہین اور مانتے سب ہین۔ جو "ہوا" کے نام سے یاد کیجاتی ہے۔ اسی سحر نما رقیب کا ایک جھونکا کسی از خود رفتہ اور مجنون عاشق کی طرح سب کی آنکھ بچا کے اندر آ گیا۔ اور نازنین دلربا کی زلفون کے ساتھ شوخیان کر رہا ہے۔ الغرض یہی وہ چلتی پھرتی اور شوخ اور چلبلی چیز ہے جسے آنکھ سے کوئی نہین دیکھتا مگر اتنی مجال نہین کہ اُسکے وجود سے انکار کرے۔

کہانیون مین ایک ایسا روحانی نسخہ مشہور ہے جسکے استعمال سے انسان کو یہ کمال ہو سکتا ہے کہ اُسکو کوئی نہ دیکھے اور وہ سب کو دیکھتا رہے۔ کبھی کسی آدمی کو یہ کمال حاصل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مگر ہوا کو قدرت نے یہ معجزنما قوت ضرور دیدی ہے جسکی بدولت وہ جہان چاہے کر گذرے اور کسی کی مجال نہین کہ ہاتھ پکڑ سکے۔ زلفِ جانان کے ساتھ اسکی جسم گستاخی کا نظارہ گذشتہ سین مین دکھایا گیا ہے اسکے اور کرشمون اور اسکی دیگر شرارتون کا کے دیکھنے ایک بالکل معمولی چیز ہے۔ یہ جب کسی حوروش اور پری تمثال کے ستانے پر آتی ہے تو ایسی ایسی شوخیان کر گذرتی ہے کہ پیارے نازآفرین گھبرا اُٹھتے ہین۔ جو تماشائی

Marfat.com

ہمارے دل میں ہیں اُنھیں بہ ہماری آنکھوں کے سامنے اچھی طرح جی کھول کے نکال لیتی ہے ۔ اور ہم سوا اسکے کہ تماشا دیکھیں اور ترس ترس کے رہ جائیں اور کچھ نہیں کر سکتے نازآفرین نازکبدنوں کی یہ بیکسی و بے بسی بھلا دیکھنے کے قابل ہے کہ کاکل پیچان گورے ہاتھوں سے سنبھلنے نہیں پائی تھی کہ دوپٹہ اُڑا جاتا ہے ۔ ہنوز آنچل اس سنگدل اور شوخ طبع کے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پائے تھے کہ پھولوں کے ہار جو بڑی نزاکت کے ساتھ گلوے معشوقان میں ڈالے گئے تھے اُنکی پنکھڑیاں ٹوٹ ٹوٹ کے اُڑی جاتی ہیں اور کوئی زور نہیں چلتا ۔

اے شوخ و شریر باد تند! تیری یہ دستبرد ہرگز اس قابل نہ تھی کہ ہم سے آشفتہ مزاج تیری ایسی ایسی دست درازیاں دیکھتے اور خاموش بیٹھے رہتے ۔ مگر کیا کریں کہ تو نے وہ الوپ انجن لگا لیا ہے جسکی بدولت تو جو چاہتی ہے کر گذرتی ہے اور ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔ تو ہزار پاس ہو اور خود ہمارے پہلو میں ٹھوکے بتا بتا کے نکلی جاتی ہو مگر ہم تجھے نہیں پکڑ سکتے ۔ صحن چمن میں تیری یہ مجنونانہ شوخیاں کہ نوجوانان باغ میں سے کسی کے پہلو میں گدگدایا کسی کو ڈھکیلا ۔ کسی کو ٹھوکر بتائی ۔ کسی کو تھپیڑا دیا ۔ اور صاف نکل گئی ۔ نوعروسان چمن بینی سنتے کھلے ہوے پھولوں میں سے اسکا منہ چوم لیا ۔ اُسپر دست درازی کر دی ۔ اُسے گلے لگا لیا ۔ اور چلتی پھرتی نظر آئی ۔ ایسی باتیں ہیں کہ ہم دیکھ کے بیتاب ہو ہو جاتے ہیں ۔ مگر افسوس کچھ زور نہیں چلتا ۔ شبہاے غم میں تو تاریکی رہتی ہی ہے مگر تو وہ ظالم ہے کہ شب وصل اور عیش و عشرت کی راتوں کی ہزاروں شمعیں بھی تو نے سر شام ہی سے گل کر دی ہیں ۔ اور جن پر یہ مصیبت کبھی گذری ہے ۔ گورے سراپا ناز چہرے کو پرشوق آنکھوں کے سامنے سے یکایک غائب ہوتے دیکھ کے ایک آہ کر کے رہ گئے ہیں اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکے ہیں ۔

جن مصیبتوں کا کوئی علاج نہ ہو وہ اکثر گوارا ہو جایا کی ہیں ۔ اسی طرح تیری شوخ ادائیاں بھی آخر ہم نے تھک کے قبول کر لیں ۔ اسی قدر نہیں بلکہ یوں کہو کہ ان بدگمان عشاق کو جو اپنے سے بھی بدگمان تھے آخر تیری ان شوخیوں میں جو کسی ماہوش کے چھیڑنے کے لیے تھیں مزہ آنے لگا ۔ افسوس مجبوری کیا جو نہ ہو سبب ہے یہ تھوڑی حیرت کی بات نہیں کہ جن آرزومندوں کے دلرباؤں کو تو چھیڑتی اور

Marfat.com

ستاتی ہے اب وہی تجھے ایک برہم مزاج رقیب خیال کرنے کے عوض اپنا
شریک صحبت سمجھ رہے ہین - اور ایسا شریک صحبت جسکی موجودگی سے صحبت غیر
مین زندہ دلی پیدا ہوتی ہو - اور جسکے بغیر حسن و عشق کی دنیا مین مزہ ہی نہ آتا ہو۔
اب تجھے ایک زندہ دل دوست اور شوخ طبع ہم صحبت ماننے کے بعد ہم
غور کرتے ہین تو نظر آتا ہے کہ فی الحقیقت جب تک تو نہ ہو دنیا مین کوئی لطف
نہین - ہمین بتایا گیا ہے کہ ہر چیز پانی سے زندہ ہے "کل شئی حی من الماء"
گو اس سے انکار نہین کیا جا سکتا - مگر ہماری زندگی اور ہماری دلچسپی کے لیے
اے ہوا تو پانی کیا معنی ہر چیز سے زیادہ ضروری و دلچسپ ہے - مانا کہ قوم لوط
یا قوم عاد کے لیے تو خدا کا غضب بن گئی تھی - مگر ہم تو اپنے حق مین تجھے رحمت
الٰہی پاتے ہین - سانس کے ذریعہ سے تو ہماری حیات کو قائم کیے ہوے ہے
اور تجھ سے ہم ہر گھڑی یہ لطف اُٹھاتے رہتے ہین کہ "ہر نفسے کہ فرو می رود ممد
حیات است و چون بر می آید مفرح ذات" - یہ تیری ایک ایسی برکت ہے جسکی بنا
ہم کہہ سکتے ہین کہ عالم ہستی کی کل کی کوک تو ہی ہے - اور تو نہ ہو تو یہ تمام حس
حرکت ایک گھڑی بھر مین فنا ہو جائے - مگر یہ برکت بھی زندہ مخلوق کے لیے ایک
معمولی چیز ہو گئی ہے - کیونکہ تیری یہ فیاضی سب کے لیے عام ہے - کون ہے جو سانس
نہین لیتا - اور اسی سبب سے بہت کم ہین جو تیری اس برکت کی طرف اپنا
خیال بھی لیجاتے ہون - مگر نہین - اسکے سوا تیری اور ہزارون فیاضیان ہین جنکو
ہم شمار نہین کر سکتے اور شب و روز اُن سے لطف اُٹھاتے رہتے ہین۔

صرف اتنا ہی نہین کہ عارض تابان پر زلف شبگون کو خفیف حرکت دیکے
تو حسن کے عالم مین ایک جان ڈالتی ہے - یا تیری نسیم کے خنک اور ہلکے جھونکے
ہمین یکایک وہ مسرت و راحت بخش دیتے ہین کہ جسکے بغیر ہم دنیا کی کسی چیز سے
لطف نہین اُٹھا سکتے اور جتنی لذتین اور دلچسپیان ہین ہمین وہ بھی تیری زندہ
دلی کی برکت نظر آتی ہین -

ہر قسم کی آواز تیری ہی شہنائی مین ہو کے ہمارے کانون تک پہونچتی ہے
جسکی مدد سے ہم جان فزا نغمے - پیارے گلون کی تانین - نغمہ سنج طیور کے زمز

اور کسی حور وش کی سُریلی آواز سنتے ہین - ہر طرح کی خوشبوئین تیرے تخت پر بیٹھ کے ہمارے دماغ مین پہونچتی اور روح کو تر و تازہ کرتی ہین - اور ہم پھولون کے مہکنے - اور کاکلِ پیچان کے بکھرنے سے نیا لطف اُٹھاتے ہین - یہ طیور جو ہمارے سرون پر منڈلا رہے ہین تیرے ہی کل کے گھوڑے پر سوار ہین - اور ہم جو زمین پر کھڑے ہوتے اور چلتے پھرتے ہین تو تیری ہی گاڑی مین بیٹھ کے - اگر تیری جریب ہمارے ہاتھ مین نہ ہوتی تو زمین کی کشش خدا جانے کن کن بے رحمیون سے دے دے مارتی اور کیسی تھپنیان تباتی - اور تیری بیساکھیون کو بغلون کے نیچے دبا کے نہ کھڑے ہوئے ہوتے تو قدم قدم پر گرتے -

تیری بعض شوخیون کا زمانہ شاکی ہے - اور اکثر لوگ تجھے الزام دیتے ہین - مگر ہمین ان شکایتون کو تو نے خود ہی رفع بھی کر دیا ہے - اور اس خوبی کے ساتھ کہ اسکے بعد تیری شکایت کرنا ناشکری ہے - جن بحری سیاحون اور جہاز رانون نے کبھی طوفان کا ہولناک سمان دیکھا ہے کہتے ہین کہ غریب الوطن مسافرون اور راہ پیما جہازون کا کوئی تجھ سے بڑا دشمن نہین - مگر وہ اس سے بھی انکار نہین کر سکتے کہ تو ہی وہ بامراد ہے جو اُنہین ہمیشہ ساحل تک پہونچایا کرتی ہے - جن صحرا نوردون نے عرب و افریقہ اور راجپوتانہ و دشت قبچاق کی خاک چھانی ہے تجھے وہ بادِ سموم بتاتے ہین جسکا ایک جھونکا بھی انسان کے بھون ڈالنے کے لیے کافی ہے - مگر جب وہ منزلِ مقصود پر پہنچ کے آرام سے بیٹھے ہونگے اور پسینہ خشک ہونے لگا ہوگا اُسوقت خود ہی سمجھ گئے ہونگے کہ وہ بادِ نسیم بھی تو ہی ہے جو دل کی کلی کھلا دیا کرتی ہے - اگر کسی قوم کے جھنڈے کو تو سرنگون گرا دیا کرتی ہے تو تو ہی فتحیاب قوم کے پرچمِ اقبال کو لہراتی ہوئی آگے بڑھاتی ہے - چراغ اگر تیرے کسی سخت جھونکے کی تاب نہ لا کے گل ہو جاتے ہین تو کوئی مضائقہ نہین - اس لیے کہ تیرے ہی دم سے وہ روشن بھی ہین - اور تو نہ ہو تو ایک لمحہ بھر بھی نہ ٹھہر سکین اگر کوئی پھول تیرے تیز تھپیڑے کی تاب نہ لا کے کمھلا کے گر پڑا تو گر پڑنے دو - اسلیے کہ تو ہی خاموش غنچون کو گدگدا کے ہنساتی اور نو عروسانِ چمن کا گھونگھٹ کھولتی ہے -

بادۂ ناب کے دور سے لطف اُٹھانے کے لیے جب ہم بیٹھ گئے ہین تو تو فوراً دوڑ گئی ہے اور اُن گھنگھور گھٹاؤن کو لا کے ہمارے سرون پر چھا دیا ہے جنکی معرفت ہمین خدا کی رحمتین اور برکتین ملا کرتی ہین - ہجران نصیبی کے جگر گداز اور دلخراش لمحون مین

کو قسمت کے حوالے کرکے ہاتھ پاؤن چھوڑ کے بیٹھ رہنے کے مؤید ہین۔

مگر وہ گروہ جو دنیا کے "مزرعۃ الآخرہ" ہونے کا قائل ہے ایسی پست ہمتی اور ایسے معطل محض بنجانے کے خیال کی تائید نہین کرسکتا۔ واقعی جب خدا نے خوشی اور غم کے خزانون کو یکسان طور پر مملو و معمور بنا کے ہمین انپر متصرف کیا ہی تو پھر اسکے بعد یہ کہنا کہ ہمین غم زیادہ دیا گیا ہے بظاہر ایک ناشکری کا سا خیال ہی۔

سچ یہ ہے کہ ہمین خوشی یا غم ان دونون مین سے جو چیز نصیب ہوتی ہے وہ خود اپنے ہی ہاتھون سے نصیب ہوتی ہے۔ اپنی زندگی کے حالات پر غور کرو۔ اپنی ضرورتون کو نکتہ چینی کی نظر سے دیکھو۔ اور اس بات کو خیال کرو کہ جن چیزون کی احتیاج و ضرورت کے ہم دعویدار ہین، اُن مین سے حقیقۃً کتنی ضروری ہین اور کتنی غیر ضروری۔ دنیاوی تکلفات مین پڑ کے۔ تعلقات کو بڑھا کے۔ اور اپنے حوصلون اور اپنی آرزوؤن کو فضول وسعت دیکے ہم نے اپنی یہ حالت بنالی ہے کہ ہوس کا دامن کسی وقت ہاتھ سے نہین چھوٹتا۔ اور زندگی کی کوئی ایسی گھڑی نہین ہوتی جسوقت ہم کسی ضرورت کو نہ محسوس کر رہے ہون۔

مسرت کیا چیز ہے؟ نہ روپیہ ہے نہ پیسہ ہے۔ نہ عالیشان قصر و ایوان ہین نہ خدم و حشم ہین۔ نہ حکومت و سطوت ہے۔ اسلیے کہ اگر ان چیزون سے حقیقی مسرت حاصل ہوتی تو ہم کسی بادشاہ و امیر کو کبھی ملول و افسردہ نہ پاتے۔ اُنکے دل مین اور اُنکی اُس امیرانہ بلکہ شاہانہ دھوم دھام مین سچ پوچھیے تو ہمارے غمون سے بڑے غم اور ہماری حسرتون سے زیادہ حسرتین موجود ہین۔ جس طرح ایک کوہستانی سلسلہ دور سے تمھین نہایت ہی مسطح۔ پُرفضا اور دلچسپ معلوم ہوتا ہے اور نزدیک سے جا کے دیکھو تو انتہا سے زیادہ غیر مسطح، بہت ہی پُرخطر اور وحشتناک نظر آتا ہی اسی طرح اے غریبی کی زندگی بسر کرنے والو امیرون اور بادشاہون کی سطوت و حشمت اور اُنکے عالیشان قصر و ایوان تمھین دور ہی سے عشرت و مسرت کے امن نظر آتے ہین۔ مگر اُنکے قریب جا کے خود اُنکی جگہ پر کھڑے ہو کے اور انکی اصلی حالت کا اندازہ کرکے غور کرو تو صاف دیکھ لوگے کہ خوشی اور مسرت انکے اس وسیع اور بڑے خزانے مین غم سے بھی کم اور بہت ہی کم ہے۔

اصلی خوشی ایک دلچسپ خیال سے عبارت ہے جو اکثر اُس دل مین زیادہ ہوتا ہے جس مین خواہشین کم ہین ۔ جس قدر تم اپنی خواہشون کا دائرہ تنگ کرتے جاؤگے اُسی قدر تمھاری مسرت بڑھتی جائے گی ہم نے بڑے بڑے اور نہایت ہی عالی مرتبہ اور صاحب حکومت امیرون کو ادنےٰ طبقے کے مزدورون اور مزدورنیون پر حسد کرتے دیکھا ہے ۔ یہ معمولی درجے کے لوگ جنھین تم اپنے فضول اور بیہودہ غرور سے ادنےٰ و کمتر اور حقیر و ذلیل خیال کرتے ہو انکی حالت کا جب اندازہ کروگے تو عام طور پر انھین اپنے سے زیادہ خوش پاؤگے ۔ سعدی کے کلام مین اُس بادشاہ نچانے والے فقیر کا یہ جملہ کہ "آن دم غم نانے بود واکنون غم جہانے" آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ان غریبون کو فقط اتنی فکر ہے کہ قوت لایموت کے لیے دن بھر مین کچھ پیسے فراہم کر لین ۔ جنکے حاصل کرنے کی کوشش مین وہ ہر قسم کی محنت کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہین ۔ پھر اس محنت کے بعد جب شام کو اپنی بی بی بچون مین آکے بیٹھتے ہین تو اُن سے زیادہ مسرور اور خوشحال کوئی نہین ہوتا ۔ انکی محنت اُن مین رات کے آرام کی قدر پیدا کرتی ہے ۔ اور اُس محنت کا حاصل کیا ہوا مختصر سرمایہ انکی فکرین دور کر دیتا ہے ۔ اور یہ دونون ایسی برکتین ہین جنکی بدولت روز شام کو اُنھین وہ اطمینان و فارغ البالی اور وہ خوشی و خرمی حاصل ہو جاتی ہے جو اُن سے زیادہ استطاعت رکھنے والون کو کبھی زندگی بھر نہین نصیب ہوئی ۔

ان لوگون کی حالت دیکھ کے تمھین بخوبی سبق مل سکتا ہے کہ اگر تم بھی اپنی فکرین محدود اور اپنی ضرورتین کم اور اپنی خواہشین دل سے نکال دوگے تو تمھین بھی اصلی خوشی حاصل ہو جائے گی ۔ اس لیے کہ اگر تمھین حقیقت مین خوشی و مسرت کی تلاش ہے تو اُسے امارت کے محل ۔ سلطنت کے دربار ۔ اور ظاہری عیش و عشرت کی صحبتون مین نہ ڈھونڈھو ۔ بلکہ اُسے غریب کے جھونپڑے مین جا کے تلاش کرو ۔ وہ وہین ملے گی ۔ اور اکثر وہین رہتی ہے ۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ خدا کے خزانے مین خوشی کی کمی نہین ۔ وہ وہان کثرت سے موجود ہے ۔ اور ہمین کثرت سے مل سکتی ہے ۔ مگر خرابی یہ ہے کہ ہم مین کے اکثر لوگ اپنی ناسمجھی اور غلط خیالی سے اُسے ٹھیک جگہ جا کے نہین ڈھونڈھتے ۔ اُنکے

دھوکا دینے کے لیے دنیا والون نے شہوت پرستی کی صحبت کا نام محفل عیش رکھ دیا ہے اکثرون کے خیال مین یہی ہوئی ہے کہ خوشی صرف ناز و نعمت کے قصرون - دولتمندی و تمکنت کے محلون - اور جلوت و سطوت کے ایوانون مین رہتی ہے - اور وہین اُسکے ڈھونڈھنے کو وہ جاتے بھی ہین - جسکی بدولت طرح طرح کی ذلتین اُٹھاتے ہین - مغلوب و مقہور ہوتے ہین - جھوٹ بولنے اور خوشامد کرنے پر مجبور ہوتے ہین - اور ان سب خرابیون اور تباہیون کے برداشت کرنے کے بعد غور کرتے ہین تو اپنے دل مین خوشی کا نام و نشان بھی نہین پاتے - اس غلط راستے کو چھوڑ کے اگر غربت کے جھونپڑون - اور بیکسی کے چھپرون کے نیچے دیکھین تو وہ لعل بے بہا ضرور ہاتھ آجائیگا جسکے لیے انھون نے دنیا کے بڑے بڑے عالیشان محل اور زبردست قلعے چھان مارے تھے -

انسان جس وقت اور جتنی دفعہ اپنے دل مین کہتا ہے کہ "یہ چیز ملنی چاہیے" اُسی وقت اور اُتنی ہی دفعہ ایک فکر اور اُسکے ساتھ ہی ایک غم اپنے لیے پیدا کر لیتا ہے - اگر یہ نہ کہے اور اس جملے کے خیال سے اپنے دل کو بچالے تو بہت ہی جلد غم سامنے سے بھاگ جائیگا - اور وہ خوشی مل جائیگی جسے تباہی و پریشانی کے ساتھ ذلتین اُٹھا اُٹھا کے ہر طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہے -

لوگ کہتے ہین اور عام طور پر مشہور ہے کہ "پیٹ کے لیے انسان ذلیل ہوتا ہے - اور اس کی وجہ سے کبھی اطمینان نہین نصیب ہونے پاتا" مگر غور سے دیکھو تو جسقدر سہل الوصول قوت لایموت ہے کوئی چیز نہین - خدا نے چونکہ یہ ایک لازمی خواہش انسان مین پیدا کی ہے اسوجہ سے اُسکے دور ہونے اور بھوک کی ضرورتین رفع کرنے کا جتنا سامان خدا نے پیدا کر دیا ہے اور کسی چیز کا نہین - یہ پیٹ کا دوزخ بھرنے کی خواہش پوری کرنے کے لیے ساری دنیا الوان نعمت کا ایک پر تکلف خوان بنی ہوئی ہے - اگر چاہو تو قدم قدم پر پیٹ بھر سکتے ہو - بہت تھوڑی محنت اور بالکل معمولی درجے کی زحمت اُسکے لیے بخوبی کافی ہو سکتی ہے - غریب و امیر اور بادشاہ و وزیر کے روزانہ مصارف پر نظر ڈالو تو حیرت سے دیکھوگے کہ سب سے کم خرچ اُسی چیز مین ہوا جو صرف پیٹ بھرنے اور بھوک کی آگ بجھانے کے لیے تھی -

ہمین ذلیل کرنے والی اور زیادہ پریشان سرگردان بنانیوالی عموماً ہمی خواہشین

ہین جنکو اس فطری تقاضے یعنی بھوک سے علاقہ نہین - بلکہ وہی خواہشین ہین جنکو تم نے اپنی ہوس پرستیون کے لیے خود ہی تصنیف کر لیا ہے - اُن سے پیچھا چھڑاؤ - اُنکو دل سے بھلاؤ اور دیکھو کہ سچی مسرت اور بے غل وغش خوشی تمھارے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہے -

ہم

کسی نے کسی سے پوچھا " قیامت کس دن آئیگی ؟ جواب دیا " قیامت صغریٰ تو اُس دن ہوگی جس دن تم مروگے - اور قیامت کبریٰ اُس دن ہوگی جب ہم مرینگے " بھلا اس مین کسی کو شک ہو سکتا ہے ؟ نہین - دنیا مین جو کچھ ہین ہم ہی تم ہین - بس اور کوئی نہین - اس صفحۂ ہستی پر حکومت کرنے اور اسکی دلچسپیون سے لطف اُٹھانے کے لیے ہم اگر بادشاہ ہین تو تم وزیر ہو - ہم اگر آفتاب ہین تو تم ماہتاب ہو - اور تمھارا نام بھی صرف مروت یا خاطر سے لے دیا ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے سوا کوئی نہین - تم ہو بھی تو فقط اسلیے ہو کہ ہمارا دل بہلاؤ - ہماری خاطر داشت کرو - ہماری ہمدردی کو آمادہ ہو - اور ہمارا ادب کرو - لیکن اگر تم مین یہ وصف نہین اور تم اُن رعیتون کے سے حقوق تم نہین بجا لاتے تو تم بھی کچھ نہین بس ہم ہی ہم ہین -

صاحبو ہمارے اس دعوے " انا ولا غیری " کو سُن کر منھ نہین بناؤ - ہمین مجنون نہ خیال کرو غور کروگے اور انصاف سے دیکھوگے تو خود ہی سمجھ جاؤگے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہین سچ ہے - اور ہمارے اس دعوے مین ذرا بھی مبالغہ نہین - اس مین کوئی شک نہین کہ ہمارے سامنے تمھاری کچھ ہستی نہین - آخر تمھین کہو کہ یہ دنیا مین جو کچھ پیدا کیا گیا ہے سوا ہمارے کسی اور کے لیے ہے ؟ فطرت کے جذبات ہمارے سینے مین جوش بیخودی پیدا کرنے اور نیچر کے لطف ہمارے دل کو اپنی طرف کھینچکے مسرور کر دینے کے لیے نہین تو پھر کس لیے پیدا کیے گئے ہین ؟

اگر صحراؤن نے اپنی سطح پر سبزے کا فرش زمردین بچھا کے اُسے جنگلی خودرو پھولون سے سجایا ہے تو اس لیے کہ ہم سیر کرنے کو آئین گے - اگر باغون مین مشاطۂ بہار نے نوعروس چمن کو پھولون کا زیور پہنایا ہے تو محض اس غرض سے کہ ہم دو گھڑی کو اُدھر ٹہلتے ہوے نکل آئین اور ان کیفیتون کو دیکھکے خوش ہون - جانفزا وادیون مین اگر نہرین لہراتی اور کسی معشوقۂ بادہ نوش کی طرح قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتی ہوئی بہتی ہین تو اسلیے کہ ہمین بھلی معلوم

ہوتی ہین - اور اُنکے مرکز و منشا کی جگہ پر اگر سر بفلک پہاڑون نے برف کے سفید کپڑے پہن لیے ہین تو اس سبب سے کہ یہ لباس ہمین بہت ہی پُر لطف نظر آتا ہی - کسی دلربا نازنین نے اگر بناؤ سنگار کیا ہی تو اسلیے کہ ہم اُسے بگاڑ دین - او کسی کے حُسنِ جمال مین اگر خدا نے دلفریبی و دلربائی کی شان پیدا کی ہی تو اس لیے کہ ہم اُس سے لطف اُٹھائین -

ہم جہان تک غور کرتے ہین یہی نظر آتا ہے کہ عالم کی یہ ساری خوبیان اور دلچسپیان صرف ہمارے لیے نہین بلکہ ہماری ذات سے ہین - ہم نہ ہون تو دنیا مین کچھ نہین - عشق کی رونق ہم سے ہے - اور بازارِ حُسن کی چہل پہل مین ہماری ہی بیتابیون اور زندہ دلیون کی گرمی ہے - یہ باتین بھی خیر خیالات اور جذبات کی حد تک محدود ہین - اگر واقعات اور موجودات کا مقابلہ کرو تو بھی ہم ہر ایک سے بڑھے ہی رہین گے - ہماری ہی صورت اس قابل ہے کہ حسین سے حسین نازنین اسکی قدر کرین - ہماری ہی سیرت مین یہ کمالات ہین کہ بڑا سے بڑا عالم دانا اگر ہمارا معتقد و معترف نہ ہو تو وہ عالم نہین جاہل ہے - حُسن کا قدردان اگر ہماری صورتِ زیبا کی قدر نہ کرے تو سمجھ لو کہ خدا نے اُسے ذوقِ صحیح نہین دیا - وہ معشوقۂ نازآفرین جسے اپنے حسن و جمال پر انتہا سے زیادہ ناز ہے اگر ہمارے عشق اور ہماری محبت کی قدر نہ کرے تو جانو اُسکا سر پھر گیا ہے -

اور کیونکر نہ ہو؟ عالم مین جو کچھ ہے ہمارے ہی لیے ہے - خدا نے اپنی قدرت کی یہ جو مزہ دار تماشگاہ مرتب کر رکھی ہے اس سے لطف اُٹھانیوالے فقط اکیلے ایک ہم ہی ہین - آسمان کا یہ نیلگون رنگ جس سے گلبدنانِ عالم اپنے دوپٹون کیلیے ایک نظر دلفریب رنگ کا سبق لیا کرتے ہین ہماراہی دل بہلانے کے لیے ہے - آسمان پر یہ آفتاب و ماہتاب ہماری ہی صحبتِ عیش کا چراغ روشن کرنے کے لیے ہین - اور یہ دلفریب تارے محض اس غرض سے ہین کہ انکے نورانی اجرام پر نظر جما جما کے ہم کسی دلربا کی یاد تازہ کر لیا کرین - نسیمِ سحر کے جھونکے اس لیے آتے ہین کہ ہمین فرحت بخشین - اور ابھی چند روز ہوے جو لو کے جھونکے چل رہے تھے وہ بھی اس مقصد سے تھے کہ ہم مین ٹھنڈی اور زندگی بخش ہوا کی قدر کرنے کا مادہ پیدا ہو - مینہ اسی لیے برستا ہی کہ ہماری صحبتِ بادہ نوشی مین زندہ دلی پیدا ہو - اور بجلی اسی غرض سے چمکتی ہے کہ ہم کسی کے گھبرا گھبرا کے سہم جانے کا تماشا دیکھین -

ہم جو کہتے ہین کہ عالم کی ساری دلچسپیان اور خدا کی پیدا کی ہوئی نعمتین ہماری ہی

Marfat.com

لیے ہین - اس مین شاید تمھین شک ہوگا - ہمارے یہ انانیت اور خود پرستی کے دعوے سن سن کے تم ہنس رہے ہو - تمھاری صورت سے کہے دیتی ہی کہ ہمین بیوقوف یا مجنون خیال کرتے ہو - اچھا تو ہم تمھین ایک ثبوت بھی دیے دیتے ہین - دیکھو جبتک ہم جوان تھے، دنیا وی مسرتون سے لطف اُٹھانے کے قابل تھے - اُسوقت تک ان سب کیفیتون مین دلچسپی بھی زیادہ تھی - اور جب سے ہماری طبیعت بجھنے لگی - بڑھاپے نے ہمارے حوصلے پست کرنے شروع کردیے - اُسوقت سے ان چیزون مین وہ مزہ بھی نہ رہا جو پہلے تھا - پھر اگر یہ سب لطف اور یہ تمام نعمتین ہمارے لیے نہ تھین تو ہماری طبیعت کے پست ہوتے ہی بے مزہ کیون ہوگئین؟ اس زمانے کے میلون اور اس دور کی صحبتون کو نوخیز اور نوعمر لڑکے چاہے کتنا ہی دلچسپ بتائین مگر ہمین صاف نظر آرہا ہے کہ ان مین نہ وہ اگلی سی رونق ہے نہ وہ پرانی دلچسپیان ہین - نہ وہ چہل پہل ہے اور نہ وہ زندہ دلی باقی ہے - ہماری عمر کے پرانے زمانے والے جو باقی ہین تم اُن سے چاہے جاکے دریافت کرلو کہ کسی زمانے مین یہ صحبتین کیسی بامزہ اور پُرلطف تھین - اور جب سے ہم بڈھے ہوے کیسی سُست اور افسردہ ہوگئین -

ہمارے حالات اور ہمارا تخلیق عالم کی اصلی غرض ہونا سمجھ جانے کے بعد اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہین ہم ہی ہم ہین - تم دنیا کی ہر چیز کو غور و فکر سے دیکھو صاف سمجھ جاؤگے کہ جو چیز ہم سے جس قدر قریب ہی اور ہم سے جتنا زیادہ علاقہ رکھتی ہے اُسی قدر اچھی ہی - اور اُسے جس قدر ہم سے بعد ہوتا گیا ہے اُسی قدر ادنی اور بیکار ہے - یون تو دنیا مین ہزارہا ملک پڑے ہین جنکی خدا جانے کیسی کیسی تعریفین سُنی ہین اور جنکے حالات کو ہم اطمینان کی گھڑیون مین کس کس طرح مزے لے لے کے سُنا کرتے ہین - مگر تمھین بتاؤ بھلا اُس شہر مین جسمین ہم رہتے ہین جسکو ہمارا وطن ہونے کی عزت حاصل ہی اور اُس مین بھی خاصتہً اُس محلے سے جس مین ہمارا مکان ہی کرۂ زمین پر اور بھی کوئی اچھی اور دلچسپ جگہ ہے؟ - ہر جگہ اور ہر قوم مین طرح طرح کے آئین و قوانین جاری ہین اور نئی نئی رسمون پر عمل کیا جاتا ہے - مگر قبل اسکے کہ ہم اُن قوانین و رسوم کو دیکھین اور انکی نسبت کوئی رائے قائم کرنے کا موقع پائین ہم تم سے کہے دیتے ہین کہ نہ وہ قوانین ہمارے قوانین سے اچھے ہین اور نہ وہ رسمین ہماری رسمون سے اچھی ہوسکتی ہین - یہی حال مذہب کا ہی - دنیا

مین ایک سے ایک بڑا اور زبردست مذہب پڑا ہوا ہے اور جس مین دیکھو خدا شناسی یا
مذہب الٰہیات کے رموز بتا رہے ہین۔ مگر ہمارے مذہب کے سامنے کسی کی کوئی وقعت نہین۔
بس ایک ہمارا مذہب سچا ہے اور سب جھوٹے۔ اب تم اے جاہے جنون کہو یا کفر ہمین
تو نظر آتا ہے کہ خدا بھی وہی اچھا ہے جو ہمارا خدا ہے۔ اور خالق بھی وہی بڑھا چڑھا ہے جو ہمارا خالق ہے
خداوند جل وعلا چونکہ بیچون و بیچگون اور مجرد محض ہے اور اسکی کنہ ذات کو کوئی
مادی شخص سمجھ ہی نہین سکتا۔ لہذا ہر مذہب کو عبادت کے لیے کسی سمت یا شخص کے ڈھونڈنے
کی ضرورت پڑی۔ ہر بانی مذہب نے اسی سمت عبادت کے انتخاب مین ایک خاص قسم
کا کمال دکھایا ہے۔ ہندوؤن نے قوی ہیکل اور بڑے بڑے یا معمول سے زیادہ ہاتھ پاؤن والے
دیوتاؤن کی مورتون کو مرکز و مرجع عبادت قرار دیا۔ یونانیون نے خوبصورت اور صاحب
جمال عورتون کی صورت کو مظہر قدرت مانا۔ آتش پرستون نے نور و نار کو عبادت الٰہی کا
واسطہ قرار دیا۔ یہود ہیکل سلیمانی کو اپنے عقائد خدا پرستی کا مرجع و ماویٰ خیال کرتے تھے۔
مسیحیون نے اپنے خیالات کو صلیب و مسیح مصلوب کی تصویر سے وابستہ کیا۔ اور مسلمان جو شرک
کے کانٹون سے اپنا دامن بچا رہے تھے وہ بھی آخر مجبور ہوے اور کعبے کے سامنے سر جھکا کے
کھڑے ہو گئے۔ یہ سب انتخاب ہوئے مگر ہمین تعجب ہوتا ہے کہ کسی نے اپنی عبادت کے لیے ہمین سمت
عبادت کیون نہ قرار دے دیا؟ اور اپنا سر ہمارے سامنے کیون نہ جھکایا؟ آخر ہمسے بڑھکر
مظہر قدرت اور کون ہے؟

خیر اگر کوئی نہین تو ہم خود اپنی عبادت کیون نہ کرین؟ یہ تو تم نے سنا ہی ہوگا کہ
ہمارا دل خدا کا عرش ہے۔ اور ہماری خارجی تعریفین بھی تم سن چکے۔ پھر ہم سے زیادہ
خدا کی قدرت کا مکمل نمونہ کون ہو سکتا ہے؟ اور یہ جو ہم اپنی پرستش نہین کر رہے ہین
یہ بھی ظاہر مین اور دکھانے کے لیے ہے ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہم اپنی ہر چیز کو جسقدر عزیز
رکھتے ہین۔ اپنی جسقدر قدر کرتے ہین اور جس عنوان سے کہ اپنے مقابلے مین کسی کی ہستی
نہین سمجھتے یہ پرستش ہی کے درجے کو پہونچا ہوا ہے۔

پھر ان ہی حالات کو دیکھ کے اور اپنے ان کمالات پر نظر ڈال کے اگر صوفیون نے
جوش و خروش کے ساتھ "انا الحق" کا نعرہ بلند کر دیا تو کیا برا کیا؟ یا بایزید بسطامی کی
زبان سے کلمۂ "لیس فی جبتی سوا اللہ" نکل گیا تو کیا بری بات ہو گئی؟

مضامین شرر

شرر

Marfat.com